

مشاریح نقشبندیہ کا قدیم ہستند اور مدلل تذکرہ

اُردو

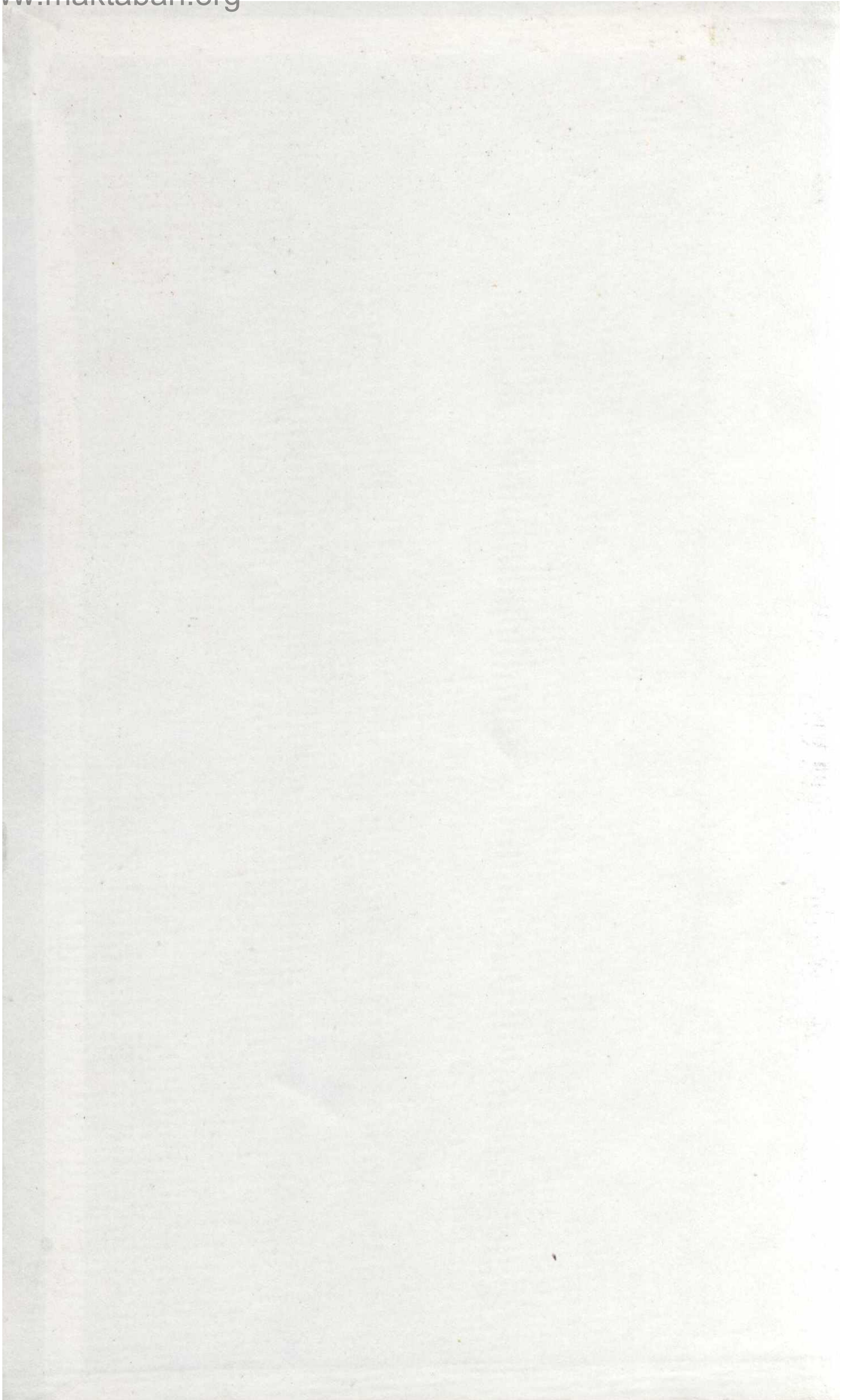
حضرت اقدس

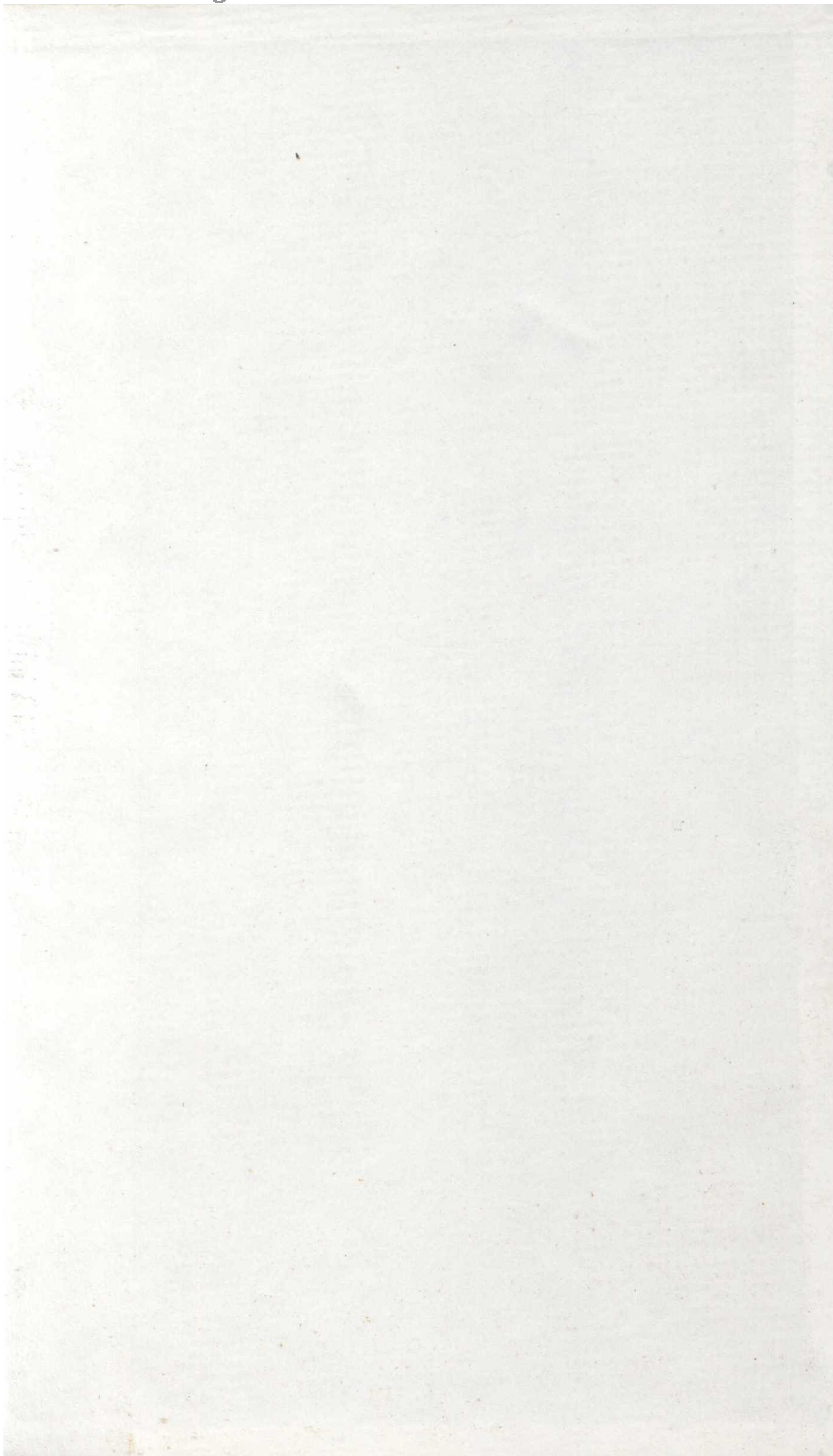
تصنیف لطیف

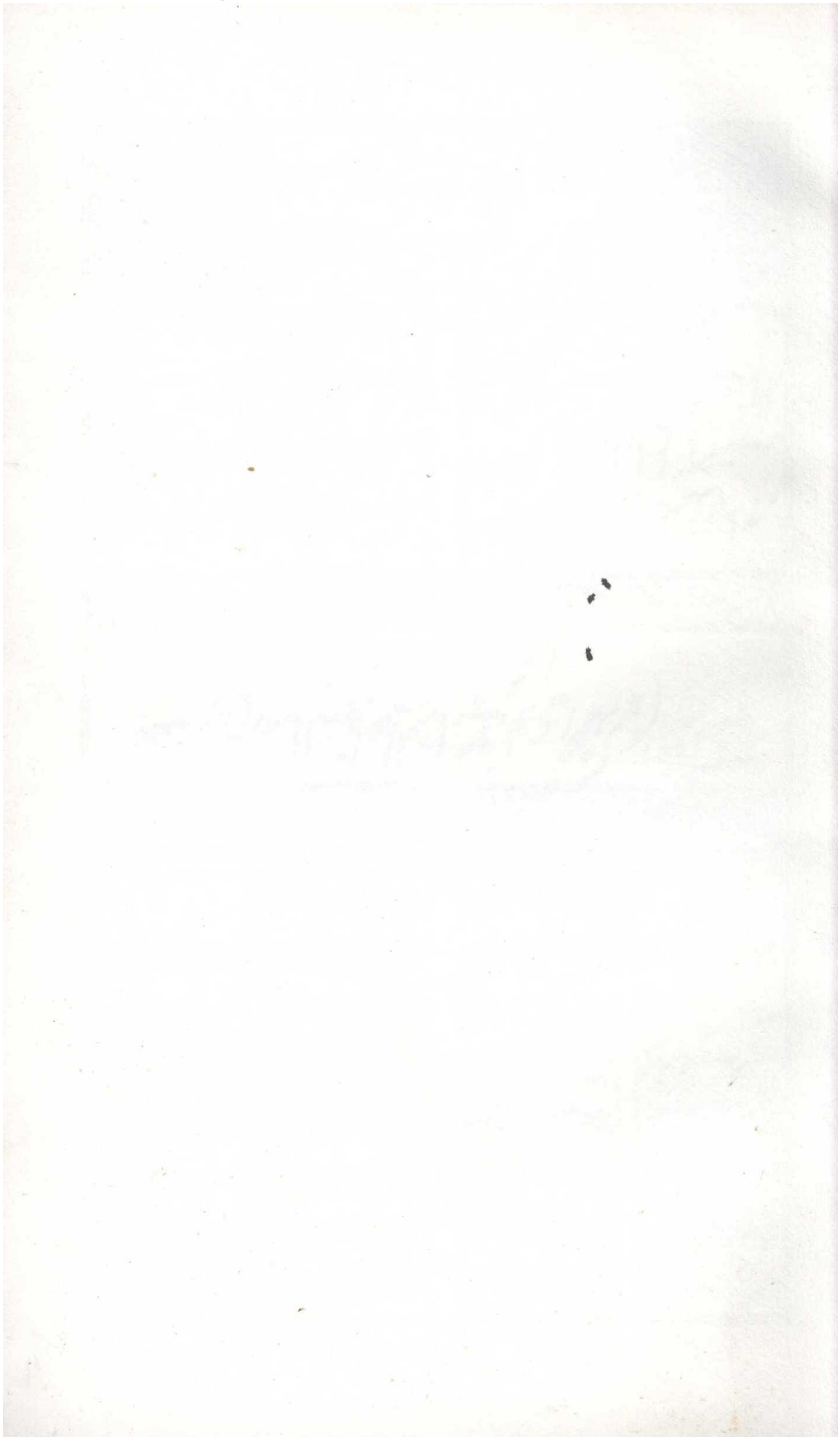
کاشف حقائق علامہ بدر الدین سرہندی رحمہ اللہ علیہ

خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ

قادی رضوی کتب خانہ لاہور







بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَعَدَنَّاكَ



مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
 هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ
 مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
 فَاِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا
 عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
 لِكُلِّ هَوْلِ مِنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
 وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمِ
 وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ اللُّوْحِ وَالْقَلَمِ

مَكْتَبَةُ خَلْفِيَّةُ ۞ قَادِي ضَوْي كُتُب خانہ لاہور

خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تا حضرت خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ
مشارح نقشبندیہ کا قدیم دستاورد نثری تذکرہ

حضرات القدس

اُردو

دفتر اول

تصنیف لطیف

کاشف حقائق علامہ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ

ترتیب و ترجمہ

نقشبندی
خادم اہل اللہ حافظ محمد اشرف مجددی

قادیانوی لکچر ہاؤس

گنج بخش روڈ، لاہور 042-7213575

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں۔

نام کتاب حضرت القدس جلد اول
نام مصنف علامہ بدرالدین سرہندی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
مترجم فقیر حافظ محمد اشرف نقشبندی مجددی
صفحات 816
اشاعت اول 1401ھ
اشاعت دوم 2010ء، 1431ھ
تعداد 1100
زیرنگرانی چوہدری محمد خلیل قادری
تحریک چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر چوہدری عبدالحمید قادری
قیمت 450/= روپے
	ملنے کے پتے

مکمل شبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello: 042-7213575, 0333-4383766

مکتبہ انوارِ مدینہ نور آباد فتح گڑھ سیالکوٹ

فہرست

۷۵	کرامات	حرفِ آغاز
۷۷	حضرت امیر المومنین علیؑ	تعارف
۸۱	نکرامات	مقدمہ
۸۳	حضرت سلمان فارسیؑ رضی اللہ عنہ	حمد و نعت
۸۹	حضرت امام و تسمیٰ رضی اللہ عنہ	سبب تالیف
۸۹	نسبت باطنی، علمی مقام، وفات	شجرہ خاندان عالیفت شہنبدیہ
۹۰	حضرت امام جعفر صادقؑ رضی اللہ عنہ	امیر المومنین اور حسن بصریؑ کی ملاقات
۹۱	نسبت باطنی	شجرہ کا دل و دوم فارسی
۹۱	نسبت صدیقی	فضائل و کمالات خلفاء اربعہ
۹۲	عارف، نصیحت	خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؑ رضی اللہ عنہ
۹۳	توبہ اور عبادت، معاہدہ شفا، وصیت	صدیق و عتیق
۹۴	مراقبہ و محبت، نعم کا علاج، قال کون	ایمان سے پہلے خواب
۹۵	دیدار الہی	دنیا سے بے رغبتی
۹۶	کرامت و وفات	کرامات
۹۷	حضرت بزرگ بصریؑ رضی اللہ عنہ	حضرت امیر المومنین عمر فاروقؑ رضی اللہ عنہ
۹۸	نسبت باطنی، نام اور کمالات	قبولِ عام
۹۹	تلاش حق، شریعت اور طریقت	بیعت، نسب
۹۹	سفر حج و زیارت، کامل	فاروق، لقب کی وجہ
۱۰۰	مخلوق پر شفقت آسان راستہ	کرامات
۱۰۱	اعترافِ قصور	حضرت امیر المومنین عثمانؑ رضی اللہ عنہ

۱۲۹	کرامات	۱۰۲	عائزی، کرامات
۱۳۲	تین خلفاء	۱۰۵	خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۳۶	خواجہ عارف یوگری قدس سرہ	۱۰۶	مقامِ شیخ، صوفی کون ہے
۱۳۹	خواجہ محمد فغوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۷	صدق، اخلاص، بقا اور فنا، وارثِ سول الشہ
"	ذکرِ جہر	۱۰۸	مردِ خدا، ہیبتِ دلی
۱۴۰	درجہ، کرامت	۱۰۹	دنیا، درویش، وارثِ گن، کرامات
۱۴۲	خواجہ علی راہتی رحمۃ اللہ علیہ	"	دین کی خوف، ہمان، نوازی، سب سے بہتر
"	تین سوال	۱۱۱	حضرت شیخ ابوالعلی فارمدی
۱۴۳	ایمان کیا ہے، دعا	"	خطراتِ قلب، زیارتِ دلی
۱۴۴	یار نیک، خودی، دور والے، بالغ	۱۱۲	سمع، امام ابوالقاسم کی خدمت میں
۱۴۵	فقر، محتاج، نہیں، فقیر اور غنی، فقیر اور زسیاہی	۱۱۳	خدمتِ شیخ
۱۴۶	سب کچھ پالیا	۱۱۴	حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۴۷	تجربہ	۱۱۵	سمع
۱۴۸	تجربہ کی قسمیں	۱۱۶	کرامات
۱۴۹	تجربہ معنوی، صحت	۱۱۸	خواجہ عبدالخالق غنی دانی، رحمۃ اللہ علیہ
۱۵۰	حکمت کے چھتے	"	بشارت، حضرت خضر سے سبق
۱۵۱	عہدِ الست، توجہ اور تحفہ، چھلکا اور مغز	۱۱۹	بے نیازی اور خوف
۱۵۲	حق سے ملنا، بازاری	۱۲۰	تسلیم، فراغت، خدمت و محبت
۱۵۳	کرامات	۱۲۱	شانِ اہلِ شہر، وصیتیں
۱۵۸	خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۲	عالم کا عذاب
"	حالات، کرامات	۱۲۵	نماز میں خسوع، محبتِ مخلوق
۱۶۱	خواجہ امیر کلال قدس سرہ	۱۲۶	فنا، نفس، شیطان کی قید
"	پیش نسبت پہلوانی	۱۲۷	کرامت
۱۶۳	خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری قدس سرہ	۱۲۸	حُبِ جاہ

۱۹۰	ایک وقت میں تین جگہ	۱۶۳	نسبت، ولادت، ذکر خفی
۱۹۱	نہر الٹی بہہ گئی	۱۶۴	تربیت، ولایت، فاضل کی انتہا
۱۹۲	خربوزہ، پرواز، حفاظت	۱۶۵	صحبت اولیاء، نقشبند
۱۹۳	بدش گئی، پہاڑ کو سونا بنادوں	۱۶۶	قدرت اولیاء
۱۹۴	باغ سبز، قبر سے جواب، قوالی	۱۶۷	معمولات، خواجہ نقشبند، نماز اشراق و استخارہ
۱۹۵	ٹینیفون	۱۶۸	روزہ اور نماز، حقیقتِ افلاک
۱۹۶	نہر سے خربوزہ، آٹے میں بکٹ، سبک لٹا دیا	۱۶۹	فضل و عمل، بے صفی
۱۹۷	پانی پر پلنا، بارش	۱۷۰	خصوصیت طریقہ نقشبندیہ
۱۹۸	ذکر جہر اور رقص، رکامل گیا، دو بھڑکیے	۱۷۱	ذکر خفی کی حقیقت
۱۹۹	مرنے کی ترکیب	۱۷۲	چار نسبتیں
۲۰۰	امیر بہان الدین	۱۷۳	حکایت
۲۰۱	تصویرِ رخ	۱۷۴	سبب توبہ، تنویریں، وئی نہ پکی
۲۰۲	امیر حمزہ، امیر شاہ ندکس رہما	۱۷۵	حکایت
۲۰۳	امیر عمر، مولانا زلف قدس رہما	۱۷۶	شرابی کی توبہ
۲۰۴	ادب	۱۷۷	امیر کلال کی خدمت
۲۰۵	کھانے کی وقت ذکر، سیلاب رک گیا	۱۷۸	حکایت ادب، قریب راستہ
۲۰۶	شیخ یادگار، شیخ جمال الدین ندکس رہما	۱۷۹	امت مرحومہ، فقر، ولایت
۲۰۷	خواجہ یعقوب چرنی رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۰	طریقہ نقشبندیہ
۲۰۸	حالات	۱۸۱	مراقبہ، مشاہد اور محاسبہ، خواجہ کی توجہ
۲۰۹	کرامت	۱۸۲	توجہ عارف، آئینہ داری
۲۱۰	خواجہ علاؤ الدین غجدوانی ندکس رہما	۱۸۳	نگاہ عارف، شرک، توکل، فیض صحبت
۲۱۱	شیخ سراہدین	۱۸۴	خواجہ کی شفاعت
۲۱۲	مولانا سیف الدین	۱۸۵	توجہ کی برکت
۲۱۳	خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۶	ملاحک کی نماز، لڑکے کی قربانی، تصرف

۲۳۶	مظالم سے رافقی اور ترویج شریعت	۲۱۹	رویت، باری، فنا اور فناء فنا، مرشد
۲۳۸	مولانا محمد اہد و خشتی رحمۃ اللہ علیہ	۲۲۰	سلوک، توفیق، تفریح
۲۵۰	آفتاب پلٹ آیا	۲۲۱	مزارات سے فیض، قرب، جمع و قبول
۲۵۶	مولانا درویش قدس سرہ	۲۲۲	شغل باطنی، دھمایا
۲۵۹	مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ	۲۲۳	واقعہ، خواجہ محمد پارٹا
۲۶۱	تین طالب علم	۲۲۴	صفت برخ
۲۶۳	خواجہ محمد باقی قدس سرہ	۲۲۵	خواجہ عبداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ
۲۶۴	ابتدائی حالات	۲۲۹	حکایت
۲۶۵	دلادت با سعادت، تعلیم، علمی مقام	۲۳۰	مرید، بلند ہمت
۲۶۶	تلاش حق، والدہ کی دعا، بشارت	۲۳۱	بہترین عمل، تاثیرِ حجابات
۲۶۷	خواجہ امکنگی کی خدمت میں	۲۳۲	دو صد سال، امر، مرید، دق، خاموشی
۲۶۸	طلبِ خدا میں سیاحت	۲۳۳	شریعت، طریقت اور حقیقت، کشفِ قبول
۲۷۰	خلافت	۲۳۴	موت کے بعد ترقی، ادب اور حال
۲۷۲	لاہور اور دہلی میں قیام	۲۳۵	نسبتِ شہید یا در تفرقہ، لطافتِ نسبت
۲۷۳	آپک طریقہ، مخلوق خدا پر رحم	"	ہر چیز اپنی ضد سے پہنچانی جاتی ہے
۲۷۴	طریقہ تبلیغ، طریقہ تربیت	"	مردانِ غیب اور عزمیہ
۲۷۵	لاکھ روپیہ ایس، طعام و لباس	۲۳۶	درویشی اور فناء مطلق، وصل، ابرار اور وصل
۲۷۶	کھانے میں احتیاط، غزیت	۲۳۷	انتہائی مرتبہ، تجلی، ہمت
۲۷۷	دوام آگاہی	۲۳۸	ترویج شریعت
۲۷۸	تجلی کی قسمیں، قوتِ ارواح	۲۳۹	ترویج شریعت اور فتح، کوہوں کی جماعت
۲۷۹	وجودِ عدم	۲۴۰	خواجہ میدان جنگ میں ہوائی فوج
۲۸۰	فنا و اتم - اصلاحات نقش بند یہ	۲۴۱	ظالموں سے حفاظت، کرم کی قوت، غلام مل گیا
۲۸۱	توبہ، زہد، توکل، فنا و خست	۲۴۲	شہید اور شراب، سوچ بھر گیا
۲۸۲	عزالت، ذکر، توجہ، صبر، مراقبہ	۲۴۵	ہر بار نئی صورت

۲۸۲	رفنا، سالک ناقص	۳۱۳	حضرت خواجہ عبداللہ قدس سرہ (فرزند خورد)
۲۸۳	رسالہ	"	پیدائش، تعلیم، ارادت و خلافت
۲۸۸	خدمت و زیارت، استعداد کی کمی کا علاج	۳۱۴	شیخ کی نظر میں
۲۹۰	تجلی ذاتی، دوام مراقبہ	۳۱۶	شیخ تاج الدین سنبھلی قدس سرہ
۲۹۱	کشف تبور، ولایت	۳۱۷	خلافت
۲۹۲	ادلیا الشکر گناہ کبیرہ سے محفوظ نہیں ہیں	۳۱۹	حرمین شریفین کی مہری
۲۹۳	جذب و محبت، رویت بالنبصر	۳۲۰	تصویر شیخ
"	حصولِ ذوق و وجدان، حق تعالیٰ کا قرب و اتصال	۳۲۱	خواجہ حسام الدین احمد قدس سرہ
۲۹۴	ارشادِ خلق کے اسباب، مکاشفات اور خطا	"	پیدائش
"	کشف کی ضرورت اور قسمیں	۳۲۲	قطبِ وقت
۲۹۵	توحید ایمان، مراقبہ	۳۲۳	بیعت
۲۹۶	توکل، فضیلت سلسلہ نقشبندیہ	۳۲۴	خدمت و جانشینی، معمولات شفیقت
۲۹۹	تصرف حضرت باقی باللہ	۳۲۶	امیروں کی بے توجہی
۳۰۰	تصرف حضرت خواجہ	"	شیخ الہ داد قدس سرہ
۳۰۱	کرامات	۳۲۹	حدیث حضرات اولیاء
۳۱۰	وصال	۳۳۰	کتابیات
۳۱۲	حضرت خواجہ عبداللہ قدس سرہ (فرزند کلاں)		



نسخہ و نصیحتی علی رسولہ اکرم

حرف آغاز

حضرات القدس محبوبانِ ب العالمین اور دارِ ثانی رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مستند تذکرہ ہے، سبحان اللہ! تذکرہ عارفین و صالحین کا ہوا ورتہ ذکرہ نگار بھی مقبول اولیاء کاملین ہو تو پھر عقیدت و محبت سے یہ تذکرہ پڑھنے والے رحمتِ خداوندی سے کیوں کر محروم رہ سکتے ہیں۔ مَنَزَلُ الرَّحْمَةِ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ (صالحین کے ذکر کے وقت اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے)

مدت سے حضرات القدس کا ترجمہ کم یاب تھا، خدا بھلا کرے صوفی محمد ظفر صاحب (رنگپور) سیالکوٹ کا کہ انہوں نے فقیروں کو حضرات القدس دفترِ اول کے ترجمے کا نسخہ عنایت فرمایا۔ پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ مشائخ نقشبندیہ کی تعلیمت اور ان سے روحانی فیض حاصل کرنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ از بس ضروری ہے اس لیے اہل محبت کو روحانی غذا ہتیا کرنے کے لیے اس کتاب کے شائع کرنے کا غزم کر لیا۔ چونکہ اصل کتاب فارسی میں ہے اس کے حصول کے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا تھا۔ دفترِ اول کے اصل نسخہ کا کہیں سراغ نہ مل سکا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا کہ دفترِ اول کا فارسی نسخہ مولانا عبدالرشید صاحب قاسمی مالک کتب خانہ رشیدیہ لاہور کے پاس بھیج دیا، حسن اتفاق کہ فقیروں کو بھی جلدی معلوم ہو گیا کہ ان کے پاس اصل کتاب آگئی ہے۔ بندہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو مولانا نے بڑی فراخ دلی سے اپنے نسخہ سے استفادہ کرنے کی اجازت دیدی۔ مولانا اس غلم دوستی کی وجہ سے شکر یہ کے مستحق ہیں۔ جزاء اللہ خیر الجزاء۔ قارئین کرام کو اس کتاب کی انتظار میں بڑی زحمت اٹھانا پڑی ہے۔ اسکی بہت سی وجوہات ہیں، جن کا ذکر طوالت کا باعث ہے الحمد للہ! تمام مراحل طے ہو گئے اور کتاب چھپ کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سب اہل سلام کو اس سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

زیر نظر کتاب سے متعلق چند ضروری گزارشات فائدہ سے خالی نہیں ہونگی اس لیے حاضر خدمت ہیں۔
۱۔ جن بزرگوں کا تذکرہ مصنف نے جس عنوان سے کیا ہے ہم نے وہی الفاظ قائم رکھے ہیں۔

- ۲: قارئین کی سہولت کے پیش نظر ذیلی عنوان اپنی طرف سے اضافہ کئے ہیں۔
- ۳: کتاب میں جو قرآنی آیات اور احادیث مصنف نے ذکر کی ہیں ان میں سے بعض کے مافذ ترجمہ آدل نے حاشیہ میں ذکر کئے تھے ہم نے بھی ان کو درج کر دیا ہے اور اس جگہ ان کے نام کی محفف علامت (۱- ح) ڈال دی ہے۔ بندہ نے مولانا مرحوم کے ترجمہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔
- ۴: چند مقام پر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب مدظلہ (حیدرآباد۔ سندھ) نے تحقیقی حواشی مرحمت فرمائے تھے اپنے مقام پر تحریر کر کے دیاں رکج نام لکھ دیا ہے۔
- ۵: کتاب کے باقی تمام حواشی احقر کے اضافہ کردہ ہیں کہیں کہیں حاشیہ آخر اپنے نام کا محفف (م۔ ن) لکھ دیا ہے۔

- ۶: مندرجات کتاب کے مافذ کا بعض جگہ علم نہیں ہو سکا۔ اگر اہل علم حضرت راہ ان کی نشان دہی فرمائیں گے تو آئندہ اشاعت میں وہ حوالے درج بھی کر دیئے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔
- ۷: کتاب کی تصحیح میں حسب استطاعت پوری کوشش کی ہے۔ لیکن بھول اور خطا سے فقیر مبرا نہیں بلکہ اہل علم حضرات سے استدعا ہے کہ جہاں غلطی پائی، راہ کو اطلاع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔
- ۸: احقر ان سب حضرات کا شکر گزار ہے جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں کبھی طرح بھی اعانت فرمائی۔ اس سلسلہ میں محترمی جناب ضیاء محمد ضیاء مدظلہ فاضل طور پر قابل ذکر ہیں کہ انہوں نے قیمتی دقت صرف کر کے اشعار کی تصحیح میں مدد فرمائی۔
- ۹: فقیر کے دیرینہ ہر ماہی اعزاء پیروزادہ اقبالی محمد فاروقی صاحب نے مصنف کتاب کا تعارف تحریر فرما کر احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمت کے لیے ان کے زور قلم کو اور زیادہ قوت دے اپنے مخلص دوست جناب قمر زیدانی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ادارہ کی ہر کتاب کے لیے قطعہ تالیف عنایت فرماتے ہیں۔

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم
بحق رحمة للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام

محمد اشرف نقشبندی مجددی

تعارف

پرنیادہ غلامہ اقبال احمد صاحب فیاروقی ایم۔ اے

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کی ذاتِ گرامی پر آج تک جس قدر تالیفات
سوانحی دنیا میں سامنے آئی ہیں، ان میں سے خواجہ محمد شمس کشتی کی زبدۃ المقامات اور
شیخ بدرالدین سرہندی کی (زیر نظر) تالیف حضرات القدس کو جو ممتاز مقام حاصل
ہے وہ کسی دوسری کتاب کو میسر نہیں ہو سکا، یہ دونوں حضرت امام ربانی مجدد الف
ثانی رضی اللہ عنہ کے تربیت یافتہ جلیس عباس خاص، رفقاء دعوتِ عزیمت
اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی روحانی برکات کے مبلغین کی صفِ اول،
میں نظر آتے ہیں، خواجہ شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حضرت القدس
مسیحا باہم تاریخی درجیات الابرار (۱۰۴۳ھ) خانوادۃ مجددیہ کے حالاتِ
زندگی، مقاماتِ حقانی، احوالِ عرفانی اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ
تجدیدی کارناموں کی تفصیلات کے بیان و ترتیب میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔
ناہل مولف نے اپنی کتاب کو بارکہ ابواب (حضرات) میں تقسیم کرتے ہوئے حضرت
اولیٰ میں حضور سرور کائنات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفاء
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم سے لیکر حضرت خواجہ باقر رحمۃ اللہ علیہ
تک اکابر نقشبندیہ کا تذکرہ کیا ہے، حضرت ثانیہ سے حضرت ہفتم میں امام ربانی
مجدد الف ثانی قدس سرہ کے احوال و مقامات کو بیان کیا ہے، پھر حضرت دہم
(باب دہم) کے آخر تک حضرت مجدد الف ثانی کی زندگی کے آخری لمحات تک کے
حالات بیان کئے گئے ہیں، حضرت یازدہم آپ کی اولاد اور حضرت دوازدہم
میں آپ کے خلفاء کا تذکرہ کیا گیا ہے، عام تذکرہ نگاروں کی طرز سے ہٹ کر مولف

علامہ نے ابواب کی بجائے حضرت کی اصطلاح کا استعمال کیا ہے، اقوال اکابر کو قدسیہ یا ملفوظ، مقامات کو درجہ اور کرامات کو کرامت یا تصرف کے القاب سے عنوانات قائم کئے، حقیقت یہ ہے کہ حضرات القدس کی فنی اصطلاح کے باوجود کتاب کے نام میں جو معنوی حسن پیدا ہو گیا ہے وہ رمز شناسان ادب ہی جانتے ہیں۔

حضرات القدس کی تالیف کے کوائف، ترتیب کتاب میں لغوی، پھر کتاب کی تکمیل و تصنیف میں مشکلات، کتاب کی تالیف کے محرکات، کتاب کے موضوعات و عنوانات پھر کتاب کی مقبولیت اور پذیرائی کے تمام کوائف مؤلف علام نے حضرات القدس کے حصہ دوم کے آخرین اوراق میں بیان کر کے قارئین کے دامن مطالعہ کو معلوما و تعارف کے موتیوں سے بھر دیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ

”کہ ہر چند این حقیر پیش ازین در حالات بابرکات آن قبلہ حاجات یکجائے مقامات ایشان را مسودہ کردہ بود، و آن را بسیر احمدی نام نہادہ و در نظر کیمیا اثر ایشان گزارندہ۔ حضرت ایشان خوش شدہ بر بسیل طیب فرمودہ کہ بارے تختین تصنیف شما در ذکراحوال ما واقع شدہ۔“

مؤلف حضرات القدس نے اپنی اس تصنیف سے پہلے ایک کتاب مقامات مجددیہ پر بنام، سیر احمدی مرتب کی تھی۔ جسے حضرت مجدد الف ثانی نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اپنے دست مبارک سے بعض لفاظ کی اصلاح فرمائی اس سیر احمدی کا مسودہ آپ کے اثاث البیت کے ساتھ چوری ہو گیا تھا، جن کا مصنف کو بہت قلق ہوا، طبیعت میں مایوسی اور افسردگی آگئی، اور ایک عرصہ تک اس کو ہر گم گشتہ پرافسردہ خاطر رہے، اس اثنا میں آپ کے رفیق سلوک خواجہ شمس کشی قدس سرہ کا تذکرہ زیبۃ المقامات کے نام سے ۱۰۳۵ھ میں مطبعہ عام پر آیا تو اس کے مطالعہ سے مؤلف میں ایک بنیاد ولولہ اور تازہ تحریک پیدا ہوئی، چنانچہ اپنے ۱۰۳۹ھ میں حضرت مجدد الف ثانی کے وصال کے بعد اس کا رخیہ کا دوبارہ آغاز کیا۔ مگر بعض موانع اور عوائق آپ کے راہ راہ قلم کی رفتار کو قدم قدم پر روکتے رہے۔

جن تالیفی اور تصنیفی رکاوٹوں نے قاضی مولف کو حضرات القدس کی تسوید سے دور کر دیا ان میں بعض کا ذکر کرنا نہایت ضروری ہے ^{۱۴۳} کتاب میں کتاب کی سرسری تسوید سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ سرہند شریف کے ایک سید صاحب نے نہایت خلوص اور محبت سے اولیاء اللہ کے ایک جامع تذکرہ لکھنے کی فرمائش کی، وہ اپنے اس جذبہ میں اتنے مخلص اور بے تائب تھے کہ مولف گرامی نے حضرات القدس کے کام کو روک کر مجمع اولیاء کے نام سے ایک ہزار پانچ سو بزرگان ^{۱۵۰۰} دین کے حالات جمع کر دیئے اور یہ اہم کام ^{۱۴۴} سال کے اواخر میں مکمل کر کے فارغ ہوئے اور حضرات القدس پر نظر ثانی کر کے مسودہ صاف کرنے کے کام میں مصروف ہو گئے، مگر حاکم وقت سید صاحب نے آپ کو مجمع الاولیاء کی تکمیل و تسوید کے لیے دوبارہ بلا لیا اور مسودات کی تصحیح، ترمیم اور حذف و اضافہ کے کام نے آپ کو ^{۱۴۵} سال تک مصروف رکھا۔ تین سال کے بعد آپ سلاطین فارغ ہو کر اپنی تالیف لطیف کی طرف متوجہ ہوئے ہی تھے کہ شہزادہ دارالشکوہ کا پروانہ طلبی آپہنچا، اور اس نیک دل بادشاہ نے آپ کو بھجوتہ الاسرار اور روضۃ النواظر کو فارسی میں منتقل کرنے کی خدمت انجام دینے میں لگا دیا۔ ان کتابوں سے فرصت ملی۔ تو دارالشکوہ نے بہانہ بقلی کی تفسیر عرائس البیان کو فارسی میں منتقل کرنے کا کام سونپ دیا۔ مگر آپ نے عرائس البیان کے ترجمہ کیساتھ ساتھ ہی حضرات القدس کے مسودہ کو صاف کر لیا، اس طرح زیر نظر کتاب ^{۱۵۳} سالہ کو پایہ تکمیل تک پہنچی۔

اذکار نقشبندیہ مجددیہ اور خصوصیت سے مقامات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر لکھی جانے والی کتابوں میں سے حضرات القدس کو ایک منفرد و ممتاز مقام حاصل رہا ہے۔ اور سلسلہ مجددیہ سے روحانی نسبت رکھنے والے حضرات قدس کے لیے یہ کتاب مشعل راہ بنی پھر جناب امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار پر کام کرنے والے اہل علم محققین نے اسے ایک مستند مفصل اور جامع مافذ کی حیثیت سے پایا۔ زبدۃ المقامات بھی اسی موضوع پر اسی اہم میں لکھی گئی، اور اس کے مولف بھی حضور مجدد الف ثانی کے خلیفہ اور تربیت یافتہ تھے، مگر حضرات القدس کو جو منفرد اور ممتاز مقام حاصل ہوا وہ کئی پہلوؤں سے نمایاں رہا ہے، اس کی بنیاد قاضی مصنف کے رسالہ سیر احمدی پر رکھی گئی۔ جسے

حضرت مجدد کی نگاہ میں شرف قبولیت حاصل ہوا، بلکہ بعض مقامات پر اس کی تصحیح اور پسندیدگی کا اعزاز بھی بخشا، پھر زبدۃ المقامات کے منظرِ عام پر آنے کے بعد حضرات القدس کے فاضل مؤلف نے حضرت مجدد کی زندگی کے ان پہلوؤں کو بھی بیان کیا جو زبدۃ المقامات سے صرف نظر ہو گئے تھے۔ زبان کے لحاظ سے حضرات القدس، زبدۃ المقامات سے سلیس اور پختہ ہے، غرضیکہ یہ دونوں کتابیں مقاماتِ مجددیہ پر اپنی اپنی انفرادیت کی حامل ہیں۔

اہل تحقیق نے حضرت شیخ بدرالدین بن شیخ محمد ابراہیم سرمہندی رحمۃ اللہ علیہ (مؤلف حضرات القدس) کی تاریخِ پیدائش کو مختلف آثار کی روشنی میں تتائے لکھا ہے، پندرہ سال کی عمر میں آپ تحصیلِ علوم کے لیے حضرت مجدد الف ثانی کے والدِ مکرم عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ دارالعلوم (بعد میں سلسلہ مجددیہ کے سالکانِ طریقت کی تربیت کا گہوارہ بن گیا) میں داخلہ لیا، ان دنوں اس دارالعلوم کا اہتمام حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے سپرد تھا، فاضل مؤلف نے حضرت مجدد الف ثانی سے ہی ظاہری علوم حاصل کرنیکی سعادت حاصل کی۔ وہ ایک مقام پر لکھتے ہیں: ”این حقیق شرح مواقف، بیضاوی، عمندی با حاشیہ میر در خدمت آن حضرت خواندہ است، وہ سعادت تلمذ آن حضرت نیز مستعد گشت“

شیخ بدرالدین سرمہندی سترہ سال تک اسی درگاہِ علم و عرفان میں زیر تربیت رہے، ظاہری علوم کیساتھ ساتھ آپ نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے مقاماتِ سلوک طے کرنے میں بڑی مستعدی سے حصہ لیا، حضرت مجدد نے بھی آپ کی تربیت میں بڑی کادش سے کام لیا، ظاہری علوم کی تحصیل کے دوران ایک ایسا وقت بھی آیا۔ جب حضرت مرشد نے حکم دیا کہ ”چند روز ترکِ سبق خود و تکرارِ طلبہ باید کرد تا ذکر ملک دل گردد“

چند دنوں تک اسباق کو ترک کر دیا جائے، طلبہ سے تکرارِ اسباق سے اجتناب کیا جائے کیا جائے تاکہ دل پر ذکرِ الہی کے اثرات مرتب ہو سکیں۔ چنانچہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ کتابوں کی تعلیم اور لوگوں کے میل جول سے فارغ ہو کر گنجینہٴ سینہ کو خزانہٴ اسرار سے معمور کر لیا، حتیٰ کہ شجر و حجر تک ہر چیز ذکرِ الہی میں محو کر رکھا۔ دینے لگی اور اس طرح آپ منظرِ جمال ربانی کے مقام پر فائز ہوئے۔

سلوک کی منازل طے کرتے ہوئے حضرت شیخ بدرالدین سرمہدی صحو و نحو، تشبیہ و توحید و جود کی کیفیات و احوال سے گزرتے گئے اور معرفت ذات کی دولت سے ہمکنار ہو گئے۔ بقول مؤلف ایک مقام ایسا بھی آیا۔

”در ہمہ مجلس ذکر در گرفت و کار از اختیار بیرون رفت“

اں مجلس میں ذکر کی کیفیت یوں ہوئی کہ تمام احوال انسانی اختیار سے ماوری ہو گئے۔“

یہی کیفیات حضرت مجدد کی تربیت کا نتیجہ تھیں، آپ نے اپنے اس زیر تربیت سالک کو مختلف مقامات سے گزاتے وقت پوری پوری نگہداری سے کام لیا۔ شیخ بدرالدین سرمہدی نے حضرات القدس کی جلد دوم کی آخرین صفحات میں ان مقامات و احوال کا تذکرہ کیا ہے۔ جن میں سے آپ گزرے، اگر ان مقامات کی تفصیل بیان کی جاتی تو قارئین کو اندازہ ہو جاتا کہ حضرت مجدد کی توجہات عالیہ اور صحبتِ کیمیاء نے آپ کی کن مشکل منازل طے کرانے میں توجہ فرمائی۔

حضرت صاحب القدس اپنی نورانی تالیف میں اپنے پیرومرشد مجدد الف ثانی کے فیضان کا ذاتی تجربہ بیان کرتے ہوئے مقاماتِ سلوک، ملازجِ عروج، منازلِ نزول، احوال و کوائفِ قلبیہ، بحالاتِ ولایت اور بحالاتِ وراثت و نبوت کے فیوض و برکات کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ تو اندازہ ہوتا ہے کہ طریقہِ مجددیہ اپنے سالکان راہِ سلوک کو کس بلوغِ تربیت دیتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کے انیس خلوت اور ندیم خلوت ہونے کے ساتھ ساتھ جب کبھی آپ مجلس سے دور ہوتے تو حضرت امام ربانی نے اپنے پاکیزہ مکتوبات کے ذریعہ آپ کی تربیت کا کام جاری رکھا، چنانچہ مکتوباتِ امام ربانی کے متن و فائز میں مؤلف علام کے نام متعدد ایسے خطوط ملتے ہیں جن میں معارف و اسرارِ تصوف کو کھل کر بیان فرمایا ہے۔

مکتوب نمبر ۲۸۹ میں اسرارِ قضا و قدر، مکتوب نمبر ۲۹۰ میں حاظ و سریانِ حق کی تحقیق، دفتر دوم کے مکتوب نمبر ۴۰ میں شان و ردیہ کے مہن میں حجبِ شہودی اور مقامِ جود کو بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح عالم ارواح، عالم مثال اور عالم اجساد کے اسرار کو بھی مختلف مکتوبات میں بیان فرمایا گیا۔

حضرت شیخ بد الدین سرہندی کثیر العیال تھے، ان کی پرورش کی ذمہ داری نے آپ کو کئی بار امراء و سلاطین کے احکامِ حنہ کی تعمیل پر بھی آمادہ کیا۔ اور فکرِ معاش کے سلسلہ میں انہیں کئی سفر کرنے پڑے، کئی معاشی امور انجام دینا پڑے،

حضرت مجددِ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے

”ہم پہلے ہیں کہ آپ ایک ہلکے بیٹھ جاتے اور مخلوقِ خدا کی علمی اور روحانی رہنمائی فرماتے مگر عیال داری نے آپ کو اجازت نہ دی۔ آپ کو دہلی۔ اگرہ اور دوسرے مقامات پر کئی بار تشریف لے جانا پڑا۔ بایں ہمہ آپ جہاں جاتے اہل اللہ کے مزارات سے بھی روحانی فیوض پاتے، آپ نے اپنی دنیاوی مصروفیتوں اور روحانی منازل کے طے کرنے کے باوجود اپنی قابلِ قدر تالیفات یا دیگر زمانہ چھوڑی ہیں جن میں مندرجہ ذیل کتابیں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

- | | |
|-----------------------------------|------------------------------|
| ۱۔ حضرت القدس | ۲۔ ترجمہ فارسی فتوح الغیب |
| ۳۔ ترجمہ فارسی تفسیر عرائس البیان | ۴۔ ترجمہ فارسی بہجتہ الاسرار |
| ۵۔ روائح | ۶۔ کرامات اولیاء |
| ۷۔ مجمع الاولیاء | ۸۔ وصالِ حمیدی |
| ۹۔ سنوات الاتقیاء | ۱۰۔ ترجمہ فارسی روضۃ النواظر |

فائل مؤلف کو جس طرح زیر نظر کتاب حضرت القدس کی تالیف کے سلسلہ میں گنگ ناگوں مشکلات اور موانع کا سامنا کرنا پڑا۔ اور اس کتاب کی تربیت تقریباً دس سال تک تعطل و تعطیل کا شکار رہی، ایسے ہی کتاب کے ترجمہ میں (ناشر) حافظ محمد شرف حنا مجددی کو انتہائی خواہش کے باوجود شعوری اور لاشعوری طور پر بعض ایسے موانع و مصروفیات سامنے آئیں کہ کتاب کے ترجمہ، کتابت اور پھر طباعت کا کام کئی سال میں مکمل ہوا۔

طباعتی دنیا میں آج تک حضرات القدس کی جلد اول سامنے نہیں آئی تھی۔ اس کا صفراء و ترجمہ، الشرواؤں کی قومی دکان لاہور نے ۱۹۲۵ء میں شائع کیا۔ پھر یہ فارسی نسخہ نادر و نایاب بن گیا۔ جلد دوم کا فارسی متن محکمہ اوقاف پنجاب کے زیرِ اہتمام، جون

۱۹۷۱ء میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر اہل ذوق کے مطالعہ میں پہنچا۔ اس نسخہ کو مولانا محبوب الہی صاحب نے اپنے فاضلانہ مقدمہ، تحقیق و تصحیح کے مساعی جمید کے ساتھ ترتیب دیا فاضل مرتب کے سامنے خانقاہ کنڈیاں شریف، کتاب خانہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف، آغا شام جان (سندھ) کے ذاتی خطی نسخے سامنے ہے، مگر جلد اول کا خطی نسخہ ناشر کو مولانا عبدالرشید صاحب قاسمی کتب خانہ رشیدیہ لاہور نے اپنی ذاتی لائبریری سے عنایت فرمایا۔ یہ نسخہ صحت لفظی اور خطی خوش زیبائی کا عمدہ نمونہ تھا۔

اقبال حمد فاروقی ایم۔ اے

۲۷ مارچ ۱۹۸۱ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

حضرات القدس تنزلاتِ احدیت ذات را که رشحاتِ جود و جود بر ریاض
 عدمات بواسطتش فائز گردیده جهان ستایش و سپاس و نفحات الانس
 تعینات و احدیت صفات را که لمعات نور ظهور آن بر شبستان عرصه و هم و خیال
 بتوسطش درخشیده گوناگون سپاس بے قیاس این سلسلهٔ الذریب مراتب مقدسه
 از وحدت سرانته غیب تا دار الخلافت شهادت همه شایان محبت و سزاوار
 منقبت است و این شجره طیبه با اصول و فروع آن همه لائق شکر و دایمی و مستحق
 ثنا گری و اِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ خاکی این مقام است و لَهُ
 الْحَمْدُ فِي الْاَوَّلِي وَالْاٰخِرَةِ مُجَرِّدِ اِی مرام چه تسبیح و تحمید و در هر درجه از درجات
 که واقع شود درج مدارج اصل الاصل است و تنزیه و تقدیس در هر مرتبه از مراتب
 که بوقوع آید عارج معارج فوق الفوق چرا چنین نباشد که این عرصه کائنات عکس اسما
 صفات است و این نشأ موهومات ظل و شیون کمالات ذات حضرات انبیاء علیهم
 السلام و اولیاء علیهم الرحمة و سائر الممکنات مظاهر و مرائی و احدیت اند.

و محمد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم مظهر اتم وحدت است و برزخ بین اللاحد
 و الواحدیت و واسطه وصول فیوض از جناب احدیت بمظاهر و احدیت عارج معارج
 قَابِ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ و عَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ و عَلٰی الْاَنْبِیَاءِ
 اَجْمَعِیْنَ.

حمد | بے حد و بے حساب حمد و ثنا ذاتِ حق سبحانہ تعالیٰ کے ان مقدس تنزیلات کی بارگاہوں کے لیے ہے جن کی وساطت سے وجود یعنی ہستی کی بخشش و کرم کی بارش نے عدم یعنی نیستی کے باغوں پر نزول فرمایا۔ اور بے عدد و بے شمار شکرانے صفاتِ باری تعالیٰ کی ان محبت آمیز تعینات کی نگہتوں کے واسطے جن کے انوار کے ظہور سے وہم و خیال کے تیرہ و تاریک منور اور درخشاں ہوئے۔ مقدس مراتب کا یہ سنہری سلسلہ جو غیب کے وحدتِ سرا سے شہادت کے پائے تخت تک وسیع ہے ہر طرح کی تعریف اور توصیف کے لیے شایاں ہے۔ اور یہ پاکیزہ درخت اپنے اصول اور فروع کے ساتھ شکرگزاری کے قابل اور ثنا گستری کے لائق ہے۔ **وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ** (اور کوئی چیز نہیں جو اسے سرتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے) اسی مقام کا بیان فرما رہی ہے اور **لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ** (اسی کی تعریف سب سے اول اور آخر ہے) اسی مضمون کو ادا فرما رہی ہے۔ کیونکہ جس قسم کی تسبیح اور تحمید تنزیلاتِ ذات کے مدارج میں سے جس درجہ کی بابت ہو اصل الاصل کے مدارج میں داخل ہے اور پاکی اور بزرگی صفاتِ الہی کے مراتب میں سے جس مرتبہ کے لیے واقع ہو وہ بالا سے بالا مقام پر عروج کرتی ہے کیوں نہ ہو کہ یہ کائنات کا میدان خدا تعالیٰ کے ناموں اور صفتوں کا عکس ہے۔ اور ان مہربانات کا پیدا ہونا ذاتِ الہی کے کمالات کا سایہ اور اس کی شانیں ہیں حضراتِ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء علیہم الرحمہ بلکہ سارے ممکنات و احدیت کے آئینے اور مظاہر ہیں۔

نعت | اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاتِ وحدت کے منظرِ کامل اور احدیت و واحدیت کے درمیان برزخ ہیں اور واحدیت کے مظاہر کے ساتھ جنابِ احدیت سے فیوض پہنچنے کا واسطہ و ذریعہ ہیں۔ آپ ہی قَابِ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی اور اس سے بھی بلند اور بالا مقامات پر عروج فرماتے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی اولاد پاک و اصحاب

پر رحمت نازل فرماتے اور سب انبیاء و اولیاء پر۔

اما بعد !

سبب تالیف | اہل بصیرت کے دل خوب جانتے ہیں کہ حضرت حق سبحانہ کلام مجید اور فرقانِ حمید میں فرماتا ہے **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ**

(اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) اور حق تعالیٰ شانہ فرماتا ہے **قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي** اَدْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي (تم فرماؤ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں) اور آں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں **عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ** (میری اُمت کے علماء (تبلیغ میں) بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں) اور نیز ارشاد ہے **الْشَّيْخُ فِي قَوْمِهِ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهِ** (مرشد اپنی قوم میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی اُمت میں) اور یہ بھی ارشاد ہے کہ **مَنْ لَا شَيْخَ لَهُ لَا دِينَ لَهُ** (جس کا کوئی پیشوا نہ ہو اس کا دین نہیں) اور یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ **مَنْ لَا شَيْخَ لَهُ فَشَيْخُهُ ابْلِيسُ** (جس کا کوئی ہادی و مرشد نہ ہو اس کا پیر شیطان ہے)

۱۔ پ ۱۰ رکوع ۱۲ پ ۱۱ رکوع ۶ سہ یہ حدیث کو لفظاً منقول نہیں لیکن معنی صحیح ہے جیسا کہ مقاصد حسنہ میں تحقیق کیا ہے (التشرف ص ۱۸۴) صاحبُ التشرف دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ: اس کا مضمون صحیح ہے اور اس حدیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علماء و ارث ہیں انبیاء کے مقاصد میں اسی حدیث کے باب میں کہا ہے کہ اس کو احمد و ابوداؤد و ترمذی نے اور دوسروں نے بھی ابوالدرداء سے اپنی الفاظ سے مرفوعاً روایت کیا ہے مع اس زیادت کے کہ انبیاء نے میراث میں نہ دینا چھوڑا نہ درہم چھوڑا صرف علم کو میراث میں چھوڑا ہے اور اس حدیث کو ابنِ حبان اور حاکم وغیرہما نے صحیح کہا ہے اور حمزہ کنانی نے حسن کہا ہے اور ان کے غیر نے ضعیف کہا ہے بوجہ اس کے کہ اس کی سند میں اضطراب ہے لیکن اس کے شواہد متعدّد ہیں جن سے اس کو تقویت ہو جاتی ہے۔ (التشرف ص ۲۲۸) ۲۔ ابی حبان فی الضعفاء من حدیث ابنِ عمر و ابو منصور الدیلمی من حدیث ابی رافع بسند ضعیف (التشرف ص ۲۲) یعنی اس کو ابنِ حبان نے کتاب الضعفاء میں ابنِ عمر کی روایت سے ذکر کیا اور ابو منصور دیلمی نے ابورافع کی روایت سے ضعیف سند کے ساتھ

پس راہ خدا کے طالب کے لیے ایسے پیر کی بے حد ضرورت ہے جو خدائے بزرگ
دورتر کی راہ کی طرف رہبری فرماتے اور خدا کی طرف جانے والے کو راستہ دکھاتے۔

(۱) پیر الیسا ہو کہ اس کا سلسلہ سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتا ہو (۲) اور وہ پیر
حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع سے آراستہ ہو۔ (۳) ہر سالک کے
لیے یہ امر بھی ارکان طریقت سے ہے کہ اپنے پیر سے لے کر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تک سلسلہ کی اسناد کا علم حاصل کرے۔ (۴) طریقت کے اصول میں سے یہ بات
بھی ہے کہ مرید اپنے پیران سلسلہ کے طرز اور طریقے اور ان کے اقوال و احوال اور مقامات
و کرامات سے واقفیت حاصل کرے تاکہ وہ ان نعمتوں سے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی سرکار سے عطا ہوں درجہ بدرجہ اپنے پیران کبار کے واسطہ سے مستفیض ہو سکے۔
اس کی وجہ یہ ہے کہ سلسلہ یعنی زنجیر کی خاصیت ہے کہ اس کے ایک سرے کی حرکت
دوسرے سرے تک پہنچتی ہے۔

مزید صاوق کو چاہیے کہ اللہ سے مناجات کرتے وقت حضور ول سے التجا اور
عاجزی کے ساتھ اپنے سلسلہ کے بزرگوں کو نام بنام یاد کرے اور ہر ایک ظاہری اور
باطنی مشکل اور مصیبت میں ان کو اپنا شفیع گردانے اور ان کے وسیلہ اور واسطہ سے
اپنی مراد مانگے تاکہ جلد قبولیت حاصل ہو۔

چنانچہ حضرت سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مرید کے لیے
پیروں کا کلام پڑھنے، لکھنے اور سننے میں بہت سے فائدے ہیں جن کی کوئی حد نہیں۔
ان کا کلام ایک لشکر ہے خدائے جل و علا کے لشکروں میں سے۔ جب مرید سب کی طرف
سے ناامید ہو کر خدا کے لشکروں کی امداد سے قوی دل ہو جاتا ہے تو اپنے کام میں اچھی
طرح سے مشغول ہو جاتا ہے اور اسے شرح صدر اور انبساط حاصل ہوتا ہے اور غرور
اور خود پسندی سے پاک ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتا ہے وَكَلَّا نَقْصُصْ عَلَيْكَ مِنْ

۱۔ تمام سلسل میں اپنے پیران عظام کا شجرہ پڑھنے کا معمول ہے کہ اس ہدایت کے مطابق ہے ۱۲

أَنْبَاءُ الرُّسُلِ مَا نُنْثِتُ بِهِ فُوَادَكَ ۖ (اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل بھڑکے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تَنْزِيلُ الرَّحْمَةِ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ (صالحین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے) چنانچہ اس امر پر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجماع ہے کہ تفسیر و حدیث کے بعد بزرگان دین کے ارشادات بہترین کلام ہیں۔

منقول ہے کہ جو شخص اپنے پیران سلسلہ کے حالات، ارشادات اور مقامات اور کرامات لکھے تو ہر ایک حرف کے بدلے ستر ستر نیکیاں اس کے اعمال نامہ میں لکھی جاتی ہیں۔ اسی بنا پر اس کثرین خاک نشینان بارگاہ انوار بدر الدین بن شیخ ابراہیم سرہندی نے پیران سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مقامات کو اول سے آخر تک اس طرح جمع کر دیا ہے کہ کسی اور نے اس طریقہ پر آج تک ان مقامات کو جمع کرنے کی توفیق نہ پائی تھی۔ اور اس کا نام حضرات القدس رکھا۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكْلَان۔ (اللہ ہی مددگار ہے اور اسی پر تکیہ ہے)

لے پل رکوع ۱۰

۱۱۔ اس روایت کے متعلق التشریف ۸۸ میں ہے۔ حدیث مرفوعہ میں اس کی کچھ اصل نہیں صرف سفیان بن عیینہ کا قول ہے اسی طرح ابن جوزی نے صفوة الصفوة کے مقدمہ میں روایت کیا ہے۔ ف یہ اصل ہے بزرگوں کی حکایت جمع کرنے کی اور تبع تابعین کا قول ایسے امر میں مجتہد ہے۔ متن میں مذکور قول کی تائید اس حدیث سے ہو جاتی ہے جسے محدثین نے ذکر کیا ہے جو اسی التشریف میں ہے: ذَكَرُ الصَّالِحِينَ كَفَّارَةٌ لِلذُّنُوبِ (الدلیلی) یعنی صالحین کے مناقب و صفات کلم تذکرہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ (۳۹۴) ظاہر بات ہے کہ گناہوں کا کفارہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سے ہوتا ہے۔

لہذا مصنف نے جو الفاظ ذکر کیے ہیں وہ حاشیہ والی حدیث کے لیے روایت بالمعنی کے

حکم میں ہوتے ۱۲۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شجرہ خاندان عالیہ نقشبندیہ

واضح ہو کہ حضرت (پیر و مرشد) شیخ الاسلام، قطب الانام، سید المحققین،
 حجت المتأخرین، اذلی غزائوں کے جمع کرنے والے، ابدی معدنوں کے تقسیم کرنے والے،
 نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وارث حبیب اللہ ہمارے شیخ اور اہم شیخ احمد
 فاروقی کابلی سرسندی قدس سرہ مرید و خلیفہ غوث عالم حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ
 کے ہیں۔ (آپ قریشی الاصل ہیں کابل میں پیدا ہوئے اور دہلی تشریف لا کر سکونت اختیار
 فرمائی) اور وہ حضرت مولانا خواجہ امین الدین قدس سرہ کے خلیفہ ہیں اور وہ اپنے والد ماجد
 حضرت مولانا درویش محمد قدس سرہ کے خلیفہ ہیں اور وہ اپنے خالو حضرت مولانا محمد اہد
 و خشی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کے خلیفہ
 ہیں۔ اور وہ حضرت مولانا یعقوب چرخ قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ قطب الاقطاب
 حضرت خواجہ بہار الدین نقشبند قدس سرہ کے خلیفہ ہیں اور وہ حضرت امیر کلال قدس سرہ
 کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ بابا ساسی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ
 علی رامیتنی معروف بہ حضرت غزنیال قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ محمود الخیر
 فغوی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہ کے خلیفہ ہیں
 اور وہ حضرت خواجہ عبد الخالق غرودوانی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ یوسف
 بہمدانی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت شیخ ابو علی فارمدی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں
 اور وہ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ حضرت خواجہ یوسف بہمدانی کا حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی سے
 بلا کسی واسطہ کے انتساب ہے۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ شیخ ابو علی فارمدی کو حضرت شیخ

ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ اور ان کو حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ سے اور ان کو سلطان العارفين حضرت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ کی روحانیت سے اور ان کو حضرت امام جعفر صادق قدس سرہ کی روحانیت سے اور ان کو حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم سے اور ان کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے اور ان کو حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے انتساب ہے۔

کتاب شرح وصایائے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی قدس سرہ میں (جو مصنفہ حضرت خواجہ ابوالخیر فضل اللہ بن روز بہان المشہور بخواجه مولانا اصفہانی ہے) اس طرح سے مذکور ہے کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی کے پیروں میں حضرت خواجہ نضر علیہ السلام تھے اور پیر خرقہ خواجہ یوسف سہدانی اور ان کے پیر شیخ ابوالحسن خرقانی اور ان کے پیر چند واسطوں سے شیخ بایزید بسطامی ہیں۔ اور ان کے پیر امام جعفر صادق ہیں۔ اور ان کے پیر ان کے والد ماجد امام باقر ہیں اور ان کے پیر ان کے والد ماجد امام زین العابدین ہیں۔ اور ان کے پیر ان کے والد ماجد حضرت امام حسین ہیں اور ان کے پیر ان کے والد ماجد امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں اور ان کے پیر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ کتاب ثمرہ شجرہ میں مذکور ہے کہ :

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جس طرح حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت حاصل ہے۔ اسی طرح تینوں خلفاء سے جو آپ سے پہلے ہیں انتساب ہے جو باتفاق اہل تحقیق ثابت ہے اور آپ نے تربیت باطنی تینوں خلفاء سے حاصل کی ہے۔ نیز حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کو حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے صحبت حاصل تھی۔ اور ان کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اور ان کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے۔ پس تمام سلسلوں کو درحقیقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے انتساب ہے۔ اور یہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ تک اور بھی طریقوں سے پہنچتا ہے۔ (۱) ایک یہ کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد

۱۔ اصل فارسی میں ثمرہ و شجرہ لکھا ہے اور مطبوعہ ترجمہ میں ثمرہ شجرہ درج ہے

جس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے صحبت حاصل رہی اسی طرح حضرت امیر کرم اللہ وجہہ سے بھی رہی ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ امام جعفر کو جس طرح سے (اپنے نانا) امام قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم سے انتساب ہے۔ اسی طرح سے ان کو اپنے والد ماجد امام محمد باقر سے بھی انتساب ہے۔ اور انہیں اپنے والد ماجد امام زین العابدین سے اور ان کو اپنے والد ماجد حضرت امام حسین سے اور ان کو اپنے والد ماجد امیر المومنین علی رضی اللہ عنہم اجمعین سے۔

(۳) نیز امام قاسم بن محمد کو امام زین العابدین سے بھی نسبت ہے اور ان کو اپنے والد ماجد امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور ان کو اپنے والد ماجد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے

(۴) شیخ ابوالقاسم گرگانی طوسی کو شیخ ابوعثمان مغربی سے انتساب ہے اور کو شیخ ابوعلی کاتب سے اور ان کو شیخ ابوعلی رودباری سے اور ان کو شیخ جنید بغدادی سے اور ان کو شیخ سمرقانی سے اور ان کو حضرت معروف کرخی سے اور ان کو امام علی موسیٰ رضا سے اور ان کو امام موسیٰ کاظم سے اور ان کو امام جعفر صادق سے اور ان کو امام زین العابدین سے اور ان کو امام حسین سے اور ان کو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہم سے اور ان کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

(۵) علاوہ ازیں حضرت معروف کرخی کو حضرت داؤد طائی سے اور ان کو حضرت حبیب عجمی سے اور ان کو حسن بصری سے اور ان کو امیر المومنین حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے انتساب ہے۔ اور ان کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے اور ان کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ارادت حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ سے بلا واسطہ صحیح نہیں ہے اور خلاف واقعہ مشہور ہو گئی ہے۔ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے آپ کی ارادت کو صاحب تذکرۃ الاولیاء نے صحیح بیان کیا ہے۔ لیکن حضرت حسن بصری کا

لے اصل فارسی نسخہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام رہ گیا ہے مطبوعہ اردو نسخہ میں موجود تھا اسے درست سمجھتے ہوئے درج

کر دیا ہے ۱۲

جناب امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے بھی ملاقات کرنا تذکرۃ الاولیاء میں منقول ہے۔ ہم نے ان روایتوں کو بیان کر دیا ہے تاکہ طالبوں کو یاد کرنے میں آسانی ہو۔

امیر المؤمنین اور حسن بصری کی ملاقات | واقعہ اس طرح ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصرہ میں اونٹ کی مہار اپنی کمر میں باندھے

ہوتے تشریف لاتے اور تین روز وہاں مقیم رہے آپ نے حکم دیا تھا کہ منبروں کو توڑ دیا جائے اور واعظوں کو وعظ کہنے سے ممانعت کی جائے۔ پھر آپ حسن بصری کی مجلس میں تشریف لاتے اور استفسار فرمایا کہ تم عالم ہو یا متعلم؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں دونوں میں سے کوئی بھی نہیں ہوں۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جس قدر حدیثیں مجھ تک پہنچی ہیں، میں ان کو مخلوق تک پہنچاتا ہوں۔ آپ نے یہ سن کر ان کو وعظ کی اجازت دے دی اور فرمایا کہ اے جوان تو نے اچھا جواب دیا۔ پھر آپ تشریف لے گئے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو فراست سے پہچانا اور آپ کی تلاش میں نکلے اور آپ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے عرض کیا کہ خدا کے لیے مجھ کو طہارت سکھائیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پانی منگایا اور حضرت حسن بصری کو طہارت سکھاتی۔

نیز خواجہ عارف ریوگری کا انتساب خواجہ محمد معشوق سے ہے اور ان کو خواجہ مود اللہ سے اور ان کو خواجہ ابوالحسن خرقانی سے اور ان کو ابوالمظفر مولانا ترک طوسی سے اور ان کو خواجہ اعرابی بایزید عشقی سے اور ان کو خواجہ محمد مغربی سے اور ان کو سلطان العارفین شیخ بایزید بسطامی سے تا آخر سلسلہ انتساب ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

بعض احباب نے اس شجرۃ طیبتہ کو نظم کیا ہے تاکہ طالبوں کو اس کا یاد کرنا آسان ہو

شجرہ اول

رسید فیض بصیرت ز احمد مختار
 از ولقا سم و جعفر ابو یزید از و
 از دست یوسف از و عجدانی و عارف
 از دست حضرت بابا پس از امیر کلال
 عقیب ایں ہمہ یعقوب چرخ سیست دگر
 از دست زاهد و درویش و خواجہ امکنگی
 از و امام زمان قطب وقت شیخ احمد
 کہ بہت بانے ایں رہ محب و ایں کار
 بعض احباب نے اس شجرہ طیبہ کو اس طرح سے نظم کیا ہے۔

شجرہ دوم

الف ثانی را مجتہد شیخنا تاج الرجال
 پیرایشاں خواجہ باقی بحق فانی ز خویش!
 مُرشد او والد او خواجہ درویش دل
 شیخ او خواجہ عبید اللہ سراج احرار بود
 شیخ او سلطان بہار الحق والدین نقشبند
 پیر سید خواجہ بابا محمد نام او
 شیخ او خواجہ علی رامیتنی تاج عشق
 عاقبت محمود شد از خواجہ محمود ایں عزیز
 مُرشد او خواجہ عارف لعل کان ریوگر
 بود شاہ عجد او از شاہ ہمدان راہ داں
 شیخ احمد مجمع البحرین علم حال و قال
 شیخ الیشاں خواجہ امکنگی بدر الکمال
 قد وہ مولانا محمد زاهد اور پیر و خال
 مُرشد او شیخ یعقوب ایں میر چرخ کمال
 خواجہ نوشید ایں مے از خمخانہ میر کلال
 رستہ از خاکِ سماں آں گلبن گلہائے حال!
 آنکہ اعیانِ بخارا شد برایش چہرہ مال
 آنکہ بود ابجیر فغنو چشمہ آب زلال
 رہبر او خواجہ عبدالخالق آں دریائے حال
 قطب عالم خواجہ یوسف یوسف مصرصال

مرشد او شیخ سرد بوعلی فارمدی
 پیر او سلطان معنی بایزید و شیخ او
 شیخ او سلمان فارس فارس میدان دین
 رهبر او خرقانی بواحسن بحسب نوال
 جعفر صادق که در وصفش زبان پامانده لال
 باوجود صحبت از صدیق هم دارد کمال
 بهر صدیق خیر الانبیا ختم الرسل
 مصطفیٰ صدر رحمت حق بر روی اصحاب آل

خیر الانبیا خیر الرسل

فضائل و کمالات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم

چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم کے کمالات و فضائل کے متعلق جو احادیث اور نصوص آتی ہیں پہلے ذکر کی جاتی ہیں۔ پھر ہر ایک صاحب کے مناقب و فضائل علیحدہ علیحدہ جس طرح سے احادیث اور نصوص میں ہر ایک کی شان میں وارد ہوئے ہیں تحریر ہوں گے۔ پھر مشائخ سلسلہ عالمیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے حالات ترتیب کے ساتھ ذکر کیے جائیں گے۔ اور آیات و احادیث کو مع ترجمہ نقل کیا جاتا ہے۔

۱۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى اخْتَارَ أَصْحَابِي عَلَى الْعَالَمِينَ سِوَى النَّبِيِّينَ وَاخْتَارَ مِنْ أَصْحَابِي أَرْبَعَةً فَجَعَلَهُمْ خَيْرَ أَصْحَابِي وَهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو نبیوں کے سوا تمام جہانوں میں برگزیدہ فرمایا۔ اور تمام اصحاب میں سے چار کو منتخب کیا۔ اور ان کو میرا بہترین دوست بنایا اور وہ ابو بکر، عمر، عثمان اور علی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔

۲۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اخْتَارَ اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ وَالِدِي وَعُمَرَ مَشَاوِرِي وَعُثْمَانَ سِنْدِي فَحَلِيًّا ظَهِيْرِي۔ اے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کو میرا والد یعنی خسر اور عمر کو میرا وزیر اور عثمان کو میرا تمکیمی گاہ اور علی کو میرا پشتیبان بنایا ہے۔

۱۔ اس حدیث کو خطیب نے بروایت انس رضی اللہ عنہ کسی قدر اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے (۱ ح)

یہ حدیث منتخب کنز العمال جلد ۵ میں بھی ہے ۱۲

۲۔ اس حدیث کو دہلی نے صمان الفردوس میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے (۱ ح)

۳۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَرْبَعَةٌ أَخَذَ اللَّهُ مِنْثَاقَهُمْ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا فَاجِرٌ وَهُمْ خَلَائِفُ نَبِيِّنِي وَعَصْدُ دِينِي وَعِصْمَةُ أُمَّتِي وَمَعْدَنُ حِكْمَتِي لَا تُقَاطِعُوا وَلَا تُحَاسِدُوا
 اں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار شخصوں کے بارے میں لوح محفوظ میں پختہ عہد لیا کہ ان کو دوست نہ رکھے گا۔ کوئی شخص سوائے مومن کے اور ان سے بغض نہ رکھے گا کوئی سوائے فاجر کے۔ وہ میری نبوت کے خلیفے ہیں اور میرے دین متین کے بازو اور میری امت کی عصمت ہیں اور میرے علم کے معدن ان سے تعلق قطع نہ کرو اور نہ ان سے حسد کرو۔

شیخ ابوطالب مکی قدس سرہ العزیز نے کتاب قُوْتُ الْقُلُوْب میں نقل کیا ہے کہ ہر زمانہ کا قطب قیامت تک اپنے مرتبہ اور مقام میں امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قائم مقام رہے گا۔ اور تینوں اوتاد جو قطب سے کم درجہ کے ہوتے ہیں۔ ہر زمانہ میں باقی تین خلفاء یعنی امیر المؤمنین عمر فاروق عثمان ذوالنورین اور امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قائم مقام ہوں گے اور ان کی صفت و حالت اور لائق کے مطابق رہیں گے۔ باقی چھ صدیق جن کی حالت یہ ہے کہ :
 بِهِمْ تَقُومُ الْأَرْضُ وَبِهِمْ يُدْفَعُ الْبَلَاءُ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ بِهِمْ يُزَقُّونَ وَبِهِمْ يُمَطَّرُونَ
 ان کی برکت سے زمین قائم ہے اور اہل زمین کی بلائیں دفع ہوتی ہیں اور ان ہی کی برکت سے رزق دیا جاتا ہے اور پانی برسا یا جاتا ہے۔

یہ ہر زمانہ میں بقیہ عشرہ مبشرہ چھ اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قائم مقام ہوتے ہیں۔

۴۔ ابن عساکر نے اس حدیث کو نقل کیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (ج ۱) نمبر ۳۱۲ ایک حدیث ہے منتخب کنز میں بھی بحوالہ ابو نعیم اور ابن عساکر قدسے تغیر کے ساتھ موجود ہے۔ (منتخب کنز جلد ۵)

۵۔ اس عبارت میں تین حدیثوں کے مضمون کو جمع کر دیا ہے تفصیل کے لیے دیکھئے الجامع الصغیر ۲۱ مطبوعہ پاکستان از علامہ سید طی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲

۴۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَبُو بَكْرٍ وَزَيْدِي وَالْقَائِمُ فِي أُمَّتِي بَعْدِي وَعُمَرُ مَجْبِي وَعُثْمَانُ مِثِّي وَعَلِيٌّ أَخِي وَصَاحِبُ لَوْ أَلِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ۞ اں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ابو بکر میرا وزیر اور میری اُمت میں میرے بعد میرا قائم مقام ہے اور عمر میرا حبیب ہے اور عثمان مجھ سے ہے اور علی میرا بھائی اور میرا علمبردار ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

۵۔ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَا يَجْتَمِعُ حُبُّ هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةِ إِلَّا فِي قَلْبِ مُؤْمِنٍ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا اں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چار اشخاص یعنی ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی محبت سوائے مومن کے دل کے جمع نہیں ہوتی۔

۶۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ بَصْرِي وَعُمَرُ يَنْطَلِقُ بِلِسَانِي وَعُثْمَانُ رُوحِي فِي جَسَدِي وَعَلِيٌّ مِثِّي وَأَنَا مِنْهُمْ ۞ اں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ابو بکر میری آنکھوں کی روشنی ہے اور عمر میری زبان سے گفتگو کرتا ہے اور عثمان میری روح ہے جو میرے جسم میں ہے اور علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ رضی اللہ عنہم۔

۷۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنَا مَدِينَةُ الصِّدْقِ وَأَبُو بَكْرٍ سَقْفُهَا وَأَنَا مَدِينَةُ الصَّلَابَةِ وَعُمَرُ عِمَادُهَا وَأَنَا مَدِينَةُ الْحَيَاءِ وَعُثْمَانُ جِدَارُهَا وَأَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا ۞ اں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۔ اس حدیث کو بروایت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترمذی نے کسی قدر نقلی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے (۱ ح) یہ روایت کچھ اختلاف سے منتخب کنز ۴۲، ۴۳ ج ۵ میں بھی حضرت انس اور حضرت عابر رضی اللہ عنہما سے ۱۲

۲۔ اس حدیث کو حسب منتخب کنز نے بحوالہ ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے۔ ۱۲

۳۔ اس حدیث کو بروایت ابن خطیب ترمذی نے نقل کیا ہے (۱ ح)

۴۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اللالی المصنوعہ باب المناقب میں یوں بیان کیا ہے۔ اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَأَبُو بَكْرٍ أَسَاسُهَا وَعُمَرُ حِيطَانُهَا وَعُثْمَانُ سَقْفُهَا وَعَلِيٌّ بَابُهَا (ص ۳۳۴ جلد اول)

فرماتے ہیں کہ میں صدق کا شہر ہوں اور ابوبکر اس کی چھت ہے۔ میں صلابت کا شہر ہوں اور عمر اس کا ستون ہے۔ میں حیا کا شہر ہوں اور عثمان اس کی دیوار ہے۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ رضی اللہ عنہم۔

۷۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَجْمَعُ اللَّهُ أُمَّتِي عِنْدَ قَابُورِي وَيَجْمَعُ الصِّدِّيقِينَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَالْأَمِيرِينَ بِالْمَعْرُوفِ مَعَ عُمَرَ وَ أَهْلَ الْحَيَاءِ مَعَ عُثْمَانَ وَ أَهْلَ السَّخَاءِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ مَعَ عَلِيٍّ وَ أَهْلَ الْعِلْمِ مَعَ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَ أَهْلَ الْقِدَاعَةِ مَعَ أَبِي بَكْرٍ كَعْبٍ وَ الْفُقَرَاءَ مَعَ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَ أَهْلَ الزُّهْدِ مَعَ أَبِي ذَرٍّ وَ الشُّهَدَاءَ مَعَ حَمْزَةَ وَ الْمُؤَذِّنِينَ مَعَ بِلَالٍ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَقَدْ وَعَدَنِي سَرِيٌّ أَنْ يَدْخُلَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا بِلَا حِسَابٍ۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری کل اُمت کو میری قبر کے پاس جمع کرے گا۔ ان میں سے صدیقین کو ابوبکر کے ہمراہ کرے گا اور وہ ان کے ساتھ بہشت میں داخل ہوں گے۔ اور نیکی کا حکم کرنے والوں کو عمر کے ہمراہ اور حیا کرنے والوں کو عثمان کے ہمراہ اور سخاوت اور اچھے اخلاق والوں کو علی کے ساتھ اور علماء کو معاذ بن جبل کے ساتھ اور قاریوں کو ابی بن کعب کے ساتھ اور درویشوں کو ابوذر کے ساتھ اور زاہدوں کو ابوذر کے ساتھ اور شہیدوں کو حمزہ کے ساتھ اور مؤذنین کو بلال کے ساتھ جمع کرے گا اور سب جنت میں جائیں گے۔ خدائے پاک نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری اُمت کے ستر ہزار آدمی بے حساب جنت میں جائیں گے۔

حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دس صحابی میرے حنفی ہیں
ابوبکر، عمر، عثمان، علی، عبد الرحمن بن عوف، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، ابو عبیدہ
بن جراح اور سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ ۚ يَبْعَثُ رِجَالًا أَصْنَىٰ هُوَ كَيَا حَقِّ سَجَانُهُ تَعَالَىٰ ان مومنوں سے جو درخت کے نیچے
تم سے بیعت کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں چاروں صحابیوں کو مستعد مقامات میں یاد فرمایا ہے ان
میں سے بعض آیتیں ہیں۔ الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنْفِقِينَ وَ
الْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں صابرون صبر
کرنے والے سے مراد خود حضرت خاتم النبیین ہیں اور صادقین (سچ کہنے والے)
سے ابوبکر صدیق اور قانتین (دعا کرنے والے) سے عمر فاروق اور منفقین (خرج کرنے
والے) سے عثمان ذوالنورین اور مستغفرین بالاسحار (صبح میں مغفرت چاہنے
والے) سے حیدر تحرار مراد ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ
عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا ۖ مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وسلم)
اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں یعنی ابوبکر، زیادہ سخت ہیں کافروں پر یعنی
عمر، مہربان ہیں آپس میں یعنی عثمان، تو ان کو رکوع کرتے ہوئے، سجدہ کرتے ہوئے دیکھے
یعنی علی رضی اللہ عنہم۔

دوسری آیت میں فرماتا ہے مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَ

۱۔ اس حدیث کو کسی قدر اضافہ کے ساتھ ترمذی نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن ماجہ
نے سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے ۱۲ (۱ ح) (مشکوٰۃ باب مناقب العشرة)

۲۔ (پہلے رکوع ۱۱) ۳۔ (پہلے رکوع ۱۰) ۴۔ (پہلے رکوع ۱۲)

الصَّالِحِينَ وَحَسَنَ أَوْلِيَّكَ رَفِيقًا نَبِيِّنِ يَعْنِي حَضْرَتِ مُحَمَّدٍ مَصْطَفَى صَلَّی اللہ علیہ وسلم اور صِدِّیقِینِ یعنی صدیق اکبر اور شَہِدَاءِ یعنی فاروق اعظم اور صَالِحِینِ یعنی ذوالنورین وَحَسَنَ أَوْلٰئِكَ سَافِقًا اور یہی لوگ فاقَتِ کیلئے بہتر ہیں یعنی علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیز فرمایا جل جلالہ نے اِنَّمَا وَلِیْکُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَهُمْ رَاٰعُوْنَ بے شک تمہارا ولی خدا اور اس کے رسول (یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے (یعنی ابوبکر صدیق) جو قائم رکھتے ہیں نماز کو (یعنی عمر فاروق) اور زکوٰۃ دیتے ہیں (یعنی عثمان ذوالنورین) اور وہ رکوع میں رہتے ہیں (یعنی علی مرتضیٰ) رضی اللہ عنہم۔

نیز فرمایا اللہ جل جلالہ نے فَأُولَٰئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْہُمْ مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشَّہِدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ پس یہ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا نبیوں میں سے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیقیوں میں سے یعنی صدیق اکبر اور شہداء میں سے یعنی تینوں خلفاء جنہوں نے شہادت پائی اور صالحین میں سے یعنی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم۔

نیز خدا نے تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰہُمْ یُنْفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ جو لوگ ایمان لائے غیب پر یعنی ابوبکر صدیق کہ تمام بڑی عمر والوں میں ایمان لانے میں پہل کر گئے۔ اور قائم کرتے ہیں نماز کو یعنی عمر فاروق۔ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں یعنی عثمان ذوالنورین۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس پر جو تم پر نازل ہوا یعنی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔ جو ایمان لانے میں تمام جوانوں پر سبقت لے گئے۔

۱ (پ ۶ رکوع) ۲ (پ ۱۲ رکوع) ۳ (پ ۶ رکوع) ۴ (پ ۲ رکوع)

۵۔ احقر کے ذہن میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی کیفیت کو اس آیت سے یہ مناسبت بھی ہے کہ آپ نے بغیر معجزہ دیکھے اپنے نورِ باطن کی وجہ سے اسلام قبول کیا۔ جبکہ دوسرے صحابہ نے معجزے دیکھے پھر بھی کافی غور و فکر کے بعد ایمان لائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲۔

نیز خدائے جل و علا فرماتا ہے **وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ** اس نے مال خرچ کیا خدا کی محبت میں (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) **وَأَقَامَ الصَّلَاةَ** اور قائم کیا اس نے نماز کو (عمر فاروق رضی اللہ عنہ) **وَآتَى الزَّكَاةَ** اور اس نے زکوٰۃ دی (عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ) **وَالْمُؤَفُّونَ بَعْدَهُمْ** اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے والے (علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ) نیز فرمایا تبارک و تعالیٰ نے **الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ** جو لوگ خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں (ابو بکر صدیق) **وَالْكَاطِمِينَ الْغَيْظَ** اور پی جانے والے غصہ کے (عمر فاروق) **وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ** اور معاف کرنے والے لوگوں کو (عثمان ذوالنورین) **وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ** اور اللہ بھیجی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (علی المرتضیٰ) رضی اللہ عنہم

نیز اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔ **وَالْعَصْرَ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ** اور قسم ہے آخر دن کی بے شک انسان نقصان میں ہے۔ مراد اس سے ابو جہل ہے **إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا** مگر جو لوگ ایمان لے آئے۔ مراد اس سے حضرت ابو بکر ہیں **وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ** اور نیک کام کیے۔ یعنی حضرت عمر و **تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ** اور وصیت کی انہوں نے حق کے ساتھ یعنی حضرت عثمان۔ **وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ** اور وصیت کی انہوں نے صبر کے ساتھ یعنی حضرت علی۔ رضی اللہ عنہم۔
حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے **لَا تَسْتَبُوا أَصْحَابِي فَإِنَّهُمْ أَعْتَدُوا مِنْ خَوْفِ اللَّهِ** وامن الناس من خوف السيوف برانہ کہو میرے اصحاب کو کیونکہ ایمان لائے ہیں وہ خدا کے خوف سے بخلاف دوسرے لوگوں کے کہ وہ ایمان لائے ہیں تلوار کے ڈر سے۔

۱۔ (پ ۱ رکوع ۶)۔ ۲۔ (پ ۱ رکوع ۵)۔ ۳۔ (پ ۱ رکوع ۲۸)۔

۴۔ اس حدیث کو ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تھوڑے اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ۱۲ (ج ۱)۔

حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ جب تخت خلافت پر بیٹھے تو آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ ارشاد فرمایا۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کی حمد و ثنا اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کے بعد فرمایا: اے مسلمان بھائیو! معلوم کرو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام انسانوں میں بہتر ابو جبر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم ہیں جو شخص ان کو بُرا کہے اور ان کے حق میں بہتان لگائے اس پر خدا اور رسول اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

حضرت محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے اپنے باپ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ابو جبر ہیں میں نے عرض کیا ان کے بعد کون ہے؟ فرمایا عمر۔ میں نے پوچھا ان کے بعد کون ہے؟ فرمایا عثمان (رضی اللہ عنہم) میں نے کہا ان کے بعد اے امیر المومنین آپ ہی افضل ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی خدا تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں۔

۱۔ یہ روایت حضرت محمد بن الحنفیہ سے امام بخاری نے نقل کی ہے (۱-ج)

۲۔ حقیقت یہ ہے کہ شیر خدا رضی اللہ عنہ تینوں خلفاء کے بعد ساری امت سے افضل ہیں لیکن قرآن مجید ایسی انکساری پر کہ اپنی صحیح فضیلت کا بھی دعویٰ نہیں فرماتے۔

فضائل و مناقب

خلیفہ اول حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

خیر الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلفاء میں سے آپ پہلے خلیفہ ہیں۔ اور آپ نے علوم ظاہری اور باطنی حضرت سید الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نسب حضرت سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جناب ہرہ بن کعب میں مل جاتا ہے۔ آباؤ اجداد کی تعداد میں حضرت افضل الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ کو پوری پوری مناسبت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نسب میں جناب مرہ تک چھ پشتیں ہیں۔ (شجرۃ نسب اس طرح ہے)

ابو بکر صدیق بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ آپ کی والدہ کا نام سلمیٰ اور ان کی کنیت ام الخیر بنت صخر بن عمرو مذکور تمیمیہ ہے۔ آپ کی پیدائش سنہ فیل سے دو سال چند روز کم چار ماہ بعد ہوئی۔

آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا صَبَّ اللَّهُ فِي صَدْرِي شَيْئًا إِلَّا صَبَبْتُهُ فِي صَدْرِ أَبِي بَكْرٍ۔ کوئی چیز ایسی اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں

۱۔ آپ کا رنگ سفید، بدن ڈبلا، چہرہ شگفتہ، آنکھیں روشن اور پیشانی فراخ تھی۔ بہترین اخلاق کے مالک، رحم دل اور نرم خو تھے۔ ہوش و غرور، عاقبت اندیشی اور بلندی فکر و نظر میں اپنی مثال آپ تھے۔
۲۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بن عثمان ابو قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ
۳۔ اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے۔ (د۔ ح)

نہیں ڈالی جس کو میں نے ابوبکر کے سینہ میں نہ ڈال دیا ہو۔
 نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آخر عمر میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا: اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ
 اِلٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِتَّخَذَ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا وَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا دُوْنَ رَبِّيْ لَا
 تَخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا لَّكِنْ هُوَ شَرِيْكٌ فِیْ دِیْنِیْ وَ صَاحِبِی الَّذِیْ اَوْجَبْتُ
 لَهٗ صُحْبَتِیْ فِی الْغَارِ وَ خَلِیْفَتِیْ فِیْ اُمَّتِیْ۔ خدائے بزرگ و برتر کی حمد و ثنا کے
 بعد معلوم ہو کہ اللہ نے تمہارے صاحب کو اپنا خلیل (حبیب) بنایا ہے۔ (اس میں اشارہ اپنی
 ذات مبارک کی طرف ہے) اگر میں اپنے پروردگار کے سوا کسی اور کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو
 بناتا لیکن وہ میرے شریک ہیں میرے دین میں یعنی میرے مددگار اور معین ہیں اور میرے
 دین اور یقین کے مظہر ہیں۔ وہ میرے یارِ غار ہیں کیونکہ میں نے غار میں اپنا ساتھی ان کو منتخب
 کیا۔ اور وہ سیری اُمت میں میرے خلیفہ ہیں۔

دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا ہے اِنَّ اِلٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِتَّخَذَ اِبْرٰهِيْمَ
 خَلِيْلًا وَ مُوْسٰی نَجِيًّا وَ اِتَّخَذَنِيْ حَبِيْبًا ثُمَّ قَالَ وَ عِزِّيْ وَ جَلَالِیْ لَا وُثِرَتْ
 حَبِيْبُیْ عَلٰی خَلِيْلِیْ وَ نَجِيَّتِیْ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کو اپنا خلیل بنایا اور موسیٰ کو اپنا نجی اور مجھ کو اپنا حبیب پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا
 کہ البتہ پسند کیا میں نے اپنے حبیب کو اپنے خلیل اور اپنے نجی کے مقابلہ میں۔
 ان دونوں حدیثوں کے مضمون کو اہل دانش اور ارباب تحقیق نے اس طرح بیان کیا ہے
 کہ خلت کے دو مقام ہیں۔ ایک مرتبہ مجتبیٰ کی اتہا، یہ مقام دوسری حدیث میں مراد ہے

لہٰذا اس حدیث کو مختلف طریقوں سے محدثین نے نقل کیا ہے چنانچہ بخاری و مسلم نے ابوسعید خدری، زبیر بن
 العوام اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور امام ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد نے زبیر
 سے اور ابویعلیٰ نے باختلاف سیر نقل کیا ہے۔ (د۔ ح) مشکوٰۃ اور تاریخ الخلفاء میں بھی اس حدیث کی
 تائید میں احادیث ملتی ہے۔ لہٰذا اس حدیث کو حکیم ترمذی نے اور طبرانی نے کبیر میں نقل کیا ہے۔ اور دبلی
 اور ابن عساکر نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (د۔ ح) تہذیب و تبیین باب المناقب میں بھی یہ حدیث موجود ہے

دوسرا مقام مراتب و درجاتِ محبوبی کی انتہا۔ یہ مقام پہلی حدیث میں مراد لیا گیا ہے جس مرتبہ میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دوسرا کوئی شریک نہیں ہے اور مقامِ محمود اسی درجہ کمال کے انتہا کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

آں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد کہ اگر کوئی شخص اس مقامِ خاص میں میرا شریک ہوتا تو ابو بکر ہوتا۔ اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عظیم باطن میں علم باللہ کی وجہ سے اولیاءِ اُمت میں اکمل و افضل اور سب سے زیادہ عالم ہیں بلکہ پیغمبروں کے بعد تمام صدیقیوں سے زیادہ کامل اور صدیقِ اکبر ہیں۔ اکابر اہل بصیرت قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم کا اس بات پر اتفاق ہے۔

حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وَاللّٰهِ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَىٰ أَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ عَلَىٰ أَفْضَلٍ مِنْ أَبِي بَكْرٍ۔ قسم خدا کی پیغمبروں اور رسولوں کے بعد ابو بکر سے کسی اور افضل شخص پر آفتاب طلوع اور غروب نہیں ہوا۔

نیز حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں ابو بکر کو تم سب سے جو بہتر جانتا ہوں وہ ان کے نماز روزہ کے سبب نہیں ہے بلکہ اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے سینہ میں ہے۔ یعنی یقین۔

ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہ نے لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سلوک حصولِ جذبہ کے بعد سلوکِ فوقانی سے متعلق ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہے۔ اس نکتہ کو آپ نے اس عبارت میں بیان فرمایا ہے۔ سَلَوْنِي مِنْ طُرُقِ السَّمَاءِ فَإِنِّي لَا أَعْلَمُ طُرُقَ السَّمَوَاتِ مَعَكُمْ مِنْ طُرُقِ الْأَرْضِ۔ مجھ سے آسمانوں کے راستے دریافت کرو کیونکہ میں آسمانوں کے راستوں کا علم زیادہ رکھتا ہوں زمین کے راستوں کی نسبت۔ یہ سلوک سیرِ آفاقی سے تعلق رکھتا ہے۔ بلکہ سیرِ انفسی کے

لے الوداد و رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو روایت کیا ہے۔ (د۔ ح)

ساتھ۔ اس سلوک کی مثال ایسی ہے جیسے کہ جذب کے گھر میں ایک سو رانچ کھود کر
ذاتِ غیب تک راہ پہنچائی جائے اور اس راہ سے راستہ طے کیا جائے۔ حضرت
رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی راہ سے انتہاء مقام تک واصل ہوئے۔
اور فوقانی سلوک جس کا سیرِ آفاقی سے تعلق ہے۔ اگرچہ وہ بھی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے انوارِ مقدس سے ہی مقتبس ہے لیکن یہ جنابِ علیِ محرم اللہ وجہہ سے مخصوص ہے۔
بقیہ تینوں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم دوسرے راستوں سے عالمِ غیب تک
واصل ہوتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک تو معلوم ہو چکا ہے۔
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مسلک بھی علیحدہ ہے اور اسی طرح سے حضرت ذوالنورین
رضی اللہ عنہ بھی جداگانہ طریقہ رکھتے ہیں۔ سالکوں کا سلوک ان چاروں راستوں سے طے
ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت علی محرم اللہ وجہہ کے مسلک کا سلوک خود شائع اور مشہور ہے۔
اکثر اہل سلسلہ اسی راہ سے سلوک طے کرتے ہیں۔ اسی طرح سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ کا سلسلہ خواجگانِ نقشبندیہ سے مخصوص ہے۔ لیکن دیگر سلسلوں کے مشائخ کبار نے
بھی اس مسلکِ صدیقیہ پر سلوک طے کیا ہے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔
اس فقیر (مصنف کتاب) نے بعض اکابرِ مشائخ کو دیکھا ہے جنہوں نے حضرت
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مسلک پر سلوک طے کیا ہے۔ چنانچہ حضرت عوث الثقلیٰ قدس
سرہ اسی راہ سے غیبِ ذات تک پہنچے اور حضرت علی محرم اللہ وجہہ کے طریقہ کی فنا و
بقا میں جو ولایت کا پہلا قدم ہے۔ آپ نے بہت کچھ ترقی کی اور حضرت شیخ ابوسعید
خراز قدس سرہ نے بھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مسلک پر سلوک طے کیا ہے۔
آپ نے سنا ہوگا کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لَوْ كَانَتْ
لِعَبْدِي نَبِيًّا لَكَانَ عَمًّا۔ اگر میرے بعد کوئی اور نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔ اس

لے اس حدیث کو ترمذی اور احمد نے اور ابویعلیٰ اور طبرانی اور بیہقی اور حاکم اور ابونعیم نے عقبہ بن عامر

رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ (د۔ ج)

سے ظاہر ہے کہ اگر آپ میں تکمیل پیشوائی کی شان نہ ہوتی تو مقام نبوت سے کیسے منبتا رکھتے۔ پس غور کیجئے اور کمی کرنے والوں سے نہ ہونا۔

سالم بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بیماری کے زمانہ میں جس میں آپ کی وفات ہوئی کسی قدر ہوش آیا تو آپ نے فرمایا کیا نماز کا وقت ہو گیا؟ حاضرین نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ بلال سے کہو اذان دے اور ابو بکر سے کہو امامت کریں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ یہ کلمات فرما کر آپ پھر بے ہوش ہو گئے۔ جب دوبارہ آپ ہوش میں آئے تو فرمایا: بلال سے کہو کہ اذان دے اور ابو بکر سے کہو کہ امامت کریں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والد نرم دل آدمی ہیں جب امامت کریں گے تو آپ کی جگہ کھڑا ہوں گے تو گھبراہٹ اور بے قراری ان پر غالب آئے گی اور برداشت نہ کر سکیں گے آپ کسی اور کو ارشاد کیوں نہیں فرماتے۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے فرمایا کہ بلال سے کہو اذان دے اور ابو بکر امامت کریں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اور بے شک تم یوسف پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ والی عورتیں ہو۔ جنہوں نے ان کو فتنہ میں ڈال دیا تھا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ لوگوں نے بلال سے کہا تب انہوں نے اذان کہی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تو وہ امامت کے لیے آگے بڑھے اور نماز پڑھانی شروع کی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض میں کمی پائی اور ارشاد فرمایا کہ تلاش کرو کسی ایسے شخص کو جس کا سہارا لے کر میں مسجد میں چلا جاؤں۔ پس بریدہ اور ایک دیگر صحابی آئے ان دونوں پر آپ ٹیک لگا کر مسجد میں تشریف لے گئے جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آل سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا۔ آل حضرت

لہام مسلم اور بخاری اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو باختلاف لفظی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے۔ (۱- ج)

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ پر قائم رہو۔
 اور صحیح مسلم میں ہے کہ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ
 رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تو اپنے باپ ابوبکر اور بھائی کو بلو کہ میں ایک تحریر لکھوا دوں۔
 کیونکہ میں ڈرتا ہوں کوئی آئندہ کرنے والا (خلافت) کی آرزو کر دے (یعنی خلافت کا مدعی
 بن بیٹھے) میں اور خدا تعالیٰ اور مومنین سوائے ابوبکر کے اور کسی کی خلافت منظور نہیں کرتے۔
 ترمذی میں یہ بھی ہے کہ اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا اور
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تنگی تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ اگر کسی سے میں یہ سبزل گاکہ پیغمبر خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو اس کا سر اس کے بدن سے جدا کر دوں گا۔ آخر حدیث
 تک۔ اس حدیث کے آخر میں یہ ہے کہ اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کو بوسہ دیا اور ہاتھ لگایا اور یہ آیت شریفہ پڑھی اِنَّكَ
 هَيِّتُ وَاِنَّهُمْ هَيِّتُونَ۔ بے شک آپ ایک دن اس جہان سے پردہ کریں گے۔
 اور سب لوگ مرجائیں گے۔ حضرت صدیق کے اس کہنے سے لوگوں نے جان لیا کہ
 ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کہنا درست ہے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اس جہان سے پردہ
 کر گئے۔

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر آئے تو یہ آیت کریمہ پڑھی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُولٌ
 قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ لَاقَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ ط
 (پک ۶۷) اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے
 تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُن کے پاؤں پھر جاؤ گے؟
 صحابہ کرام نے کہا اے یا رسول! کیا تم آپ کی نماز جنازہ پڑھو گے؟ صدیق اکبر

۱۔ اس حدیث کو مسلم میں بروایت حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے نیز حمیدی نے اپنی صحاح میں نقل
 کیا ہے کس قدر اضافہ کے ساتھ (۱-ج) ۲۷۲ ۱۷۷

رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! ایک گروہ آئے اور تجیر کہہ کر نماز پڑھ لے اور دعا کر کے چلا جاتے پھر دوسرا گروہ آئے اسی طرح نماز ادا کر کے روانہ ہوتا جاتے۔ آخر حدیث تک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے چچا زاد بھائی حضرت عباس و علی رضی اللہ عنہما اور چچا حضرت عباس کے بیٹے فضل و قثم رضی اللہ عنہم اور حضرت اسامہ بن زید اور صالح حبشی غسل دیں۔

مہاجرین خلافت کے بارے میں مشورہ کے لیے انصار کے پاس جمع ہوئے۔ انصار کہنے لگے کہ ایک امیر ہماری طرف سے مقرر ہو اور ایک تمہاری طرف سے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ کون ہے جس کی صفت میں اس طرح کے تین کلمے نازل ہوتے ہوں۔ ثانی اثْنَيْنِ اِذَا هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (پ ۱۷) صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے صاحب سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو بکر! اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے ہاتھ بڑھایا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اور سب صحابہ نے بھی خوش دلی کے ساتھ بیعت کر لی۔

(کذا فی تاریخ الامام الیافعی)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں سے یہ بھی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی شان میں فرمایا: جب خدا تعالیٰ نے مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا تو تم لوگوں نے کہا: تو جھوٹ بولتا ہے۔ اور ابو بکر نے کہا: آپ سچ کہتے ہیں اور اپنے جان مال سے میری مدد کی۔ کیا تم میری وجہ سے میرے صاحب کو چھوڑتے ہو؟

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ انتہائی تعریف ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صدق ایمان اور کمال ایمان کی۔ کیونکہ اس حدیث میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

رحمۃ اللعالمین میں جلد اول ص ۲۵ پر زرقانی کے حوالے سے یہ دعا درج ہے ۱۲
اس حدیث کو امام مسلم اور بخاری نے ابوسعید خدری سے کچھ لفظی فرق کے ساتھ نقل کیا ہے۔ (۱- ج)

نے یہ خبر دی ہے کہ سب نے آپ کے روبرو آپ کو جھٹلایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غائب ہونے کی صورت میں بھی آپ کی تصدیق کی۔ یہ ان کی تصدیق کا کمال ہے کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ منہ پر تصدیق کی جاتی ہے اور غیب میں تصدیق نہیں کی جاتی۔ ایسے ہی عدم موجودگی میں تکذیب کی جاتی ہے اور سامنے نہیں۔ اس کا مطلب غور کرنے والے کے لیے بالکل واضح ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: **لَوْ أَثَرَنَ إِيْمَانُ أَبِي بَكْرٍ مَعَ إِيْمَانِ الثَّقَلَيْنِ لَوَجَّحَ إِيْمَانُ أَبِي بَكْرٍ اِگرا ابوبکر کے ایمان کا تمام جن وانس کے ایمان کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو ابوبکر کے ایمان کا پلہ بھاری رہے گا۔** انبیاء کو چھوڑ کر ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ کون محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ عائشہ۔ انہوں نے عرض کیا مردوں سے کون؟ فرمایا اس کا باپ (یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں سوائے ابوبکر کے کسی کی کھڑکی باقی نہ رکھو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہم ابوبکر کے برابر کسی کو نہیں جانتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اور ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو۔

یہ تمام احادیث صحاح میں روایت کی گئی ہیں۔ صحیح مسلم میں ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کون شخص ہے جس نے آج روزہ رکھ کر عیج کی ہو؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا میں نے۔ آپ نے فرمایا:

۱۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ان الفاظ سے نقل کیا ہے **لَوْ وَزَنَ إِيْمَانُ أَبِي بَكْرٍ بِإِيْمَانِ أَهْلِ الْأَرْضِ لَوَجَّحَ بِهِمْ** (تاریخ الخلفاء عربی ص ۱۱ مطبوعہ مجتہبی) ۲۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے مرد بن العاص سے روایت کیا ہے (السواعق المبرقة عربی ص ۶۸ مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکر) ۳۔ مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکر۔ ۴۔ مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکر الصواعق المبرقة ص ۶۸

۵۔ یہ حدیث مفصل طور پر الصواعق المبرقة میں بھی ص ۶۲ پر ہے۔

وہ کون ہے جو آج جنازہ کے ساتھ گیا ہو؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور میں۔ آپ نے فرمایا: وہ کون ہے جس نے آج مسکین کو کھانا کھلا کر تسکین دی ہو؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے حضور نے ارشاد فرمایا: وہ کون آدمی ہے جس نے آج کسی بیمار کی خبر گیری کی ہو؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے۔ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کام اسی آدمی میں جمع ہوتے ہیں جو جنت میں جاتے گا۔
 علماء فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص بغیر حساب اور اعمال کی سزا پائے بغیر جنت میں جاتے گا ورنہ صرف ایمان لانا ہی خدا کے فضل سے جنت میں جانے کا تقاضا کرتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے جس کو ترمذی نے روایت کیا ہے: میری امت کا سب سے زیادہ مہربان ابو بکر ہے اور جس شخص پر بھی میں نے اسلام کو پیش کیا وہ سرگردان ہو گیا سوائے ابو بکر کے۔ یعنی انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر کر دیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اپنے اہل و عیال کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں لَمَّا عُرِجَ بَنِي إِلَى السَّمَاءِ فَمَا مَرَرْتُ بِسَّمَاءٍ إِلَّا وَجَدْتُ فِيهَا اسْمِي مَكْتُوبًا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَابُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ خَلْفِي حَبِيبٌ مَجْبِي (معراج کے لیے) آسمان کی طرف اٹھایا گیا تو میں نے ہر آسمان پر اپنا نام محمد رسول اللہ لکھا ہوا پایا۔ اور ابو بکر صدیق میرے پیچھے تھے۔

۱۔ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں اور ابن عساکر نے جابر اور حسن سے نقل کیا ہے (۱۔ ح)

۲۔ اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت عمر سے روایت کیا ہے۔ (۱۔ ح)

۳۔ الصواعق المحرقة ۳ مطبوعہ مصر، اللآلی المسنوعہ ص ۲۹۶ ج ۱۔

نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کُلُّ النَّاسِ يَقِفُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَّا
 أَبَا بَكْرٍ فَإِنْ شَاءَ قَامَ وَإِنْ شَاءَ قَضَى فَإِنَّهُ يُعْطَى كِتَابَهُ فَيُقَالُ لَهُ إِنْ شِئْتَ
 فَأَقْرَعْوَ إِنْ شِئْتَ فَلَا تَقْرَعُوا لَهُ قُبَّةٌ فِي أَعْلَى عِلِّيِّينَ مِنْ يَاقُوتِ حَمْرٍ أَوْ لَهُ
 أَرْبَعَةُ أَلْفِ بَابٍ كُلَّمَا اسْتَنَاقَ إِلَى اللَّهِ انْفَتَحَ مِنْهَا بَابٌ فَيَنْظُرُ إِلَى اللَّهِ
 بِلَا حِجَابٍ۔ قیامت کے دن سب لوگوں کو کھڑا رہنے کا حکم ہوگا سوائے ابوبکر کے ان
 کو اختیار ہوگا خواہ کھڑے رہیں یا وہ گزر جائیں اور یہ یقینی بات ہے کہ جب ان کو نامہ اعمال
 دیا جائے گا تو انہیں کہا جائے گا اگر چاہیں تو اسے پڑھیں نہ چاہیں تو نہ پڑھیں۔ اور ان
 کے لیے ایک قبہ (گنبد نما محل) سرخ یاقوت کا اعلیٰ علیین میں بنایا گیا ہے جس کے چار
 ہزار دروازے ہیں۔ جب بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ سے ملنے کے مشتاق ہوں گے ان
 میں سے ایک دروازہ کھل جائے گا۔ تو آپ اللہ تعالیٰ کا دیدار بے پردہ کریں گے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی فرماتے ہیں کہ ایک دن جبریل امین سے میں
 نے دریافت کیا کہ کیا میری امت کا قیامت کے روز حساب ہوگا؟ جبریل نے جواب دیا
 ہاں (حساب لیا جائے گا) لیکن ابوبکر سے نہیں کیونکہ انہیں کہا جائے گا۔ اے ابوبکر جنت
 میں چلے جاؤ وہ کہیں گے میں نہیں جاؤں گا جب تک دُنیا میں مجھ سے محبت رکھنے والے
 میرے ساتھ جنت میں نہ جائیں۔ رب العزت جل شانہ کا فرمان ہوگا اے ابوبکر اپنے
 دوستوں کو بھی بہشت میں لے جاؤ کیونکہ میں نے اس دن وعدہ کر لیا تھا جس دن مجھے
 دُنیا میں پیدا کیا اور میں نے بہشت کو کہہ دیا تھا جو بھی ابوبکر سے محبت رکھے گا وہ میرے
 اندر ضرور داخل ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَمَّا وُلِدَ أَبُو بَكْرٍ اِطَّلَعَ اللَّهُ عَلَى
 جَنَّةِ عَدْنٍ فَقَالَ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا أُدْخِلُكَ إِلَّا مَنْ أَحَبَّ هَذَا
 الْمَوْلُودَ يَعْنِي جَبَّ ابُو بَكْرٍ صَدِيقِ پیدائش سے خدا تعالیٰ نے جنت عدن پر تجلی فرمائی اور
 ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے۔ تجھ میں صرف ایسی کو داخل کروں گا جو اس
 بچے (ابوبکر) کو دوست رکھے گا۔

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اَلَا
 اَعْطَيْكَ خَيْرَكَ؟ قَالَتْ بَلَى! قَالَ اِنْ اِسْمَ اَبِيكَ مَكْتُوبٌ عَلَى قَلْبِ الشَّمْسِ
 وَ اِنْ الشَّمْسُ لَيُقَابِلُ الْكَعْبَةَ فِي كُلِّ يَوْمٍ فَيَمْتَنِعُ عَنِ الْعُبُورِ عَلَيْهَا فَيَرْجُرُهَا
 الْمَلَكُ الْمَوْكِلُ بِهَا وَيَقُولُ بِحَقِّ مَا فِيكَ مِنَ الْاِسْمِ اَعْبُرْ فَتَعْبُرُ اے
 عائشہ کیا میں تجھے ایک اچھی خبر نہ دوں؟ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 آپ نے فرمایا: تیرے باپ کا نام آفتاب کے دل پر لکھا ہوا ہے۔ بے شک جب
 آفتاب روزانہ خانہ کعبہ کے مقابل ہوتا ہے تو اس پر گزرنے سے رُک جاتا ہے اس
 وقت موکل فرشتہ آفتاب کو ڈانٹ کر کہتا ہے اے آفتاب گزر جا اس نام پاک کی برکت
 سے جو تجھ میں ہے۔ پھر آفتاب خانہ کعبہ کو عبور کرتا ہے۔

ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد
 فرمایا کہ میں تمہیں قیامت کے حالات کی خبر دیتا ہوں۔ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَمَةِ يُنْصَبُ
 مِنْبَرٌ عَلَى يَمِينِ الصِّرَاطِ فَاجْلِسْ عَلَيْهِ فَيُنْصَبُ مِنْبَرٌ ثَانٍ فَيَجْلِسُ
 عَلَيْهِ اِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ يُنْصَبُ كُرْسِيُّ بَيْنَهُمَا فَيَجْلِسُ
 عَلَيْهِ الْبُؤْبُورُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثُمَّ يَأْتِي مَلَكٌ وَيَقِفُ عَلَى مِرْقَاتِ مَنْ
 مِنْ بَنِي ثَمَرٍ يُنَادِي يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَ
 مَنْ لَمْ يَعْرِفَنِي فَأَنَا مَلَكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ اِنَّ اللَّهَ اَمَرَنِي اَنْ اَدْفَعَ مَفَاتِيحَ
 جَهَنَّمَ اِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَ اَرَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِي اَنْ اَدْفَعَهَا اِلَى ابْنِ بَكْرٍ ثُمَّ يَأْتِي مَلَكٌ اُخْرٍ يَقِفُ
 عَلَى الْمِرْقَاتِ الثَّانِي مِنْ مِنْبَرِي ثُمَّ يُنَادِي يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ
 عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَ مَنْ لَمْ يَعْرِفَنِي فَأَنَا رِضْوَانُ خَازِنِ الْجَنَّةِ اِنَّ اللَّهَ اَمَرَنِي اَنْ اَدْفَعَ مَفَاتِيحَ
 الْجَنَّةِ اِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَ اَرَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِي اَنْ اَدْفَعَهَا اِلَى ابْنِ
 بَكْرٍ ثُمَّ يَتَجَلَّى لَنَا الْجَلِيلُ الْجَبَّارُ جَلَّالُهُ وَيَقُولُ مَرْحَبًا بِجَلِيلٍ وَ

حَبِيبٍ وَصِدِّيقٍ قِيَامَتِ كے روز پُل صراط کی دایں جانب ایک منبر رکھا جائے گا۔
 تو میں اس پر بیٹھوں گا۔ پھر دوسرا منبر رکھا جائے گا اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام
 تشریف رکھیں گے اس کے بعد دونوں منبروں کے درمیان ایک کرسی رکھی جائے گی اس پر
 ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھیں گے۔ پھر ایک فرشتہ آئے گا اور میرے منبر کی ایک سیڑھی پر کھڑا
 ہو کر یہ آواز دے گا کہ: اے مسلمانو! تم میں سے جس نے مجھے پہچانا اس نے تو پہچان لیا اور
 جس نے نہیں پہچانا اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں ایک فرشتہ دوزخ کا داروغہ مالک ہوں۔
 بیشک مجھے خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ میں دوزخ کی چابیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے حوالے کر دوں اور آپ نے مجھ کو فرمایا ہے کہ یہ کنجیاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دوں۔
 پھر ایک اور فرشتہ آئے گا وہ میرے منبر کی دوسری سیڑھی پر کھڑا ہو کر یہ آواز دے گا۔
 کہ اے مسلمانو! تم میں سے جس نے مجھے پہچانا اس نے تو پہچان لیا اور جس نے نہیں پہچان
 اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں جنت کا داروغہ رضوان ہوں۔ بے شک خدا تعالیٰ نے
 مجھے حکم دیا کہ میں بہشت کی کنجیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دوں اور
 آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ ابوبکر کو دے دو۔ اس کے بعد اللہ جلّیل و جبار جلّ جلالہ
 ہم پر تجلی فرمائے گا اور ارشاد ہوگا: مبارک ہو میرے خلیل (علیہ السلام) اور میرے حبیب
 (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور صدیق (رضی اللہ عنہ) کو۔

ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بشارت
 دیتے ہوئے فرمایا اَعْطَاكَ اللّٰهُ الرِّضْوَانَ الْاَكْبَرَ یعنی اے ابوبکر! تجھے اللہ تعالیٰ
 نے رضوان اکبر عطا فرمایا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! رضوان اکبر
 کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: يَتَجَلَّىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ عَامَّةً وَ
 يَتَجَلَّىٰ لَكَ خَاصَّةً اللہ سبحانہ سب مسلمانوں کے لیے عام تجلی فرمائے گا اور تمہارے
 لیے خصوصی تجلی۔

روایت ہے کہ ایک دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی ہزار دینار بلکہ جو کچھ اپنی ملکیت میں تھا خدائے پاک کی راہ میں خرچ کر دیا اور فقر اختیار کر لیا اور کھلی پہن کھڑے بننے کے کانٹے لگالیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے ابوبکر! یہ کیا حالت ہے؟ حضرت صدیق نے ابھی کوئی جواب نہ دیا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح کھلی پہنے کانٹے لگاتے ہوئے پہنچ گئے۔ یہ حالت دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت تعجب ہوا۔ آپ نے فرمایا: اے میرے بھائی جبریل! یہ لباس کیسا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ صدیق اکبر کی موافقت کے لیے پہنا ہے اور تمام مقرب فرشتوں کو رب العزت کا فرمان ہے کہ آج سب فرشتے ابوبکر کی طرح کھلی پہنیں اور اس میں کانٹے لگائیں۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ ابوبکر کو خدا کا سلام پہنچا دیں اور ان سے کہیں کہ اس فقیری کے حال میں بھی تم اللہ تعالیٰ سے خوش ہو؟ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا سلام و پیام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہنچایا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خوشی سے نعرہ لگایا اور تین بار کہا کہ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! تجھ سے کون سا تائب انسان کی کا کام ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ کے سلام اور رضا کا سبب ہوا؟ حضرت ابوبکر نے ابھی اس کا جواب نہ دیا تھا کہ جبریل علیہ السلام دوبارہ اترے اور عرض کیا شاید آپ کو معلوم نہیں ہے کہ ابوبکر نے اپنا تمام مال و اسباب جو ان کی ملکیت میں تھا سب راہِ خدا میں دے دیا۔ اور سات مسلمانوں کو جنہیں کافروں نے اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنا رکھا تھا تاکہ آپ کے دین سے پھر جائیں۔ ان سب کو ابوبکر نے دس گنا قیمت دے کر خرید لیا۔

۱۔ بلال ۲۔ عامر ۳۔ نہدیہ ۴۔ نہدیہ کی بیٹی ۵۔ دبیرہ ۶۔ ام عیسیٰ ۷۔ کنیز زک بنی مرہل۔

اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام سورہ واللیل لے کر نازل ہوئے۔

فَإِمَّا مَنۢ أَعْطَىٰ وَآتَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنِيَّ لِلْيُسْرَىٰ كِ تَفْسِير میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اَعْطَىٰ یعنی دونوں جہاں عطا فرماتے اور وہ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے وَآتَىٰ الخ کو کاموں اور خطاؤں سے پرہیز کیا وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ

۱۔ مطبوعہ ترجمہ میں "نہدیہ" ہے۔ ۲۔ ترجمہ میں "زبیرہ" چھپا ہوا ہے۔

اور رضائے الہی اور قربِ مولیٰ جل و علا کی طلب میں سچائی پر قائم رہے۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے کہ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى وَ لَسَوْفَ يَرْضَى (اور نہیں کسی کا اس پر احسان جس کا بدلہ دے مگر اپنے رب کی رضا چاہنے کیلئے جو سب بہتر ہے۔ اور وہ راضی ہو جائے گا) آپ نے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس جماعت کو خرید کر آزاد کر دیا۔ اس لیے نہیں کوئی شخص اس کا بدلہ دے بلکہ اس نیت سے کہ خدا تعالیٰ آپ سے راضی ہو جائے اور یہ نیک کام جلد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچے اور خدا تعالیٰ شانہ اس سے خوش ہو۔

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَبَا بَكْرٍ مَّعِي فِيْ دَرَجَتِيْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنْ قَدْ اسْتَجَابَ اللّٰهُ دُعَاكَ۔ اے اللہ! ابو بکر کو قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا قبول کر لی ہے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا كَفِيْنَاهُ مَا خَلَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنْ لَهُ عِنْدَنَا يَدٌ اِيْكَافِيْهِ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ کسی آدمی کا مجھ پر احسان باقی نہیں ہے جس کا میں نے بدلہ نہ دیا ہو سوائے ابو بکر کے کہ اس کا مجھ پر ایسا احسان ہے جس کی جزا اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔

نیز آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں مَا نَفَعَنِيْ مَالٌ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَبِيْ بَكْرٍ فَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا غَيْرَ سَابِقٍ لَا تَخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا۔ مجھے ابو بکر کے مال نے جو فائدہ پہنچا یا کسی شخص کے مال نے وہ نفع نہیں دیا اگر میں خدا تعالیٰ کے

۱۔ اس حدیث کو ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ پر لیکن آخری الفاظ کچھ مختلف

ہیں۔ (قرة العينين ص ۱۱)

۲۔ قرة العينين ص ۱۱ بحوالہ ترمذی

۳۔ اس مضمون کی کئی حدیثیں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرة العينين میں صفحہ ۵۱ پر درج فرمائی ہیں۔

سوا کسی اور کو اپنا خلیل بنانا تو ابو بکر کو بنانا۔

صدیق روایت کرتے ہیں کہ جب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا تو آپ نے جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا؟ اس نے جواب دیا کہ ابو بکر صدیق۔ اسی روز اللہ تعالیٰ نے آپ کو صدیق کا نام عطا فرمایا۔

عتیق آپ کا نام ”عتیق“ رکھنے کی وجہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی شان میں فرمایا ہے مَنْ أَسَاذَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى عَتِيقٍ مِنَ النَّاسِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى وَجْهِ أَبِي بَكْرٍ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ جو شخص موزخ سے آزاد آدمی کی طرف دیکھنا چاہتا ہے وہ ابو بکر بن ابو قحافہ کے چہرہ کی طرف دیکھ لے۔ علماء کی دوسری جماعت کہتی ہے کہ آپ کے حسن و جمال اور خوبصورتی کی وجہ سے آپ اس لقب سے ملقب ہوئے۔

منقول ہے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تحت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور تمام بڑے بڑے مہاجر اور انصار صحابہ نے اپنی رضا اور خوشی کے ساتھ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم ان کی اطاعت اور پیروی کے اظہار میں ایک دوسرے سے بڑھ کر پیش قدمی کرنے لگے تو امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بالفرض لوگ مجھے مجبور کرنے کے لیے گرفتار کریں اور گردن اڑا دیں تو میں اس کو بھی پسند کر لوں گا اس کے مقابلہ میں کہ میں ایسی قوم میں امیر بنایا جاؤں جس میں ابو بکر موجود ہوں۔

امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ اے ابو بکر! تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کے کام میں آگے رکھا اور اپنے سامنے نماز میں امام بنایا اور تمہاری

۱۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لقب ”صدیق“ اور ”عتیق“ کے ثبوت کے لیے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرۃ العینین میں بہت سی احادیث ذکر فرمائی ہیں۔
۲۔ تاریخ الخلفاء ص ۲۴ بحوالہ ابو یعلیٰ ابن سعد اور حاکم عن عائشہ رضی اللہ عنہا۔
۳۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۲۴۔

اقتدا کا ارادہ فرمایا۔ ہم تجھے دُنیا کے کام میں بھی اپنے آگے رکھیں گے۔ آپ ہاتھ نکالیے تاکہ میں بیعت کر دوں۔

آپ کی کمال عظمت و حشمت، رعب و داب اور کمال صدق و رسوخ اور یقینِ کامل کی وجہ سے صحابہ کرام میں کسی قسم کا اختلاف اور خلل پیدا نہ ہوا۔ آپ نے مخالفین دین کا خوب قلع قمع فرمایا۔ آپ کے زمانہ خلافت میں اسلامی فوج شام و عراق وغیرہ ملکوں کو فتح کرنے اور ان کے دفاع میں مصروف رہی۔ اور آپ بے دین ظالم بادشاہوں سے عوام کو نجات دلانے میں مشغول رہے جو صدقات، زکوٰۃ اور حبزیہ وغیرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ مبارک میں لیا جاتا تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی تمام عرب سے وصول ہوتا رہا۔ اس میں بالکل کمی نہ ہوتی۔ سیلمہ کذاب جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اسود عنسی نے خدائی کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اس وجہ سے بہت بڑا فتنہ برپا ہو گیا اور ستر اسی ہزار آدمی ان کے گروہ میں شامل ہو گئے تھے۔ آپ کے تدبیر اور تیغِ بیدیع کے زخم سے یہ فتنہ ختم ہوا۔

تداسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلانِ نبوت سے پہلے میں نے خواب دیکھا کہ کعبہ کی چھت پر ایک نور آسمان سے نازل ہوا اور مکہ میں کوئی گھر خالی نہ رہا جہاں یہ نور نہ پہنچا ہو۔ اس کے بعد تمام انوار جمع ہو کر ایک نور ہو گیا جیسا کہ پہلے تھا۔ پھر میرے گھر میں آگیا اور میں نے اپنے گھر میں محفوظ کر لیا۔ صبح میں نے یہ خواب ایک راہب کے بیان کیا اور اس سے تعبیر دریافت کی۔ اس نے کہا یہ ایک قسم کی بد خوابی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔ اس خواب کو دیکھے جب ایک زمانہ گزر گیا تھا۔ میں ایک تجارتی سفر میں دیر بحیرہ کے مقام پر پہنچا جو بحیرہ راہب کا مسکن تھا۔ میں نے اس سے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی۔ اس نے کہا تو کون شخص ہے؟ میں نے کہا میں ایک قریشی مرد ہوں۔ راہب نے

۱۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو نقل کیا ہے کچھ ائمہ کے ساتھ (عمدة التحقيق)۔ (۱-ج)

کہا خدا تعالیٰ تمہاری قوم میں ایک نبی بھیجے گا اور تو ان کی حیات میں ان کا وزیر ہوگا۔ اور ان کی وفات کے بعد ان کا خلیفہ۔

جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسالت کے ساتھ مبعوث ہوئے تو مجھے مسلمان ہونے کے لیے ارشاد فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ ہر پیغمبر کی نبوت کی کوئی دلیل ہوتی ہے آپ کی نبوت کی دلیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میری نبوت کی دلیل تمہارا وہ خواب ہے جو تم نے دیکھا تھا۔ پہلے راہب نے اس کی یہ تعبیر دی تھی کہ یہ ایک قسم کی بد خوابی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں اور بحیرہ راہب نے کہا تھا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تمہاری قوم میں ایک پیغمبر آئے گا اور تم اس کے وزیر ہو گے اور ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین۔ میں نے عرض کیا اس واقعہ کی آپ کو کس نے خبر دی ہے۔ آپ نے فرمایا جبریل علیہ السلام نے۔ میں نے عرض کیا میں آپ سے اس کے علاوہ کوئی دلیل اور برہان طلب نہیں کرتا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں)

دُنیا سے بے رغبتی | قدسیہ۔ امام زہری روایت کرتے ہیں کہ جب صحابہ نے آپ کے دست مبارک پر بیعت خلافت کر لی تو آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ دیا اور خطبہ کے درمیان فرمایا کہ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ حَرِيْصًا عَلَى الْاِمَارَةِ يَوْمًا وَ لَيْلَةً قَطُّ وَ لَا كُنْتُ فِيْهَا سَاغِبًا وَ لَا سَأَلْتُهَا اللّٰهَ تَعَالٰى سِرًّا وَ عَلَانِيَةً وَ مَا لِيْ فِي الْاِمَارَةِ مِنْ سَاْحَةٍ۔ یعنی خدا کی قسم میں امارت پر حرص نہیں تھا۔ ہر گز دن اور رات میں کبھی میرے دل میں اس کا خیال بھی نہیں گزرا۔ اور نہ کبھی ظاہر اور پوشیدہ اللہ تعالیٰ سے اس کی درخواست کی۔ اور مجھے اس میں کوئی خوشی بھی نہیں ہے۔

۱۔ کشف المحجوب باب ساتواں، صحابہ کرام۔

صاحب کشف المحجوب فرماتے ہیں کہ جب حق سبحانہ و تعالیٰ بندے کو کمالِ صدق پر پہنچاتا ہے اور مرتبہ تمکین سے مشرف فرماتا ہے تو بندہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا منتظر ہوتا ہے تاکہ جو صفت آئے وہ اس پر قائم ہو جائے۔ اگر حکم ہو تو فقیر ہو جائے جیسا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ابتدائی دور میں کیا۔ اور اگر فرمان ہو تو امیر بن جاتے جیسے آپ کی زندگی کا آخری حصہ شاہد ہے۔ تجرید و تمکین اور فقر کی خواہش اور ریاست کے ترک کی آرزو کرنے میں اس جماعتِ عالی کی اقتدا حضرت صدیق کے طریقہ پر ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قد سیه۔ آپ نے فرمایا ہے دَا سُرْنَا فَا نِیَّةٌ وَا حُوَالْنَا عَارِیَّةٌ وَا نَفَا سُنَا مَعْدُوْدَةٌ وَا کَسَلْنَا مُوْجُوْدٌ یعنی ہمارا گھر فانی ہے اور ہمارے حالات عارضی ہیں اور ہمارے سانس گنتی کے ہیں اور ہماری سستی موجود ہے۔

دنیا اور دنیا دار کی کوئی قدر نہیں کہ اس کی طرف دل کو مشغول کیا جاتے۔ جب بھی تو فانی میں مشغول ہو گا باقی سے پردے میں ہو جائے گا۔ نفس اور دنیا دونوں حق تعالیٰ سے حجاب میں ہیں۔ اللہ کے دوستوں نے دونوں سے منہ موڑ لیا ہے اور وہ جان گئے ہیں کہ دنیا عارضی ہے اور مال لوگوں کا ہے اس لیے انہوں نے لوگوں کے مال میں تصرف کرنے سے اپنے ہاتھ کھینچ لیے ہیں اور زندگی کے چند سالوں پر دل لگانے کو انہوں نے غفلت سے شمار کیا ہے۔ وہ پہچان گئے ہیں کہ ان کا جسم کام کی سواری بنے کما جانور نہیں۔

قد سیه۔ مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بارگاہِ الہی میں عرض کیا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اَبْسُطْ لِی الدُّنْیَا وَ سَا هِدْ لِی فِیْهَا اِلٰہِی مِیْرَے لیے دُنیا فراخ فرما دے اور پھر مجھے اس کی آفت سے محفوظ رکھنا۔ دُنیا عطا فرماتا کہ میں اس کا شکر ادا کروں اور اس کی بھی توفیق دے کہ تیری رضا کے لیے اس سے کنارہ کش ہو جاؤں اور اس سے منہ پھیر لوں تاکہ شکر اور فی سبیل اللہ خرچ کرنے کا درجہ بھی پاؤں اور مقامِ صبر و رضا حاصل کروں۔

لے کشف المحجوب باب ساتواں صحابہ کرام

اس دُعائیں ایک رمز ہے یعنی میرا فقر غیر اختیاری نہ ہو بلکہ میرا فقر اختیاری ہو۔
 تمام مشائخ صوفیہ کا یہی مذہب ہے لیکن ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ فقر اضطراری کامل ہے
 فقر اختیاری کی نسبت سے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام انبیاء اور رسولوں کے
 بعد سب مخلوق سے افضل ہیں کسی کے لیے جائز نہیں کہ ان کے آگے قدم رکھے کیونکہ
 جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز تہجد ادا فرماتے تو قرأت آہستہ پڑھتے اور
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلند آواز سے پڑھتے۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نماز میں قرآن آہستہ کیوں پڑھتے ہو؟ انہوں
 نے عرض کیا اَسْمَعُ مَنْ يَنْبَاجِي یعنی میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے غائب نہیں
 ہے اور اس کے نزدیک آہستہ اور بلند کا سننا برابر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم بلند آواز سے کیوں پڑھتے ہو؟ عرض
 کیا: اَوْقِظُ الْوَسْطَانِ وَاطْرِدُ الشَّيْطَانَ (میں سوتے ہوتے لوگوں کو جگاتا ہوں
 اور شیطان کو اپنے پاس سے بھگاتا ہوں) یہی وجہ ہے کہ مشائخ طریقت حضرت صدیق اکبر
 رضی اللہ عنہ کو مشاہدہ میں مقدم رکھتے ہیں اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو مجاہدہ میں
 مقدم جانتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مشاہدہ کا پتہ دیا اور انہوں نے مجاہدہ کی خبر دی۔ مقام
 مشاہدہ کے مقابلہ میں مقام مجاہدہ ایسا ہے جیسے دریائے محیط میں ایک قطرہ۔ اسی لیے
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا هَلْ أَنْتَ إِلَّا حَسَنَةٌ
 مِنْ حَسَنَاتِ آجِي بَكْرِي (تم ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہو)۔ جب حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ جو اسلام کی عزت ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک
 نیکی ہوئے تو اوروں کا کیا حساب۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضرت ابوبکر
 کرامت | رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو بعض صحابہ کہنے لگے کہ ہم انہیں شہداء میں

۱۔ اس حدیث کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رزین سے روایت کیا ہے۔ (د۔ ح)

دفن کریں گے اور جنت البقیع میں لے جائیں گے۔ میں نے کہا کہ اپنے حجرہ میں اپنے حبیب کے پاس دفن کروں گی۔ اس اختلاف میں تھے کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا۔ میں نے آواز سنی کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ **صَلُّوا الْجَنَّةَ إِلَى الْجَنَّةِ** دوست کو دوست کے پاس پہنچا دو جب میں بیدار ہوئی تو معلوم ہوا کہ اس آواز کو سب نے سنا تھا یہاں تک کہ مسجد میں بھی لوگوں نے سُن لیا۔

کرامت | شواہد النبوت میں ہے کہ امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصال کے وقت وصیت فرمائی تھی میرے تابوت کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پر لے جائیں اور عرض کریں **السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ** یہ ابو بکر ہے آپ کے آستانہ پر حاضر ہے اگر قبولیت ہوئی تو دروازہ کھل جائے گا مجھے وہاں دفن کر دینا اور البقیع میں لے جانا۔ راوی کہتا ہے کہ جب ہم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وصیت پر عمل کیا تو ابھی وہ کلمات پورے نہ ہوئے تھے کہ پردہ اٹھ گیا اور ہمارے کانوں میں ایک پکار کی آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ۔

شیخ ابو بکر ابو محمد شغبکی کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابو بکر ہرار قدس سرہ ابتدائی عمر میں موضع بطائح میں راہزن مشہور تھے۔ جب آپ نے سچائی اور اخلاص سے توبہ کی اور سب لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لی تو آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ اپنے آپ کو ایسے شخص کے حوالہ کریں جو ان کو خدا تک پہنچا دے۔ اس زمانہ میں عراق میں کوئی مشہور شیخ موجود نہ تھا۔ آپ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **الْبِسْنِي خِرْقَةً** مجھے خرقہ پہنائیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یا ابن ہرّاس اَنَا نَبِيُّكَ وَهَذَا شَيْخُكَ اے ابن ہرار میں تیرا نبی ہوں اور یہ ابو بکر تیرا شیخ ہے پھر آپ نے

۱۔ مولانا محمد زکریا صاحب نے فضائل حج میں نمبر ۳۷ صفحہ ۴۶ پر اس کرامت کو تفصیلاً خصوصاً کبریٰ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔
۲۔ اس واقعہ کو امام شعرانی نے طبقات کبریٰ کی جلد دوم میں بہ ثبت نمبر ۲۵۰ اور امام یافعی نے خلاصۃ المغافر کی حکایت ثالثہ میں نقل کیا ہے (۱-ح)

حضرت صدیق اکبر کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: اے ابوبکر اپنے سہنام کو خرقرہ پناؤ۔ حکم کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو پیراہن اور ٹوپی پہنائی اور اپنا ہاتھ مبارک ان کی پیشانی اور سر پر پھیرا اور فرمایا بِاسْمِكَ اللّٰهُ فَيُنْكَ اللّٰهُ تَعَالٰی تجھے برکت دے۔ اس کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر بن ہرار تجھ سے میری اُمت کے اہل طرہیت کی سنتیں زندہ ہوں گی اور خدا تعالیٰ کے دوستوں سے ارباب خلافت کی منزلیں میٹ جانے کے بعد تیری ذات سے استقامت پائیں گی۔ اور عراق کی مشیخت قیامت تک تیری وجہ سے قائم رہے گی اور تیرے ظہور کے سبب عنایت باری تعالیٰ کی ٹھنڈی ہوائیں چلیں گی۔ اور حق سبحانہ کی مہربانیوں سے خوشبوؤں کی لپٹیں تیری وجہ سے پھیلیں گی۔ اس کے بعد ابوبکر بن ہرار بیدار ہو گئے۔ اور وہی جامہ اور ٹوپی جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عطا فرمایا تھا بعینہ دونوں کو اپنے پاس موجود پایا اور شیخ کے سر مبارک پر جو پھوڑے تھے وہ سب کے سب یک لخت غائب ہو گئے اور جہان میں گویا اعلان کر دیا گیا کہ شَيْخُ ابُو بَكْرٍ وَصَلَ اِلَى اللّٰهِ شیخ ابوبکر اللہ تعالیٰ سے واصل ہو گئے، ہر طرف سے مخلوق شیخ کی طرف متوجہ ہوتی۔ حق تعالیٰ کی طرف سے شیخ میں قرب الہی کی علامتوں اور شیخ کے ارشادات کی تصدیق اور سچائی پر درپے ظاہر ہونے لگی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے کئی دفعہ شیخ ابوبکر کے گرد بہت سے شیر بیٹھے ہوئے دیکھے اور بعض اوقات شیخ کے پاتے مبارک پر شیروں کو لوٹتے ہوتے دیکھا۔ شیخ ابن ہرار سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے دور رسالت کے مشائخ کے گزر جانے کے بعد عراق میں مشیخت کی بنیاد ڈالی اور میں ان کا ملہم تھا۔ کرامت: شیخ علی بن وہب سجاری قدس سرہ کہتے ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے علی مجھے حکم دیا گیا ہے کہ یہ ٹوپی تجھ کو پہناؤں۔ حضرت نے اپنی آستین مبارک سے ٹوپی نکالی اور میرے سر پر رکھ دی۔ جب میں بیدار ہوا تو بعینہ وہی ٹوپی اپنے سر پر رکھی ہوئی پائی۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تکملہ روض الریاحین کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ روضہ مبارکہ کے پاس مدینہ منورہ میں اس کتاب کے سماع کے وقت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تینوں حضرات تشریف فرما تھے جب مجلس ختم ہوئی تو میں نے دعا کی

حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف رخ اڑا کر بستم فرمایا۔ میں نے اس واقعہ کو بیداری میں مشاہدہ کیا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ کی بقیہ کرامات اور خوارقِ عادات کو کتاب کرامات الاولیاء کے حوالہ کرتا ہوں۔ وہاں ان کو تفصیل اور تشریح کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال چار ماہ تھی۔ بعض روایتوں میں تین ماہ سات روز اور بعض میں تیس مہینے یعنی اڑھائی سال مذکور ہے۔ آپ کی عمر مبارک ترسیٹھ برس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر شریف کے مطابق ہوتی۔ تاریخ وفات میں اختلاف ہے تیس جمادی الاول یا اٹھائیس جمادی الاول۔ بعض کے نزدیک تیس جمادی الآخر منگل کی رات میں مغرب اور عشاء کے درمیان۔ اور بعض نے ۹ جمادی الآخر ۱۳ھ تحریر کیا ہے۔

آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس نے آپ کو غسل دیا اور پرنے دو کپڑوں میں آپ کو دفن کیا۔ کیونکہ زندہ آدمی نئے لباس کا زیادہ مستحق ہوتا ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی اور سرورِ کائنات علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے روضہ مقدسہ میں مدفون ہوئے جیسا کہ ابھی گزر چکا۔ چونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب بنی آدم میں آپ افضل و یکتا ہیں۔ اس لیے آپ کی تاریخ وفات کلمہ احمد سے نکلتی ہے۔

حضرت امیر المومنین ^{علیہ السلام} عمر فاروق رضی اللہ عنہ

علوم ظاہر، حقائق باطن، حصول کمالات اور قرب الہی میں آپ کا انتساب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے تھا اور ان کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک "لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَّكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَكِنْ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ" (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتا، لیکن میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد اور کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا) کے اشارہ کے مطابق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد آپ خلیفہ ہوئے۔

قبول عام | جب حضرت صدیق عتیق رضی اللہ عنہ اس جہان سے سفر فرمانے لگے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام آپ نے ایک کاغذ پر لکھا اور تمام چھوٹے بڑے صحابہ کو جمع کر کے فرمایا: جس شخص کا نام میں نے اس کاغذ پر لکھا ہے اس کو خلافت کے لیے قبول کرتے ہو؛ سب نے باتفاق قبول کیا۔ امیر المومنین حضرت علی

۱۔ آپ دراز قد، فر بہ بدن، جسم طاقتور اور قدم فراخ تھا جس کی وجہ سے رفتار میں تیزی تھی رنگ سفید جس پر سُرخ غالب تھی۔ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان کشادگی تھی۔ آپ بڑے بہادر اور فصیح اللسان تھے۔ آپ کی اولاد اٹھ لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔

۲۔ یہ مقولہ بلحاظ فیضانِ باہمی کے ہے ورنہ کل خلفاء کو تمام نعمتیں علم ظاہری و باطنی کی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست حاصل ہوتی ہیں۔ (د۔ ح)

۳۔ مشکوٰۃ باب مناقب عمر اس حدیث کو امام ترمذی، حاکم، طبرانی، ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے تاریخ الخلفاء، لیکن الخطاب کے بعد کے الفاظ مشکوٰۃ اور تاریخ الخلفاء میں نہیں ہیں۔ اس میں کوئی غلطی نہیں کیونکہ پہلے الفاظ سے وہی بات ثابت ہو رہی ہے جو بعد کے الفاظ میں ذکر کی گئی۔

کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: میں نے قبول کیا اگرچہ (حضرت) عمر ہوں۔

بیعت | جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہو گئے تو امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے حضرات حسنین کریمین سمیت اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی بیعت کی اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری بدل و جان قبول کر لی۔

نسب | حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نسب مبارک سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جناب کعب میں جا کر اس طرح مل جاتا ہے: عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن قریظ ابن رزاح بن عدی بن کعب لوی۔ آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں سالِ فیل کے بعد ہوئی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی شان میں فرماتے ہیں: الْحَقُّ يَنْطِقُ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ (حضرت) عمر کی زبان سے حق بولتا ہے۔

سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دن ابوہریر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک جگہ دیکھا تو دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ دِيْنَكَ يَا حَبِيْبَ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ، اے اللہ! اپنے دین کو قوت دے ان دو آدمیوں میں سے ایک کے اسلام لانے سے جو تجھے زیادہ پسند ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے قوی فرمایا۔ جس روز آپ مسلمان ہوئے جبیر بن ابیہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: يَا مُحَمَّدُ لَقَدْ اسْتَبَشَرَ اَهْلُ السَّمَاءِ بِاسْلَامِ عُمَرَ، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، آج آسمان کے فرشتے مجھ بن خطاب کے گمان ہونے پر

۱۱ مشکوٰۃ شریف بحوالہ ترمذی، ابواب عمر رضی اللہ عنہ، فصل ثانی اور قرۃ العینین ص ۱۵۔ ۱۲

۱۲ مشکوٰۃ شریف بحوالہ ترمذی اور احمد، ابواب عمر رضی اللہ عنہ، فصل ثانی و ثالث اور قرۃ العینین ص ۱۵۔ ۱۲

۱۳ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا، قرۃ العینین ص ۱۵۔

خوش ہو رہے ہیں اور آیت کریمہ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ** (پا ۴) اسے نبی! اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو
ہوتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الاسلام قوی بدرۃ عمر بن
اسلام عمر کے ورہ سے قوی ہوا۔ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ **الشَّيْطَانُ لَيْفَسٌ مِنْ**
ظِلِّ عَمْرٍ شَيْطَانِ عَمْرٍ کے ساتے سے بھاگتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے **أَتَانِي جِبْرَائِيلُ يَوْمًا فَقُلْتُ يَا جِبْرَائِيلُ حَدِّثْنِي**
بِفَضْلِ أَيْلِ عُمَرَ فِي أَدْتِمَاءِ قَالِ لَوْلَا بَنْتُ وَسَدَّ ثُبُكَ بَفَضِ أَيْلِ عُمَرَ فِي السَّمَاءِ مَا
لَبِثَ نُوحٌ فِي قَوْرِهِ أَلْفَ مِائَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ أَمَامَ آذَانِ ذَاتِ فَضَائِلِ عُمَرَ
ایک دن جبرائیل میرے پاس آئے میں نے کہا اے جبرائیل! عمر کے فضائل مجھ سے
بیان کرو کہ فرشتے ان کو کیسا بزرگ جانتے ہیں۔ جبرائیل نے کہا کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ
وسلم! اگر عمر کے آسمانی مرتبہ کو بیان کرنے میں میں اتنی مدت صرف کروں جتنی نوح علیہ السلام
نے اپنی قوم کی ہدایت میں گزاری تھی یعنی ساڑھے نو سو سال پھر بھی عمر کے فضائل ختم نہ ہو سکیں گے
حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ **عَنْ أَحَبِّ عُمَرَ فَقَدْ أَحَبَّنِي وَ**

۱۱۔ نور العرفان بحوالہ روح البیان ۱۲۔ اس کہ بہت سی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا (ح ۱۲)

۱۲۔ یہ حدیث کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ مشکوٰۃ، تاریخ الخلفاء، قرۃ العینین اور کنوز المحتاق وغیرہ میں ہے ۱۲۔

۱۳۔ اس حدیث کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں عمار بن یاسر سے نقل کیا ہے۔ فصل فی الاحادیث الواردة فی

فضله مقروناً۔ فوائد رازی اور شرف النبوة میں بھی مذکور ہے ۱۲۔

۱۴۔ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے (تاریخ الخلفاء) مولانا احمد حسن مرحوم لکھتے ہیں

اس کو ابن حبان نے ابو ذر سے اور ابن عدی نے کمال میں اور حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے اور اس

کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں **عُمَرُ بَنِي وَ أَنَا مَعَ عُمَرَ حَيْثُ حَلَّ وَ عُمَرُ مَعِيَ حَيْثُ بَعَثَ عُمَرَ**

مجھ سے ہیں اور میں عمر کے ساتھ ہوں جہاں کہیں وہ اترے اور میرے ساتھ ہیں جہاں

میں خیمہ زن ہوں۔ ۱۲۔

مَنْ ابْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ ابْغَضَ ابْنِي جِسْ شَخْصِ نِي عَمْرُو دُوسْت رِکھا اس نے بے شک مجھے دوست رکھا اور جس نے عمر سے دُشمنی رکھی اس نے مجھ سے دُشمنی رکھی۔

آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ بَاھِی عَشِیَّةَ عَمْرٍ ذَا بِالْمُؤْمِنِیْنَ عَامَّةً وَبَاھِی بَعْمًا خَاصَّةً۔ بے شک اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن شام کے وقت مومنوں کے حُسنِ عمل پر فخر و ناز فرماتا ہے عام طور پر اور (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) پر خاص طور سے یعنی ان کا نام لے کر فخر کرتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مَا طَلَعَتْ الشَّمْسُ عَلٰی اَحَدٍ خَيْرًا مِنْ عُمَرَ۔ عمر سے بہتر کسی شخص پر آفتاب طلوع نہیں ہوا۔ دوسری احادیث اور اجماع اُمت کی وجہ سے حضرات انبیاء علیہم السلام اور صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

نیز آل حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اِذَا ذُکِرَ الْفَالْحَوْنُ نَبَادِرُوا بِذِکْرِ عُمَرَ۔ یعنی جب صالحین کا ذکر آئے تو اس وقت عمر (رضی اللہ عنہ) کا ذکر بھی جلدی سے کرو۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فی کُلِّ اُمَّةٍ مُّحَدِّثُوْنَ وَاِنْ فِیْ هَذِهِ الْاُمَّةِ عُمَرُ۔ پہلی اُمتوں میں سے ہر ایک اُمت میں مُحَدِّث (بفتح وال) ہوتے رہے ہیں بے شک اس اُمت کے مُحَدِّث عمر ہیں۔

مُحَدِّث سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بلا واسطہ اپنی طرف سے انہیں الہام فرماتا ہے۔

۱۔ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط اور کبیر میں روایت کیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء) مولانا احمد حسن صاحب نے ابن عساکر کی تاریخ کا حوالہ بھی ذکر کیا ہے۔ ۱۲۔

۲۔ اس روایت کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ) اسے حاکم نے بھی تخریج کیا ہے (قرۃ العینین) ۳۔ مسلم اور بخاری نے اس حدیث کو کسی قدر فرق کے ساتھ روایت کیا ہے (مشکوٰۃ) اس کو ترمذی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ (قرۃ العینین ص ۱۶)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے ایک روز چند قریشی عورتیں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھیں۔ ان کی آواز آں حضرت علیہ التحیۃ والتنا کی آواز سے بلند ہو رہی تھی۔ اسی اثناء میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حجۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر حاضر ہوئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی عورتوں نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو ڈر کر بھاگتی ہوئی پردہ میں چلی گئیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمائی تو حضرت عمر اندر آئے حضور سکر اڑ پڑے۔ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ! مسکرانے کا کیا سبب ہے؟ حضور نے فرمایا: ان عورتوں پر مجھے تعجب آتا ہے کہ میرے پاس بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں تمہاری آواز سننے ہی بھاگ کر حجرہ میں چلی گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجرہ کی طرف متوجہ ہوتے اور فرمایا: اے اپنے نفس کی دشمنو! عمر سے فرقی ہزار خدا کے رسول سے نہیں ڈرتیں۔ عورتوں نے اندر سے جواب دیا تم سخت آدمی ہو اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حکیم و کریم ہیں اس کے بعد حضرت علیہ التحیۃ نے یہ ارشاد فرمایا یا عمر! مَا لَقِيكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجَا قَطْرًا لَا سَلَكَ فَجَا غَيْرَ فَجْكَ۔ اے عمر! راستہ میں چلتے ہوئے جب بھی تجھے شیطان ملتا ہے تو تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کر لیتا ہے۔

فاروق لقمہ کی وجہ | ایک یہودی اور ایک منافق سرود کا آپس میں جھگڑا ہوا یہودی نے کہا اؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں تاکہ وہ ہمارا فیصلہ کر دیں منافق نے کہا کہ کعب کے پاس چلتے ہیں۔ آخر کار یہودی منافق کو لے کر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ منافق اس کے دعویٰ کا صحیح جواب نہ دے سکا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ یہودی اٹھا تاکہ منافق سے اپنا پورا پورا حق وصول کرے۔ منافق نے یہودی سے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حکم کو قبول نہیں کرتا۔ اس لیے کعب کے پاس چلتے ہیں یہودی نے کہا عمر بن خطاب کے پاس چلتے ہیں۔ منافق نے بھی یہ بات مان

۱۲ امام بخاری اور مسلم نے اس حدیث کو سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے مشکوٰۃ باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ ۱۲

لی اور دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ یہودی نے اپنا دعویٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ اور منافق کا انکار تفصیل سے بیان کر دیا۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار کھینچی اور منافق کا سر تن سے جدا کر دیا اور فرمایا: جو شخص خدا اور رسول کے حکم سے منہ موڑتا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا سر قلم کرتے ہیں۔ اسی وقت بارگاہِ رب العالمین سے جبریل امین علیہ السلام آپہنچے اور فرمان سنایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا نام فاروق رکھو کیونکہ اس نے حق و باطل میں بڑا اچھا فرق کیا۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے والد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں۔ انہوں نے وفات کے وقت فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مجھے کوئی شخص زیادہ دوست نہیں ہے۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں: الْعُرْلَةُ رَاحَةٌ عَنْ خُطَايَا السُّوءِ بُرْسِ ہم نشینوں کی صحبت سے خلوت اور گوشہ نشینی اختیار کرنا اپنے آپ کو آرام پہنچانا ہے۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں۔ دَارُ الدُّنْيَا أُسِّسَتْ عَلَى الْبُلْوَی وَ بِلَا بُلْوَی مُحَالٌ۔ یعنی دنیا ایسی سراسر ہے جس کی بنیاد آزارش پر رکھی گئی ہے اور اس کا آزارش سے خالی رہنا محال ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں دنیا کے سب سے بہترین ملک مسلمانوں کے قبضہ میں آئے شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قوانین مشرق و مغرب میں جاری ہو گئے۔ اسلام کے جھنڈے اور شریعت کے نشان

۱۔ مترجم اول حضرات القدس نے تحریر کیا ہے کہ اس واقعہ کو ابوالفرج ابن جوزی نے کتاب منہاج الاصابہ فی تیز السواہ میں شبلی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے علاوہ ازیں تفسیر صادی میں زیر آیت فلا ورب الا حضرت ابن عباس سے بھی منقول ہے۔

۲۔ تاریخ الخلفاء: بحوالہ ابن عساکر ص ۸۵۔

سر بلند ہو گئے۔ عرب، حجاز، یمن، شام اور مصر پورے طور پر مسلمانوں کے مطیع ہو گئے۔ اور بعض جتنے روم کے اور خراسان و ماوراء النہر کے اکثر و بیشتر شہر فتح ہو گئے۔ کوفہ اور بصرہ آباد کیے گئے۔ کفر و شرک اور مجوسیت کی بنیاد اکھیڑ دی، آتش پرستی کا پرانا مذہب جو دنیا میں کئی ہزار سال سے چلا آ رہا تھا مردہ ہو گیا۔ سارے ملک میں جزیہ اور خراج مقرر کیا گیا اور ہر سال پابندی سے وصول ہونے لگا۔ فقیر اور محتاج صحابہ بڑے بڑے صاحبِ جاہ و جلال بادشاہوں کے دار الحکومتوں کے والی اور حاکم ہو گئے۔ دور دراز کے امراء اور سلاطین ان کے مطیع اور فرمانبردار ہو گئے۔ ایران کے بادشاہوں نے بے شمار خزانے جو مدتوں میں جمع کیے تھے اور ان کے مالک بن کر اپنی قوت و غرور کی وجہ سے خدائی کا دعویٰ کیا وہ سب خزانے مجاہدین اسلام کے قبضے میں آ گئے۔ عراق، شام، مصر اور دیگر ممالک اور سلطنتوں سے مالِ غنیمت مدینہ منورہ میں آنے لگا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ خزانوں اور غنیمتوں کو مدینہ کے جنگل میں زمین پر پھینک دو، سونا چاندی، جواہرات و مروارید وغیرہ نفیس چیزیں عطریات قیمتی قالین عمدہ بچھونے اور ریشمی لباسوں کا انبار لگا دیں تاکہ اسلام کی عزت و آبرو اور دنیا داروں کی ذلت سب پر ظاہر ہو جائے اور ان کو یقین آجائے کہ اگر خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں دنیا کی ذرہ برابر بھی وقعت ہوتی تو وہ اتنے خزانے اپنے دشمنوں کو نہ دیتا اور صدیوں تک ان کے پاس نہ چھوڑے رکھتا۔

خلیفہ برحق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مال و زیر کے یہ انبار مدینہ منورہ کے باہر ہی سے مہاجرین و انصار اور ان لوگوں کو جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد مسلمان ہوئے تھے تقسیم کر دیے اور تقسیم کرنے میں اسلامی حقوق اور ہر شخص کے مرتبہ اور درجہ کا ضرور لحاظ رکھتے تھے تقسیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ اپنے گھریلو ہاتھ واپس آتے تھے اور اپنے لیے کچھ نہ لیتے تھے باوجود اس قوت و اقتدار کے کہ کئی ملک آپ کے زیرِ حکم تھے۔ آپ خود فقر و فاقہ میں گزر فرماتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے

ہیں کہ: ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں نماز جمعہ میں حاضر تھا۔ آپ خطبہ دے رہے تھے میں نے آپ کے جبہ کے پیوندوں کو شمار کیا تو نو تھے۔ حالانکہ ان دنوں مرکزی بیت المال کی حالت یہ تھی کہ بارہ ہزار تازی گھوڑے کافروں کے ساتھ جہاد کرنے اور ان بے دین بادشاہوں کو درست کرنے کے لیے دجوتکبر و غرور کی ٹوپی سر پر رکھے تھے اور مال و دولت کے نشہ میں چور خدائی کے دعویدار بنے بیٹھے تھے) اس وقت موجود تھے۔

جمشیدی و سکندری کی شان و شوکت کو فقر و فاقہ کے ساتھ جمع کرنا اور کئی پیوند لگا لبا پس پہن کر غزانے باندنا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک سوائے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے کسی شخص کو میسر نہیں ہوا۔ اور جو کچھ آپ کو حاصل ہوا وہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر رحمت سے تھا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہے۔

اہل حقوق اور مجاہدین کے وظائف بیت المال سے مقرر فرمائے گئے جو انہیں ہر سال دیتے جاتے تھے۔ مسلمانوں میں آپ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے کئی شہرں اور بستیوں کی آبادی کی بنیاد رکھی۔ اور آپ نے ہی صحابہ و تابعین کے درجات کی ترتیب عطیات تقسیم کرنے کی غرض سے مقرر فرمائی۔ اور اسلامی دفاتر یعنی کچھریاں بنائیں اور اسلامی ملک کے باشندوں پر محصول مقاسمہ مقرر فرمایا۔ اور شہروں میں قاضیوں کا تقرر بھی آپ نے فرمایا۔

کراماتیں اور خرق عادت تو گویا آپ کی خانہ زاد تھیں یہاں تک کہ آپ کی بعض کنیزیں بھی صاحب کرامات تھیں۔

ایک دن آپ کی کنیز زائدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لے اس واقعہ کو امام مالک نے موطائیں اور سیقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور ابن جریر نے تہذیب الآثار میں اور امام احمد نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زید میں نقل کیا ہے (دوست،

کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سلام عرض کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زائدہ آج تو دیر سے کیوں آئی کہ تو مقامِ رضوان کی رہنے والی ہے اس لیے میں تجھے عزیز رکھتا ہوں۔ زائدہ نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج میں ایک عجیب ماجرا لے کر آئی ہوں آپ نے فرمایا بیان کر۔ اس نے عرض کیا کہ آج صبح میں جنگل کو لکڑیاں لینے کے لیے گئی تھی جب میں نے ایندھن کا گٹھا بانڈھا تو وہ بہت بھاری تھا۔ میں نے اٹھانے کے لیے ایک پتھر پر رکھ دیا۔ اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سوار آسمان سے زمین پر اترتا۔ اس نے مجھے سلام کیا اور کہنے لگا کہ اے زائدہ! حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں میرا سلام پہنچا کر عرض کرنا کہ یا سید المرسلین! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضوان خازنِ جنت نے کہا ہے کہ آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ کی امت پر جنت تین طرح سے تقسیم کی گئی ہے۔ ایک جماعت بے حساب بہشت میں جائے گی۔ دوسری جماعت کے ساتھ حساب میں آسانی کی جائے گی۔ تیسری جماعت کو آپ کی شفاعت سے بخشا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کی ساری امت جنت میں داخل ہوگی۔ یہ کہہ کر اس نے آسمان کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ ابھی وہ آسمان وزمین کے درمیان ہی تھا کہ اس نے میری طرف دیکھا۔ بوجھ زیادہ ہونے کی وجہ سے میں لکڑیوں کے گٹھے کو اٹھانے لگی تھی۔ اس نے مجھے کہا اے زائدہ! گٹھے کو پتھر پر رکھ دے تاکہ تجھے آسانی ہو اور پتھر کو حکم دیا کہ اس گٹھے کو زائدہ کے ساتھ جا کر المیزین رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچا دے۔ یہ کہہ کر آسمان کی طرف چلا گیا۔ اور پتھر نے گٹھا اٹھا کر مجھے گھر میں پہنچا دیا اور خود اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب زائدہ کی یہ گفتگو سنی تو آپ جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے اصحاب و احباب کو ساتھ لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف فرما ہوئے۔ حضور اور صحابہ کرام نے پتھر کے آنے کی علامت کا معائنہ فرمایا۔ آں حضرت علیہ التحیۃ والتثانی فرمایا: الحمد للہ! خدا تعالیٰ نے مجھے دنیا سے اٹھانے سے پہلے ہی خازنِ جنت رضوان کو بھیج کر میری پوری امت کے بہشت

میں جانے کی بشارت دے دی ہے اور میری اُمت میں سے ایک عورت کو مریم کے درجہ پر پہنچایا۔

کرامت امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک دفعہ دریائے نیل اپنی پرانی عادت کے مطابق بہنے سے رُک گیا جس طرح وہ زمانہ جاہلیت میں رُک جاتا تھا اور ایک خوبصورت دوشیزہ آراستہ کر کے اس میں ڈال دی جاتی تھی۔ اور کاہن کچھ پڑھتے تھے اس کے بعد وہ جاری ہو جاتا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس کی اطلاع دی گئی تو خلیفہ برحق نے ایک کاغذ کے پرچہ پر یہ تحریر فرمایا: ”اے دریائے نیل اگر تو خود بخود بہتا تھا تو مست جاری ہو اور اگر تو خدا تعالیٰ کے حکم سے بہتا تھا تو عمر کہتا ہے جاری ہو جا۔“ آپ نے حکم دیا کہ اس رقعہ کو لے جائیں اور دریائے نیل میں ڈال دیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اس رقعہ کو ڈالتے ہی دریائے نیل جاری ہو گیا۔

کرامت ایک بادشاہ نے کسی شخص کو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کے لیے بھیجا وہ مدینہ منورہ میں آیا اور پوچھا امیر المؤمنین کہاں ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین یہیں کسی گھر میں ہوں گے یا باہر گئے ہوں گے۔ جب اس شخص کو آپ کے باہر تشریف لے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ آپ کی تلاش میں روانہ ہوا۔ اس نے قبرستان میں آپ کو سوتے ہوئے پایا۔ اور در آپ کے سر کے نیچے رکھا ہوا تھا۔ اس کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ان کی اتنی ہیبت اور دنیا میں ایسا شہر ہے کہ بڑے بڑے زبردست بادشاہ رعب سے کانپ کر مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔ ان کا مار ڈالنا کیا دشوار ہے۔ اس نے اپنی تلوار کھینچی اور آپ کے نزدیک جانے کا ارادہ کیا تو اچانک دُشیر غراں ظاہر ہوئے قریب تھا کہ اسے مار ڈالیں۔ اس نے بے اختیار چننا شروع کر دیا اَلْغَيَاثُ اَلْغَيَاثُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو اسے اس حال میں دیکھا کہ دُشیر اس کے سامنے کھڑے

۱۔ تاریخ الخلفاء ص ۹۹ فضل فی کراماتہ رضی اللہ عنہ بہتر جمہ اول نے ابن عساکر اور واقدی کا حوالہ درج کیا ہے

ہیں اور اسے مار ڈالنا چاہتے ہیں۔ اس نے آپ کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ شیر غائب ہو گئے۔ آپ نے اس کی تربیت کی اور اس پر بڑا احسان فرمایا۔

کرامت | ایک دن امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے اسی اثناء میں آپ نے فرمایا: **يَا سَابِرِيَّةُ الْجَبَلُ الْجَبَلُ** داے ساریہ پہاڑ کی پناہ لو پہاڑ کی (حاضرین اس بات کو سن کر حیران ہوئے اور آپ کے یہ کلام کرنے کا دن اور تاریخ تحریر کر لی کہ اس میں ضرور کوئی راز ہے۔ جب وہ فوج واپس آئی جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ دنوں کی مسافت پر دشمن کے مقابلہ پر متعین کیا تھا۔ تو اُس کے بیان سے ظاہر ہوا کہ فلاں تاریخ اور فلاں دن ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوا اور جنگ شدت کی صورت اختیار کر گئی۔ یہاں تک کہ ہمیں شکست نظر آنے لگی۔ اس وقت امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ آواز ہم کو دوسرے سنائی دی **يَا سَابِرِيَّةُ الْجَبَلُ الْجَبَلُ** ہم نے اس آواز کو سنتے ہی پہاڑ کے دامن میں پناہ لی اور تھوڑی دیر میں ہم دشمن پر غالب آ گئے اور فتح ہمارے ہاتھ رہی۔

کرامت | ایک روز حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ اور اپنے باپ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی کہ انہوں نے آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: **عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نُوْرُ الْإِسْلَامِ فِي الدُّنْيَا وَسِرَاجُ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِي الْجَنَّةِ** عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسلام کے نور ہیں دنیا میں اور جنت میں اہل بہشت کے آفتاب ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو ایک کاغذ پر لکھ لیا اور اپنے صاحبزادہ کو وہ کاغذ دے دیا اور فرمایا: اس کو میری وفات کے بعد میرے کفن میں رکھ دینا۔ جب آپ نے اس جہان سے

لے اس حدیث کو بیعتی اور ابو نعیم نے دلائل النبوة میں روایت کیا ہے علاوہ ازیں ابن مریہ نے بھی تحریر کیا ہے (تاریخ الخلفاء) لے اس واقعہ کو ابن عبد رب نے اپنی کتاب نہج المجالس اور حافظ ابو سعید بن علی السمان نے اپنی کتاب مواقف میں نقل کیا ہے۔ (۱- ج)

رحلت فرمائی تو اس کا غز کو آپ کے کفن میں رکھ دیا گیا۔ دوسرے دن آپ کی قبر پر خطِ سبز سے یہ عبارت لکھی ہوئی پائی گئی۔ **صَدَقَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَأَبُوهُمَا عَلِيُّ وَجَدُ هُمَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نُوْرُ الْإِسْلَامِ فِي الدُّنْيَا وَسَوَاجُ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِي الْجَنَّةِ** حضرت حسن و حسین اور ان کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہم اور ان دونوں کے جدِ بزرگوار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دُنیا میں اسلام کا نور ہے اور جنت میں اہل جنت کا چراغ۔

آپ کی باقی کرامتوں کو کتاب کرامات الاولیاء (جس کو میں نے موت کے بعد ثبوت کرامات کے بیان میں تالیف کیا ہے) کے حوالہ کرتا ہوں۔ آپ کی مدتِ خلافت دس برس چند ماہ ہے۔ ماہ ذی الحج کی تیسویں تاریخ کو تریسٹھ سال کی عمر میں ۲۳ھ میں آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ اور حجرہ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مزار کے متصل مدفون ہوئے۔

حضرت امیر المومنین عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ

علیم ظاہر اور باطن میں آپ کا انتساب اور حصول برکات و مقامات حضرت سید کائنات علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیۃ کی صحبت سے تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد آپ نے خلافت پائی۔ آپ کا نسب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عبد مناف میں جا کر اس طرح ملتا ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ تیسرے خلیفہ اور انبیاء و شیخین کے بعد افضل الثقلین ہیں۔

جب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے خلافت کا کام چھ شخصوں کی مجلس مشاورت کے سپرد کیا۔ ان سب نے اپنے آپ کو یکے بعد دیگرے خلافت سے علیحدہ کر لیا اس لیے خلافت کا اہل سوائے ذو النورین رضی اللہ عنہ کے کسی کو نہ دیکھا۔ ناچار آپ ہی کو صحابہ نے اس جلیل القدر کام کے لیے منتخب کیا اور برضا و رغبت آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہو گئے۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور تمام صحابہ کبار اور مہاجرین و انصار نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کے حلم و حیا، سخاوت و مروت اور راہِ خدا میں خرچ کرنا وغیرہ کے محامد و مناقب بہت ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ہمیشہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غزوات میں اپنا مال و دولت قربان کرتے تھے۔ ہر وقت آپ کی یہ کوشش رہتی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہاتھ بٹاتے رہیں۔ آپ کاتبِ وحی، حافظِ قرآن تھے۔ اور آپ ہی نے قرآن پاک کو ایک صحیفہ میں جمع

لے آپ کا قد میانہ، چہرہ خوبصورت، رنگ سُرخ و سفید اور چہرہ پر چھپکے داغ تھے۔ دانت بہت خوبصورت ڈاڑھی بہت گھنی اور سر کے بال گھنگریلے تھے۔ شانوں میں فاصلہ زیادہ تھا، پنڈلیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں۔ ہاتھ لمبے تھے جن پر بال اُگے ہوئے تھے۔ (تاریخ الخلفاء)

کیا۔ قرآن کے بہت سے نسخے لکھوا کر عالم اسلام میں پھیلا دیئے۔ آپ کے جمع کردہ قرآن پر تمام صحابہ نے اتفاق کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو نیک اختر صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئیں اور حضور کی حیات میں ہی دونوں نے حلت فرمائی اسی لیے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔

آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنَّ أُسْرَوجَ كَرِيمَتِي مِنْ عُمَآنَ اللّٰهُ تَعَالٰی نے مجھ پر وحی بھیجی کہ میں اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح عثمان سے کر دوں۔

اور آپ یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے اگر میری تیسری لڑکی اور ہوتی تو میں اس کا بھی عثمان سے نکاح کر دیتا۔

نیز آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: أَنْتَ وَلِيٌّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تو میرا دوست ہے دنیا اور آخرت میں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ معراج کی رات مجھے ایک سیب دیا گیا وہ اسی وقت پھٹا اور اس میں سے ایک حور نکلی جس کی آنکھ کی پلکیں نہایت سُرخ تھیں میں نے کہا تو کس کے بیٹے ہے؟ اس نے کہا آپ کے اس خلیفہ کے لیے جو ظلم سے شہید کیا جائے گا۔ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔

۱۔ اس کو روایت کیا محمد بن حسین الآجری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (التمہید والبیان ص ۱۵۱) مولانا

احمد حسن مرحوم نے ابن خلیب اور ابن عساکر کا حوالہ دیا ہے ۱۲۔

۲۔ اس کو ابویعنی اور ابونعیم اور حاکم نے روایت کیا (الذی المصنوعہ ص ۳۱ جلد اول) التہمید والبیان ص ۲۴۱

میں حضرت جابر سے منقول ہے مولانا احمد حسن مرحوم نے لکھا ہے کہ اس کو خجندی نے اربعین میں اور حافظ عزمین محمد الملک نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

۳۔ اس کو خطیب نے ابن عمر سے مرفوعاً اور عقبہ بن عامر بنی لورنس بن مالک سے اور اوس بن اوس سے بطرانی نے کبیر میں

روایت کیا ہے۔ (الذی المصنوعہ ص ۳۱ جلد اول) مولانا احمد حسن مرحوم نے ابن عساکر کا حوالہ بھی دیا ہے ۱۲۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: سَاحِمَ اللّٰهِ عُثْمَانُ تَسْتَحْيِيهِ الْمَلَائِكَةُ اللّٰهُ تَعَالٰی عثمان پر رحم فرماتے کہ فرشتے اس سے حیا کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِذَا مَاتَ عُثْمَانُ بَكَتْ عَلَيْهِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ، قِيلَ هَذَا الْعُثْمَانُ خَاصَّةً قَالَ نَعَمْ، اِنَّ عُثْمَانَ لَيَسْتَحْيِي مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِينَ اَنْ يَّعْصِيَهُ جب عثمان کی وفات ہوگی سارے آسمان اور زمین اس پر روتیں گے صحابہ نے عرض کیا حضور کیا یہ فضیلت خاص عثمان کے لیے ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا بے شک! اس لیے کہ عثمان اپنے پروردگار کی نافرمانی کرنے سے شرم کرتا ہے۔

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: يَبْرُقُ فِي الْجَنَّةِ بَرْقٌ يُصْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَا هَذَا الْبَرْقُ وَلَيْسَ هَذَا اَمْوُضِعُ الْبَرْقُ فَيَقَالُ لَهُمْ هَذَا عُثْمَانُ لَيْسَ نَعْلِيهِ لِيَذْهَبَ مِنْ حُجْرَةٍ اِلَى حُجْرَةٍ فَهَذَا النُّورُ نَعْلِيهِ جَنَّتٌ فِي اَيِّ حُجْرَةٍ حَمَلِي حَمَكِي كِي حَسَّ مِنْ تَمَامِ جَنَّتٍ رُوشَن ہو جائے گی اہل جنت کہیں گے کیا ہے کیونکہ یہ جگہ بجلی چمکنے کی نہیں۔ ان سے کہا جائے گا یہ عثمان بن عفان ہیں انہوں نے ایک کمرہ سے دوسرے کمرہ میں جانے کے لیے اپنا جوتا پہنا ہے اور یہ روشنی اور چمک ان کے جوتا کی ہے۔

۱۔ یہ حدیث کچھ الفاظ کی تبدیلی سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے امام مسلم نے روایت کی ہے (مشکوٰۃ)

علامہ سیوطی نے بھی تاریخ الخلفاء میں اس کے موافق ایک روایت نقل کی ہے۔ ۱۲۔

۳۔ اس کو ابن عدی نے مختصر اسہل بن سعد سے اس طرح روایت کیا ہے

وَصَفَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْجَنَّةَ فَقَامَ الْيَوْمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي الْجَنَّةُ بَرَقَ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ اَنَّ عُثْمَانَ لَيَدْخُلُ مِنْ مَنَزِلٍ اِلَى مَنَزِلٍ فَتَبْرُقُ لَهُ الْجَنَّةُ (اللآلِی الْمَصْنُوعَةُ جلد اول تعقیبات ص ۴۸) تاریخ الخلفاء

میں حضور علی سے بھی ایسی روایت منقول ہے

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ وَرَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ۔ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق جنت میں عثمان بن عفان ہے۔

جب آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ بڑا لشکر تھا کہتے ہیں کہ تیس ہزار سوار اور پیادے شمار میں آتے تھے حضور نے اپنے صاحب استطاعت صحابہ سے ارشاد فرمایا اپنے غریب ساتھیوں کی مدد کرو۔ ہر شخص نے اپنی وسعت کے مطابق امداد کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے اصطلیل سے نو سو چپاس عربی گھوڑے زین اور لگام سے آراستہ کر کے حاضر کیے جن میں سے ہر ایک پر ایک سوار کے ہتھیار رکھے ہوئے تھے علاوہ ازیں چپاس اونٹ اسلحہ کی بار برداری کے لیے پیش کیے۔ اس کے علاوہ ایک ہزار دینار نقد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مبارک میں پیش کیے۔ آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے حق میں یہ دُعا فرمائی کہ اَللّٰهُمَّ هَذَا عُثْمَانُ رَضِيتُ عَنْهُ فَارْضُ عَنْهُ اے اللہ میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی رہ۔ اس حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رات نمازِ عشرہ سے صبح تک بیدار رہے اور یہی دُعا فرماتے رہے۔

لے اس حدیث کو امام ترمذی نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ باب مناقب عثمان)

لے التہمید والبیان ص ۱۱ میں دو روایتیں درج ہیں ایک میں ہے کہ نو سو تیس اونٹ اور ستر گھوڑے اور دوسری میں نو سو چالیس اونٹ اور ساٹھ گھوڑے پیش کیے۔ واللہ اعلم۔

صلی مشکوٰۃ باب مناقب عثمان بحوالہ احمد و ترمذی۔

لے نزہۃ المجالس جلد دوم باب مناقب عثمان۔ ریاض النفرہ کے حوالہ سے سیرت ذوالنورین میں بھی یہ دُعا مذکور ہے۔ لیکن اس واقعہ کے بعد نہیں بلکہ وہ ایک واقعہ ہے حضرت عثمان کی سخاوت کا جس سے حضور نے خوش ہو کر یہ دُعا ارشاد فرمائی۔ مولانا احمد حسن مرحوم نے طبرانی کا حوالہ بھی دیا ہے ۱۲۰

نیز حضور نے فرمایا ہے کہ نِعْمَ الرَّجُلُ عُثْمَانُ جَمَعَ اللَّهُ بِهِ نُورَيْنِ فَهُوَ
 سَعِيدٌ فِي حَيَاتِهِ وَشَهِيدٌ فِي مَمَاتِهِ عثمان کیا اچھا آدمی ہے اللہ نے اس
 کے ساتھ میرا نور جمع کیا وہ زندگی میں سعید ہیں اور بوقت وفات شہید ہوں گے۔
 حضرت عبداللہ بن رباح اور حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ
 امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن ہم آپ کے پاس بیٹھے
 ہوئے تھے جب اہل فتنہ آپ کے دروازہ پر جمع ہوئے تو آپ کے غلاموں نے مقابلہ
 کی غرض سے ہتھیار اٹھاتے۔ آپ نے فرمایا جو غلام ہتھیار نہ اٹھائے گا وہ آزاد
 ہے۔ حضرت ابوقنادہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی جان کے ڈر سے باہر نکل آئے اور اللہ تعالیٰ کی
 قضا پر راضی ہو گئے۔ اسی اثناء میں آپ سے عرض کیا گیا کہ امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہ
 آتے ہیں آپ نے فرمایا کیوں؟ اتنے میں امام حسن تشریف لے آئے اور سلام کیا اور
 حالات دریافت کیے اور کہا کہ اے امیر المومنین میں آپ کے حکم کے بغیر مسلمانوں پر تلوار
 نہیں اٹھا سکتا۔ آپ اہم برحق اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں مجھے حکم دیجئے تاکہ
 اس قوم کا شر آپ سے دفع کر دوں۔ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا ابن
 أَخِي اسرجع و اجلس في بيتك حتى يأتي الله بأمره فلا حاجة إلى إهراق
 الدماء اے بھتیجے تم واپس چلے جاؤ اور اپنے گھر میں بیٹھو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
 اپنے حکم کو پورا کرے کسی کا خون بہانے کی ضرورت نہیں۔

بلاؤں پر آپ کی یہ کمال درجہ کی تسلیم و رضا ہے اور انتہا درجہ کی خلعت ہے جیسا
 کہ مہرود نے آگ سلگائی تھی اور حضرت ابراہیم صلوات اللہ وسلامہ علی نبینا وعلیہ وسلم
 کے پلہ میں رکھا تھا جبریل علیہ السلام آئے اور کہا یا ابراہیم ھَلْ لَكَ حَاجَةٌ
 اے ابراہیم کیا تمہیں کچھ ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا اِنَّمَا إِلَهُك فَلَا تَمَسُّ

اے اس کو امام احمد نے ابوسلمہ بن عبد الرحمن اور ابوقنادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (د۔ ح)

۱۲ کشف المحجوب در بیان حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ۱۲

کوئی حاجت نہیں ہے۔ جبریل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے طلب فرمائیے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا حَسْبِيَ عِلْمُهُ بِحَالِي یعنی خدا تعالیٰ کا میری حالت کو جاننا ہی کافی ہے۔ پس امیر المؤمنین اس وقت ایسی حالت میں تھے جس طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام منجیق کے پہرے میں اور اہل فساد کا جمع ہونا آتش نمرود کے بجائے تھا اور حضرت امام حسن جبریل کے بجائے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے اسی بلا سے نجات تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے شہادت۔ نجات کا تعلق بقا سے ہے اور شہادت کا تعلق فنا سے۔ جان و مال کے صرف کرنے اور اپنے تمام امور میں تسلیم و رضا اور خلوص عبادت میں گروہ فقرار کی اقتدار امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے۔ آپ یقیناً شریعت و طریقت کے امام برحق ہیں۔

کرامت | جب بلوایوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو تین روز تک جنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کے چھت پر روتے رہے اور بطور مرثیہ اشعار پڑھتے تھے۔

کرامت | عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن میں نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔ أَبْشِرْ ابْنَ عَفَّانٍ بِرُوحٍ وَسَمِجَانٍ وَبِرَبِّ غَيْرِ غَضَبَانٍ وَ أَبْشِرْ ابْنَ عَفَّانٍ بِغُفْرَانٍ وَ بِصَوَانٍ (خوشخبری دے دو ابن عفان کو روح و ریحان کی اور پروردگار سے ملاقات کی اس حال میں کہ رب اس سے راضی ہو گا۔ اور بشارت دو ابن عفان کو بخشش اور اللہ کی رضا مندی کی) جب میں نے پلٹ کر دیکھا تو کسی کو نہ پایا۔

کرامت | جب بلوایوں نے آپ کو شہید کر دیا تو تین دن تک بلوایوں کے ڈر سے آپ کو دفن نہ کیا گیا اچانک غیب سے آواز آئی کَرَادْفِنُوهُ وَلَا تُصَلُّوا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ صَلَّى عَلَيْهِ ان کو دفن کر دو اور ان پر نماز نہ پڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان پر نماز پڑھ چکا ہے۔

کرامت | شہادت سے تین روز بعد جب آپ کے جنازہ کو جنت البقیع کی طرف لے جا رہے تھے تاکہ دفن کر دیں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ لوگوں کے پیچھے سے ایک جماعت ظاہر ہوئی ان پر ظالموں کا خوف طاری ہوا۔ قریب تھا کہ لوگ آپ کے جنازہ کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ اس جماعت میں سے کسی نے آواز دی کہ ڈرو مست اپنی جگہ برقرار رہو۔ ہم ان کے دفن میں شریک ہونے کے لیے آئے ہیں۔ بعض حاضرین نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے تھے۔

آپ کی باقی کرامتیں کرامات الاولیاء میں ہم لکھ چکے ہیں اس سے مطالعہ فرمائیں آپ کی خلافت بارہ سال چند ماہ رہی۔ اور بیاسی سال کی عمر میں بروز جمعہ اٹھارہویں ذوالحجہ ۳۵ھ کو اسود زنجی سیارہ کے ہاتھ سے آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

۱۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ میں فرشتوں کا شامل ہونا ایک روایت میں بطور بیگونی مذکور ہے۔ حافظ دمشقی مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یَوْمَ يَمُوتُ عُثْمَانُ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ (جب عثمان رحلت کریں گے تو آسمان کے فرشتے بھی ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے) راوی کا بیان ہے کہ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عُثْمَانُ خَاصَّةٌ أَوِ النَّاسُ عَامَّةٌ قَالَ عُثْمَانُ خَاصَّةٌ (میں نے گزارش کی یا رسول اللہ! عثمان کی بالخصوص۔

علاوہ ازیں جو کرامت کتاب میں مذکور ہے وہ سیرت ذوالنورین میں بھی تحفہ کے حوالہ سے

مفصل درج ہے۔ (سیرت ذوالنورین ص ۵۸۷ و ص ۵۸۸)

66.

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے عَلٰی بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوبٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ عَلِيٌّ أَخُو رَسُولِ اللَّهِ قَبْلَ أَنْ يُخْلَقَ الدُّنْيَا بِالْفَنَىٰ عَامِ حَبْتِ كَعِ وَرِازِے پر لکھا ہوا ہے کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور علی رسول اللہ کے بھائی ہیں دنیا کے پیدا کیے جانے سے دو ہزار سال پہلے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نُودِيَ مِنَ الْعَرْشِ يَا مُحَمَّدُ نِعْمَ الْأَبُ الْبُوكِ إِبْرَاهِيمُ الْخَلِيلُ وَنِعْمَ الْأَخُ أَخُوكَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ حَبِ قِيَامَتِ كَادُنْ ہوگا تو عرش سے ندا آئے گی اے محمد! آپ کے باپ ابراہیم خلیل کیسے اچھے باپ ہیں اور آپ کے بھائی علی بن ابی طالب کتنے اچھے بھائی ہیں۔

اور آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے إِنَّكَ أُعْطِيتَ ثَلَاثًا مَا أُعْطِيتَ وَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَاذَا أُعْطِيتَ قَالَ أُعْطِيتَ صِصْرًا مِثْلِي وَلَمْ أُعْطَ وَأُعْطِيتَ سَرُوجًا مِثْلَ فَاطِمَةَ وَلَمْ أُعْطَ وَأُعْطِيتَ وَلَدًا مِثْلَ الْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ وَلَمْ أُعْطَ اے علی! تم کو تین چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھے نہیں دی گئیں حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ چیزیں کیا ہیں جو مجھے دی گئی ہیں؟ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا آپ کو مجھ جیسا خسر دیا گیا ہے جو مجھ کو نہیں دیا گیا اور تمہیں فاطمہ جیسی بیوی دی گئی ہے جو مجھے نہیں دی گئی۔ تم کو حسن اور حسین جیسے دو فرزند دیے گئے جو مجھ کو نہیں دیے گئے۔

مروی ہے کہ آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرمایا

۱۔ اس کو حضرت امام احمد نے جابر رضی اللہ عنہ سے مناقب میں نقل کیا ہے (د۔ ح) مولانا عبد الرحمن صفوی رحمۃ اللہ علیہ نے نزہۃ المجالس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب کے بیان میں ذکر کیا ہے۔

۲۔ اس کو حافظ ابو سعید ثمان نے شرف النبوة میں نقل کیا ہے۔ (د۔ ح)

يَا اَنَسُ اِنْطَلِقْ وَاذْعُ لِي سَيِّدَ الْعَرَبِ يَعْنِي عَلِيًّا قَالَتْ عَائِشَةُ اَلَسْتُ
 سَيِّدَ الْعَرَبِ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَاسْتَلَامَ اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ اَدَمَ وَعَلِيُّ
 سَيِّدُ الْعَرَبِ اے انس! سید العرب یعنی علی کو میرے پاس بلا لاؤ۔ ام المومنین
 عائشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ سردار عرب نہیں ہیں؟ آپ
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کے سردار ہیں۔
 نیز اں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا معشر الانصار الا اذکم
 علی ما ان تمسکتُم بہ لَمْ تَضَلُوْا بَعْدَہُ قَالُوْا بَلٰی یا سَرَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ
 ہَذَا عَلٰی فَاَحْبُوْہُ لِحُبِّیْ وَاَکْرِمُوْہُ لِمَا مَتٰی فَاَنْ جَبْرِیْلُ یَاْمُرُنِیْ بِالَّذِیْ
 قُلْتُ اے جماعت انصار کیا تمہیں ایسی چیز کا پتہ بتاؤں جس کو تم مضبوطی سے پکڑ لو۔
 تو پھر ہرگز گمراہ نہ ہو گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ ارشاد فرمایا
 کہ یہ علی ہے اس سے محبت رکھو میری محبت کی وجہ سے اور اس کی تعظیم کرو میری تعظیم
 کی غرض سے کیونکہ اسی طرح جبریل نے مجھے حکم دیا ہے۔

منقول ہے کہ آیت کریمہ وَلُطِیْعُوْنَ الطَّعَامِ عَلٰی حُبِّہِ مَسْکِیْنًا وَ
 یَتِیْمًا وَاَسِیْرًا (سورہ دھر رکوع ۱) (وہ کھانا کھلاتے ہیں مسکینوں اور یتیموں
 اور قیدیوں کو حسد کی محبت میں) حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی شان
 میں نازل ہوئی ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک روز اں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
 کے مکان پر تشریف لاتے۔ آپ نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو نہایت لاغر اور

۱۔ الموضوعات الکبیرۃ قال السیوطی رواہ الحاکم فی مستدرک عن عائشہ وجابر ۱۲

۲۔ نزہۃ المجالس جلد دوم باب مناقب حضرت علی رضی اللہ عنہ ۱۲

۳۔ معلوم ہوتا ہے کہ کتابت کی غلطی سے اصل میں لَمْ لکھا گیا ہے لَنْ تَضَلُوْا ہوگا جیسا کہ بعض
 احادیث میں یہ لفظ مذکور ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۴۔ اس روایت کو حکیم ترمذی نے تفصیلاً نوادر الاصول میں ذکر کیا ہے۔ (اللائی المصنوعہ جلد اول)

کمزور دیکھا۔ آپ نے ازراہ شفقت فرمایا تمہارے صاحبزادے کس قدر کمزور اور لاعز
ہیں ان کی صحت کے لیے منت مانو۔ حضرت امیر المومنین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما
اور فضہ رضی اللہ عنہما آپ کی کنیز نے تین تین روزوں کی منت مانی۔ اللہ تعالیٰ نے شہزادوں
کو صحت عطا فرمائی اور انہوں نے نذر ادا کی اور افطار کے لیے تین روٹیاں تیار کیں۔
جب افطار کا وقت ہوا تو سائل دروازہ پر آیا اور اس نے کہا اے اہل بیت! میں بھوکا
ہوں اور عاجز و مسکین ہوں حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اپنے حصہ کی ایک
روٹی اس کو دے دی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما نے اور آپ کی کنیز فضہ نے بھی
اپنے حصے کی روٹیاں اسی کو دے دیں۔ دوسرے دن پھر سب نے روزہ رکھ لیا اور
افطار کے وقت ایک یتیم دروازہ پر آیا شب گذشتہ کی طرح اس رات کو بھی ہر ایک
نے اپنے اپنے حصہ کی روٹی اس کو دے دی۔ اور پھر تیسرے دن سب نے روزہ رکھ
لیا افطار کے وقت ایک قیدی دروازہ پر آیا اور اس نے سوال کیا۔ تینوں نے اپنے
اپنے حصہ کی روٹی اس کو دے دی۔ اس پر مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی بزرگی آفتاب سے بڑھ کر ظاہر ہے۔ آپ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور داماد تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
آپ کے والدین کے زیر سایہ تربیت پائی آپ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے والد اور حضرت
فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں۔ آپ صحابہ کرام میں بڑے بہادر، زیادہ عالم
اور زاہد تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے بھی آپ کے دل پر کفر و
شک کا خیال نہیں گزرا علم نحو اور حساب آپ نے ایجاد کیا۔

آپ کو حیدر اس لیے کہتے ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے تو دودھ نہیں پیٹے تھے
بلکہ ناخن مارتے تھے اتنے میں آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آپ
کو گود میں لے کر بوسہ لینا چاہا۔ حضرت علی کی والدہ نے کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
اس کو بوسہ نہ دینا کیونکہ یہ حیدر ہے یعنی ناخن مارتا ہے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ پہلے زمانے میں یہ دستور تھا کہ شام کے وقت قیدی نگہبانوں کے ساتھ بھیک مانگنے جایا کرتے تھے۔

نے ان کی والدہ کی بات نہ سنی آپ کا بوسہ لے لیا۔ اور لعابِ دہن مبارک آپ کے منہ میں ڈالا۔ پہلی چیز جو حضرت امیر کے منہ میں ڈالی گئی وہ آل حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لعابِ دہن تھا۔

کرامت | آپ کو کرم اللہ وجہہ اس لیے کہتے ہیں کہ جب آپ اپنی والدہ کے شکم میں تھے (حسبِ عادتِ عرب) جب آپ کی والدہ کسی بُت کو سجدہ کرنا چاہتی تو آپ والدہ کے پیٹ میں ایسا لپٹ جاتے تھے کہ وہ سجدہ نہ کر سکتی تھیں۔ خدا تعالیٰ شانہ نے آپ کے وجہ مبارک کو مکرم فرمایا کہ جب آپ شکمِ مادر میں تھے تو آپ کی والدہ کسی بُت کو سجدہ نہ کر سکیں۔

کرامت | حضرت امیر المومنین امام حسین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب میرے باپ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے وفات پائی تو میں نے کسی کمنے والی کی آواز سنی کہ ”باہر چلے جاؤ اور اس خدا کے بندے کو ہمارے لیے چھوڑ دو“ میں باہر چلا گیا، گھر سے آواز آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذر گئے اور ان کا بھائی شہید ہوا، اب اُمت کی نگہبانی کون کرے گا؟ دوسرے نے کہا: جو شخص ان کی سیرت اختیار کرے گا اور ان کی پیروی کرے گا۔ جب آواز بند ہو گئی تو ہم اندر گئے اور ہم نے آپ کو غسل دیا ہوا اور کفن میں لپٹا ہوا پایا ہم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور آپ کو دفن کر دیا۔

کرامت | مروی ہے کہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی قبر کو زمین کے برابر کر دیا گیا تھا اس لیے وہ چھپ گئی تھی۔ ایک دن خلیفہ ہارون الرشید شکار کرتے ہوئے غریبین کے آس پاس پہنچ گیا۔ کیونکہ ہرنوں نے غریبین کے قریب پناہ لے لی تھی۔ شکاریوں نے ہر چند ان ہرنوں کو ڈرانے کے لیے کتوں کو چھوڑا لیکن وہ ان تک نہ پہنچ سکے۔ خلیفہ نے غریبین کے بعض بوڑھوں کو بلا کر اس کی وجہ

۱۔ شواہد النبوت، رکن ششم بیان کرامات حضرت علی رضی اللہ عنہ ص ۲۹۷، ۲۹۸۔

۲۔ شواہد النبوت، رکن ششم بیان کرامات حضرت علی رضی اللہ عنہ ص ۲۹۷، ۲۹۸۔

دریافت کی، انہوں نے کہا ہمیں اپنے بزرگوں سے اس طرح خبر پہنچی ہے کہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کی قبر یہیں ہے۔ ہارون الرشید نے ان کی زبان پر اعتقاد کر لیا اور زندگی بھر ہر سال زیارت کے لیے آیا کرتا تھا۔

کرامت | علی بن الحسین یعنی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابراہیم ہشام الحراق وائی مدینہ تھا۔ وہ ہر جمعہ کو ہمیں اپنے منبر کے پاس بٹھاتا اور حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں نازیبا گفتگو کرتا۔ ایک جمعہ وہ جگہ بہت سے لوگوں سے پُر تھی، میں منبر کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پھٹی اور اندر سے ایک شخص نکلا جس نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے مجھے فرمایا: اے عبد اللہ! کیا تجھے اس ذلیل آدمی کی باتیں اندوگیں نہیں کرتیں؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: اپنی آنکھیں کھول اور دیکھ خدائے جبار اس کے ساتھ کیا کرتا ہے۔ جب میں نے آنکھیں کھولیں تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کر رہا تھا کہ اچانک منبر سے گرا اور مر گیا۔

کرامت | ایک صالح آدمی سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ قیامت ہر پاسے اور تمام مخلوق ایک جگہ جمع ہے میں پل صراط کے قریب پہنچا اور وہاں سے گزر گیا۔ اچانک میری نظر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی جو حوض کوثر کے کنارے تشریف فرما ہیں اور امام حسین رضی اللہ عنہ لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں میں بھی ان کے پاس حاضر ہوا کہ مجھے پانی پلا دیں۔ آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تجھے پانی نہیں دیں گے کیونکہ تیسرے پڑوس میں ایک ایسا شخص رہتا ہے جو علیؑ کی بدگوئی اور لعنت کرتا ہے اور تو اسے منع نہیں کرتا۔ آپ

۱۔ شواہد النبوت ص ۲۹۹ ۲۔ شواہد میں ابراہیم بن ہشام المخزومی درج ہے۔

۳۔ شواہد النبوت ص ۲۹۸

نے برہنہ چھری میرے ہاتھ میں دے کر فرمایا: جاؤ اسے قتل کرو، میں نے چھری سے اس شخص کو قتل کر دیا اور واپس آیا۔ اس وقت آپ نے فرمایا: اے حسین! اسے پانی دو۔ میں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک سے پانی کا پیالہ لیا۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ میں نے پانی پیا یا نہیں۔ میں اس ہولناک خواب سے بیدار ہوا۔ تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ شور ہو گیا کہ فلاں شخص کو کسی نے سوتے میں قتل کر دیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی باقی کرامتوں کو کتاب ”کرامات الاولیاء“ میں میں نے ذکر کیا ہے اس میں ملاحظہ فرمائیں۔

کرامت آپ کی ولادت خانہ کعبہ میں جمعہ کے دن تیرھویں یا ساتویں شعبان کو ہوئی۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت آپ پندرہ سال کے تھے، بعض کے نزدیک تیرہ سال اور ایک روایت یہ ہے کہ دس سال کے تھے، بعضوں نے نو اور سات سال بھی کہا ہے۔ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

آپ کی عمر شریف کے متعلق چار قول ہیں ۱، تریسٹھ سال ۲، پینسٹھ سال ۳، ستاون سال ۴، اٹھاون سال۔ ان میں سے پہلا قول صحیح تر ہے۔

سترہ رمضان المبارک ۱۱ھ میں بمقام کوفہ عبدالرحمن بن ملجم نے آپ کو زخمی کیا۔ جَعَلَهُ اللہُ تَعَالٰی مُلْجَمًا بِلْجَامِ مِنَ النَّارِ (اللہ تعالیٰ اسے آگ کی لگام چڑھا) اور انیسویں ماہ مذکور اتوار کی رات میں اور بعض کے نزدیک اکیسویں یا چوبیسویں رمضان جمعہ کی رات میں شہادت پائی۔ مگر اکیسویں تاریخ زیادہ درست ہے۔ آپ کی قبر شریف نجف اشرف میں ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

حضرت خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات کی صحبت کے باوجود آپ کا انتساب علم باطن میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بھی صحبت حاصل تھی۔ آپ جوانی کے دور ہی سے دین حق کی تلاش میں کوشاں تھے۔ اس لیے آپ یہود و نصاریٰ اور دوسرے مذاہب کے علماء کے پاس آتے جاتے تھے۔ اس طلب میں جو مصائب اور سختیاں آپ کو پہنچیں آپ نے ان پر صبر کیا یہاں تک کہ اس راستہ کے طے کرنے میں دس شخصوں کے پاس یکے بعد دیگرے آپ کو فروخت کیا گیا آخر کار خواجہ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچے۔ حضرت نے آپ کو یہود سے بہت قیمت دے کر خرید فرمایا۔

کرامت | حضرت سلمان فارسی کے قریب رشتہ دار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور درخواست کی کہ سلمان ہمیں عنایت فرما دیجئے۔ آپ نے سلمان کو ان کے ساتھ جانے کا اختیار دے دیا۔ لیکن حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار کیا۔ اور اپنی قوم کی صحبت پر حضور کی صحبت کو سعادت سمجھا۔

امام ابوالقاسم اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب زیادہ حصہ قرآن کا نازل ہو گیا تو حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کو ہر جگہ بھجوا۔ جب فارس میں پہنچا تو فارسیوں نے قرآن کو سینہ پر رکھا اور مسلمان ہوتے، سلمان فارسی، دلدل اور ماریہ قبطیہ کو بہت سے تحائف اور ہدیوں کے ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔ جب قرآن شریف ترکوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے قرآن کو سر پر رکھا، ہدیے اور تحفے حضور کی خدمت میں بھیجے۔ جب یہ تمام حالات بارگاہ نبوت میں عرض کیے گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: فارسی مقبول دل اور صادق سینہ والے ہوں

گے اور قیامت تک میرے خاندان کی محبت ان کے سینہ سے نہیں نکلے گی
اور ترک سردار ہوں گے۔

الغرض حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو خاندان نبوت سے محبت و اخلاص اور موت
و اختصاص نسبت اس درجہ کو پہنچی ہوئی تھی کہ سید کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
اپنی زبان گوہر فشاں سے یہ مضمون عنایت مشحون ارشاد فرمایا: سَلْمَانُ مِنَّا
أَهْلُ الْبَيْتِ (سلمان میرے اہل بیت سے ہے)

شیخ الموحیدین محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے اس حدیث سے سلمان فارسی رضی
اللہ عنہ کی گناہ سے حفاظت اور پاکیزگی کا استدلال فرمایا ہے اور ایک مقام پر
اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں فرمایا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَلْمَانُ مِنَّا أَهْلُ الْبَيْتِ وَشَهِدَ اللَّهُ لَهُمْ بِالتَّطْهِيرِ وَذَهَابَ
الْرِجْسُ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهَّرُ كَمَا تُطَهَّرُونَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
نے ارشاد فرمایا: سلمان ہم سے ہے اور ہمارے اہل بیت میں داخل ہے اور اللہ تعالیٰ
نے اہل بیت کو پاک کرنے اور ان سے برائیوں کو دور کر دینے کی گواہی دی جیسا کہ ارشاد
باری تعالیٰ ہے۔ اے اہل بیت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے معصیت کی پلیدی کو دور
رکھے اور تمہیں بالکل پاک اور مطہر کر دے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنی سند سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
سے روایت کیا ہے کہ اس حدیث سَلْمَانُ مِنَّا أَهْلُ الْبَيْتِ کا راز یہ ہے جو
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ (قوم کا غلام
قوم میں داخل ہوتا ہے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سلمان فارسی رضی
اللہ عنہ کی طہارت اور گناہوں سے حفاظت کی شہادت ہے۔ کیونکہ گناہوں سے

۱۱ کنوز الحقائق للامام عبد الرزاق المداوی ص ۱۲ و اکمال فی اسماء الرجال ۱۲
۱۲ اسنی المطالب ص ۲۳۵ قال رواه اصحاب السنن و لفظ شيخنا مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ -

کنوز الحقائق اور جامع صغیر میں بھی آخری الفاظ مذکور ہیں۔

پاک شخص ہی اہل بیت میں شامل کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے جب یہ شان صرف اہل بیت سے نسبت قائم ہونے سے حاصل ہو جاتی ہے تو قارئین کو غور کرنا چاہیے کہ اہل بیت کی شان کیا ہوگی۔

حق سبحانہ و تعالیٰ نے اہل بیت (علیہم الرضوان) اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو اس آیت میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل کیا ہے لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے) اہل بیت پاک کیے ہوئے اور بخشے ہوئے ہیں حق تعالیٰ کی خاص عنایتوں سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بزرگی کی وجہ سے۔ اہل بیت کا یہ شرف دکھ وہ بخشے ہوئے ہیں اقیامت میں ہی ظاہر ہوگا۔ اور سلمان فارسی اہل بیت سے ہیں ہم اُمید رکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی بے نہایت بخشش میں شامل ہوں گے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جنگ خندق اور اس کے بعد غزوات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے آپ اصحاب صفہ میں سے ہیں اور ان اصحاب میں سے ایک صحابی ہیں جن کے لیے جنت مشاق ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو مدائن کا حاکم بنایا اور پانچ ہزار درہم سالانہ بیت المال سے آپ کے لیے مقرر کر دیئے تھے۔ آپ یہ رقم لے کر فقیروں میں تقسیم کر دیتے تھے اور خود زنبیل بنا کر اپنا خرچ چلاتے۔ آپ کے پاس اونٹ کے بالوں کا بنا ہوا ایک کبیل تھا۔ آپ دن بھر اسے پہنے رہتے اور رات کو اسے اوڑھ لیتے تھے۔ آپ سارا سال جہاد کرتے اور بکریوں کے بالوں کو صاف کر کے اس کی رسیاں بٹنتے اور ان کی کھالوں کے تھیلے بناتے۔ اگر جنگ میں کسی کو رسی یا تھیلے کی ضرورت ہوتی تو اسے دے دیتے تھے۔

کہتے ہیں کہ ایک دن آپ بازار میں جا رہے تھے۔ ایک شخص بہت سے

سیب خرید کر مزدور کو تلاش کر رہا تھا تاکہ ان کو اٹھوا کر اپنے گھر لے جائے۔ اسی
 اثناء میں اس نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو کبل اوڑھے ہوئے دیکھا وہ سمجھا
 کہ یہ مزدور ہیں۔ آپ کو آواز دی کہ ہمارے سیب اٹھا کر ہمارے گھر تک پہنچا دو جعفر
 سلمان نے سیب اٹھالیے اور یہ نہ بتایا کہ میں (مدائن کا) امیر ہوں۔ بھڑکی دور
 چلنے پاتے تھے کہ کوئی آدمی راستہ میں بل گیا۔ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ امیر کو اچھا
 رکھے! کیا وجہ ہے آپ نے سیب کی گٹھڑی اپنی پشت پر اٹھا رکھی ہے۔ اس
 وقت وہ شخص سمجھا کہ آپ سلمان فارسی ہیں۔ وہ اچانک آپ کے قدموں پر گر پڑا اور آپ
 سے معافی چاہی۔ آپ نے فرمایا: تو نے مجھ کو گھر تک لے جانے کے لیے اپنے دل
 میں ارادہ کیا تھا۔ جب تک میں سیبوں کو تیرے گھر تک نہ جاؤں گا واپس نہ جاؤں گا۔
 روایت ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنی کندہ کی ایک عورت سے
 نکاح کیا۔ اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ان سے آپ کی بہت نسل چلی۔ وہاں اب
 تک آپ کی اولاد سے کچھ لوگ موجود ہیں۔ اور سب اہل علم اور صاحب کمال ہیں۔ آپ
 کے متعلق جو مشہور ہے کہ آپ محبوب تھے اس لیے آپ نے شادی نہیں کی غلط ہے۔
 آپ کے وصال کے وقت بہت سے لوگ آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔
 تو آپ کو دیکھا کہ رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے شور و فریاد کر کے زار و زار رو رہے ہیں۔
 انہوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کیوں روتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میری
 گریہ وزاری موت کے خوف سے نہیں ہے اور نہ ہی دنیا کیسنی کی آرزو کی وجہ سے
 ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد فرمایا تھا
 کہ اگر تو قیامت کے دن مجھے دیکھنا اور مجھ تک پہنچنا چاہتا ہے تو دنیا سے دور
 رہنا اور اس طرح جانا جس طرح میں جاتا ہوں۔ اب میں دنیا سے کوچ کر رہا ہوں۔
 اس وقت میرے پاس بہت سا مال و اسباب موجود ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں میں
 آپ کے جمال جہاں آرا سے محرم رہوں۔ حالانکہ اس وقت حضرت سلمان فارسی رضی
 اللہ عنہ کے گھر سولے ایک نقارہ، ایک لوٹا، ایک پالان، ایک پوستین اور ایک

کبیلہ جو آپ پہنچے ہوئے تھے، کے کوئی چیز نہ تھی۔

ایک روایت ہے کہ آپ کی کم از کم عمر تشریف دو سو پچاس سال ہوئی۔ اور بعض نے زیادہ سے زیادہ تین سو پچاس سال لکھی ہے۔ بہر حال ۳۴۷ میں مدائن میں آپ نے رحلت فرمائی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک رات میں مدینہ سے مدائن تشریف لے گئے اور آپ کو غسل دے کر اسی رات مدینہ طیبہ واپس تشریف لے آئے۔

امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم

نسبت باطنی | آپ نے اپنے جدِ بزرگوار کی نعمت بطور مُریدی اور ہدایت آپ ہی سے حاصل فرمائی۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آپ کو صحبت رہی ہے۔ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت بھی آپ نے حاصل فرمائی۔

علمی مقام | آپ کبار تابعین میں سے تھے اور مکہ کے مشہور سات فقہاء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ امام زمانہ اور یکتائے عصر تھے۔ آپ صحابہ کی ایک جماعت سے ملاقات کی ہے۔ اور ان سے روایت کی ہے اور بہت سے تابعین نے آپ سے روایت کی ہے۔ یحییٰ بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہم نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جس کو قاسم بن محمد پر فضیلت دے سکیں۔ مالک بن انس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ قاسم اس امت کے سات فقہاء میں سے تھے۔ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہما روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے قاسم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ زیادہ عالم ہیں یا سالم بن عبد اللہ بن عمر بن خطابؓ۔ آپ نے فرمایا سالم مبارک مرو ہیں۔ آپ کا ارادہ تھا کہ سالم کو سب سے بڑا عالم کہیں مگر یہ اس لئے نہ فرمایا کہ جھوٹ نہ ہو جائے۔ اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ میں زیادہ عالم ہوں۔ تاکہ نفس میں خودی نہ پیدا ہو۔ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ امام موصوف کی والدہ یزدجرد شہر یار کی لڑکی تھی جو عجم کا آخری بادشاہ تھا۔ آپ کے جن وفات میں اختلاف ہے۔

ہمارے نزدیک معتبر روایت یہ ہے کہ ۱۱۰ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ اور آپ کی عمر ستر یا **وفات** | اسی سال ہوئی۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

نسبت باطنی علم باطن میں آپ کا انتساب اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہم سے ہے نیز دوسری نسبت اپنے والد ماجد امام محمد باقر سے اور ان کا انتساب اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین سے اور ان کو اپنے والد سید الشہداء امیر المومنین امام حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے اور ان کی نسبت اپنے والد ماجد امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ہے۔

قد سید۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وَلَسَنِي أَبُو بَكْرٍ مَرَّتَيْنِ أَبُو بَكْرٍ صَدِيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سے میں دوبار پیدا ہوا، پہلی ولادت ظاہری کہ میرے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ہیں۔ دوسری ولادت معنوی کہ علم باطن بھی میں نے اپنے نانا سے پایا ہے۔ آپ کی سچی گفتگو کی وجہ سے آپ کا لقب صادق تھا جس طرح کہ آپ کے جدِ مادری کا لقب صدیق (رضی اللہ عنہ) تھا۔ اور یہ لقب اُن کو حضرت سید اولاد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے عطا ہوا تھا جو جبریل علیہ السلام رب جلیل سے حضور اقدس کے پاس لائے تھے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سادات اہل بیت سے ہیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد اور اپنے نانا قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ نافع، عطاء، محمد بن کنندر اور زہری وغیرہ سے احادیث نقل کی ہیں۔ اور آپ سے ائمہ اسلام نے جیسے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ عنہ اور یحییٰ بن سعید انصاری رضی اللہ عنہ اور ابن جریر۔ اور امام مالک اور محمد بن اسحاق اور آپ کے صاحبزادے حضرت موسیٰ بن جعفر اور سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ اور ان کے علاوہ ادروں نے بھی آپ سے روایت کی ہے۔ آپ کی امامت اور بزرگی اور سیادت پر ————— جمہور کا اتفاق ہے۔ عمر بن المقدّم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ جب میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو دیکھتا تھا۔ تو مجھے معلوم ہوتا تھا کہ آپ سلاۃ انبیاء سے ہیں۔ آپ کے اخلاق حسنہ اور ہمت ظاہری اور اشارات لسانی تفسیر قرآن مجید میں ظاہر ہیں بلکہ آپ کے اشارات جمیدہ اور اسرار جلیلہ تمام علوم میں موجود ہیں۔ اور کلام کی باریکی اور معانی کی بلندی میں مشائخ عظام میں آپ کی بڑی شہرت ہے۔ طریقہ صوفیہ میں آپ کی کئی کتابیں ہیں کہتے ہیں کہ طبقہ مشائخ صوفیہ کا علم جو قرن اول دوم اور سوم سے مختص ہے وہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے آپ کے

لے مکاشفات عینیہ ص ۱۹ . شواہد النبوة از ملا جانی ص ۳۲۶

بعد اُس کو حاصل ہوا جس نے فقرا کی صحبت اختیار کی۔ آپ اپنے تمام اہل بیت ہم عمروں میں سب سے زیادہ عالم و فائق تھے اور امام موصوف صاحب زہد کامل اور بڑے متقی تھے۔ شہوت اور لذت سے پوری طرح بے پچنے والے تھے اور نہایت ہی باادب تھے۔ مدینہ منورہ میں ایک مدت تک اقامت گزیر رہے۔ اور اپنے علوم کا فیض اور فائدہ اہل ارادت کو پہنچاتے رہے۔ پھر آپ عراق میں تشریف لائے۔ اور ایک مدت تک مقیم رہے۔ آپ نے کبھی امامت کی خواہش نہ فرمائی اور نہ کسی سے امر خلافت میں نزاع کی۔ وہ اس کی یہ ہے کہ جو شخص دریائے معرفت میں ڈوب جاتا ہے۔ اس کو ایک جو برابر طمع نہیں ہوتی۔ اور جو شخص حقیقت کے زینوں پر عروج کرتا ہے وہ مجاز کے گڑھوں کی بھی خواہش نہیں کرتا۔

نسبت صدیقی | ہمارے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (قدس سترہ) نے لکھا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ نسبت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ اور اندرونی راہ سے مقصود تک پہنچے پھر یہ نسبت بعینہ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ پھر یہ نسبت حضرت قاسمؑ سے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ عنہ کو حاصل ہوئی۔ حضرت قاسمؑ امام جعفر صادقؑ کے نانا تھے چونکہ حضرت امام نے اپنے باپ دادا سے بھی نور لیا تھا۔ اور وہ سلوک فوقانی سے مناسبت رکھتا تھا۔

اسلئے جذب کی تحصیل کے بعد سلوک فوقانی کے ذریعہ مقصود تک پہنچے اور دونوں نسبتوں کے جامع ہو گئے پھر یہ نسبت حضرت امامؑ سے بطریق امانت سلطان العارفين کو روحانیت کے راستہ سے جو ایسی ولیوں کا طریقہ ہے پہنچی گویا اس نور و دیعت کو ان کی پشت پر بطور امانت رکھا گیا تھا تاکہ اُس کے اہل کو پہنچا دیں مگر سلطان العارفين کا رخ دوسری طرف ہے۔ اس امانت کو اٹھانے سے پہلے اس نسبت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں سمجھا جاتا ہے ان کے بعد یہ نسبت مذکورہ بالا طریقے پر بعینہ سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ سے شیخ خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی۔ اور ان سے شیخ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ تک اور ان سے خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ تک بطریق امانت پہنچی۔ حضرت خواجہ یوسف کے بعد یہ نسبت اُس کے اہل یعنی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی جو سلسلہ خواجگان کے سردار ہیں۔ اس محل میں یہ نسبت جذبہ اور سلوک آفاقی کے راستہ سے (جو حضرت امامؑ کا خاصہ تھا) پھر میدان ظہور میں آئی اور از سر نو اس نسبت کو تازگی پہنچی۔ آپ اس مقام سے عروج فرما کر مقام صدیقیت تک پہنچے۔ اور کمال و تکمیل کا درجہ بلند رکھتے تھے۔ نیز حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہ بارہ اقطاب کے روساء میں سے تھے

اس سلسلے کے مشائخ نسبت جذبہ پر اسی وجہ سے ہیں اور خواجہ موصوف نے اس نسبت کی انتہا کو یادداشت سے تعبیر کیا ہے۔ حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہ کے بعد زمانہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ تک اس سلسلہ کے مشائخ جذبہ سے غیب تک راہ اندرونی اور سیر انفسی سے متوجہ ہو کر اپنی اپنی استعدادوں کے بموجب حصہ پاتے رہے۔ جب خواجہ نقشبند کا زمانہ ظہور پہنچا تو حضرت خواجہ عبدالخالق نے آپ کو روحانیت کے ذریعہ سے تعلیم کی اور یہی نسبت بعینہ جذبہ و سلوک کے اعتبار سے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ تک منتقل ہو کر درجہ کمال کو پہنچی۔ آپ کے خلفائے میں سے حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار اور حضرت خواجہ محمد پار سادس اللہ سرارہم اس نسبت کو حاصل کر کے آپ کی تربیت سے مشرف ہوئے۔ اے

عارف | قدسیہ۔ حضرت امام نے فرمایا ہے کہ مَنْ عَرَفَ اللَّهَ
عَرَضَ عَنْ مَا سِوَاهُ عَارِفٌ غَيْرٌ سَعَارَةٌ كَشْهُوَ جَانِئٍ

اور اسباب کو منقطع کر دیتا ہے کیونکہ اُس کی خدا سے معرفت اوروں سے عین نکرت ہے۔ عارف ماسواہ حق سے چھوٹا ہوا اور حق سے ملا ہوا رہتا ہے۔ عارف کے باطن میں غیر حق کی مطلقاً وقعت باقی نہیں رہتی جو عارف کو اپنی طرف متوجہ کر سکے۔

نصیحت | قدس سرہ نقل کرتے ہیں کہ داؤد طائی قدس سرہ حضرت امام کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے مجھ کو کچھ نصیحت فرمائے کہ میرا دل سیاہ ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کہ اے ابوسلیمان! تو خود اپنے زمانہ کا عابد اور زاہد ہے تجھ کو میری نصیحت کی کیا حاجت۔ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے خلائد اولاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بزرگی تمام عالم کے نزدیک مستم ہے اور سب کو آپ کا نصیحت کرنا لازم آپ نے فرمایا کہ اے ابوسلیمان میں اس بات سے بہت ڈرتا ہوں کہ میرے نانا حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میری جواب طلبی کریں کہ کیونکہ میری پیروی بجا نہیں لایا۔ کیونکہ یہ کام نسب کی شرافت اور اعلیٰ خاندانی پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ درگاہ حق تعالیٰ میں عمل کی پسندیدگی مقبرہ حضرت داؤد زار زار رونے اور فریاد کر کے کہنے لگے کہ اے خدا جس کی طہنیت کا خمیر انوار نبوت سے ہے اور جس کی طہنیت کی ترکیب آثار رسالت سے ہوئی ہے اور جن کے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ماں ثلولی اللہ

اے مکاشفات عینیہ ص ۱۹ مطبوعہ کراچی ۷۷ کشف المحجوب عہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ہے

عنہا ہیں وہ خود اس میں حیران ہیں تو داؤد کس شمار میں ہے جو اپنے حال کو اچھا سمجھے ہے۔
توبہ اور عبادت | قد سیدہ آپ نے فرمایا ہے کہ لَا تَصِحُّ الْعِبَادَةُ إِلَّا بِالتَّوْبَةِ فَقَدْ مَرَّ
 التَّوْبَةُ عَلَى الْعِبَادَةِ عِبَادَتٍ بَغَيْرِ تَوْبَةٍ کے درست نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ نے
 توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے کہ ارشاد فرمایا اَلتَّائِبُونَ اَلْعَابِدُونَ توبہ مقامات کی ابتدا ہے اور عبودیت
 درجات کی انتہا ہے۔

معابدہ شفاعت | قد سیدہ آپ کے بارہ میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک بار آپ اپنے غلاموں
 کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کو کہہ رہے تھے کہ اُوہم سب آپس میں بیعت کریں۔
 اور اس بات کا معاہدہ کریں کہ جو شخص ہم میں سے قیامت میں نجات پا جائے وہ سب کی شفاعت کرے انہوں
 نے کہا کہ اے ابن رسول اللہ آپ کو ہماری شفاعت کی کیا حاجت۔ آپ کے جد امجد تمام مخلوقات کے شفاعت
 کر نیوالے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اعمال و حالات کی وجہ سے شرم کرتا ہوں کہ قیامت کے دن اپنے
 جد امجد کا چہرہ مبارک دیکھوں۔ ۳۷

وصیت | قد سیدہ سفیان ثوری قدس سرہ نے آپ سے وصیت کی درخواست کی آپ نے
 فرمایا کہ اے سفیان دروغ گو آدمی میں مروت نہیں ہوتی اور حاسد کو رحمت میسر نہیں ہوتی اور
 بد خلق کو بزرگی حاصل نہیں ہوتی اور بادشاہوں میں اخوت نہیں ہوتی۔ سفیان نے کہا کچھ اور ارشاد فرمائیے۔
 آپ نے فرمایا کہ اے سفیان خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے محترز ہوتا کہ عابد بن سکو۔ اور خدا نے جو قسمت
 میں رکھا ہے اس پر راضی ہوتا کہ مسلمان بن سکو۔ بدکار آدمی سے صحبت مت رکھو۔ ورنہ بدکاری تم پر غالب
 آ جائے گی۔ اور اپنے کاموں میں ان لوگوں سے مشورہ کرو۔ جو اللہ تعالیٰ کی اچھی طرح فرمانبرداری کرتے ہیں۔
 سفیان نے کہا کچھ اور ارشاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اے سفیان جو شخص خاندان اور قبیلہ کے وسیلہ کے بغیر
 عزت کا خواہاں اور بغیر دبدبہ بھائے رعب کا طالب ہو تو وہ نافرمانی کی ذلتوں سے نعل لڑا عت کی عزتوں
 کی طرف آ رہا ہے سفیان نے کہا کچھ اور فرمائیے آپ نے کہا کہ اے سفیان جو شخص بُرے ساتھی کی صحبت
 رکھتا ہے وہ سلامت نہیں رہتا اور جو شخص بُرے رستہ پر چلتا ہے وہ بدنام ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص
 اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتا وہ پشیمانی اٹھاتا ہے۔

۱۷ سے ۱۲ تذکرۃ الایماء ۱۷ سے ایضاً ۱۷

مراقبہ اور محبت قد سیدہ ایسی معرفت جس سے حق سبحانہ کے ساتھ مراقبہ کی ہمیشگی ملی ہوئی نہ ہو وہ جہالت ہے اور وہ محبت جس سے موافقت کی ہمیشگی ملی ہوئی نہ ہو دھوکا اور استدراج ہے۔

قد سیدہ جو شخص حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھتا ہے مخلوق سے تنہائی اختیار کرتا ہے اور جو شخص غیر حق کے ساتھ دوستی کا متلاشی ہوتا ہے وسوسے اس کی بربادی کے لیے کوشش کرتے ہیں۔
قد سیدہ بہت سی نافرمانیاں ایسی ہیں جو بندہ کو خدا سے قریب کرتی ہیں اور بہت سی طاعتیں ایسی ہیں جو بندہ کو خدا سے دور کر دیتی ہیں کیونکہ اطاعت کرنیوالا خود پسند نافرمان ہے اور نادم گنہگار طاعت گزار ہے۔

غم کا علاج | قد سیدہ۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کو کوئی تکلیف پہنچے اور اس کو غمگین کر دے تو پانچ بار سر بٹنا سر بٹنا کہنا چاہیے۔ حق سبحانہ تعالیٰ اس کو اس غم سے نجات دیگا۔ اور جو کچھ وہ مانگے اس کو ملیگا۔ پھر آپ نے ان آیات کو پڑھا۔ اِنِّیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْ فَاِستِجَابَ لَمَّہُمْ سَبَّحَہُ اِنِّیْ لَا اُضِیْعُ عَمَلٌ عَامِلٍ مِّنْکُمْ تک یہ لوگ ہمیشہ سر بٹنا سر بٹنا کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی دعا قبول ہوگی۔
قد سیدہ۔ ایک روز امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور آپ کے دائیں بائیں بہت سے درویش بیٹھے ہوئے تھے اس اثنا میں بعض اغنیاء حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کو اپنے سامنے بٹھایا۔ اس پر بعض لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ حق کی طرف لیجانے والے ہیں۔ اگر رعیت اپنے بادشاہ کے سامنے بیٹھے تو کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔

عافل کون؟ | قد سیدہ۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ عافل کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ شخص عافل ہے جو بھلائی اور برائی میں تمیز کرے آپ نے فرمایا کہ مارنے والے اور چارہ دینے والے کی چوپائے بھی پہچان رکھتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ نے امام جعفر صادق سے دریافت کیا کہ آپ کے نزدیک عقلمند کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جو تمیز کر سکے دو بھلائیوں اور دو برائیوں میں۔ تاکہ دو بھلائیوں میں سے بہتر بھلائی اختیار کر سکے۔ اور دو برائیوں میں سے بدتر برائی سے بچ سکے۔

۱۔ تذکرۃ الاولیاء، باب اول۔ ۲۔ ایضاً

دیدار الہی | کرامت: ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا دیدار کر لیجئے آپ نے فرمایا کہ تو نے نہیں سنا کہ موسیٰ علیہ السلام کو لُحیٰ شَواخِیٰ (تو مجھے سرگز نہیں دیکھ سکتا) کہا گیا تھا۔ اُس نے کہا کہ یہ ملت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ایک فریاد کرتا ہے کہ رَأَىٰ قَلْبِي رَبِّي (میرے دل نے خدا کو دیکھا) اور دوسرا شخص نعرہ لگاتا ہے کہ لَمْ أَعْبُدْ إِلَّا تَعَالَىٰ رَبِّي (میں ایسے رب کی عبادت نہیں کرتا جس کو میں نے دیکھا نہیں) امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص کو باندھ کر دریائے دجلہ میں ڈال دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ پانی اس کو نیچے لے گیا اور پھر اوپر لے آیا۔ اس نے فریاد کی۔ يَا ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْغِيَاثُ الْغِيَاثُ! اے فرزند رسول خدا فریاد ہے فریاد! آپ نے فرمایا: اے پانی اسے پھر نیچے لے جا۔ پانی اس کو نیچے لے گیا۔ اور دوبارہ اسے اوپر لے آیا۔ اس شخص نے پھر پکارا۔ يَا ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْغِيَاثُ الْغِيَاثُ! (اے رسول اللہ کے فرزند! فریاد ہے فریاد) ایسے ہی چند بار آپ نے پانی کو حکم دیا کہ اسے نیچے اوپر کرتا رہ۔ پانی اسے نیچے لے جاتا اور اوپر اچھالتا۔ وہ ہر بار امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پناہ ڈھونڈتا، جب اسکی اُمید مخلوق سے منقطع ہو گئی تو اس وقت پھر پانی اس کو نیچے لے گیا اس نے فریاد کی اِلٰہِی الْغِيَاثُ الْغِيَاثُ (یا الہی! فریاد ہے فریاد) امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب اس کو نکال لو۔ چنانچہ اس کو نکال لیا گیا۔ تھوڑی دیر اس کو چھوڑ دیا تاکہ اسے سکون آجائے، پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا؟ اس نے عرض کیا کہ جب تک میں غیر کی طرف متوجہ رہا اس وقت مجھ میں اور خدا میں حجاب تھا مگر جب میں بالکل اپنے معبود کی طرف ملتجی ہوا تو اُس وقت میرے دلیں ایک سوراخ کھلا میں نے اس سوراخ کو دیکھا تو حق سبحانہ کا دیدار مجھے حاصل ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک اضطراب ہو یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ اَمِنْ يَجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَا خُذْ تَعَالَىٰ مُضْطَرَّ کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اس کو پکارتا ہے جب تک تو صادق کو پکارتا رہا کاذب تھا۔ اب اس سوراخ کو محفوظ رکھ تاکہ مطلوب کو تو وہاں سے دیکھتا ہے۔

لے تذکرۃ الاولیاء، باب اول۔

آپ نے فرمایا جو شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز پر ہے یا کسی چیز سے ہے وہ کافر ہے۔
کرامت ایک بزرگ نے کہا کہ ایک روز امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ میں مکہ شریف کو گیا
 ناگاہ ایک عورت کے پاس گذرے جس کے سامنے ایک گائے مردہ پڑی ہوئی تھی۔
 اور وہ عورت اپنے بچوں کیساتھ بیٹھی رو رہی تھی۔ امام نے اس سے حقیقت حال دریافت فرمائی۔ عورت
 نے کہا کہ میں اور میرے بچے اس گائے کا دودھ پنی کر زندگی بسر کرتے تھے۔ اب اس گائے کے مرجانے کی وجہ سے
 ہم اپنے بارہ میں بہت حیران ہیں۔ امام نے فرمایا کہ تو کیا چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری گائے کو زندہ کر دے
 اُس نے کہا کہ آپ میرے ساتھ ایسی مصیبت کے وقت مذاق کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مذاق نہیں ہے
 پھر آپ نے دعا فرمائی اور اپنے پاؤں کو اس مردہ گائے پر مارا اور آواز دی۔ گائے اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور نڈرست
 ہو گئی حضرت امام لوگوں میں چلے گئے تاکہ کوئی آپ کو پہچان نہ سکے۔

وفات امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۳۰ ہجری میں ہوئی اور مدینہ ہی میں ۸۰ سال
 کی عمر میں شوال کے مہینہ میں ۱۲۸ ہجری میں اس عالم سے رحلت فرمائی۔

۱۔ تذکرۃ الاولیاء میں بھی امام موصوف کا یہ ارشاد اتنا ہی درج ہے۔ لیکن

رسالہ تفسیر یہ کی فصل میں مفصل ہے۔ ملاحظہ ہو۔

جو شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کے اندر ہے یا کسی چیز میں ہے یا کسی چیز کے اوپر ہے تو پھر وہ چیز اللہ تعالیٰ

کی حامل ہوئی اور اللہ تعالیٰ محول ٹھہرے۔ اگر کسی چیز کے اندر ہے تو خدا تعالیٰ محصور ہوا۔ اور اگر کسی چیز میں ہے تو

خدا تعالیٰ ٹھہرا یعنی پہلے موجود نہ تھا اور اب وجود میں آیا۔ (یہ سب شرک کے مستوجب ہیں) ۱۲

۲۔ شواہد النبوة : ۳۳۳ لکھ اکمال فی اسماء الرجال : ۵۔ شواہد النبوة : ۳۲۷۔

حضرت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ السامی

نسبت باطنی علم باطن میں آپ کا انتساب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ہے آپ کی تربیت بھی اسی امام کے اویسی فیض یافتہ ہیں۔ تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ آپ نے ایک سو تیرہ پیر کی خدمت کی اور سب پیروں سے برکتیں حاصل کیں منجملہ ان کے ایک امام جعفر صادق ہیں۔ نقل ہے کہ آپ ایک روز امام کی خدمت میں حاضر تھے۔ امام نے فرمایا کہ اے بایزید اس کتاب کو طاق سے اُتار لا۔ بایزید نے کہا کہ طاق کہاں ہے۔ امام نے فرمایا کہ تم اتنی مدت سے یہاں ہو ابھی تک تم نے طاق بھی نہیں دیکھا آپ نے کہا کہ مجھ کو طاق سے کیا کام جو سر اوپر اٹھاؤں۔ میں سیر و نظارہ کیلئے آپ کے پاس نہیں آیا۔ امام نے فرمایا کہ جب ایسا، تو اب تم بسطام کو چلے جاؤ تمہارا کام پورا ہو گیا۔

نام اور کمالات آپ کا طیفور بن عیسیٰ بن آدم بن سرور شان ہے۔ آپ کے دادا آتش پرست تھے بعد نام اور کمالات کو مسلمان ہو گئے۔ آپ احمد خضرویہ اور ابی حفص اور یحییٰ بن معاذ کے معصروں میں ہیں اور شیعہ بلخی سے ملاقات کی ہے۔ آپ اپنے وقت کے سب سے بڑے شیخ سب ولیوں سے اعظم سلطان العارفین، برہان الصدیقین، محبت خدا، خلیفہ برحق، قطب عالم اور اوتاد کے رئیس تھے آپ کی ریاضتیں مجاہدے اور مقامات و کرامات بہت ہیں اور آپ کے ارشادات اور کمالات پوشیدہ نہیں ہیں۔ روایت اور حدیث میں سند عالی رکھتے تھے۔ طریقت کے معانی کے اخذ کرنے میں لوگوں کے تعریف کرنے سے آپ مستغنی ہیں۔

بعض کتب میں لقائے صوری اس طرح مذکور ہے: عن الامام علی الرضا عن الامام موسیٰ کاظم عن الامام جعفر الصادق، اس طرح آپ حضرت معروف کو غی کے پیر بھائی ہیں۔ (حضرت محمد الثانی: ۹۹) یہ واقعہ حضرت امام جعفر صادق قدس سرہ کے مزار پر حاضری کے زمانہ میں بطور کشف پیش آیا ہو گا۔ کیونکہ اوپر مصنف نے خود تصریح کر دی ہے کہ شیخ کی ولادت امام کی وفات کے بعد ہوئی واللہ اعلم۔ ۳۷ نفحات الانس، ۴۴۔ رسالہ کشمیریہ: ۴۱۔ طبقات الصوفیہ: ۸۶۔ طبقات شیخ الاسلام فرماتے ہیں: بایزید از اقران احمد خضرویہ است و با حفص و یحییٰ معاذ و شیعہ بلخی دیدہ بودم باقی ص ۹۷

سید الطائف جنید بغدادی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ بایزید ہماری جماعت میں ایسے ہیں جیسے جبریل فرشتوں میں۔ نیز سید الطائف فرماتے ہیں کہ میدان توحید میں چلنے والوں کی انتہاء اس خراسانی (بایزید) کی ابتداء ہے اور مردانِ خدا جب آپ کے ابتدائی قدم پر پہنچتے ہیں تو وہ انکی انتہاء ہے۔ اس لئے وہ اُس مقام پر اتر جاتے ہیں۔ اور وہیں رہ جاتے ہیں۔ اس کلام کی دلیل وہی ہے جو بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ دو سو سال باغ میں گزریں گے تو ہماری طرح کا ایک پھول کھلے گا۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اٹھارہ ہزار عالم بایزید سے بھرے ہوئے دیکھتا ہوں۔ مگر بایزید ہم میں نہیں ہیں یعنی بایزید بالکل حق میں ٹوٹے ہوئے ہیں۔ لیکن ہی میں خدا کی تلاش کی خواہش اُن کے دل میں پیدا ہو گئی۔ آپ استاد کے تلاشِ حق پاس قرآن شریف پڑھ رہے تھے جب سورہ لقمان پر پہنچے تو یہ آیت پڑھی۔

اِنَّ اَشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ شُكْرًا مِّمَّا كَرَّمْتَ عَلَيَّ وَلِوَالِدَيْكَ شُكْرًا مِّمَّا كَرَّمْتَ عَلَيَّ

آپ کے دل پر اس کا گہرا اثر ہوا۔ لہذا آپ نے سختی کو رکھ دیا اور استاد سے اجازت لیکر گھر آئے اور اپنی والدہ ماجدہ سے کہا کہ میں اس آیت تک پہنچا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا۔ میں دو گھروں کا حق خدمت ادا نہیں کر سکتا۔ اس آیت کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں۔ یا تو آپ مجھے خدا تعالیٰ سے مانگ لیجئے کہ بالکل آپ ہی کا ہو رہوں یا خدا تعالیٰ ہی کو بخش دیجئے کہ اسی کا ہو جاؤں۔ آپ کی والدہ نے کہا کہ میں نے تجھے راہ خدا کیلئے چھوڑ دیا۔ اور اپنا حق معاف کر دیا۔ پس آپ بسطام سے باہر نکلے اور تیس سال تک شام کے جنگلوں میں پھرتے رہے۔ ریاضت اور مجاہدے کرتے تھے اور ہمیشہ بھوکے رہتے تھے جب آپ نماز پڑھتے یہ بہت حق اور تعظیم شریعت کے سبب سے آپ کے سینہ کی ہڈیوں سے چرچرہٹ کی آواز نکلتی کہ لوگ سن لیتے۔

شریعت اور طریقت قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ لوگوں نے ذکر کیا کہ فلاں مقام پر ایک پیر مرد ہیں۔ میں اُن کے دیکھنے کے لئے گیا۔ جب قریب پہنچا تو

بقیہ صفحہ نمبر ۹۹۔ (بایزید بسطامی احمد خضریٰ کے ہم عصروں میں سے ہیں اور ابوحنیفہ، یحییٰ معاذ اور شقیق بلخی کو دیکھا تھا)

یہی بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے ۱۲۔ تذکرۃ الاولیاء: ۱۵۸۔ کشف المحجوب: ۱۷۱۔ تذکرۃ الاولیاء: ۱۵۸۔

۳۔ تذکرۃ الاولیاء: ۱۵۹۔ ۴۔ طبقات الصوفیہ: ۹۰۱۔ نفحات الانس: ۶۵۔

انہوں نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا۔ میں اُسی وقت واپس ہوا۔ اور میں نے دل میں کہا کہ اگر اس پیر کا طریقہ میں کچھ بھی مرتبہ ہوتا تو روشِ شریعت کے خلاف ہرگز عمل نہ کرتا۔
قد سیدہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ میرے گھر سے مسجد چالیس قدم پر ہے مسجد کی تعظیم کی وجہ سے میں نے کبھی رستہ میں نہیں تھوکا۔

سفر حج و زیارت کہتے ہیں کہ آپ نے کرمظہر کا سفر کیا اور بارہ سال میں وہاں جا کر پہنچے آپ چند قدم پر جا نماز پچھاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔

الہام۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کا گھر کچھ دنیا کے بادشاہوں کا دربار نہیں ہے کہ ایک دفعہ میں وہاں پہنچ جائیں۔ آپ اس سال حج کو گئے۔ اور مدینہ منورہ نہیں گئے اور واپس چلے آئے۔ کہ سفر مدینہ منورہ کو سفر کعبہ مکرمہ کے تابع بنانا ادب کے خلاف تھا۔ دوسرے سال آپ نے زیارت روضہ منورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیت سے سفر شروع کیا۔ آپ ایک شہر میں داخل ہوئے۔ مخلوق کا ایک ابنوہ آپ کے پیچھے آ رہا تھا جب آپ شہر سے باہر نکل آئے تو اس مجمع کو اپنے ساتھ دیکھ کر اُن سے آپ نے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ ہی رہینگے پس آپ نے چاہا کہ اُن کی محبت کو اپنے سے دور کریں۔ اور اپنی تکلیف رفع کریں۔ آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے۔ آپ نے اُن کی طرف دیکھ کر یہ آیت پڑھی۔
اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْ فِیْ سُوْرۃ طٰوْعۃ ۱۱ بے شک میں ہی خدا ہوں اور میرے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے پس میری عبادت کرو۔ لوگوں نے کہا کہ یہ دیوانے آدمی ہیں آپ کو چھوڑ کر چلے گئے دیکھئے آپ نے آیت قرآنی تلاوت کی تھی۔ مگر اُن لوگوں نے سمجھا کہ آپ خود کو خدا کہہ رہے ہیں۔
قد سیدہ ذوالنون مصری قدس سرہ نے ایک شخص کی زبانی آپ سے کہا بھجوا۔ کہ کامل آپ تمام رات جنگل میں سوتے رہتے ہیں اور راحت میں مشغول ہیں۔ حالانکہ قافلہ گذر گیا کہ آپ

۱۔ تذکرۃ الاولیاء: ۱۴۰۔ رسالہ قشیریہ: ۴۲ میں یہ حکایت باندیوں سے کہ: ایک صاحب کو فرمایا: اوچل کر اس شخص کو دیکھیں جس نے اپنے آپ کو دل مشہور کر رکھا ہے اور یہ شخص اپنے زہد کی وجہ سے لوگوں میں مشہور تھا۔ اور دور دراز سے لوگ اس کے پاس آتے تھے جب ہم اسکے پاس گئے تو وہ گھر سے نکلا اور مسجد میں داخل ہوا اور قبلہ کی طرف تھوک پھینکا (یہ دیکھ کر) بازیدار واپس چلے آئے اور اسے سلام بھی نہ کیا۔ اور فرمایا یہ شخص تو آدابِ نبوی میں سے ایک ادب بھی امین نہیں۔ ولایتِ جبرگاہ یہ دعویٰ رہے۔ کیسے امین ہو سکتا ہے۔ ۲۔ تذکرۃ الاولیاء: ۱۴۰۔ ۳۔ تذکرۃ الاولیاء: ۴۰۔

نے فرمایا کہ مرد کا دل وہ ہے کہ تمام رات سوئے اور صبح کو اٹھے اور قافلہ کے پہنچنے سے پہلے منزل میں پہنچ جائے۔ ذوالنونؒ نے جب یہ حال سنا تو فرمایا کہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے لئے مباد کیا رہو کہ اس کا حال اس قدر تک پہنچ گیا۔

قدسیہ آپ نے ایک آدمی کو مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اگر تو سمجھ بیٹھا ہے کہ نماز اللہ تک پہنچانے والی ہے تو تو نے غلط سمجھا کیونکہ یہ سراسر غرور ہے۔ کیونکہ نماز تو خدا تک پہنچنے کا ذریعہ ہے اگر تو نماز صحیح ادا نہ کرے گا تو کافر نہ ہوگا۔ لیکن اگر ذرہ برابر بھی اپنے آپ کو اعتماد کی نگاہ سے دیکھے گا تو مشرک ہو جائے گا۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ ایسے ہیں جن کے لئے ہماری ملاقات کا پھل لعنت ہے اور بعضوں کیلئے رحمت ہے۔ لوگوں نے پوچھا کیسے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص آتا ہے اور اُس وقت ہم پر ایک حالت ہوتی ہے کہ اس حالت میں ہم اپنے حواس میں نہیں رہتے وہ ہماری غیبت کرتا ہے اور لعنت میں پھنستا ہے۔ اور دوسرا شخص آتا ہے اور حق کو ہم پر غالب پاتا ہے۔ پس وہ ہم کو معذور خیال کرتا ہے۔ اُس کا پھل اُس کے لئے رحمت ہے۔

قدسیہ آپ نے فرمایا کہ چاہتا ہوں کہ قیامت کا دن آئے اور میں اپنا خیمہ دوزخ کے کنارے لگاؤں تاکہ مجھے دیکھ کر دوزخ پست ہو جائے اور میں مخلوق کے لئے راحت کا سبب بنوں۔

قدسیہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کو خواب میں دیکھا میں نے کہا کہ خداوند اتیری طرف آنیکا کیا راستہ ہے ارشاد ہوا کہ تو اپنے نفس کو چھوڑ۔ اور آج ابی جہاں تو اپنی خودی سے گذرا اور ہم سے مل گیا۔

۱۔ تذکرۃ الاولیاء : ۱۶۱ - رسالہ کشمیریہ : ۳۲۷ - تذکرہ الاولیاء فارسی : ۹۷ - اس ارشاد میں عمل پر مجبور نہ کرنے کی کمال درجہ کی صفی ہے اور تکبر و غرور سے بچنے کی عمدہ نصیحت۔

۲۔ تذکرۃ الاولیاء : ۱۸۲ - کچھ تذکرۃ الاولیاء : ۱۸۳ - ۵۷ نفحات الانس : ۶۵ - طبقات الصوفیہ : ۹۱۔

رسالہ کشمیریہ : ۱۷۲ - تذکرہ الاولیاء : ۲۰۲ -

آپ فرماتے ہیں کہ نماز میں سوائے کھڑے رہنے کے اور روزہ میں سوائے بھوکے رہنے کے اور کچھ نہ دیکھا۔ جو کچھ مجھ کو ملا ہے وہ محض خدائے تعالیٰ کے فضل سے نہ عمل سے کہ محنت اور کسب کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

اعتراف قصور | قدسیہ - آخر وقت آپ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ مَا ذَكَرْتُكَ
اِلَّا عَنْ غَفْلَةٍ وَمَا خَدَعْتُكَ اِلَّا عَنْ فَتْرَةٍ

خدایا! میں نے جو کچھ تیری یاد کی غفلت سے کی، اور جو کچھ تیری عبادت کی قصور اور فتور سے خالی نہ تھی۔
الہام ایک دفعہ آپ نے ایک سُرخ سیب اٹھلایا اور فرمایا کیا لطیف ہے اسی وقت اُن کو دل سے
یہ آواز آئی کہ اے بازید تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ تو ہمارا نام لطیف سیب پر بول رہا ہے۔ چالیس
دن تک ہم اُطم آپ کے دل سے محو ہو گیا۔ آپ نے قسم کھائی کہ جب تک زندہ رہوں گا میوہ کا نام نہ لوں گا
اور نہ بسطام کا میوہ کھاؤں گا۔

زنا | الہام۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ مجھ پر سختی غالب آئی کہ طاغوتوں سے میں ناامید ہو گیا۔ اور کہا
کہ بازار جاتا ہوں کہ ایک زنا خرید کر لاؤں اور کمر میں باندھ لوں ایک زنا لٹکا ہوا میں نے دیکھا
مجھے خیال ہوا کہ ایک درم میں مجھے مل جائیگا۔ میں نے پوچھا کہ کتنے میں جیتا ہے۔ اُس نے کہا کہ ہزار دینار۔

لے تذکرۃ الاولیاء: ۱۸۵۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد سے ظاہری طور پر یہ سمجھتا ہے کہ عمل بے فائدہ ہے حالانکہ شیخ

کی مراد نہیں تذکرۃ الاولیاء میں اس کے ساتھ ہی آپ کا دوسرا ارشاد موجود ہے جو اس شبہ کو دور کر دیتا ہے شیخ فرماتے ہیں:-

دونوں عالم کی نعمتوں سے یہ بات بہت اچھی ہے کہ انسان سمجھے کہ کوشش اور فکر سے بغیر فضل الہی کے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن انسان

کو کوشش کرنے کا حکم ہے اس لئے کوشش کرنا لازم ہے مگر کوشش کے بعد جو چیز حاصل ہو اسے اللہ کا فضل یقین کرے اپنی کوشش کا بدلہ

نہ سمجھے۔ حقیقت تو یہی کہ کوشش کیلئے سب قوتیں اللہ تعالیٰ ہی نے اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں۔ اُن کے حصول میں ہماری

کوئی کوشش کا دخل ہے ارشاد باری ہے مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنْ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ

نفسک طبعی ترجمہ اُسے سننے والے تجھے جو بھلا پنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برا پنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے۔ اس کے

موافق ایک حدیث بھی ہے جس کے سننے کے بعد ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ

کیا آپ کو بھی جنت اللہ کے فضل سے ہی ملے گی؟ آپ نے فرمایا: ہاں مجھے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنت عطا ہوگی۔

بارگاہِ خداوندی میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کی عاجزی و انکساری دیکھئے یہ وہ دولت ہے جس سے

مقبولیت عطا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس دولت سے مالا مال فرمائے آمین۔ ۲۷ نفعات: ۶۵۔ تذکرہ: ۲۰۷۔ طبقات: ۹۰۔

میں۔ میں سوچنے لگا۔ ہاتھ نے آواز دی کہ کیا تو نہیں جانتا کہ جو ناز تیری کمر میں باندھا جائیگا۔ وہ ہزار دینار سے کم میں نہیں مل سکتا مجھ کو خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی مجھ پر عنایت ہے

عاجزی الہام۔ آپ نے کہا کہ میرے دل میں آواز دی گئی کہ اے بایزید! اگر تو ہمیں چاہتا ہے تو امانت مجھ کی اور خدمت پسندی جو تو ہماری بارگاہ میں لایا ہے اس کے علاوہ وہ چیز لا جو ہمارے پاس نہیں ہے میں نے عرض کی کہ خداوند اوہ کیا چیز ہے۔ جو تیرے پاس نہ ہو۔ ارشاد ہوا کہ وہ بیچارگی، عجز و نیاز اور شکستگی ہے

کرامت سلطان العارفين قدس سرہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب میں شبہ کا لقمہ منہ میں رکھتی تو آپ پیٹ میں تڑپنے لگتے۔ اور بقرار ہو جاتے یہاں تک کہ میں اُس لقمہ کو نکال کر پھینک دیتی۔ اس کلام کی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ آپ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ اس راستہ میں مرد کے لئے کیا بہتر ہے: فرمایا دولتِ مادر زاد۔ کہا گیا اگر یہ نہ ہو۔ تو فرمایا کہ طاقت و ر بدن۔ کہا گیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو تو فرمایا موت ناگہانی بہتر ہے۔ **کرامت**۔ ایک بار خلوت میں آپ کی زبان سے یہ لفظ نکلا تھا کہ سُبْحَانِي مَا عَظُمَ شَيْبَانِي یعنی پاک ہوں کیا بزرگ ہے میری شان، جب آپ ہوش میں آئے تو مریدوں نے آپ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا بھی تمہارا دشمن ہے اور بایزید بھی تمہارا مخالف اگر پھر کبھی تم ایسی بات میری زبان سے سُنو تو مار کر میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ یہ کہہ کر ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک چھری دے دی اِثْنَا

آپ پر پھر وہی حالت طاری ہوئی۔ اور آپ نے اُسی کلمہ یا اس کے مماثل کلمہ کا اعادہ کیا۔ آپ کے مریدوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ مکان آپ سے بھر گیا کہ گوشہ مکان کا خالی نہ رہا آپ کے احباب دیوار سے اینٹ پتھر لیکر مار رہے تھے۔ اور چھریں آپ کے جسم پر چلا رہے تھے۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ گویا پانی پر چھری چلا رہے ہیں۔ جب وہ کیفیت ختم ہو گئی اور آپ اپنی اصلی شکل سے بھی چھوٹے معلوم ہونے لگے جیسے کہ ایک مولا پرند ہوتا ہے اور آپ کو محراب میں بیٹھے ہوئے دیکھا مرید آپ کے پاس آگئے اور سارا واقعہ بیان کیا شیخ نے فرمایا کہ بایزید یہ ہے جس کو تم اب دیکھ رہے ہو۔ اُس وقت بایزید نہ تھا۔

کرامت شفیق بلخی اور ابو تراب بخشی قدس سرہما آپ کے پاس آئے۔ کھانا جو پکا تھا۔ سامنے لایا گیا۔ ایک مرید نے آپ کے ساتھ شرکت نہ کی۔ ابو تراب نے اُس سے فرمایا کہ ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ اس نے کہا میں روزہ سے ہوں۔ ابو تراب نے کہا کہ ایک ماہ کا ثواب لے اور روزہ توڑ دے۔ اُس نے کہا روزہ

اے صاحبِ تذکرہ نے اس واقعہ کو مختصر اُمت پر درج فرمایا ہے ۲۷ تذکرہ: ۱۸۵۔ ۳ تذکرہ: ۱۵۹۔ ۴ تذکرہ: ۱۷۵۔

نہیں توڑ سکتا۔ شقیق نے فرمایا کھانا کھا اور ایک سال کا ثواب لے اُس نے کہا میں روزہ نہیں چھوڑ سکتا ہوں
یا زید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو۔ وہ زندہ درگاہ خدا ہو گیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ اس کو چوری
میں پکڑا گیا۔ اور اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔^۱

کرامت: ایک دفعہ آپ راستہ چل رہے تھے ایک کتا آپ کے ساتھ ہو گیا آپ نے اپنا دامن اس
سے بچایا۔ اُس نے آپ سے کہا کہ اے شیخ اگر میں خشک ہوں تب تو مجھ میں کوئی برائی نہیں ہے اور اگر بھیا
ہوا ہوں تو مجھ میں اور آپ میں تین پانیوں میں صلح یعنی تین مرتبہ دھونے سے مساوات ہو سکتی ہے۔ لیکن
اگر آپ دامن خود بینی سے ملوث ہو جائے پھر اگر آپ سات دریا سے غسل کریں تب بھی پاک نہیں ہو سکتے شیخ
بنے کہا کہ تو نجاست ظاہری رکھتا ہے۔ اور میں نجاست باطنی رکھتا ہوں۔ آ تو اور میں ملکر رہینگے کتے نے
جواب دیا کہ آپ میری ہمراہی کے لائق نہیں ہیں کیونکہ میں مردودِ خلاق ہوں۔ اور آپ مقبولِ عالم۔ جو کوئی میرے
پاس سے گذرتا ہے وہ اینٹ پتھر میرے پہلو پر مارتا ہے اور جو شخص آپ کے پاس سے گذرتا ہے —
السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سُلْطَانِ الْعَارِفِیْنَ کہتا ہے حالانکہ میں کبھی ایک بڑی یا ایک ٹکڑا روٹی کا کل
کے لئے نہیں رکھتا۔ اور آپ کے گھر گہروں کا مٹکا بھرا ہوا ہے شیخ نے کہا کہ سبحان اللہ جب میں کتے کی
ہمراہی کے لائق نہیں ہوں تو خدا کی ہمراہی سے کیا نسبت؟

کرامت: سلطان العارفين سے پوچھا گیا کہ آپ کا پیر کون ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک بڑھیا ہے
کہا گیا کس طرح سے آپ نے کہا کہ ایک روز میں توحید اور شوق کے ایسے جوشوں میں تھا کہ کسی اور چیز کی
ایک بال برابر بھی گنجائش نہ تھی۔ میں بخود ہو کر جنگل میں چلا گیا۔ ایک بڑھیا ملی جو اپنے سر پر بوجھ لئے ہوئے آ
رہی تھی۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ میرے وزن کو اٹھاؤ۔ میں اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتی ہوں ادھر میری
حالت تھی کہ میں خود کو نہیں اٹھا سکتا تھا۔ پھر اُس کے اٹھانے کی کہاں تاب تھی۔ میں نے ایک شیر کی طرف
اشارہ کیا۔ وہ آیا میں نے وہ بوجھ شیر کی پشت پر رکھ دیا۔ اور اُس بڑھیا سے کہا کہ تو شہر میں جائے تو اس واقعہ
کا کسی سے ذکر نہ کرنا میں یہ چاہتا تھا کہ وہ مجھ کو نہ پہچانے لیکن بڑھیا نے کہا میں نے ایک ظالم اور ایک رعنا

۱۔ رسالہ قشیریہ: ۵۱۳-۹۴۰ ۲۔ اس عبادت کا مطلب ہے کہ اگر کتا خشک ہو اور کپڑا اس کو لگ جائے تو ناپاک نہیں ہوتا
اگر کتا بھیا ہوا ہو تو جو کپڑا اسے لگے گا ناپاک ہو جائے گا۔ اسے تین بار دھویا جائے تو پاک ہو جاتا ہے لہٰذا پیر ظاہری
ناپاک کا ذکر تھا جسے پانی دور کیا جاتا ہے یہاں خود بینی کا بیان ہے جو قلبی اور باطنی ناپاک ہے جو بانی سے بھی دور نہیں ہوتی۔
دوبارہ کے انسودن اور مجزؤ انکساری کے صابن سے یہ ناپاک دور ہو سکتی ہے۔

کو دیکھا میں نے کہا کہ کس طرح۔ وہ کہنے لگی کہ اے یارِ زید کیا یہ شیر مکلف ہے میں نے کہا کہ نہیں ہے اس نے کہا: کہ جس کو خدا نے تکلیف نہیں دی۔ تو اس کو تکلیف دے رہا ہے۔ کہا یہ ظلم نہیں ہے میں نے کہا کہ بیشک ظلم ہے پھر اُس نے کہا کہ تو باوجود اس ظلم کے چاہتا ہے کہ شہر کے لوگ جان جائیں کہ شیر بھی تیرے مطیع ہیں۔ اور تو صاحبِ کرامت ہے۔ کیا یہ رعنائی نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں اس فعل سے۔ اس بات کا مجھ پر بہت اثر ہوا ہے۔

پندرہ شعبان ۲۶۱ھ ہجری میں اور بعض کے نزدیک ۲۳۲ھ ہجری میں عبرتِ سرسبز آپ کی وفات ہوئی۔ اور بسطام میں مدفون ہوئے۔ بعد وفات آپ کو لوگوں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے بڑھے تو میرے لئے کیا لایا۔ میں نے کہا کہ خداوندِ احب کوئی فقیر بادشاہ کی درگاہ میں آتا ہے تو اُس سے یہ نہیں پوچھتے ہیں کہ تو کیا لایا۔ بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ تو کیا مانگتا ہے؟

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ النورانی

تصوف میں آپ کا انتساب حضرت سلطان العارفين بايزيد بسطامي رحمۃ اللہ علیہ سے اور سلوک میں آپ کی تربیت شیخ بايزيد کی روحانیت سے ہوئی ہے کیونکہ شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت شیخ بايزيد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ہوئی۔

کہتے ہیں کہ سلطان العارفين بايزيد بسطامي رحمۃ اللہ علیہ ہر سال ایک بار رباط دہستان زیارت کے لیے جایا کرتے تھے۔ وہاں شہداء کی قبریں تھیں۔ جب خرقان کے پاس سے گزرتے تو ٹھہر جاتے اور اس طریقہ سے سانس لیتے جیسے کسی چیز کی خوشبو سونگتے ہیں۔ مریدوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کس چیز کو سونگتے ہیں ہم کو یہاں کوئی چیز نہیں معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ چوروں کے اس گاؤں میں میں ایک مرد خدا کی خوشبو پاتا ہوں جس کا نام علی ہے اور کنیت ابوالحسن اس کے تین مرتبے مجھ سے زیادہ ہوں گے۔ وہ اہل وعیال کا بار اٹھائے گا۔ اور کھیتی کریگا۔ اور درخت لگائے گا۔ وہ مجھ سے سو برس کے بعد پیدا ہوگا۔

منقول ہے کہ حضرت شیخ ابوالحسن قدس سرہ بارہ سال کی عمر سے عشا کی نماز جماعت سے خرقان میں پچھ کر مزار پرانوار سلطان العارفين پر جا کر کھڑے ہو جاتے۔ اور آپ کی روح پر فتوح سے برکت افزائت کے منتظر و مراقب رہتے اور کہتے کہ خدا یا جو تو نے بايزيد کو دیا ہے ابوالحسن کو بھی عنایت فرما۔ پھر وہاں سے آپ ایسے وقت واپس آتے کہ خرقان میں اگر صبح کی جماعت سے پڑھ لیتے۔ نماز باجماعت عشا کے دھنوسے پڑھ لیتے۔

خواجہ مولانا بن روز بہان صفہانی رحمۃ اللہ علیہ شرح وصیائے حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی قدس سرہ میں بیان کرتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کے پیر چند واسطوں بايزيد بسطامي ہیں بعض مشائخ نے ان واسطوں کو اس طریقہ سے بیان کیا ہے کہ خواجہ ابوالحسن خرقانی کا انتساب ابوالمنظر مولانا ترک طوسی سے اور ان کا انتساب خواجہ اعرابی بايزيد شمشکی سے اور ان کا انتساب خواجہ محمد مغربی سے اور ان کا انتساب سلطان العارفين شیخ بايزيد بسطامي قدس سرہ سے آپ کا اصل نام علی بن جعفر ہے آپ اپنے وقت میں یکتائے زمانہ اور غوث روزگار

لے نعمات الالہی: ۱۰۵ - ملہ تذکرۃ الاولیاء: ۴۳۴ - ملہ ایضاً

اور قبلہ عصر تھے۔ آپ کے زمانہ میں طالبانِ طریقت کا سفر آپ کے پاس ہوتا تھا۔ شیخ ابوالعباس قصاب قدس سرہ کہتے ہیں کہ ہمارے بعد ہمارا بازار خرقانی سنبھالیں گے چنانچہ شیخ ابوالعباس کی وفات کے بعد ایک زمانہ آپ کی طرف رجوع ہوا۔ جیسا کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا۔

مقام شیخ قدس سیدہ۔ شیخ عطار قدس سرہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن اپنے زمانہ کے بادشاہ اور قطبِ اوتاد اور ابدالِ عالم اور اہل نظرِ طریقت کے سلطان اور کوہِ تمکین تھے علمِ معرفت میں ایک مسلم شخص تھے جو کہ ہر دم دل سے باحضور اور مشاہدہ حق سبحانہ میں مشغول اور بدن سے ریاضت اور مجاہدہ میں مصروف صاحبِ اسرار و حقائق، عالی ہمت اور بزرگ مرتبت شیخ تھے بارگاہِ الہی میں ایسا قربِ عظیم رکھتے تھے کہ اس کی صفت کچھ بیان نہیں ہو سکتی ہے۔

قدس سیدہ۔ ایک روز آپ نے اپنے ہمیشنیوں سے دریافت فرمایا کہ کونسی چیز تیرے بہتر چیز انہوں نے عرض کیا کہ اے شیخ! آپ ہی فرمائیے! آپ نے فرمایا کہ وہ دل جس میں خدا کی یاد ہو۔ **قدس سیدہ**۔ آپ سے پوچھا گیا کہ صوفی کون ہے؟ فرمایا: کہ کوئی شخص گدڑی اور سجادہ کی وجہ سے صوفی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ صوفیوں کی عادتیں اور رسوم اختیار کرینے سے۔ صوفی وہی ہے جو نہ ہو۔ اور فانی فی اللہ ہو۔

قدس سیدہ۔ آپ نے فرمایا کہ آدمی اُس دن صوفی ہوگا جب دن کو اسے آفتاب کی حاجت نہ ہے اور رات کے وقت اسے چاند اور ستاروں کی ضرورت نہ ہو۔

قدس سیدہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ اپنی خانقاہ میں چالیس درویشوں کے ساتھ بیٹھے تھے۔ سات روز متوجہ تر گزر گئے تھے کہ کھانے کی بوا بھی آپ کے پاس نہ آئی تھی۔ ایک شخص آٹے کا تھیلا اور ایک بکرا لیکر آیا۔ اور خانقاہ کے دروازہ پر آواز دی درویشوں نے پوچھا کہ اس نے کہا کہ صوفیوں کیلئے کچھ لیکر آیا ہوں ہوں۔ شیخ نے یہ سنکر اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے صوفی کہے جانے کے لائق ہو وہ اس کو لے میں اُس کا پارہ نہیں رکھتا ہوں۔ کہ صوفیت کا دعوے کر سکوں حاضرین سب خاموش ہو رہے یہاں تک کہ شیخ نے اُٹا اور بکرا واپس فرما دیا۔

۱۔ طبقات الصوفیہ: ۳۰۸۔ نفحات الانس: ۲۷۵۔ تذکرۃ الاولیاء: باب ۷، ۸۔ نفحات الانس: ۲۷۵۔
۲۔ تذکرۃ الاولیاء: ۳۲۵۔

قد سیدہ۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ اپنے آپ کو انسان کس طرح سے معلوم کرے کہ وہ بیدار ہے
فرمایا اس بات سے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے میں مصروف ہو تو سر سے قدم تک خدا کی یاد سے باخبر ہو۔
صدق۔ آپ سے پوچھا گیا کہ صدق کیا ہے آپ نے فرمایا کہ صدق یہ ہے کہ دل سے بات کہے
یعنی آدمی وہ بات کہے جو اس کے دل میں ہو۔

اخلاص۔ آپ سے پوچھا گیا کہ اخلاص کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تم خدا کیلئے
کرو اخلاص ہے۔ اور جو کچھ مخلوق کے لئے کرو وہ ریا ہے۔
بقا اور فنا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ بقا اور فنا کا تذکرہ کرنا کس شخص کیلئے روا ہے؟ فرمایا ایسے شخص کیلئے جو کوئی رشتہ پارے
آسمان میں باندھ کر اس کو لٹکا دیا جائے۔ اور ایک ایسی ہوا چلے جو درختوں اور مکانوں کو گرائے
اور پہاڑوں کو ان کی جگہ سے اکھیر کر پھینک دے۔ اور دنیاؤں کو مٹی سے پڑ کر دے۔ لیکن اس شخص کو اس کی جگہ
سے نہ ہلا سکے۔

قد سیدہ۔ اپنے ارشاد فرمایا کہ کسی برگزیدہ آدمی کے ساتھ صحبت مت رکھو۔ کہ تم اللہ اللہ کرو
اور وہ دوسری باتیں کرے۔

باکئے صحبت مدارے دیدہ ور : تو خدا گوئی و او چہینزے دگر !
قد سیدہ۔ آپ فرماتے ہیں غمگیں ہو کہ تمہاری آنکھوں سے آنسو بہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ گریاں اور
بریاں بندوں سے محبت رکھتا ہے۔

قد سیدہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خدا طلبی کے لئے شعر پڑھے اس سے بہتر ہے کہ
قرآن پڑھے۔ اور اس سے حق تعالیٰ کی طلب نہ کرے۔

وارث رسول اللہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث وہ شخص ہے
جو آپ کے فعلوں کی پیروی کرے نہ وہ کہ جو لکھ کر کاغذ سیاہ کرتا ہے۔

قد سیدہ شبلی قدس سرہ نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ نہ چاہوں۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ بھی ایک
قسم کی خواہش ہوئی۔

قد سیدہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ چالیس سال سے اس وقت تک میری یہ حالت ہے کہ خدائے تعالیٰ میرے دل کو دیکھتا ہے اور وہ اپنے سوا کسی کو نہیں دیکھتا۔

مَا بَقِيَ فِيَّ لَغَيْرِ اللَّهِ شَيْئٌ ! وَلَا فِيَّ صَدْرِي لَغَيْرِ اللَّهِ قَرَارٌ

(ترجمہ) میرے اندر خدا کی یاد کے سوا اور کچھ نہیں رہا اور میرے سینہ میں اس کے سوا قرار نہیں ہے۔

قد سیدہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ چالیس سال گزر گئے ہیں کہ میرا نفس ایک گھونٹ ٹھنڈا پانی یا گھٹا وہی مانگتا ہے مگر میں نے اس کو نہیں دیا۔

قد سیدہ۔ آپ کہتے ہیں کہ عالم اور عابد دنیا میں بہت ہیں مگر تجھ کو اس گروہ میں ہونا چاہیے۔ کہ دن سے رات تک اس طرح گزارے کہ اللہ تعالیٰ پسند کرے اور رات سے دن کر دے جس طرح سے کہ اللہ تعالیٰ پسند فرمائے۔

قد سیدہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہر شخص نماز بھی پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے لیکن مردِ خدا وہ ہے کہ جس پر ساٹھ سال ایسے گزر جائیں جن میں بائیس طرف کافرشتہ یعنی بدی کا کھنکھنے والا فرشتہ اس کا کوئی عمل ایسا نہ لکھ سکے جو بارگاہِ ایزدی میں شرمندہ کرنے والا ہو۔

قد سیدہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ دنیا میں نیک نامی وہ شخص پیدا کر سکتا ہے جس کو خدائے تعالیٰ نے یہ مرتبہ دیا ہو کہ وہ قیامت میں دوزخ کے کنارے جا کر کھڑا ہو اور جس کسی کو خدا تعالیٰ دوزخ پہنچانا چاہے وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لے جائے۔

قد سیدہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ فرشتے تین مقام پر اولیاء اللہ سے ہمیت کھاتے ہیں ملک الموت ہمیت ولی جان نکلانے کے وقت اور کرانا کا تبین اعمال لکھتے وقت اور منکر نکیر سوال کرنے کے وقت۔

قد سیدہ۔ مردانِ خدا پر خوشی اور غمی اپنا اثر نہیں کرتی۔ کیونکہ خوشی ہو یا غمی سب اسی کی طرف

سے ہے۔

قد سیدہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ صحبتِ خدا کے ساتھ رکھو نہ مخلوق کے ساتھ مخلوق کے ساتھ میں کوئی ثواب ہی ملجائے وہ بھی راہِ حق تعالیٰ سے دو سالہ دوری کرا دیتا ہے۔

لے نقمات الانس (فارسی) : ۲۷۹ - دوس قدیہ (لے تذکرۃ الاولیاء : ۲۵۶ -

دنیا قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب تک تو دنیا کا طلبگار رہے وہ تجھ پر حاکم ہے۔ اور جب تو نے اُس سے روگردانی اختیار کی تو تو اُس پر غالب ہو جائیگا۔

درویش قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ درویش وہ ہے جس کے پاس نہ دنیا ہو نہ آخرت اور نہ اُس کو اُس کی خواہش ہو۔ کیونکہ دنیا و آخرت اس سے بہت حقیر ہے کہ اسکے ساتھ دلی نسبت رکھی جائے۔
قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ جیسا کہ تجھ سے قبل از وقت نماز کا مطالبہ نہیں کیا جاتا ہے تو بھی قبل از وقت روزی مت مانگ۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ مرد و ناکام پاکی سے عروج پانا ہے نہ کام کی زیادتی سے۔
وارث کون قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں۔ حالانکہ آپ کے وارث ہم فقرا ہیں۔ یعنی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات سے ہم متصف ہیں۔ انحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درویشی اختیار فرمائی تھی ہم نے بھی درویشی اختیار کی ہے۔

کرامات قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ بندہ کیلئے خدائے عزوجل تک ہزار منزلیں ہیں پہلی منزل کرامات ہے۔ اگر سالک کم ہمت ہوگا۔ تو وہ اور مقامات تک نہ پہنچ سکے گا۔
قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ جس دل میں ذات حق کے سوا اور کوئی چیز ہو خواہ وہ اطاعت کل کیوں نہ ہو پھر بھی وہ دل مردہ ہے۔

دین کو خوف قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ دین کو شیطان سے کچھ خوف نہیں ہے۔ بلکہ دو شخصوں سے ہے ایک عالم حریص دنیا اور دوسرا زاہد بے علم۔

مہمان نوازی قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ چالیس سال سے نہ ہم نے اپنے لئے روٹی پکائی اور نہ کوئی دوسری چیز تیار کی مگر مہانوں کیلئے اور ہم اس مکان میں صرف طفیلی تھے۔ تم بھی ایسے ہی رہو۔ کہ اگر تمام جہان کا ایک لقمہ بنا کر مہمان کے منہ میں رکھو تب بھی سمجھو کہ تم نے اُس کا حق ادا نہیں کیا۔ اگر مشرق سے مغرب تک تم سفر کرو کہ خدا کے واسطے کسی مرد حق سے ملاقات ہو جائے تب بھی یہ سمجھو کہ بہت نہیں ہے۔
سب سے بہتر قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ روشن وہ دل ہے جس میں مخلوق نہ ہو اور سب سے بہتر وہ کام ہے جس میں مخلوق کا اندیشہ نہ ہو۔ اور سب سے زیادہ حلال کا

لے ہائے پاس جو فارسی کا قلمی نسخہ ہے اس میں یہ قدسہ نہیں ہے۔ لے تذکرۃ الاولیاء : ۲۶۹۔

نقد وہ ہے جو تمہاری محنت سے ہو۔ اور سب سے بہتر رفیق وہ ہے جس کی زندگی حق کے ساتھ بسر ہوئی ہو۔
 آپ کی وفات ۲۷ شعبان ۱۲۷۵ ہجری میں شب عاشورا ہوئی۔ اور منگل یا ہفتہ کو عاشورا کے دن آپ
 دفن ہوئے۔

حضرت شیخ ابو علی فارمدی طوسی قدس سرہ

علم تصوف میں آپ کا انتساب شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ سے ہے اور شیخ ابوالقاسم گرگانی طوسی علیہ الرحمۃ سے بھی آپ کو صحبت حاصل ہے جو قطب ربانی اور عارف سبحانی تھے۔ اُن کی وفات ۵۳۷ھ میں ہوئی شیخ ابوالقاسم کا انتساب شیخ ابوالحسن خرقانی سے ہے اور شیخ گرگانی کو شیخ عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت ہے۔ اور اُن کو ابو علی کاتب سے اور اُن کو ابو علی رویاری سے اور اُن کو سید الطائفہ جنید بغدادی سے قدس اللہ اسرارہم اُن کے بعد یہ سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملجاتا ہے۔ نیز شیخ ابو علی فارمدی کو شیخ ابوسعید البو الخیر سے بھی صحبت رہی ہے اور اُن سے رہی ہے۔ اور ان سے فوائد کثیرہ حاصل کئے ہیں اور ان پہے خرقہ بھی پایا ہے۔ شیخ ابوسعید البو الخیر کی وفات سنگتہ ہجری میں ہوئی اور آپ کی عمر پوری ہزار ماہ تھی۔

کہتے ہیں کہ چالیس آدمی ولی اللہ ہوئے ہیں جو شیخ ابوسعید البو الخیر رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت رکھتے تھے ان میں سے ایک شیخ الاسلام احمد جام اور دوسرے شیخ ابو علی فارمدی رحمہما اللہ بھی ہیں اور دونوں مشہور و معروف بزرگ ہیں۔ طائفہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ خواجہ ابو علی کو خطرات قلب سے واقفیت دی گئی تھی۔ مگر اُس کے اظہار کی اجازت نہ تھی۔ اور شیخ احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کو خواطر سے آگاہی دی گئی تھی۔ اور وہ اُس کے اظہار کے لئے مامور تھے۔ شیخ ابو علی فارمدی کا اصلی نام فضل اللہ بن محمد ہے۔ آپ خراسان کے شیخ الشیوخ تھے۔ اور آپ اپنے وقت میں اس طریق خاص میں یکتا تھے۔ اور آپ وعظ و پند میں امام ابوالقاسم قشیری کے شاگرد تھے جو صاحب رسالہ اور صاحب تفسیر ہیں اور اپنے زمانہ کے عالم اور امام فقیہ تھے ۴۶۵ھ ہجری میں انہوں نے وفات پائی۔

زیارت ولی قدس سید۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ابتدائے جوانی میں طلب علم کے لئے نیشاپور گیا میں نے سنا کہ شیخ ابوسعید البو الخیر مہنہ سے آئے ہیں اور مجلس میں ارشاد فرماتے ہیں میں بھی آپکی خدمت میں گیا کہ زیارت کروں۔ جب میری نگاہ آپ کے جمال پر پڑی میں آپ کا شیدا ہو گیا اور گروہ صوفیہ کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی۔ میں ایک روز مدرسہ میں اپنے حجرہ میں بیٹھا ہوا تھا

لے یہاں سے آخر تک سارا مضمون نغاث کیا گیا ہے ۱۲

کی دیدار کی تمنا میرے دل میں پیدا ہوئی اور وہ شیخ کے باہر آنے کا وقت نہ تھا۔ میں نے صبر کرنا چاہا مگر ہو نہ سکا۔ میں اٹھا اور باہر آیا۔ اور چوراہہ پر پہنچا۔ تو شیخ ایک بڑی جماعت کے ساتھ جاتے ہوئے ملے۔ میں بھی بے اختیار شیخ کے پیچھے ہو لیا وہ ایک جگہ جا کر کھٹہ گئے۔ اور میں بھی ایک کونہ میں ایسی جگہ پر بیٹھ گیا جہاں سے شیخ مجھے نہیں دیکھ سکتے تھے۔

سماع شیخ سماع میں مشغول ہوئے تو آپ کو کیف ہوا اور وجد عظیم ظاہر ہوا۔ اور کپڑے پھاڑ ڈالے جب شیخ سماع سے فارغ ہو گئے تو کپڑے اتار ڈالے گئے اور شیخ کے سامنے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا شیخ نے ایک آستین مع دامن اس میں سے نکال کر علیحدہ رکھ لی اور آواز دی کہ اے ابو علی طوسی تو کہاں ہے۔ میں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور یہ سوچا کہ شیخ اس وقت نہ مجھ کو دیکھ رہے ہیں اور نہ پہچانتے ہیں شاید آپ کے مریدوں میں سے بھی کسی کا نام ابو علی ہوگا۔ شیخ نے دوبارہ آواز دی اور میں خاموش رہا۔ شیخ نے جب تیسری بار پکارا تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ شیخ آپ ہی کو طلب کر رہے ہیں۔ میں اٹھا اور شیخ کے سامنے گیا شیخ نے وہ دامن اور آستین مجھے دی اور کہا کہ جاؤ اسے محفوظ رکھو کہ تم ہمارے نزدیک مثل اس آستین اور دامن کے ہو۔ میں نے وہ کپڑے لیا اور ادب و تواضع بجالایا اور ایک عزیز جگہ اس کو لے جا کر رکھا۔ مجھ کو شیخ کی خدمت میں بہت کچھ فائدے اور روشنیاں ظاہر ہوئیں اور حالات پیدا ہوئے

امام ابوالقاسم کی خدمت میں جب شیخ نیشاپور سے چلے گئے تو میں امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور وہ حالات اور واردات جو مجھ پر ظاہر ہوئے تھے۔ آپ سے بیان کیے۔ آپ نے فرمایا کہ اے لڑکے جا تحصیل علم میں مشغول ہو۔ میں علم میں مشغول ہو گیا۔ اور یہ روشنی روزانہ بڑھتی جاتی تھی۔ میں تین سال تک تحصیل علم میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ ایک روز میں نے دوات سے قلم نکالا۔ تو سفید تھا۔ میں وہاں سے اٹھا اور امام ابوالقاسم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب علم نے تجھ سے ہاتھ اٹھایا۔ تو بھی اُس سے ہاتھ اٹھا لے اور طریقت کے کام میں لگ جا۔ اور معاملہ میں مشغول ہو۔ میں مدرسہ سے اپنا سامان خانقاہ میں لے آیا۔ اور استاد امام کی

لے اُس دور میں بعض مشائخ عظام جس قسم کا سماع اختیار کئے ہوئے تھے اگر اسکی صحیح تفصیل معلوم کرنا تو کشف المحجوب کا باب السماع مطالعہ فرمائیے۔ آجکل کی مروجہ قوالی کا اُس سماع سے کوئی تعلق نہیں اور وہ بزرگ ایسی قوالی پر گرتے ہیں جس سے تھے

خدمت میں مشغول ہو گیا۔

خدمتِ شیخ ایک روز امام حمام میں گئے۔ میں بھی ساتھ گیا۔ اور چند ڈول پانی کے حمام میں ڈالے جب امام حمام سے باہر آگئے۔ تو آپ نے نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہ کون شخص تھا جس نے حمام میں پانی ڈالا تھا۔ میں اس خوف سے کچھ نہ بولا کہ کہیں آپ کی مرضی کے خلاف نہ ہوا ہو۔ پھر آپ نے دوسری بار درخت فرمایا۔ تب بھی میں نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر آپ نے تیسری بار فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ خادم تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوعلی جو کچھ ابوالقاسم قشیری نے ستر سال میں پایا تھا تو نے پانی کے ایک ڈول میں پا لیا پس میں ایک مدت تک امام کے پاس ریاضت اور مجاہدہ میں مصروف رہا۔

ایک روز مجھ پر ایک حالت طاری ہوئی۔ میں اُس میں گم ہو گیا۔ اور آپ کی کیفیت عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ ابوعلی میرا سلوک اس مقام سے زیادہ نہیں۔ آگے کا حال میں نہیں جانتا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ مجھ کو ایسا پیر حائے جو اس مقام سے بھی اوپر لیجائے وہ حالت مجھ پر بڑھتی گئی۔ اور کمال کو پہنچتی گئی چونکہ میں شیخ ابوالقاسم گرگانی کا نام پہلے سن چکا تھا۔ طوس کی طرف متوجہ ہوا اور آپ کی خدمت میں پہنچا۔ اور دیکھا کہ آپ اپنے مریدوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے دو رکعت نماز تحتہ المسجد ادا کی اور شیخ کے سامنے گیا۔ شیخ اُس وقت مراقبہ میں تھے۔ آپ نے سر اوپر اٹھا کر فرمایا کہ آؤ ابوعلی کیا چاہتے ہو۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اور اپنے واقعات بیان کیئے۔ شیخ نے فرمایا کہ تمہاری ابتدائی حالت تم کو مبارک ہو۔ ابھی تم کسی درجہ کو نہیں پہنچے اگر تربیت پاؤ گے تو بڑے مرتبہ کو پہنچو گے۔ میں نے دل میں کہا کہ میرے یہی پیر ہیں اور میں شیخ کے پاس مفیم ہو گیا۔ آپ ایک مدت تک مجھ سے طرح طرح کے مجاہدے اور ریاضتیں، کراتے رہے۔ اس کے بعد ایک روز میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھ سے نکاح کر لینے کیلئے ارشاد فرمایا۔ اور اپنی صاحبزادی کے ساتھ میرا عقد کر دیا۔ قبل اس کے کہ شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ نکاح کر دیں۔ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر مہذب سے آئے ہوئے تھے۔ میں بھی ان کی خدمت میں گیا تھا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ ابوعلی وہ زمانہ آگیا ہے کہ تم کو طوطی کی طرح گویا کریں گے کچھ دن نہیں گزرے تھے کہ شیخ ابوالقاسم نے عقد مجلس فرمایا اور ان کے اُس ارشاد کا مجھ پر مطلب کھل گیا۔ شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۳۲۲ھ میں ہوئی تھی اور ۳۵۱ھ میں آپ نے رحلت فرمائی تھی

لے نقحات الیٰہی: ۳۳۱، ۳۳۲ ۵ رسالہ قشیریہ کے مترجم ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب نے ولادت ۳۲۲ھ میں اور وفات ماہ ربیع الآخر ۳۵۱ھ میں تحریر کی ہے۔ (مقدمہ رسالہ قشیریہ ص ۹۶ و ص ۹۷)

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ

علم تصوف میں آپ کا انتساب شیخ ابو علی فارمدی قدس سرہ سے ہے کتاب شرح وصایائے خواجہ عبدالحق غجدوانی قدس سرہ میں مذکور ہے کہ خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ کو شیخ ابوالحسن خرقانی سے بدو واسطہ انتساب ہے آپ نے شیخ عبداللہ جوینی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے خرقہ پہنا اور شیخ حسن سمنانی سے آپ کی صحبت رہی۔ آپ کی کنیت ابو یعقوب ہے اٹھارہ برس کی عمر میں آپ بغداد تشریف لے گئے اور علامہ ابوالسحاق شیرازی سے علم فقہ حاصل کیا اور اپنے ساتھیوں پر فوقیت لے گئے اور بغداد، اصفہان، عراق، خراسان، سمرقند اور بخارا میں افادہ اور استفادہ فرمایا۔ علم حدیث کو اختیار فرمایا۔ اور پند و نصیحت شروع کی لوگوں نے آپ سے نفع حاصل کیا۔ آپ کو فتاویٰ دینیہ اور احکام شرعیہ میں پوری دستگاہ حاصل تھی اور علوم و معارف میں قدم راسخ رکھتے تھے۔ اور خطرات حقیقیہ و واقفیت اور کرامات و خوارق میں پورا تصرف رکھتے تھے علما اور فقہا کا ایک جم غفیر اور جماعت کثیر آپ کی مجلس اور خانقاہ میں آپ کے پاس جمع رہتے تھے۔ اور آپ کے کلمات اور ارشادات سے نفع حاصل کرتے تھے۔ اور آذربائیجان اور عراق و خراسان میں مریدوں کی تعلیم و تربیت آپ کی طرف منتہی ہوتی تھی۔ آپ اُن مشائخوں میں سے ہیں جن کے ساتھ حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو صحبت رہی اور منتفع ہوئے۔

لے نفحات الانس: ۳۳۷، رشحات: ۶، ہجۃ الاسرار: ۱۴۶، قلائد الجواهر اردو: ۲۴۹۔
 لے قلائد الجواهر: ۱۱۔ ہجۃ الاسرار (عربی) ۱۴۷۔ خواجہ یوسف ہمدانی سے استفادہ کرنے کے متعلق حضرت غوث پاک کے الفاظ یہ ہیں۔ قدم الی بغداد رجل من ہمدان یقال لہ یوسف الہمدانی وکان یقال انہ القطب فنزل فی رباط فلما سمعت بہ مشیت الی الرباط فلم ادرہ فسألت عنہ فقیل لی ہو فی السرداب فنزلت الیہ فلما سألتی قاتلہ واجلسنی وقربنی و ذکر لی جمیع احوالی و حل لی جمیع ما کان اشکل علی ثم قال لی یا عبد القادر تکلم علی الناس فقلت یا سیدی انا رجل احمی الیش تکلم علی فصحاء بغداد فقال لی انت الان حفظت الفقہ و اہمل الفقہ و الخلف و الخو واللغت و تفسیر القرآن الان یصلح لک ان تکلم علی الناس اصعد علی الکرسی و تکلم علی الناس فانی اری فیک عرقا سیصبیر نخلت رحمنا اللہ بہم بمنہ و کرمہ۔

قدسید۔ آپ نے شیخ محی الدین عابدی درگاہ کی طرف

سے فرمایا تھا کہ لوگوں کو وعظ اور پند سنایا کرو۔ اور نصیحت کیا کرو۔ آپ نے فرمایا کہ میں مرد عجمی ہوں فصحاء بغداد کے سامنے کیونکر گفتگو کروں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے علوم فقہ، اصول فقہ، اختلاف مذاہب نحو و لغت اور تفسیر قرآن کو خوب حاصل کر لیا ہے۔ پھر کیوں کر آپ میں منبر پر آنے اور وعظ و پند کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ آپ بے تامل ہدایت و ارشاد شروع کیجئے کیونکہ میں آپ میں ایک جڑ دیکھ رہا ہوں جو عنقریب پورا درخت ہو جائے گا کہ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا حَيٌّ السَّمَاءِ تُؤْتِيهِ أَكْثَرُهَا كُلَّ حِينٍ (سورۃ ابراہیم رکوع ۴) جس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہوں گی اور شاخیں آسمان میں پھیلنے لگیں اور وہ اپنا میوہ ہر وقت دیگا۔

آپ مذہب امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے متبع تھے۔ آپ شہر مرو میں ایک مدت تک سکونت پذیر رہے پھر ہرات تشریف لگے اور کچھ دنوں وہاں اقامت گزیرے پھر وہاں سے مرو تشریف لانے کی نیت سے واپس ہوئے۔ راستہ ہی میں آپ کی وفات ہو گئی۔ آپ ساٹھ سال سے زیادہ سجادہ نشینیت اور ارشاد پر جا گزیرے۔ آپ کو قبولیت عظیم حاصل تھی اور آپ اپنے وقت کے غوث تھے۔ آپ ایک مدت تک کوہ ادر میں مقیم رہے۔ اور سوائے نماز جمعہ کے کبھی باہر نہ نکلتے تھے۔

قدسید۔ ایک روز ایک درویش حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ اس وقت میں شیخ احمد غزالیؒ کے پاس تھا۔ وہ دسترخوان پر درویشوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ کچھ دیر کیلئے شیخ پر غیبت طاری ہوئی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور لقمہ میرے منہ میں رکھا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ یہ وہ خیالات ہیں جن سے اطفال طریقت تربیت پاتے ہیں۔

سہ بہجۃ الاسرار : ۱۴۷۔

سہ رسعات : ۶، نفحات الانس : ۳۳۷ و ۳۳۸۔ سہ "غیبت" یہ ہے کہ دل مخلوق کے حالات سے بے خبر ہو، کیونکہ اس کا حاصر اس کیفیت کے ساتھ مشغول ہے جو اس پر وارد ہوتی ہے۔ (رسالہ تشریح لکھ سماع ان کیلئے جائز ہے جو محبت الہی میں مستغرق ہوتے ہیں اور آداب و شرائط کی پوری رعایت رکھتے ہیں۔ آج کل جو قوالیاں رائج ہیں ان میں سننے اور سنانے والے خلاف شرع اور تمام شرائط متروک اسلئے بزرگوں کے سماع پر مجروحہ قوالیوں کو قیاس کر کے کس طرح جائز کہا جاسکتا ہے۔

تدسیہ - سماع ایک بیفہ ہے اللہ کی طرف سے پیغام رسانی اور بشارت دینے والا اور
موارد فتح اور فرائد غیب ہے۔ سماع جسموں کی ذوا اور روحوں کی غذا ہے۔ اور دلوں
کی حیات اور بقائے اسرار اور سر کا ظاہر کرنے والا اور کشف ایک چمکنے والی بجلی اور
آفتاب ہے۔ اور ارواح کا سماع قلوب کو سننے کی وجہ سے بساطِ قرب پر جنوئی
کے شاہد کے ساتھ ہے۔ بغیر حضورِ نفس کے۔ یہ ایسے ہے کہ ہر لحظہ پورا غور فکر
اور تدبیر و تفکر ہو رہا ہے۔

کسانیکہ یزداں پرستی کنند بر آوازِ دولاب مستی کنند
ترجمہ جو لوگ صحیح معنوں میں خدا پرست ہیں وہ کنوئیں کی چرخ کی آواز پر بھی اللہ کی یاد میں
مست ہو جاتے ہیں۔

کرامت - نقل ہے کہ ایک مرتبہ فرنگیوں نے ایک ہمدان کی عورت کے لڑکے کو قید کر
لیا تھا وہ عورت گریہ و زاری کرتی ہوئی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنا حال بیان کیا حضرت
نے اس کو صبر کرنے کی نصیحت فرمائی اُس نے کہا کہ مجھ سے صبر نہیں ہو سکتا۔ آپ نے اُسی وقت ہاتھ
اٹھا کر یہ دعا فرمائی کہ اَللّٰهُمَّ فَدِّ اسْرَہٗ وَ عَجِّلْ فَرَجَہُ اللہ تعالیٰ اس کو قید سے
چھڑا دے اور جلدی اس کو رہائی دے، اور فرمایا کہ جا لڑکے کو تو اپنے مکان میں پائے گی۔ عورت جب
گھر واپس آئی تو لڑکے کو موجود پایا۔ متعجب ہوئی اور لڑکے سے کیفیت دریافت کی۔ لڑکے نے کہا کہ
میں ابھی قسطنطنیہ میں تھا اور میرے پیروں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور نگاہ بان میرے گرد جمع
تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا جس کو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ پلک مارنے میں مجھ کو یہاں لے
آیا۔ عورت پھر خواجہ کے پاس گئی اور لڑکے کا قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تو خدا کی قدرت سے
متعجب ہے؟

کرامت - مروی ہے کہ حضرت خواجہ قدس سرہ ایک روز کچھ ارشاد فرمایا ہے تھے۔ دو فقیر
بھی آپ کی اس مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے حضرت سے کہا کہ آپ خاموش رہیں آپ بدتی ہیں۔
آپ نے اُن سے فرمایا کہ تم خاموش رہو تمہاری زندگی نہ ہے چنانچہ وہیں فوراً مر گئے۔

۱۔ بیحۃ الاسرار: ۱۴۶۔ ۲۔ بیحۃ الاسرار: ۱۴۷، تلمذ الجواہر اردو: ۲۵۰۔ ۳۔ ایضاً۔

کرامت۔ ایک وقت آپ نظامیہ بغداد میں وعظ فرما رہے تھے ابن سقا فقیہ مشہور مجلس وعظ سے اٹھا اور آپ سے ایک سوال کیا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جائیں تیرے کلام میں بوائے کفر پاتا ہوں تیری موت اسلام پر معلوم نہیں ہوتی — اس واقعہ سے ایک مدت کے بعد ایک نصرانی بطور لپچی کے بادشاہ روم کی طرف سے خلیفہ کے پاس آیا فقیہ ابن سقا اس نصرانی کے پاس آیا اور اس نے اس کا مصاحب بننے کی درخواست کی اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مذہب اسلام چھوڑ کر تمہارے دین میں داخل ہو جاؤں نصرانی نے منظور کیا اور اس کو اپنے ساتھ قسطنطنیہ لے گیا اور بادشاہ روم سے ملا دیا۔ ابن سقا نصرانی ہو گیا اور اسی مذہب پر مرا۔

کہتے ہیں کہ ابن سقا حافظ قرآن تھا۔ مرض موت میں اس سے پوچھا گیا کہ تم کو اب کچھ قرآن یاد ہے تو کہا نہیں صرف یہ آیت یاد ہے۔ رَبِّمَا يَوْمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِيْنَ بہت سے لوگ کافروں کو دوست رکھنے والے قیامت میں تمنا کریں گے کہ کاشکے دنیا میں وہ بھی مسلمان ہوتے۔ بعضوں نے قصہ ابن سقا کا دوسرے طریقے سے بیان کیا ہے جس کو مولف حقیر نے مقامات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ میں بیان کیا ہے۔

ولادت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ کی ۴۴۲ھ ہجری میں ہوئی اور وفات آپ کی ۵۳۵ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ کو پہلے مرو کے راستہ میں جہاں آپ نے انتقال فرمایا دفن کیا گیا تھا اسکے بعد آپ کی نعش مبارک منتقل کر کے مرو میں لے آئے اب آپ کی قبر مبارک مرو میں ہے جسکی عام طور پر لوگ زیارت کرتے ہیں۔ اور فیض حاصل کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ عبدالخالق عجدانی قدس سرہ

تصوف میں آپ کا انتساب خواجہ یوسف عجدانی قدس سرہ سے ہے آپ اُن کے اکابر خلفائے سے ہیں آپ حلقہ خواجگان کے سردار اور سلسلہ اکابر نقشبندیہ قدس اللہ سرہم کے سردار ہیں۔ طریقت میں آپ کا کلام حجت ہے اور حقیقت میں نبیان۔ آپ اپنے وقت کے شیخ الشیوخ اور مجتہد راس الرئیس اور قطب زمانہ تھے۔ آپ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد اجداد سے ہیں۔ آپ کی والدہ بادشاہ روم کی اولاد سے تھیں آپ کے والد بزرگوار امام عبد الجلیل اکابر اولیاء واعظم اتقیا سے تھے اور حضرت خضر علیہ السلام کے ملاقاتیوں میں سے تھے۔

بشارت منقول ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے شیخ امام عبد الجلیل کو بشارت دی تھی کہ آپ کے ایک لڑکا ہوگا جس کو میں فرزندگی میں قبول کرتا ہوں۔ اور اپنی نسبت سے اُس کو حقہ دوں گا۔ اُس کا نام عبدالخالق رکھنا۔ حادثہ روزگار کی وجہ سے جب امام عبد الجلیل روم سے دیارِ اوردانہر کی طرف اور ولایت بخارا میں آئے۔ تو عجدان میں جو بخارا کے قریب ایک بڑا شہر ہے وہاں سکونت اختیار کی۔ خواجہ عبدالخالق وہیں پیدا ہوئے اور نشوونما پایا۔

حضرت خضر سے سبق کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ اپنے استاد مولانا صدیق الدین علیہ الرحمۃ کے پاس تفسیر پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے۔ اَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِلِينَ اپنے رب کو زاری اور پوشیدگی کے ساتھ پکارو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے، تو آپ نے استاد سے پوچھا کہ وہ کونسا طریقہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ بیان کر رہا ہے۔ کیونکہ اگر ذکر بلند آواز سے ذکر کرے یا مقام ذکر میں اعضاء سے حرکت کرے تو ذکر کے ذکر سے غیر شخص واقف ہو جاتا ہے اور ذکر خفیہ نہیں رہتا۔ اور اگر دل سے ذکر کرے تو بحکم اس حدیث کے الشَّيْطَانُ يَجْرِي فِي عُرْقِي ابْنِ اَدَمَ فَجَرِي السَّيْطَانُ انسان کی رگوں میں خون بہنے کی جگہ میں جاری ہوتا ہے وہ ذکر سے واقف ہو جاتا ہے۔ استاد نے فرمایا کہ یہ علم

لے بعض نے عبد الجلیل لکھا ہے ۱۲۔ ۱۳ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری نے نقل کیا ہے۔

لَدُنِّی ہے اگر خدا کو منظور ہے تو کوئی ولی مجھ کو دیکھا اور سکھا دیگا۔ حضرت خواجہ مسلسل اولیاء اللہ کی تلاش میں مصروف رہے ایک دفعہ جمعہ کے روز آپ اپنے باغ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بزرگ آئے حضرت خواجہ اُن کی تعظیم و تکریم بجالائے۔ انہوں نے فرمایا کہ اے جوان! میں تجھ میں بزرگی کے آثار پاتا ہوں کیا تم نے کسی پیر کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ آپ نے عرض کی: نہیں ایک مدت سے اسی تلاش میں ہوں۔ انہوں نے فرمایا میاں میں خضر ہوں اور تم کو اپنی فرزندگی میں میں نے قبول کیا۔ ایک سبق بتاتا ہوں اس کے پابند ہو جاؤ کہ تم پر اسرار کھل جائیگے۔ پھر فرمایا کہ حوض میں اُترو اور پانی میں غوطہ لگاؤ۔ اور دل سے کہو لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پس حضرت خواجہ نے اسی طرح کیا اور انکی تعلیم کے مطابق اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ بہت سے اسرار آپ پر کھلنے لگے۔ اس کے بعد خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ بخارا تشریف لائے اور آپ کو اُن کی صحبت میں آئی۔ آپ اپنا ذکر کرتے ہوئے ان کی صحبت میں مشغول رہے۔ جب تک وہ بخارا میں رہے آپ اُن کی صحبت میں پابندی کے ساتھ حاضر ہوتے رہے بہت سے فائدے اُن کی صحبت میں حاصل کئے خواجہ عبد الخالق کے پیر سبق خواجہ خضر ہیں۔ اور پیر صحبت و پیر حرقہ خواجہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ خواجہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ میں ذکر جہری تھا لیکن خواجہ عبد الخالق رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر خفی میں کوئی رد و بدل نہ فرمایا۔ کیونکہ ذکر خفی کی تلقین انہیں حضرت خضر علیہ السلام سے حاصل تھی اس لئے آپ نے بھی تائیداً ارشاد فرمایا کہ جس طرح تمہیں حضرت خضر علیہ السلام نے حکم دیا ہے ذکر میں مشغول رہو ایک مدت کے بعد حضرت خواجہ خدمت حضرت خواجہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے جدا ہوئے اور ریاضات و مجاہدات میں مشغول ہوئے۔ آپ اپنے کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ کہ کوئی شخص آپ کے کام سے واقف نہ ہو سکے۔

ایک روز آپ اپنے عبادت خانہ میں گریہ و زاری میں مشغول تھے۔ دوستوں نے **بے نیازی اور خوف** نے عرض کیا کہ باوجود اُن خوبیوں کے جو آپ میں ہیں اور اُن حالات پسندیدہ

کے جو آپ پر گذرتے ہیں اتنا خوف اور ڈر اور گریہ و زاری کیوں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں اللہ تعالیٰ کی بے نیازی پر غور کرتا ہوں تو بدن سے جان نکلنے کے قریب ہو جاتی ہے۔ میری یہ آہ و زاری اسی وجہ سے ہے کہ شاید مجھ سے ایسا کوئی کام ہو گیا ہو۔ جس کا مجھ کو علم نہ ہو اور وہ بارگاہ الہی میں ناپسند ہو۔

اے رشتہات: ۱۸، ۱۹ - نفعات: ۳۳۹ مختصراً ۱۲

خوفِ خدا سے آپ کا یہ حال رہتا تھا کہ جہاں آپ بیٹھتے تو ایسے رہتے کہ گویا آپ کو قتل کرنے کے لئے بٹھا گیا ہے؛

قتلِ سیدہ - حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب میں بیس سال کا تھا حضرت خضر علیہ السلام نے مجھ کو حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ کے سپرد کیا۔ اور میری تربیت کے لئے وصیت فرمائی۔

تسلیم کیا ہے **قتلِ سیدہ** - ایک روز ایک درویش نے حضرت خواجہ سے سوال کیا کہ تسلیم کیا ہے؟
 کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تسلیم یہ ہے کہ مومن نے اپنے نفس اور مال کو میثاقِ اُست میں خداوند تعالیٰ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اور بہشت خرید لی ہے۔ پس آج بھی یہی تسلیم کرے کہ
 اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنْ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ لَّهُمُ الْجَنَّةُ رِزْقًا
 اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے، نفس اور مال کی تسلیم اس طرح سے ہو کہ اپنی جان اور مال کو اللہ کی ملکیت جانے اور اپنے آپ کو حق تعالیٰ کا امانت دار سمجھے جب تک ہو سکے جان و مال سے خدا تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ نیکی کرے اور کسی پر احسان نہ رکھے۔ اور دنیا کے مال و متاع کو دل میں جگہ نہ دے۔ اور اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے حکم میں سونپ دے؛

فراغت **قتلِ سیدہ** - ایک روز ایک خادم نے حضرت علیہ الرحمۃ سے سوال کیا کہ فراغت کیا ہے فرمایا کہ دل کی فراغت یہ ہے کہ محبتِ دنیا دل میں راہ نہ پائے۔ نہ یہ کہ دنیا کی مشغول سے آزاد ہے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدائے پاک نے فرمایا کہ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ اپنے دل کو خالی کر تب ہمارے بار میں مشغول ہو۔ چونکہ اہل اللہ کی خرید و فروخت اور مخلوق سے بات چیت ذکر حق سبحانہ میں رکاوٹ نہیں بنتی اس لئے خدا تعالیٰ نے اس جماعت کی تعریف کی ہے۔ اور مردانگی کو انہی کیلئے ثابت فرمایا ہے۔ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّكُلٌّ بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (ایسے مرد ہیں کہ نہیں غافل کر سکتی اُن کو ذکرِ الہی سے تجارت اور خرید و فروخت) اگر تم اُن لوگوں میں سے ہو تو تمہارے لئے مبارک ہے۔

خدمت و محبت اگر تم سے یہ نہیں ہو سکتا تو تم اپنے جان و مال سے ایسے لوگوں کی خدمت کرنے میں کمی نہ کرو۔ اور اُن کے اطمینانِ دل اور فراغت کے اسباب پیدا رکھو تاکہ

ان کے کمند دولت سے تم وابستہ رہو۔ کیونکہ اس لقمہ کی قوت سے جو اطاعت و عبادت ان سے عمل میں آئے گی۔ اس کا ثواب کھانا کھلانے والے کو بھی پہنچے گا۔ اور ان کے درجات اور مقامات اور کمالات اس کھانا کھلانے والے کے حصہ میں بھی لکھے جائیں گے تاکہ وہ شخص جو ان کی محبت اور امداد میں رہا ہو۔ وہ مطابق اس حدیث کے ان کے ساتھ اٹھیں گے۔
مَعَ مَنْ أَحَبَّ (انسان اس کے ساتھ رہے گا جس کو وہ دوست رکھتا ہے)۔

شانِ اہل اللہ اس مرتبہ والے لوگ بعض وقت لی مع اللہ کی خاصیت رکھتے ہیں کہ اس وقت ان کو تصرفات جذبات الوہیت کی قابلیت ہوتی ہے پس ایسی حالت میں ان سے دم بھر میں اہل آسمان اور اہل زمین کے کام پورے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جذبۂ من جذباتِ الحق تبارک و تعالیٰ عمل الثقلین (ایک ہی جذبہ جذبات حق میں سے کل جن وانس کے عمل پر غالب آجاتا ہے پس اگر ان کی اس حالت میں سے جو کچھ کسی ایسے شخص کو نصیب ہو جائے جس نے ان کی جانی اور مالی خدمت کی ہے تو وہ اتنی بڑی چیز ہوگی کہ مغرب و مشرق والے جمع ہو کر اس کا حساب نہ کر سکیں گے۔ اس آیت کریمہ میں اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَكَأَنْتَ نَفْسَ نَصِيبِكَ مِنَ الدُّنْيَا اور جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول)۔

قد سیدہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے کمالات میں سے یہ چند کلمے ہیں جو طریقہ حضراتِ خواجگان قدس اللہ سرہم کے طریقہ نقش بند یہ کی بنیاد ہیں۔ ہوش دردم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یاد کرد۔ بازگشت۔ نگاہ داشت۔ یادداشت۔ ان کے سوا سب ہم و گمان ہے یہ تین کلمے بھی اصطلاحاتِ صوفیہ سے ہیں یعنی وقوف زمانی و وقوف قلبی۔ وقوف عددی۔ ان الفاظ میں سے ہر ایک کے معنی اس سلسلہ شریفیہ کی کتابوں میں مذکور ہیں جن کو اس حقیر نے رسالہ روائع میں بیان کیا ہے جو اصطلاحاتِ صوفیہ کے بیان میں لکھا گیا ہے۔ اس کی طرف آپ رجوع کر سکتے ہیں۔
وصیتیں قد سیدہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے اپنے فرزند ارجمند کو چند باتوں کی وصیت کی تھی۔ ان کو ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ اے فرزند! تقویٰ کو اپنی خصلت بناؤ۔ وظائف اور عبادت پر مضبوطی سے ملاومت کرو اور اپنے حالات کا مراقبہ کرو۔ اور خدائے پاک سے ڈرتے رہو اور خدائے بزرگ و برتر اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقوق ادا کرو۔ اور ماں باپ کے بھی۔ ان خصلتوں کے اختیار کرنے سے رضائے حق تعالیٰ سے مشرف ہو جاؤ گے۔ حق تعالیٰ کے احکام کو نگاہ رکھو کہ وہ تمہارا محافظ ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو خواہ دیکھ کر یا زبانی۔ بلند آواز سے ہو یا آہستہ اور علم کی طلب سے ذرا بھی دور مت رہو۔ علم فقہ و حدیث سیکھو۔ اور جاہل صوفیوں سے بہت پرہیز کرو۔ اور علوم الناس سے دور رہو کیونکہ وہ راہ دین کے چور ہیں اور مسلمانوں کے راہزن مذہب سنت و جماعت کے پابند رہو۔ اور ائمہ سلف کے مذہب پر قائم۔ کیونکہ نئی نئی باتیں بعد میں پیدا ہوئی ہیں۔ وہ گمراہی سے خالی نہیں ہیں نوجوانوں اور عورتوں اور مالداروں اور بدعتیوں کی صحبت سے دور رہو۔ کیونکہ یہ تمہارے دین کو برباد کر دیں گے۔ دو روٹی بلجائیں تو اُن پر قناعت کرو۔ البتہ فقیروں کی صحبت اختیار کرو۔ اور ہمیشہ خلوت پسندی اختیار کرو۔ روزی حلال کھاؤ کیونکہ حلال روزی خیر و بہتری کی کنجی ہے۔ اور حرام سے پرہیز کرو ورنہ حق تعالیٰ سے دوری ہو جائیگی۔ دین پر قائم رہو تاکہ کل کے روز قیامت میں دوزخ کی آگ تم کو نہ جلانے لے۔ حلال کھانے کا کپڑا پہنو۔ تاکہ عبادت میں حلاوت پاؤ۔ رات اور دن میں بہت کچھ عبادت کیا کرو۔ نماز باجماعت ترک نہ کرو اگرچہ تم مؤذن و امام نہیں۔ اور ضمانتوں میں اپنا نام مت لکھاؤ۔ نیز عدالتوں اور کچہریوں میں مت پھرو۔ اور لوگوں کی وصیتوں میں دخل مت دو۔ مخلوق سے ایسا بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔ اور گنہگار مت بنو۔ کہ تمہارا مذہب برباد نہ ہو سکے۔ اور سفر اختیار کرو کہ تمہارا نفس ذلیل ہو۔ خانقاہوں میں قیام اور ان کی بنامت کرو۔ کسی کے مذمت کرنے سے غمگین مت ہو۔ اور کسی کی تعریف پر مغرور مت ہو۔ مخلوق کی مانند چھو۔ اخلاق سے معاملہ کرو۔ نیک ہو یا بد اور ہر حال میں باادب رہو۔ تمام مخلوقات پر رحم کھاؤ۔ قہقہہ مار کر مت ہنسو۔ قہقہہ کی ہنسی دل کو بند کرتی اور مارتی ہے۔ سردارِ دو جہان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم بھی جان لو تو تھوڑا ہنسو گے اور بہت رو گے۔ خدائے پاک کے عذابوں سے بخوف مت رہو۔ اور رحمت الہی سے ناامید نہ ہو۔ اور خوف ورجا کی حالت میں زندگی گزارو کہ سالکوں کا حال یہ ہوتا ہے کبھی وہ خوف میں رہتے ہیں اور کبھی اُمید میں۔

اے فرزند! جب تک ہو سکے شادی مت کرو۔ ورنہ طالب دنیا ہو جاؤ گے اور دین کی طلب تم سے جاتی رہے گی۔ اگر تمہارا نفس مشتاق ہو تو مجاہدہ اختیار کرو۔ اور ساری عمر دماغ حسرت میں گزارو۔ موت کو بہت یاد کرو۔ اور طالب ریاست مت بنو۔ جو شخص طالب ریاست ہو اس کو طریقت کا سالک نہیں کہا جاسکتا ہے۔ ہمیشہ روزہ دار رہو کیونکہ روزہ نفس کو توڑتا ہے اور فقیر میں پاکیزہ اور پرہیزگار رہو۔ اور سبکیار اور دیانتدار اور راہ خدا میں تقویٰ اور فقر اور حلم سے ثابت قدم رہو۔ جان اور مال اور تن سے فقرا کی خدمت کیا کرو۔ اور اُن کا دل راضی رکھو۔ اور اُن کی پیروی کرو۔ اور اُن کے راستہ کو یاد رکھو۔ اور اُن میں سے کسی کا انکار مت کرو۔ سوائے اُن چیزوں کے جو مخالف شرع ہوں اگر فقرا کا انکار کرو گے ہرگز نجات نہ پاؤ گے۔ لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو اور اپنے لئے کوئی محفوظ مت رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ کرو۔ کیونکہ خدائے پاک فرماتا ہے اے انسان میں ہر روز تم کو روزی پہنچاتا ہوں تو اپنے آپ کو رنج مت پہنچے۔ مقام توکل میں قدم رکھو کہ حق سبحانہ فرماتا ہے وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے پس معلوم کرو کہ رزق تقسیم کیا ہوا ہے۔ اور جواں مرد بنو۔ جو کچھ حق تعالیٰ نے تم کو دیا ہے اُس کو تم خلق خدا پر خرچ کرو بخل اور حسد سے دور رہو کیونکہ بخل اور حاسد کل بروز قیامت دوزخ میں رہیں گے۔ اپنے ظاہر کو آراستہ مت کرو۔ کن ظاہر کی آرائش باطن کی ویرانی ہے۔ حق تعالیٰ کے وعدوں پر بھروسہ کرو۔ اور تمام خلائق سے ناامید ہو جاؤ۔ اور اُن سے صحبت مت کرو۔ اور حق بات کہو۔ اور کسی سے نہ ڈرو۔ اپنے نفس کی حفاظت کرو۔ کہ اس کو اصلاح پر لاسکو۔ اپنے نفس کی عزت مت کرو۔ اور اُن چیزوں کی طلب سے جن کے بغیر کام چل سکے زبان بند کرو۔ مخلوق کو ہمیشہ نصیحت کیا کرو۔ کھانا اور پینا کم کرو۔ اور ہرگز بغیر شدید ضرورت کے کوئی چیز مت کھاؤ۔ اور بے ضرورت باتیں مت کرو جب تک کہ نیند غلبہ نہ کرے مت سوؤ۔ اور پھر جلدی اٹھو۔ مجالس سماع میں زیادہ مت بیٹھو کہ سماع کی زیادتی نفاق پیدا کرتی ہے۔ سماع کی کثرت دل کو مارتی ہے مگر سماع کا انکار بھی مت کرو۔ کیونکہ بہت سے بزرگوں نے اس کو سنا ہے۔ سماع صرف اُس کیلئے جائز ہے جس کا دل زندہ ہو اور بدن مردہ۔ اور جس میں یہ دو حالتیں نہ ہوں اُس کے لئے نماز روزہ میں مشغول ہونا بہتر ہے۔ چاہیے کہ تمہارا دل ہمیشہ غمگین ہے اور تمہارا بدن نماز میں مصروف ہے اور عمل میں حلوں ہو۔ تمہاری دعا مجاہدہ ہو اور تمہارا کپڑا پُراندہ اور تمہارے دوست دولش ہوں

تمہارا گھر مسجد ہو۔ اور تمہارا حال فقہ کی کتاب میں ہوں۔ اور تمہاری آرائش زہد ہو۔ اور تمہارا مونس اللہ تعالیٰ کسی شخص سے اُس وقت تک بھائی بندی مت کرو جب تک کہ یہ عادتیں اُس میں نہ دیکھ لو۔ اولاً کہ وہ فقر کو تو نگری پر ترجیح دے اور دوسرے یہ کہ علم کو دنیا کے سب کاموں سے اچھا سمجھے۔ تیسرے یہ کہ راہ خدا کی ولایت کو عزت پر فوقیت دے۔ چوتھے یہ کہ علم باطنی اور ظاہری سے آراستہ ہو۔ پانچویں یہ کہ مرنے کے کیلئے تیار ہو۔

اے فرزند! کہیں دنیا تجھ کو دھوکا نہ دیدے۔ کیونکہ ایک دن، دن ہو یا رات دنیا سے سفر کرنا پڑیگا۔ کچھ کو چاہئے کہ خلوت میں تنہا اور خوف خدا تعالیٰ سے شکستہ دل رہو۔ تاکہ کرامت میں مستغرق رہ سکو۔ دنیا میں زندگی مسافرانہ گزارو۔ اور دنیا سے ایسے جاؤ کہ تم نہ جانو کہ قیامت میں تم کس عجا میں محسور ہو گے۔

اے فرزند! ان نصیحتوں کو خوب یاد کرو۔ اور عمل کرو جس طرح کہ میں نے اپنے پیرو مرشد سے یاد کی ہیں اور عمل کیا اگر تم یاد کرو گے عمل کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری دنیا اور آخرت میں نگہبانی فرمایا گا جن باتوں کا میں نے ذکر کیا ہے اگر یہ کسی سالک راہ خدا میں پیدا ہو جائیں تو اُس کی بزرگی مسلم ہو جائیگی۔ اور جو شخص اُس کی پیروی کرے۔ اپنے مقصود مطلوب کو پہنچ جائیگا۔ یہ بزرگی کا مرتبہ ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتا ہے۔

مولانا فضل اللہ روز بہانی المشہور بخواجہ مولانا اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان وصیتوں کی بہت اچھی شرح ۹۰ ہجری میں لکھی ہے۔ اور ہر مضمون کے متعلق ایک رباعی بھی تحریر کی ہے کہ آسانی سے یاد ہو جائے۔

خواجہ اولیا کبیر قدس سرہ جو حضرت خواجہ کے اکابر خلفا سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جس وقت آپ مجھ کو یہ وصیتیں فرمائیے تھے۔ تو میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ اور آپ کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا۔

قد نصیب۔ ایک درویش نے حضرت خواجہ قدس سرہ سے پوچھا کہ عالم کے لئے عذاب کا عذاب عذاب کی کیا صورت ہے آپ نے فرمایا کہ عالم جب طلب دنیا میں مشغول ہو جاتا ہے اور طلب آخرت سے باز رہ جاتا ہے۔ تو حق سبحانہ تعالیٰ اُس کو دنیا میں عذاب فرماتا ہے یہ عذاب ایسا ہوتا ہے کہ عبادت کی حلاوت اُس کے دل سے اٹھالی جاتی ہے۔ کہ وہ کسی عبادت میں لذت

نہیں پاتا۔ اور عبادت کی ادائیگی میں وہ سُست ہو جاتا ہے اور نیک کاموں سے باز رہتا ہے۔ پس اُس وقت وہ عذابِ آخرت میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ **وَيْلٌ لِلْجَاهِلِ مَرَّةً وَلِلْعَالِمِ سَبْعِينَ مَرَّةً** کہ جاہل کیلئے ایک بار افسوس ہے اور عالم کیلئے ستر بار۔

نماز میں خشوع قد سیدہ - ایک شخص نے حضرت خواجہ قدس سرہ سے پوچھا کہ نماز میں خشوع کے کیا معنی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نمازی کے اوپر اس قدر حق جل شانہ کا خوف اور ڈر غالب آجائے کہ اگر اُس کے تیر ماریں تو خبر نہ ہو۔ اُس نے کہا یہ کیونکہ ممکن ہے فرمایا جو لوگ کہ اس رمز سے واقف ہیں اُن کا باطن مثل خون کے بس نہ ہو جاتا ہے۔ پھر اُس کو خبر ہونے کے کیا معنی پھر کو ان شخص جان سکتا ہے کہ اس کا معاملہ کیا ہے اور کس سے پس اس کو ظاہر کی تکلیف سے کچھ بھی خبر نہیں ہو سکتی۔ وہی ذات بے نیاز اُس کے حال سے واقف اور مطلع ہے اس بات نے اُس شخص کے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ بخود ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا حجہ کو کچھ نصیحت فرمائیے کہ میں اس پر عمل کروں اور قیامت میں میرا شمار نجات یافتوں میں ہو۔ آپ نے فرمایا کہ تین کام ایسے ہیں۔ کہ جو شخص اُن میں سے ایک کو بھی دوست رکھیگا دوزخ اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہو جائیگی پہلے اچھا کھانا، دوسرے تو نگر وں کے ساتھ بیٹھنا۔ تیسرے اچھا لباس پہننا۔ کیونکہ یہ تینوں باتیں اکثر ہوائے نفسانی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور جو شخص نفس کی خواہشوں پر چلتا ہے دوزخ اُس کا ٹھکانا ہے

محبتِ مخلوق قد سیدہ - حضرت خواجہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنے عبادت خانہ کی چھت پر عبادت میں مشغول تھا۔ ہمارے پڑوس میں ایک بڑھیا رہتی تھی۔ وہ اپنے شوہر سے لڑ رہی تھی کہ ستر سال کے قریب گزرے ہیں تیرے گھر میں ہوں۔ تو نے مجھے بھوکا بھی رکھا۔ اور برہنہ بھی مگر میں نے صبر کیا اور گرمی و سردی میں جو کچھ محنت اور سختی مجھ پر گزری اس کو برداشت کیا۔ جو کچھ تو نے دیا اُس سے زیادہ میں نے نہ مانگا۔ اور تیرے تنگ و ناموس کو محفوظ رکھا اور کسی بیگانے کے سامنے تیری شکایت لیکر نہ گئی۔ یہ سب اس لئے کہ تو میرا ہو کر رہے اور میں تجھ کو دیکھتی رہوں۔ اور اگر تو دوسرے کو اختیار کریگا۔ اور میرے سامنے بیٹھے گا۔ تو میں اپنے ہاتھ سے خواجہ عبدالخالق قدس سرہ کے دامن کو پکڑ لوں گی۔ اور جب تک وہ میرا انصاف نہ کریں گے اُن کے دامن

کو نہ چھوڑو نگے۔ اُس ضعیفہ کی اس بات نے مجھے بہت ذوق بخشا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اے عبد الخالق یہ عورت محبت مخلوق میں اتنی مضبوط نکلی کہ اتنی مصیبتوں کو برداشت کر چکی ہے اس کا یہ واقعہ سالکِ طریقت کے لئے ایک سبق ہے۔ پھر میں نے غور کیا کہ اس پر کوئی دلیل قرآن مجید سے مل جائے تو یہ آیت مجھ کو ملی: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ تَشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ اَلَا تَوَكَّلْ عَلٰی اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْوَكَآءِلُ الْعَظِيْمُ

گناہ لائے اور شرک نہ لائے تو میں سب کو بخش دوں گا۔ لیکن اگر بال برابر بھی تو اپنے دل میں دوسرے کو راہ دیگا۔ تو ہماری رحمت سے محروم رہیگا۔

فناءِ نفس۔ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ کے حضور میں ایک درویش کی زبان سے نکلا کہ اگر مجھ کو بہشت اور دوزخ کے بینے میں اختیار دیں تو میں دوزخ کو پسند کروں گا کیونکہ میری تمام عمر نفس کی مخالفت میں گزری ہے۔ اور بہشت نفس کی خواہش ہے۔ میں محبوب کی خواہش اختیار کروں گا نہ نفس کی۔ حضرت خواجہ نے اُس درویش کی اس کلام کی تردید کی اور فرمایا کہ بندہ کو اختیار سے کیا کام جہاں دوست بھیجے وہیں چلا جائے۔ اور جہاں اُس کو بٹھرائے وہیں بٹھیر جائے کہ بندگی کا یہی طریقہ ہے۔ درویش نے کہا کہ ایسے شخص پر شیطان کا بھی قابو ہوتا ہے یا نہیں۔ فرمایا جب اُس کو غصہ آتا ہے تو شیطان اس پر قابو پاتا ہے۔ لیکن جو سالک فناءِ نفس کو پہنچ چکا ہے۔ اس کو غصہ نہیں آتا بلکہ اُس کو غیرت آتی ہے اور جہاں غیرت ہوتی ہے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ اور یہ صفت اُس شخص میں پیدا ہوتی ہے جو خدائے پاک کے راستہ پر چلتا ہو اور کتاب اللہ کو داپنے ہاتھ میں اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں ہاتھ میں لئے ہوئے ہو۔ ان دونوں کی روشنائی میں راستہ چلے اور راہ نہ بھولے۔ اور سلوک اس کا سیدھے راستہ پر قاعدہ کے مطابق ہو۔

شیطان کی قید۔ کرامت۔ حضرت خواجہ قدس سرہ کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا کہ ایک جماعت اگر یہ کہہ رہی ہے کہ تو درجہ کمال کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اُس کے لئے ایک اونٹ لائے اور وہ اُس پر سوار ہوا اُس سے کہا گیا کہ تم کو بہشت میں لیجا رہے ہیں۔ وہ شخص بہشت کی طرف متوجہ ہوا اور ایک ایسی جگہ پہنچا جو نہایت خوش منظر اور دلکش تھی درخت سرسبز

کھڑے ہوئے اور حسین صورت میں خدمت کیلئے کمر بستہ اور پاکیزہ و لطیف کھانے و ستر خوان پر چنے ہوئے اور پانی کی نہریں جاری صبح تک وہ وہیں رہا۔ صبح کو جب خواب سے بیدار ہوا تو اُس نے اپنے آپ کو عبادت خانہ میں پایا۔ اسی طرح سے کئی بار اُس نے یہ خواب دیکھا اُس کے دماغ میں تکبر اور غرور پیدا ہو گیا۔ اور حضرت خواجہ کی خدمت کی حضوری کو اُس نے ترک کر دیا۔ حضرت خواجہ نے کرامت اور فراست سے معلوم فرمایا کہ وہ نادان مغرور شیطان کی قید میں پھنس گیا ہے آپ اُس کے عبادت خانہ میں گئے اور دیکھا کہ بزرگی کے خیالات اس کے دماغ میں بس گئے ہیں اور اُس نے اپنے معاملہ کو برباد کر دیا ہے حضرت نے دریافت فرمایا کہ اب تو کس مقام میں ہے اُس نے سارا قصہ بیان کیا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ پھر جب اُس مقام پر پہنچے تو تین بار لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم پڑھنا۔ اور ہرگز سُستی نہ کرنا۔ پس یہ مقام جو تو نے دیکھا ہے۔ اُس کی حقیقت تجھ پر ظاہر ہو جائیگی۔ اس شخص کو جب دوبارہ وہ وقت پیش آیا تو اُس نے حضرت خواجہ کے ارشاد کے مطابق تین بار لا حول پڑھی وہ جماعت جو اُس کے پاس آیا کرتی تھی اور استدعا کر کے اس کو اس مقام پر لیجا یا کرتی تھی۔ سب غائب ہو گئی اور اُس نے اپنے آپ کو ایک مُزید دُکندگی جمع کرنے کی جگہ پر بیٹھا ہوا پایا۔ اور مردوں کی ہڈیاں اُس کے سامنے پڑی ہوئی تھیں۔ تب اُس نے جانا کہ یہ شیطان کا دھوکا تھا۔ پس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور توبہ کی۔

کرامت۔ حضرت خواجہ قدس سرہ کی ولایت اس مرتبہ تک پہنچی تھی کہ ایک وقت کی نماز میں خانہ کعبہ کو جاتے اور واپس آ جاتے تھے۔ ملک شام میں آپ کے بہت آدمی مرید ہوئے اور وہاں خانقاہ بنائی۔ لیکن آپ بظاہر نجد وان میں رہتے تھے پہلے یہاں کے لوگ حضرت خواجہ کو نہیں پہچانتے تھے کیونکہ آپ اپنے کو ظاہر نہیں فرماتے تھے۔ کہ وہ لوگ آپ کی صحبت کے لائق نہ تھے۔

کرامت۔ آپ کے زمانہ میں نجد وان کے ایک مولوی تھے جو چالیس سال تک درس اور افادہ علمی میں مشغول رہے تھے۔ بہت سے طلبہ اُن کے پاس پڑھنے کیلئے آیا کرتے تھے خواجہ م اولیا کبیر قدس سرہ بھی اُن کے پاس پڑھتے تھے۔ ایک روز حضرت خواجہ بازار میں گوشت خرید رہے تھے اولیاء کبیر بھی اُسی راستہ سے جا رہے تھے خدا تعالیٰ کی عنایت قدیم نے اُن کو اس کی توفیق بخشی کہ

انہوں نے حضرت سے خواہش کی کہ یہ گوشت اس فقیر کے حوالہ کریں۔ تاکہ آپ کے مکان تک پہنچا دے کہ میں اس خدمت کے بجالانے میں اپنی سعادت جانتا ہوں۔ آپ نے اپنی کرامت اور فراست سے دریافت کیا۔ اس جوان میں ایسی استعداد اور قابلیت ہے کہ اگر اس کو تربیت دی جائے تو ایک جہان کا پیشوا ہو جائیگا۔ حضرت نے وہ گوشت آپ کے حوالہ کیا اور اپنے دل میں راہ دی۔ حضرت کی نظر کیمیا اثر سے خواجہ اولیا کبیر کا ایسا حال ہو گیا۔ کہ آپ حق سبحانہ کی طرف بہتہ تن متوجہ ہو گئے اور غلبہٴ حال کی وجہ سے علم کی تحصیل سے باز رہے۔ وہ مولوی خواجہ اولیا کبیر سے جب راستہ میں ملتے حضرت خواجہ سے طریقت حاصل کرنے پر آپ کو ملامت کرتے۔ خواجہ اولیا بیجا موش رہ جاتے۔ ایک رات خواجہ اولیا نے اپنے کشف میں مولوی کو ایک بُرے لباس میں دیکھا جب پھر صبح کو راستہ میں اُس گمراہ مولوی سے اتفاق ملاقات کا ہوا اور اس نے اپنی عادت قدیم کے مطابق آپ کو ملامت کرنی شروع کی۔ خواجہ اولیا نے کہا کہ اے استاد آپ کو شرم نہیں آتی مجھ کو ایک نیک کام پر ملامت کرتے ہو۔ اور آپ فلاں نالجاںز کام میں مشغول تھے عالم شرمندہ ہوا اور سمجھ گیا کہ آپ پر حضرت خواجہ کی صحبت سے فتح باب ہوا، پس وہ مولوی حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ چالیس سال سے علوم ظواہر کی تعلیم دیتا ہوں۔ آپ پر میرے بارہ میں جو کچھ عالم غیب سے منکشف ہوا اس سے مجھ کو آگاہی بخشنے۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا اے عزیز! آپ نے بہت مشکل کام کے لئے فرمایا اگر مجھ کو اطلاع دینگے تو آپ سے کہوں گا۔ حضرت اس حال کے منتظر رہے۔ اتفاقاً ایک رات نماز تہجد سے فراغت کے بعد حضرت کے کان میں آواز آئی کہ اُس عالم سے کہو کہ تو چالیس سال سے درس دے رہا ہے مگر اُس میں سے ایک بار بھی ہماری رضا مندی کے لئے درس نہیں دیا۔ جب وہ مولوی حضرت خواجہ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ کل ہاتف غیب نے مجھ کو اس طرح اطلاع دی ہے۔ آپ کے اس کلام سے اس مولوی میں ایک جوش و خروش پیدا ہوا اور وہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ جب انہوں نے اس حالت سے افاقہ پایا۔ خواجہ کے فرمانے کی تصدیق کی کہ میں نے غور کیا ہے کہ بیشک یہ چالیس سال کا درس علوم محض جاہ طلبی اور نفس کے لئے تھا۔ اور آپ دلوں کے طبیب ہیں۔ فرمائیے کہ کس طرح سے اس کا تدارک کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب سے نفس کی خواہش پر مت چلو۔ اور حُب جاہ کو ترک کرو۔ تاکہ تمہارا کام درست ہو جائے۔ اس مولوی نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت

کی۔ اور آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا۔ اور آپ سے تعلیم حاصل کی۔ اور چالیس رات اور دن اپنے کام میں مشغول رہا۔ اور کھانا پانی چھوڑ دیا۔ ایک چلہ کے بعد اس نے عالم آخرت کا سفر اختیار کیا۔ اس کی شب وفات میں لوگوں نے اُس کو خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ اُس نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا۔ اور اپنی رحمت میرے حال پر شامل فرمائی جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ مسلمان جیے اور مسلمان مرے تو اس کو چاہئے کہ حضرت عبدالحق قدس سرہ کے دامن کو مضبوط پکڑے۔ کیونکہ اُن کا طریقہ حضرت صِدِّیق اکبر رضی اللہ عنہ کا طریقہ ہے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت خواجہ قدس سرہ کو لوگوں نے بھیجا نا۔

کرامت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں صدر سعید کی ارادت کا باعث یہ ہوا کہ ایک روز انہوں نے اپنے علاقہ کے ایک شخص کو غجدوان بھیجا تا کہ اوقات کو ضبط کرے۔ اُس سرکردہ نے صبح کی نماز حضرت خواجہ کی مسجد میں ادا کی۔ اور تھوڑی دیر بیٹھا رہا اُس نے دیکھا کہ ایک درویش محراب میں مرتجھ کائے ہوئے بیٹھا ہے۔ اس اثنا میں ایک مسافر آیا۔ اور بلا سلام کئے آپ کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اور تھوڑی دیر توقف کر کے چلا گیا۔ پھر ایک اور مسافر آیا وہ بھی بلا سلام کے تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا۔ پھر ایک اور مسافر آیا اور بغیر سلام کے بیٹھ گیا۔ حضرت خواجہ نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور پوچھا کہ اب وہ چھت کیسی ہے مسافر نے جواب دیا کہ تعمیر ہو رہی ہے۔ وہ شخص یعنی سرکردہ بیان کرتا ہے کہ میں اس مسافر کے پیچھے باہر نکلا اور اُس سے پوچھا کہ یہ درویش کون ہیں اور تم لوگ کون ہو تم میں سے ہر ایک آتا ہے۔ اور بغیر سلام کئے بیٹھ جاتا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد بلا سلام کئے اُٹھ جاتا ہے۔ اور تم نے بھی ایسا ہی کیا۔ مگر تم سے ان کی ملاقات کا اتفاق ہوا۔ فرمائیے اس میں کیا راز ہے

اُس مسافر نے کہا کہ ان شیخ صاحب کا نام خواجہ عبدالحق ہے۔ یہ ہمارے پیر ہیں۔ اور اُستاد شام میں ہیں بلکہ شام میں جب ہم پر کوئی مشکل پیش آتی ہے تو ہم فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور آپ کو دل سے سلام کرتے ہیں اور دل سے ہی آپ سے سوال کو دریافت کرتے ہیں اور قلبی طریقہ سے سلام کا جواب اور مسئلہ کا حل آپ سے سُن لیتے ہیں۔ اور پھر چلے جاتے ہیں۔ سرکردہ نے کہا کہ چھت کے متعلق جو حضرت خواجہ نے پوچھا وہ کیا بات ہے مسافر نے کہا کہ دمشق کی مسجد کی چھت

لے رشحات: در ذکر خواجہ اولیاء کبیر۔

تھی۔ اُسی کے متعلق آپ نے پوچھا تھا۔ پھر وہ چلا گیا۔ اور صدر سعید سے ساوا وقت کیا۔ صدر نے کہا کہ افسوس ہے کہ ایسے اولیاء اللہ دنیا میں موجود ہیں اور ہم کو خبر نہیں۔ ایک پروانہ لکھ کر اس لئے اُسی سرکردہ کے حوالہ کیا کہ اوقاتِ نچوان کا محاصل حضرت خواجہ کی خانقاہ میں لیجا کر پہنچا دیا جائے۔ محتسب نہایت فرحت اور خوشی کے ساتھ پروانہ لیکر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اُس کو دیکھا اور پھر اُسی کے حوالہ کر دیا اور فرمایا کہ صدر سے کہو کہ آپ کی حکومت تو ان حدود کے اندر اندر ہے۔ اور میری حکومت مشرق سے مغرب تک ہے۔ مجھ کو اس کا قبول کرنا نامناسب ہے۔ وہ سرکردہ صدر کے پاس واپس ہو گیا۔ اور پورا واقعہ بیان کیا۔ صدر حضرت خواجہ کے نہایت نیاز مندی اور ادب کے ساتھ معتقد ہوئے۔ اور آپ کے خدام میں داخل ہوئے اکثر ایسا ہوتا کہ صدر سعید نماز صبح سے نماز چاشت تک حضرت خواجہ کی خدمت میں کھڑے رہتے۔ ایک روز خادم نے خیال کیا کہ حضرت خواجہ کے مراقبہ سے فارغ ہونے میں ابھی دیر ہے۔ حالتِ مراقبہ میں حضرت سے اُس نے عرض کیا کہ صدر سعید بہت دیر سے آپ کی خدمت میں کھڑے ہوئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم نے اس لئے توقف کیا تاکہ اُن لوگوں کا کفارہ ہو جائے۔ جو دن بھر صدر سعید کی خدمت میں کھڑے رہتے ہیں؟

کرامت۔ بخارا میں ایک مجذوبہ عورت جس کا نام عائشہ دیوانی مشہور تھا۔ ہمیشہ بے پردہ رہتی اور تمام دن بازار میں بھرتی۔ اُس سے لوگوں نے پوچھا کہ تو پردہ کیوں نہیں کرتی۔ اُس نے کہا کہ اس شہر میں کون مرد ہے جس سے میں اپنے آپ کو چھپاؤں۔ ایک روز صبح کے وقت نانبائی کی دکان کے پاس سے جا رہی تھی۔ تنور کا منہ کھلا ہوا اُس کو نظر آیا۔ پس تنور میں گر پڑی اور کہا کہ تنور کا منہ بند کرو۔ اس شہر میں ایک مرد داخل ہو رہا ہے۔ اس سے چھپنا چاہتی ہوں۔ لوگوں نے تھوڑی دیر کے بعد تنور کا منہ کھولا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے اُس نے کہا کہ کپڑے لاؤ کہ میں پہنوں۔ پس اس کو کپڑے دیئے گئے پہن کر باہر نکلی اُس کے جسم کے کسی ایک بال کو بھی ہرج نہ ہوا تھا۔ وہ نانبائی اور آگ سلکانے والے حیرت میں رہ گئے۔ پس انہوں نے معلوم کیا کہ یہ عورت ولیہ ہے۔ لوگوں نے اُس کو کہا کہ تجھ کو خدا کی قسم ہے جس نے تجھ کو آگ میں محفوظ رکھا ہم کو بھی بتا کہ وہ کون شخص ہے۔ مجذوبہ نے کہا کہ میرے ساتھ چلو میں اس کو دیکھنے کے لئے جا رہی ہوں۔ بالآخر وہ لوگوں کو اپنے ساتھ لیکر حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئی جہت

اُسی وقت غیروان سے داخل بخارا ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ اُس کی تعظیم کیئے اُٹھے۔ اور دونوں کے درمیان اسرار و معرفت کے متعلق کچھ گفتگو بھی ہوئی۔ جس کو وہی سمجھے پس وہ نانبائی اور آتش افروز حضرت خواجہ کے معتقد ہو گئے اور آپ سے ذکر کی تلقین حاصل کی اور تھوڑی مدت میں اپنے مقصد کو پہنچ گئے۔

کرامت۔ ایک دفع حضرت خواجہ قدس سرہ اپنے احباب کے ساتھ زیارت بیت اللہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ اثناءِ راہ میں تھکن آپ پر ظاہر ہوئی۔ اور پیاس نے غلبہ کیا۔ ایک گہرے کنوئیں پر پہنچے۔ اُس پر ڈول اور رسی موجود نہ تھی۔ آپ کے ہمراہی لپست دل اور ناامید ہوئے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ہم نماز میں مشغول ہیں تم اتنے میں پانی پی لو۔ اور طہارت کر آؤ۔ اصحاب نے آپ کا یہ ارشاد سنا تو سمجھ گئے کہ آپ کے کلام کی تاثیر سے پانی ضرور مل جائیگا۔ وہ پانی کی امید پر کنوئیں پر آئے کیا دیکھتے ہیں کہ اُسی وقت حضرت خواجہ کے ارشاد کی برکت سے پانی کنوئیں کے مُنہ تک آ گیا ہے۔ سب نے پانی پیا۔ اور وضو کیا مگر ایک ہمراہی نے برتن پانی سے بھر لیا۔ اُسی وقت فوراً پانی کنوئیں کی تہ تک چلا گیا۔ اس واقعہ کو حضرت خواجہ سے عرض کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ خدا کے حکم پر یقین رکھتے تو قیامت تک پانی کنوئیں کی تہ میں نہ جاتا۔

کرامت۔ ایک مرتبہ عاشورہ کے دنوں میں لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت آپ کی خدمت میں حاضر تھی۔ آپ علم معرفت میں کچھ ارشاد فرما رہے تھے۔ اتنے میں ایک جوان زاہدوں کا سالباس پہنے ہوئے خرقہ پہنے اور جانماز کا ندھے پر ڈالے ہوئے آپ کی خدمت میں آیا۔ اور ایک کونہ میں بیٹھ گیا۔ آپ نے اُس پر ایک نظر ڈالی اور اُس کو پہچان لیا اور اس کے کام کو پورا کر دیا۔ ایک ساعت کے بعد وہ جوان اٹھا اور اس نے کہا کہ اے خواجہ! حدیث میں آیا ہے کہ اتقوا قِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ۔ ڈرو مومن کی فراست سے کہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے؛ فرمائیے اس حدیث کا کیا مطلب ہے آپ نے ارشاد فرمایا اس کا یہ مطلب ہے کہ تو زُنا رکاٹ ڈال اور ایمان لا اُس نے کہا کہ برگز میرے پاس زُنا نہیں ہے۔ آپ نے خادم کو ارشاد کیا خادم نے اس کے پاس جا کر خرقہ اس سے اتار لیا۔ تو نیچے سے زُنا نکلا۔ جوان نے اُسی وقت زُنا رکاٹ ڈالا اور خدا اور رسول کا قاتل ہو کر مسلمان ہو گیا۔

لے کنوز الحقائق از امام عبدالرؤف منادی بحوالہ عبدالرزاق ۱۲ لے نفحات فارسی : ۳۴۰۔

کرامت۔ ایک روز ایک مسافر دُور سے آپ کی خدمت حاضر ہوا اتنے میں ایک جوان نہایت حسین کمال عجز و تواضع سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت بے قراری اور یحسینی سے اپنے بارہ میں اُس نے دعا کی استدعا کی۔ آپ نے دست دعا درگاہ بے نیاز میں اٹھایا۔ اور اُس کے لئے دعا کی فوراً وہ جوان نظر سے غائب ہو گیا مسافر اس واقعہ کو دیکھ کر متحیر ہوا۔ اور اُس نے نہایت انکساری اور عاجزی سے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ جوان کون تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ تھا۔ چوتھے آسمان پر اس کا مقام ہے کسی خطا کی وجہ سے اپنے مقام سے گرا دیا گیا تھا۔ اور آسمان دنیا پر پھینک دیا گیا تھا۔ اُس نے دوسرے فرشتوں سے اپنا واقعہ بیان کیا۔ اور پوچھا کہ اب کیا صورت ہو۔ اور کیا تدبیر کروں جس سے اللہ تعالیٰ مجھ کو میرے پہلے مقام پر پہنچا دے۔ فرشتوں نے اُس کو میرا پتہ بتایا وہ میرے پاس آیا اور دعا کی استدعا کی میں نے دعا کی وہ دعا قبول ہو گئی پھر وہ اپنے اسی مقام پر عروج کر گیا۔

کرامت۔ ایک مرتبہ آپ نے عالم کیف میں نظر دُور بین اور کشف یقین سے یہ رباعی ارشاد فرمائی تھی۔

بر دوست مبارکیم بردشمن خے شوم؛ در جنگ چو آہنیم در صلح چو موم؛
سر چشمہ نور و غبدواں منزل است شمشیر دور و یہ میز نیم تادر روم
ترجمہ رباعی

دوست کے واسطے اچھا ہوں برادر دشمن کو جنگ میں لوہا ہوں اور صلح میں مانند موم
نور کا چشمہ ہوں اور غبدواں منزل ہے میری دونوں جانب سے تلوار رواں تادر روم
لوگ اس رباعی کا مطلب سمجھنے میں حیران تھے۔ آپ کی وفات سے مدت دراز کے بعد شہر بھری
میں اہل سرفاق کا سرکش لشکر ایک لاکھ خونخوار جنگی سوار کہ مضبوط پہاڑوں کو بھی اُن کے مقابلہ کی طاقت نہ تھی
دریائے جیحون کو عبور کر کے ماوراء النہر میں آ پہنچا۔ اور فتنہ و فساد اور ملک کی غارتگری اور بندگان خدا
کی خونریزی انہوں نے شروع کی۔ اور بخارا کے محاصرہ کا ارادہ کیا۔ اور یہ نیت کر لی کہ اگر فتح و نصرت حاصل ہو
گی تو اوہ اہل سنت و الجماعت کی درگاہوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیں گے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو اُن کی بربادی

مَدِّ نظر تھی۔ انہوں نے سب سے پہلے غجدوان کا محاصرہ کیا جہاں حضرت خواجہ کا مزار پُر انوار ہے۔ حضرت خواجہ
قدس سرہ نے سلطان نامور ازبک کو جو شکر ظفر اسلام کا بادشاہ تھا۔ خواب میں بشارت دی کہ فتح و
ظفر تمہارے ہاتھ رہیگی۔ سلاطین آپ کے مزار پُر انوار پر جمع ہوئے اور اس بارگاہ میں پناہ لے گئے
اور باغیوں کے شکر نے اُن پر حملہ کیا اور آپ کے مزار پر ہی جنگ شروع ہو گئی۔ اور بادشاہان ازبک نے
باغیوں کے سرداروں کو حضرت خواجہ کی روحانیت کی مدد سے قتل اور پچاس ہزار سے زیادہ باغیوں کے شکر
کو تہ تیغ کیا۔ اس وقت آپ کی اس رباعی کے مضمون کا سرا انجام معلوم ہوا۔ کیونکہ باغیوں کی یہ عیادت
کنارے دریا ئے حیحوں سے روم تک قابض تھی اور حضرت خواجہ کی شمشیر دورو یہ سے مقتول ہوئے اور
عالم میں ان کا نام و نشان باقی نہ رہا۔

قد سید۔ جب آپ کی عمر اخیر ہوئی اصحاب اور احباب فرزند اور مرید آپ کے پاس
جمع ہوئے آپ نے اُنکھ کھولی۔ اور فرمایا دوستو! تم کو مبارک ہو کہ حضرت حق تعالیٰ مجھ سے راضی ہے
اور رضامندی کی مجھ کو خوشخبری دی ہے۔ یہ شکر سب دوست احباب رونے لگے اور ہر ایک نے
دُعا کی خواہش کی آپ نے فرمایا کہ دوستو! تم کو مبارک ہو کہ حضرت حق تعالیٰ نے خوشخبری دی
ہے کہ اس طریقہ کو جو لوگ اختیار کریں اور آخر تک اس پر قائم رہیں میں اُن سب کو بخش دوں گا
اور سب پر اپنی رحمت نازل کروں گا۔ پس بہت کوشش کرو اور ضرور اس پر قائم رہو۔ تاکہ اس طریقہ سے
نہ گرجاؤ اور وعدہ الہی سے مشرف ہو جاؤ۔ یہ ارشاد سن کر سب لوگ جوش و خروش میں آگئے۔ بھڑکی
دیر کے بعد آواز آئی کہ یَا اَیُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضُیَۃً
اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف آ کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے، (پت سورۃ الفجر)
اصحاب نے دیکھا تو آپ رحلت فرما چکے تھے۔ یہ ۱۱۴ھ ہجری کا واقعہ ہے جیسا کہ قطعہ تاریخ سے
ظاہر ہے۔

خواجہ عبدالحق آں قطب۔ زماں غجدوانش بود زادِ موت نیز

گفت بااد خیز جبارِ عزیز

خیز چوں آمد خطابِ اوز حق گشت تاریخِ وفات خواجہ خیز

بعضوں نے آپ کی وفات ۱۱۶ھ لکھا ہے اور بعض نے ۱۱۵ھ، قول دوم کی بنا پر

اس فقیر نے اس محبوبِ ہمدانی کی تاریخ ”یگانا“ کے وقت بود، نکالی ہے اور قول سوم کی بنا پر لفظ خواجہ سے تاریخ نکالی گئی ہے۔

قدسیہ۔ آپ کو بعد وفات کے لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ عرش کے کنگرے پر ایک نور کے تحت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور فرشتے آپ کی چاروں طرف جمع ہیں اور اللہ تعالیٰ کا سلام آپ کو پہنچا رہے ہیں۔ ایک فرشتہ آپ سے پوچھ رہا ہے کہ کیا کوئی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی آپ کو پہنچی ہے جس پر آپ نے عمل نہ کیا ہو۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ہاں مگر مجھ کو اُمید ہے کہ میرے بعد اس پر عمل کیا جائیگا۔ اُس نے پوچھا کہ وہ کونسی حدیث ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حدیث قدسی اِنَّا عِنْدَ الْمُسْكِرَةِ تَلُوْهُمْ وَ الْمُنْدُ رَسُوْلُهُمْ میں اس حدیث کے آخری حصہ پر عمل نہیں کر سکا۔ لیکن میں اُمید رکھتا ہوں کہ میرے بعد اس پر عمل کیا جائیگا۔

منقول ہے کہ آپ کی وفات کے زمانہ میں لوگ آپ کے ایسے معتقد تھے کہ اگر اجازت ہوتی تو آپ کی تربت کو سونے سے لپیپ دیتے۔ چونکہ آپ کی مرضی نہ تھی اس لئے آپ کی تربت پر کوئی عمارت نہیں بنائی گئی اور نہ کسی کو اُس کی قوت اور جرأت ہو سکتی ہے۔

تین خلفاء پوشیدہ نہ رہے کہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ کے علاوہ آپ کے تین خلیفہ اور تھے ایک خواجہ عبداللہ برقی قدس سرہ جو خوارزم کے رہنے والے ہیں۔ آپ عالم اور عارف اور صاحبِ مقالات و کرامات تھے۔ آپ کے بعض اباؤ اجداد برہ فروشی یعنی بکرے فروخت کرتے تھے اس لئے آپ کو برقی معرب برہ کا ہے۔ آپ کی قبر مبارک بخارا میں جبل کے ایک پہاڑ پر ہے۔ اسحاق کلابادی قدس سرہ کے ہے۔

دوسرے خلیفہ خواجہ حسن اندقی ہیں۔ اندق ایک گاؤں ہے شہر بخارا سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر آپ اپنے زمانہ کے شیخ تھے اور مریدین کی تعلیم اور مخلوق کو جناب باری کی طرف دعوت دینے میں طریقہ پسندیدہ رکھتے تھے اور صاحبِ تصفیہ تھے اور عبادت و ریاضت میں ہمیشہ مشغول رہتے۔ اور آثارِ برکت کے پورے تھے۔ آپ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ کی صحبت میں برسوں رہے۔ اور آپ کے ساتھ

۱۔ حدیث قدسی۔ یعنی خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اُن لوگوں سے نزدیک ہوں جنکے دل مخلوق سے بے تعلق ہیں اور انکی قبور مٹی ہوئی سی ہوں۔ ۲۔ رشتہات :۔

حجاز اور بغداد کا سفر کیا۔ آپ کی پیدائش ۴۶۶ھ ہجری میں ہوئی۔ اور آپ کی وفات ۵۵۲ھ ہجری میں تاریخ ۲۶ رمضان واقع ہوئی۔ آپ کی قبر بخارا میں بیرون دروازہ کلابادہ ہے۔

تیسرے خلیفہ خواجہ احمد سیوی قدس سرہ ہیں آپ صاحب کرامات اور بڑے مراتب اور بزرگ مقامات و کمالات اور بلند برکات اور روشن درجات والے تھے۔ آپ کی پیدائش گاہ تمام ایسی ہے جو ترکستان کے مشہور شہروں میں سے ہے۔ اور آپ کے سلسلہ کے مرید بھی اس مقام میں موجود ہیں۔ آپ اپنے لڑکپن کے زمانہ میں حضرت باب ارسلان کی نظر کیمیا اثر کے منظور تھے۔ اور حضرت رسالت پناہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک سے آپ کی تربیت و تعلیم میں مشغول ہوئے تھے آپ نے باب ارسلان کی صحبت میں بہت سی ترقیاں حاصل کیں۔ اور حضرت باب ارسلان کی وفات کے بعد ان کے ارشاد کے مطابق بخارا میں تشریف لائے۔ اور آپ کا سلوک حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ کی صحبت میں پورا ہوا۔ اور آپ درجہ کمال اور تکمیل کو پہنچے۔ اور آپ کی خلافت کی بنا پر آپ دعوت خلق اللہ میں مشغول ہوئے۔ جب اشارہ غیب سے آپ کو بخارا سے سفر لیبی کا ارشاد ہوا۔ تو آپ نے اپنے اصحاب کو حضرت خواجہ عبد الخالق غجدانی قدس سرہ کی ملازمت میں رہنے کے لئے وصیت فرمائی۔ حضرت خواجہ احمد سیوی قدس سرہ مشائخ ترک کے پر حلقہ ہیں۔ اکثر مشائخین ترک کا انتساب آپ ہی کی جناب سے ہے۔

حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہ

آپ کا انتساب اس طریقہ میں حضرت خواجہ عبدالحق غجدوانی قدس سرہ سے ہے آپ حضرت خواجہ ۲ کے بڑے صاحب اور نامور خلیفہ ہیں۔ آپ کا مقام ولادت اور وفات ریوگر ہے۔ جو بخارا سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے۔ ریوگر سے غجدوان ایک فرسنگ شرعی پر ہے۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کی نسبت اور ارادت کا سلسلہ خلفاء حضرت خواجہ عبدالحق قدس سرہ سے خواجہ عارف قدس سرہ تک پہنچتا ہے۔

خواجہ عبدالحق غجدوانی قدس سرہ کے چار خلیفہ ہیں۔ ان میں سے ایک خلیفہ آپ ہی ہیں جو کارخانہ عرفان کے بادشاہ ہیں۔ دوسرے خواجہ احمد صدیق قدس سرہ۔ تیسرے خواجہ اولیا کبیر قدس سرہ چوتھے خواجہ سلیمان کریم قدس سرہ ہیں۔

خواجہ احمد صدیق قدس سرہ بخاری الاصل ہیں اور حضرت خواجہ عبدالحق قدس سرہ کے بعد ان کی جگہ پر جانشین اور دعوت خلق میں مشغول ہوئے جب تک آپ زندہ رہے حضرت خواجہ قدس سرہ کے تمام خلفاء اور مریدیں آپ کی اتباع اور موافقت میں کوشش کرتے رہے۔ جب خواجہ احمد صدیق قدس سرہ کا مقام صحراء قریمیان میں جو شہر بخارا سے تین فرسنگ ہے وفات کا وقت پہنچا تو آپ نے تمام اصحاب کو خواجہ عارف قدس سرہ کی صحبت کیلئے وصیت فرمائی۔ خواجہ عارف اور خواجہ اولیا کبیر بخارا میں حضرت خواجہ عبدالحق قدس سرہ کی خلافت کی وجہ سے ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہو گئے۔

مشہور ہے کہ خواجہ اولیا کبیر نے بخارا کے بازار کی صرافوں کی مسجد میں ایک چمہ شعل نفی خواطیں صوف کیا کہ اس چابیس رات دن میں کوئی خطہ آپ کے قلب میں پیدا نہ ہوا۔ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ خواجہ اولیا کبیر کے اس حال کو نہایت عجیب اور غریب فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ طریقہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے طریقہ کی تھوڑی مدت کی مشغولیت اس مرتبہ کو پہنچا دیتی ہے کہ ذکر کی آواز کانوں میں آنے لگتی ہے۔ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ خواجہ اولیا کبیر قدس سرہ

سے جو نفی خواطر کا جملہ مشہور ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ بالکل کوئی خطرہ ہی نہیں آتا۔ بلکہ اُس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا خطرہ نہیں آتا جو نسبت باطن کے مزاحم ہو جیسے پانی پر کچرہ کار ہنا پانی کے بہنے کو مانع نہیں ہو سکتا۔ حضرت خواجہ احراق قدس سرہ نے حضرت خواجہ علاؤ الدین عجدوانی قدس سرہ سے جو کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ کے بڑے خلفا میں سے ہیں نقل فرمایا ہے کہ خطرے نسبت باطن کے مانع نہیں ہو سکتے۔ اور خطروں سے پرہیز کرنا باختیار طبعی دشوار ہے کہ ہم بیس سال تک نفی خطرات میں مشغول رہتے مگر پھر بھی خطرہ آگیا لیکن بظہر انہیں فی الحقیقت خطروں کو روکنا نہایت ہی قوی کام ہے۔ ایک جماعت اولیاء کا یہ مسلک ہے کہ خطرہ اعتبار کے لائق چیز نہیں ہے مگر اُس سے لاپرواہی نہیں کرنی چاہئے تاکہ قرار نہ پکڑ جائے کیونکہ اُس کے قرار پکڑ لینے میں مجازی فیض ترکاؤ میں پیدا ہو جاتی ہیں مگر ہمارے مجدد صاحب قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ اگر بالفرض سالک کو عمر نوح (علیہ السلام) بھی متیر ہو جائے تو کسی شرح سے کوئی بھی خطرہ اُس کے دل میں نہ گزریگا کیونکہ قلب کو ماسوا سے ایک ایسا نسیان حاصل ہو چکا ہے کہ اگر تکلف سے بھی غیر حق کی یاد اُس کو دلائی جائے تو بھی وہ یاد نہ کر سکیگا۔

حضرت خواجہ سلیمان کریمینی قدس سرہ قول صحیح کی بنا پر حضرت خواجہ عبد الخالق کے چوتھے خلیفہ ہیں بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ خواجہ عبد الخالق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پنچے ہیں۔ مگر آپ کے سلوک کی تکمیل خواجہ اولیاء کبیر کی خدمت میں ہوئی۔ اسی بنا پر شرح وصایائے حضرت خواجہ عبد الخالق قدس سرہ میں مذکور ہے کہ جب خواجہ اولیاء کبیر نے بخارا میں وفات پائی تو آپ نے چار خلیفہ منتہی چھوڑے۔ ایک خواجہ دہقان قلیؒ دوسرے خواجہ اولیاء کبیرؒ تیسرے خواجہ سوگانؒ چوتھے خواجہ سلیمانؒ۔ یہ چار یا خواجہ اولیاء کے طریقہ درویشی پر تھے۔ خواجہ اولیاء کبیر کی وفات کے بعد خواجہ دہقان قلیؒ اُن کے جانشین ہوئے جب دہقان کا وصال ہو گیا تو خواجہ اولیاء کبیر علیہ الرحمۃ ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے۔ اُن کے بعد خواجہ سوگانؒ اور اُن کے بعد خواجہ سلیمانؒ بلحاظ خواجہ اولیاء کبیر سے خلافت پانے کے مشغول ہدایت رہے آپ کے بعد خواجگان کے ارشادات اور مقامات کا سلسلہ شیخ سعید الدین عجدوانی قدس سرہ مصنف کتاب "مسک العارفین" کے تفویض ہوا۔

قد سیدہ خواجہ سلیمان قدس سرہ سے لوگوں نے پوچھا کہ حدیث شریف میں جو وارد ہے

کہ اَلْمُخْلِصُونَ عَلَىٰ خَطَرٍ عَظِيمٍ مَخْلَصِينَ خَطَرٍ عَظِيمٍ پر ہیں، یہ خطر عظیم کیا چیز ہے آپ نے فرمایا اگر اس خطر سے مراد خوف ہوتا تو ضروری تھا کہ مصدر کے ساتھ خوف فی ہوتا حالانکہ خوف علی ہے۔ یہ اس امر پر دلیل ہے کہ خطر عظیم کوئی بلند مقام ہے جو مخلصوں کے لئے مخصوص ہوگا جس کے لئے خوف لازم ہے کیونکہ جو چیز آفتاب سے نزدیک تر ہوتی ہے۔ اسی قدر اُس میں حرارت آفتاب کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔

نزدیکیاں رابیش بود حیدرانیؒ ترجمہ مقربوں کو حیدرانی زیادہ ہوتی ہے۔
 خواجہ سلیمان قدس سرہ کی قبر کریمہ میں ہے۔ جو ایک قصبہ ہے اور بہت سے دیہات کو شامل ہے اور وہاں سے شہر بخارا تک گیارو فرسنگ شرعی کی مسافت ہے۔

خواجہ عارف ریوگری قدس سرہ کی وفات ۷۱۶ھ ہجری یا ۷۱۷ھ ہجری میں ہوئی۔

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہ

آپ کا انتساب اس لطیف طریقہ میں خواجہ عارف ریوگری قدس سرہ سے ہے آپ خواجہ عارف کے تمام اصحاب اور طلبہ میں افضل اور اکمل ہیں۔ عارف باللہ خواجہ عارف کا وقت جب انجیر ہوا تو آپ نے خواجہ محمود کو اپنا خلیفہ کیا۔ اور ہدایت خلق اللہ کی اجازت عطا فرمائی اور اپنے تمام مریدوں اور دوستوں میں سے آپ کو خلافت کے ذریعہ ممتاز فرمایا۔ آپ کا مقام ولادت موضع انجیر فغنوی ہے جو علاقہ بخارا میں واکین کا ایک گاؤں ہے اور واکین ایک قصبہ ہے جو چند گاؤں اور منزر و غنہ منیوگ شامل ہے۔ اور شہر سے تین کوس پر واقع ہے آپ واکین میں مقیم اور مخلوق کو ہدایت کرتے رہے۔ ممکن ہے کہ آپ نے اقتضاء زمانہ اور مصلحت وقت کی بنا پر طلبیوں کو ذکر جہر کرنے کیلئے حکم دیا ہو۔ اس سلسلہ میں آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ذکر جہر شروع کیا۔

حضرت خواجہ عبدالحق اور حضرت خواجہ عارف قدس سرہ نے ذکر جہر نہیں کیا۔ خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہ نے خواجہ محمود انجیر فغنوی پر اعتراض کیا کہ اپنے پر کے طریقہ کے خلاف ذکر جہر آپ نے کیوں اختیار کیا ہے۔ خواجہ محمود قدس سرہ نے جواب میں فرمایا کہ مجھ کو حضرت پر نے اخیر وقت میں یہ فرمایا کہ تم ذکر جہر کیا کرو۔

قدسیہ۔ مولانا حافظ الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت ذکر جہر کس کیلئے درست کے بہت بڑے عالم تھے اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کے جدِ اعلیٰ تھے۔ رئیس العلماء شمس الائمہ حلوائی قدس سرہ کے ارشاد سے آئمہ اور علماء وقت کی ایک جماعت کے ساتھ بخارا میں حضرت محمود انجیر فغنوی سے پوچھا کہ آپ ذکر جہر کس نیت سے کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تاکہ سویا ہو ا بیدار ہو۔ اور غافل ہشیار ہو۔ اور راستہ پر آجائے اور شریعت و طریقت کی استقامت حاصل کرے۔ اور توبہ و انابت کی حقیقت کی طرف جو ہر ایک نیکی اور نیک نیتی کی اصل ہے رغبت کرے۔ مولانا نے فرمایا کہ آپ کی نیت صحیح ہے اور آپ کے لئے یہ شغل مناسب ہے لیکن ذکر جہر کی ایک حد مقرر کیجئے تاکہ

حقیقت مجاز سے ممتاز اور بیگانہ یگانہ سے جدا ہو جائے۔ حضرت خواجہ محمود نے فرمایا کہ ذکر جبر اس شخص کے لئے درست ہے کہ جس کی زبان جھوٹ اور غیبت سے اور اس کا حلق لقمہ حرام اور شبہ سے پاک ہو اور اس کا دل صاف ہو ریا و سُمعہ یعنی لوگوں کے دکھانے اور سنانے اور اس کا دماغ خالی ہو۔ غیر بارگاہ الہی کی طرف توجہ کرنے سے۔

درجہ خواجہ علی رامیتنی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک درویش نے حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کی اور اُن سے پوچھا کہ اس زمانہ کے مشائخ میں ایسا کون بزرگ ہے جو استقامت کا مرتبہ رکھتا ہو۔ تاکہ دستِ ارادت سے اس کا دامن پکڑوں اور اُس کی پیروی کروں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ان صفات کے بزرگ خواجہ محمود انجیر فغنوی ہیں خواجہ علی رامیتنی کے بعض اصحاب نے کہا کہ وہ درویش خود خواجہ علی رامیتنی تھے۔ مگر اس وجہ سے اپنا نام نہ بتایا۔ کہ یہ نہ ظاہر ہو کہ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا ہے۔

کرامت۔ ایک روز خواجہ علی رامیتنی قدس سرہ خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہ کے تمام اصحاب کے ساتھ قریہ رامیتن میں ذکر میں مشغول تھے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بڑا مرغ سفید رنگ کا اُڑتا ہوا ان سب کے سر پر سے گذر رہا ہے۔

وہ مرغ آپ کے سر پر سے گذر اُفصح زبان سے بول اُٹھا کہ اے علی! مردانہ رہ؟۔ سب سمجھتی اس مرغ کو دیکھتے ہی اور اس کلمہ کو سنتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ جب اُن کو افاقہ ہوا تو خواجہ علی قدس سرہ سے پوچھا کہ ہم نے جو کچھ اس وقت دیکھا اور سنا اُس کی حقیقت کیا ہے۔ خواجہ علی قدس سرہ نے فرمایا کہ خواجہ محمود انجیر فغنوی کو اللہ تعالیٰ نے وہ بزرگی عطا فرمائی ہے کہ آپ ہمیشہ اُس مقام میں جہان اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کلیم اللہ علی بنیاد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہزاروں کلمات فرمائے پرواز کرتے ہیں۔ آپ اس وقت خواجہ دہقان قلاتی جو خواجہ اولیاء کبیر کے پہلے خلیفہ ہیں۔ اُن کے سر پر نے تشریف لے گئے تھے۔ کیونکہ اُن کی وفات قریب آگئی ہے۔ اور خواجہ دہقان نے جناب ایزدی میں دعا کی تھی کہ میرے اس اخیر وقت میں اپنے دوستوں میں کسی کو بھیج کہ اس وقت مجھ کو مدد پہنچے۔ اس لئے خواجہ محمود کا حکم ہوا تھا کہ خواجہ دہقان کے پاس تشریف لجائیں اور اُن کے اخیر وقت میں اُن کی مدد کریں۔

لے رشحات: ۳۴ - لے ایضاً

چہ خوش است آن زمانے کہ بکشد و کار آخر کہ اجل ز در دراید توبہ سر رسیدہ بانشی
 خواجہ محمّد قدس سرہ کامزار پُر انوار و ابکن میں ہے غلطی اللہ آپ کی زیارت کرتی ہے اور آپ کی قبر سے برکت حاصل کرتی ہے

حضرت خواجہ علی رامیتنی قدس سرہ

طریقیت میں اُن ولایت مآب کا انتساب حضرت خواجہ محمود بنجر فغنومی قدس سرہ سے ہے جب حضرت خواجہ محمود کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے خلافت کا کام خواجہ علی کے حوالہ اور اپنے تمام اصحاب کو آپ کے سپرد کیا۔ آپ کی پیدائش مقام رامیتن میں ہوئی جو ولایت بخارا میں ایک بڑا قصبہ ہے شہرے دو کوس پر واقع ہے۔ آپ حضرت محضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔ اور انہی کے ارشاد کی بنا پر حضرت خواجہ محمودؒ کے مرید ہوئے چنانچہ اس کا مختصر سا بیان ابھی گذر چکا ہے۔ آپ صاحب مقامات و کرامات اور مالک درجات و کمالات تھے۔ اتفاقات زمانہ کی وجہ سے قصبہ رامیتن سے شہر باورد میں تشریف لائے اور ایک مدت تک یہاں مقیم رہے۔ مخلوق کو خدا تعالیٰ کی طرف راہنمائی کرتے تھے اور خلق اللہ کے ارشاد و ہدایت کا مشغلہ رکھتے تھے۔ پھر عوارض زمانہ سے باورد سے نکل کر شہر خوارزم میں آکر مقیم ہوئے۔ ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے شہر خوارزم میں آپ کا کاروبار بہت بلند ہوا۔ آپ بہت کچھ اخلاق پسندیدہ اور اوصاف حمیدہ سے متصف تھے۔ بہت آدمی آپ کی مریدی اور نیاز مندی میں داخل ہوئے۔ اہل خوارزم آپ کو خواجہ علی باوردی اور اہل بخارا شیخ علی رامیتنی اور صوفی آپ کو حضرت عزیزان کہتے ہیں کیونکہ اثنا گفتگو میں آپ اپنے کو حفظ عزیزان سے تعبیر کر کے فرمایا کرتے تھے کہ اسی وجہ سے آپ کو عزیزان کہتے ہیں

قدسیہ۔ شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ حضرت عزیزان قدس سرہ کے ہم
تین سوال عصر تھے انہوں نے ایک درویش کو آپ کی خدمت شریف میں بھیجا۔ اور یہ تین سوال
آپ سے کئے ایک یہ کہ آپ اور ہم کسے جانے والوں کی خدمت کیا کرتے ہیں۔ آپ دسترخوان میں تکلف
نہیں کرتے اور ہم کرتے ہیں۔ مگر لوگ آپ سے راضی ہیں اور ہمارے شاکی اس کی کیا وجہ ہے۔ حضرت
عزیزان قدس سرہ نے اس کا یہ جواب دیا کہ احسان رکھ کر خدمت کرنے والے بہت ہیں اور ان کا احسان
اپنے اوپر رکھ کر کرنے والے کم ہیں۔ کوشش کیجئے کہ دوسری قسم والے لوگوں میں آپ کا شمار ہو۔

ک رشحات: ۳۴، ۳۵۔ تفصیل کیلئے دیکھئے رشحات: ۳۹۔ ۳۵ رشحات: ۳۵۔

۱۲۳

و سوسہ ڈالتا ہے اور یہ ظاہر ہو کر ہے

باہر کشتی و نشد جمع دلت ! وز تو نرمید ز حمت آب و گلت

زہار ز صحتش گریزاں میباش ورنہ نکند روح عزیزاں بجلت

ترجمہ جس شخص کے پاس آپ بیٹھیں اور اُس کی صحبت سے آپ میں دلجمعی نہ پیدا ہو۔ اور آب و گل

کی کدو تین دور نہ ہوں، اس شخص کی صحبت سے دور بھاگو ورنہ علی عزیزاں کی روح آپ کی اس غلطی کو مرنہ نہ کرے گی۔

پارٹیک قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ یار نیک کی صحبت کار نیک کی صحبت سے بہتر ہے کیونکہ نیک کام تم کو تبحر اور پندار سے نہیں بچاتا۔ اور یار نیک تم کو صلاح و ثواب رسد بتائیگا۔

خودی قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ خودی والے کے پاس مت بیٹھو۔ جو شخص خودی سے پاک ہو اُس کے پاس بیٹھو۔

دور والے نزدیک قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے دور والے نزدیک ہیں اور نزدیک والے دور لیکن دور والے جو نزدیک ہیں وہ لوگ ہیں جو بظاہر بدن سے ہم سے دور ہیں اور دل و جان کے ساتھ ہم سے نزدیک ہیں۔ نزدیکان دور وہ لوگ ہیں کہ گو بظاہر ہماری صحبت میں ہیں۔ مگر دل و جان سے ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ بلکہ اُن کا دل و جان کار و بار دنیا اور حرص و ہوا میں مبتلا ہے۔ اگرچہ وہ بظاہر ہمارے ساتھ ہیں۔ مگر جان و دل اُن کا دوسری جگہ ہے ہمارے لئے دورانِ نزدیک بہتر ہیں نزدیکان دور سے کیونکہ اعتبار دل و جان کی نزدیکی کا ہے۔ کہ آب و گل کی نزدیکی لائق اعتبار نہیں ہے۔

گر در یمنی کہ با منی پیش منی : و پیش منی کہ بے منی در یمنی

ترجمہ۔ اگر ملک یمن میں ہیں آپ مگر ہمارے خیال میں ہیں گویا کہ آپ ہمارے پاس ہیں اور اگر آپ ہمارے سامنے ہیں مگر ہمارے ہم خیال نہیں ہیں تو گویا یمن کے ملک میں ہیں۔

بالغ قدسیہ۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ بالغ شریعت کون ہے اور بالغ طریقت کون۔ آپ نے فرمایا کہ بالغ شریعت وہ شخص ہے جس سے منی نکلے۔ اور بالغ طریقت وہ

شخص ہے جو منی یعنی خودی سے نکل جاتے۔ دوشیز نے آپ کا یہ ارشاد سن کر سر زمین پر رکھا۔
آپ نے فرمایا کہ زمین پر سر رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ جو چیز سر میں رکھتے ہو۔ یعنی خودی اس
کو زمین پر رکھو۔

فقیہ محتاج نہیں۔ قدسیہ۔ آپ کے فرزند جانشین خواجہ ابراہیم قدس سرہ نے آپ سے
پوچھا کہ اس کلمہ کے کیا معنی ہیں کہ فقیر خدا کا محتاج نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ فقیر اپنی حاجت کیلئے
خدا کے بزرگ و برتر سے سوال نہیں کرتا۔ کیونکہ خدا کے عالم الغیب جب اُس کی حاجت کو جانتا ہے تو پھر
اُس کو سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

فقیر اور غنی قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ غنا بے نیازی ہے یہ صفت اگرچہ مال داری کے مشابہ
ہے مگر حقیقت میں بے نیازی فقر کی صفت ہے کیونکہ بہت ممکن ہے کہ کوئی شخص فقیر کو
کوئی چیز دے اور وہ اس کو نہ لے کیونکہ لینا اُس پر واجب نہیں ہے اور غنی اگر نہ دینا چاہے تو ممکن نہیں
ہے کیونکہ دینا اس پر واجب ہے۔ بموجب آیت شریف **وَاتُوا الزَّكَاةَ** اور **اداکرو زکوٰۃ وَاَنْفِقُوا**
مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ اور خرچ کرو اس چیز کو جو ہم نے تم کو بطور روزی کے دی ہے؟

فقر اور روسیاهی قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ فقیر اگر ہاتھ میں کچھ نہ رکھتا ہو۔ اور دل
میں کسی چیز کا خواہاں نہ ہو تو وہ فقیر اچھی صفات والا ہے۔ اور اگر وہ کہے کہ فقر میرا
فخر ہے تو سچا ہے اور اگر فقیر ہاتھ میں کچھ نہ رکھتا ہو مگر دل میں کسی چیز کا خواہاں ہو تو وہ محد سہر کا فقیر ہے نہ کہ حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا۔ اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والا ہوتا
تو وہ نہ دل سے کسی چیز کا خواہاں ہوتا اور نہ زبان سے۔ اور اگر فقیر ہاتھ میں کچھ چیز رکھتا ہو۔ اور پھر
اور کا طلب گار ہو تو وہ بری صفات والا فقیر ہے جسکی نسبت **الْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْدِ** "روسیاهی"
ارشاد ہوا ہے۔ یہ اُسی کا مصداق ہے اور حدیث شریف ہے۔ **وَكَأَدَّ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا**
کہ فقر کفر تک پہنچاتا ہے، اُسی کی شان میں آئی ہے۔

قدسیہ۔ آپ کے فرزند ارجمند نے آپ سے پوچھا کہ یہ حدیث **الْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْدِ**
الْوَجْدِ فِي الدَّارَيْنِ وَكَأَدَّ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا کہ فقر میری دو جہان میں روسیاهی ہے
اور فقر کفر سے قریب کرتا ہے، اس حدیث شریف کے کہ **الْفَقْرُ فُخْرِي** فقر میرا فخر ہے، مخالف ہے

اس کی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا کہ وہ دونوں حدیثیں اس فقیر کی شان میں ہیں جو مخلوق کی طرف متوجہ ہو۔ یعنی وہ درویش جو فقر کو خلق پر ظاہر کرے۔ اور خلق سے کچھ چاہے۔ اور اپنے فقر کو آلہ گدائی اور کمانے کا وسیلہ بنائے۔

قتل سید۔ یہ طریقہ حقیقت میں خدائے پاک کی شکایت ہے اور دنیا میں رسوائی ہے اور حق سبحانہ کی شکایت کفر ہے اور روزِ آخرت کی رُوسیا ہی ہے۔

قتل سید۔ آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کا ہاتھ غنی کے ہاتھ سے اونچا رہتا ہے۔ کیونکہ فقیر کا ہاتھ خدا کے ہاتھ کا نائب ہے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ الصَّدَقَةُ تَقَعُ فِي كَفِّ الرَّحْمَنِ قَبْلَ أَنْ تَقَعُ فِي كَفِّ الْفَقِيرِ صدقہ رحمن کے ہاتھ میں جاتا ہے فقیر کے ہاتھ میں جانے سے پہلے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے۔

قتل سید۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ بندہ سے خطاب کرے سب کچھ پایا کہ اے بندے! ہم سے کچھ طلب کر تو بندگی کی شرط یہ ہے کہ بندہ خدا سے سوائے خدا کے اور کچھ نہ مانگے کیونکہ جس نے خدا کو پایا اس نے سب کچھ پایا اور جس نے سب کو پایا اور خدا کو نہ پایا۔ اس نے کچھ بھی نہ پایا۔

گر کے ہست در محبت چست از خدا جز خدا نخواہد جست

(ترجمہ) جو شخص کہ خدا کی محبت میں چست ہے وہ خدا تعالیٰ سے بجز خدا کے کچھ نہیں مانگتا۔

قتل سید۔ آپ کے فرزند خواجہ ابراہیم قدس سرہ نے آپ سے پوچھا کہ منصور علیہ الرحمۃ نے کہا اَنَا الْحَقُّ میں حق ہوں اور بایزید علیہ الرحمۃ نے کہا کہ لَيْسَ فِيَّ جَبَسَتِي سِوَى اللَّهِ۔ میرے جبہ میں سوائے خدا اور کچھ نہیں ہے اور یہ دونوں قول شرع شریف کے موافق نہیں ہیں پس منصور رحمۃ اللہ علیہ کو کیوں ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا۔ اور ان کی خاک ستر کو ہوا پر اڑایا گیا۔ اور بایزید سے کچھ نہ کہا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ منصور نے پہلے اپنی ہستی کو پیش کیا۔ اپنے قول انا سے اس لئے اُن کو اس کا اثر پہنچا۔ اور بایزید نے اپنی نیستی کو آگے کیا اور لفظ نہیں کہا اس لئے وہ

نہ اس کو امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

وہ سید۔ آپ فرماتے ہیں کہ عالم چالیس سال تک طالب علمی میں مشغول رہتا ہے۔ اور مدرسہ کی تکلیفیں برداشت کرتا ہے۔ اور استاد کی خدمت کرتا ہے جب کہیں اس کو کچھ مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور عارف چالیس سال تک فقر و فاقہ میں گزارتا ہے اور اپنے نفس کو ریاضت اور مجاہدہ میں ڈالتا ہے۔

اور بلاؤں اور محنتوں اور تکلیفوں میں خوش رہتا ہے۔ تاکہ خدا کی نظروں میں جگہ حاصل کرے۔ عالموں کو اُن کا علم عزت اور مرتبہ تک اور اہل فقر کو خدا تک پہنچاتا ہے۔ ہر درخت سے وہ میوہ نکلتا ہے جو اس میں مخفی ہوتا ہے۔ ع

از کوزه ہماں تر رود کہ درواست ترجمہ۔ ہر بہترین سے وہی چیز نیکتر ہوتی ہے جو اس میں ہے۔

قد سید۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر تو اگلی صف میں بیٹھے اور پچھلی صف والوں کے سے عاجزی کے خیالات رکھے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ پچھلی صف میں بیٹھے اور اگلی صف والوں کی تقلی کرے۔ یعنی اگرچہ تو اپنی بزرگی اور مخدومی کے سبب مسند صدر نشین پر بیٹھنے کے لائق ہے تیرے صفات خادموں کے سے ہوں۔ اور اپنے آپ کو اپنے دل میں سب سے کم درجہ شمار کرے تو وہ اُس سے بہتر ہے کہ تو پچھلی صف میں بیٹھے۔ اور اپنے آپ کو مسند صدر نشین کے قابل خیال کرے۔

قد سید۔ آپ فرماتے ہیں کہ بندہ خدا نہیں ہو سکتا۔ مگر خدا کی صفات سے متصف ہو جاتا ہے۔

تحریر
قد سید۔ آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص میں دلی تجرید کی صفت نہ ہو وہ کسی
تجرید مراد کو نہیں پہنچتا۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ تجرید معنوی کسی چیز سے حاصل ہو
سکتی ہے آپ نے فرمایا کہ ایشیاء سے پھر کہا گیا کہ ایشیاء کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ برعینہ نیکی کہا گیا کہ
بر کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بر وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ اس آیت میں ذکر فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ
حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ہرگز نہ پاؤ گے تم بہشت کو یا دیدار الہی کو یا شفاعت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو یا مغفرت حق سبحانہ تعالیٰ کو جب تک کہ تم ان چیزوں کو خرچ نہ کرو۔ جن کو تم دوست رکھتے ہو۔
تَمَّ كَلَامُ هَذَا الْفَقْدَانِ۔ آپ کا کلام یہاں تک ختم ہوا۔

واضح ہو کہ حضرت خواجہ کے کلمات کی شرح میں مذکور ہے کہ تجرید کی دو قسمیں ہیں۔
تجرید کی قسمیں صوری اور معنوی۔ تجرید صوری کی بھی دو قسمیں ہیں اول یہ کہ کسی کے پاس ظاہر

مال و اسباب اور ملک و منصب اور مرتبہ اور اسباب اور مکانات اور باغ اور غلام اور نوڈیشیں اور اس قسم کی اور کوئی چیز موجود نہ ہو اور بظاہر وہ تعلقات دنیا سے آزاد ہو اور دل سے بھی وہ اُن میں سے کسی چیز کا خواہاں نہ ہو۔ پس یہ پہلی قسم تجرید صوری کی ہے۔ تجرید صوری کی دوسری قسم یہ ہے کہ اشیاء مذکورہ میں سے کوئی چیز اُس کے پاس نہ ہو مگر دل اُس کا ان چیزوں کا خواہشمند ہو ایسی تجرید کسی کو نفع نہیں دیتی ہے۔ بلکہ ایسی تجرید والا شخص گدائے محکمہ ہے اور وہ تجرید کہ درویش کے پاس کوئی چیز نہ ہو اور اُس کا دل بھی اشیاء مذکورہ کا خواہشمند نہ ہو تو یہ اُس کو فائدہ مند ہے۔ اور اُس کو کشائش بخشنے کی۔ اور بہت سے اسرار اُس پر منکشف ہوں گے۔ تجرید معنوی یہ ہے کہ آدمی کا باطن تعلقات دنیا سے خالی ہو۔ کبر و حسد و بغض و کینہ تکلف اور دکھلاوے جھوٹ اور غیبت خود بینی و خود آرائی مغل اور تکلیف دہی ظلم اور بداندیشی وغیرہ بُرے صفات سے خالی ہو۔ بلکہ اُس کا باطن تسبیح و تقدیس۔ رحم و شفقت علم و توکل توحید و مراقبہ مجاہدہ و مشاہدہ اور ذکر و فکر طاعت و عبادت صدق و اخلاص اور محبت و ذوق وغیرہ نیک صفاتوں سے متصف ہو۔ ایسی تجرید اس کو مقصود کا راستہ دکھلاتی ہے جس کے بڑے بڑے نتائج ہیں۔ اور اگر کسی کے پاس املاک و اسباب اور منصب و مرتبہ و مال وغیرہ سب چیزیں ہوں مگر اس کا دل اُن چیزوں پر متوجہ نہ ہو۔ اور اُن چیزوں کی محبت سے اس کا دل خالی ہو۔ بلکہ اُن چیزوں کو وصول بقا کا آلہ اور فنا فی اللہ کے حصول کا ذریعہ بناتا ہو۔ تو یہ بھی تجرید معنوی میں داخل ہے چنانچہ بہت سے ایسے انبیاء اور اولیاء گذرے ہیں کہ جن کے پاس بہت کچھ مال اور مرتبہ اور ملک و اسباب موجود تھے مگر اُن کے لئے یہی چیزیں قرب حق تعالیٰ اور رضائے حق علی ثناء کے حصول کا سبب ہو گئیں۔ چنانچہ منقول ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس شتر کتے سونے کے پٹے پہنے ہوئے تھے۔ جو آپ کی بکریوں کے چرواہے کے ساتھ بکری چلتے کیا کرتے تھے۔ اب اسی پر آپ کی دوسری ملکیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے آپ نے اُس تمام دولت کو راہ خدا میں صرف کر دیا۔ جس کے واقعات طویل ہیں۔

اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس بھی ملک اور مال اور مرتبہ اور شکر اور روئے زمین کی

سلطنت تھی۔ مگر آپ کو یہ تمام چیزیں کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکیں۔ کیونکہ اُن کو ان چیزوں سے ذرا بھی دلی محبت نہ تھی اور خدائے عزوجل کی دی ہوئی چیزوں کو رد نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے تمام املاک اور اسباب کو آپ نے سعادتِ اخروی کا ذریعہ بنا لیا۔

اور آپ بیت المال سے کچھ نہ لیتے تھے بلکہ آپ زمیں بیکر اپنے کسی خادم کو بیچنے کے لئے دیتے تھے۔ اور اس کی قیمت سے اپنی بسر اوقات کیا کرتے تھے۔ یہ امر اس پر دلیل ہے کہ آپ کے دل میں مال اور مرتبہ کی محبت نہ تھی؛

اسی طرح سکندر ذوالقمرین علیہ السلام کو بھی سلطنت اور دولت نقصان نہ پہنچا سکی۔ کیونکہ انہوں نے کسی چیز کی محبت کو اپنے دل میں راہ نہ دی تھی وہ اُن سب چیزوں کو خدا کی ملکیت سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے درگاہِ حق تعالیٰ کا تقرب حاصل کیا؛

اسی طرح شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ نہایت دولت اور حشمت والے تھے۔ اور بہت کچھ تکلفات رکھتے تھے چنانچہ منقول ہے کہ آپ نے اپنے گھوڑوں کے نعل سونے کے بنوائے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ جو کچھ آپ نے کیا ہے عین اسراف ہے آپ نے جواب دیا کہ سنا بھی دنیا کی ایک چیز ہے اور دنیا کا پانوں کے نیچے رہنا بہتر ہے؛

مقصود اس تمام گفتگو کا یہ ہے کہ یہ ابنیا اور اولیا جن کا ذکر ہم کر چکے ہیں بظاہر دنیا دار تجرید معنوی تھے مگر تجرید معنوی اُن کو حاصل تھی۔ اس لئے اپنی مراد کو پہنچ گئے؛

حضرت عزیزان قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو تجرید معنوی حاصل نہ ہو وہ کسی طرح مقصود کو نہیں پہنچ سکتا؛

صحت قدسیہ۔ حضرت عزیزان قدس سرہ سے کسی نے اس حدیث شریفہ کے معنی پوچھے۔ تَسَافَرُوا تَصَحُّوا وَاعْتَمُوا (سفر کرو صحت پاؤ گے اور اس کو غنیمت جانو)

آپ نے ارشاد فرمایا کہ سفر کرو اپنی خودی سے وجودِ حق تعالیٰ کی طرف تو صحت پاؤ گے حوادثِ حدوث سے اور اُس کو غنیمت جانو۔ جب تم اپنے نفس کے عالم صحرا میں سفر کرو گے اور ہر مقام کی ہوائے لطیف حاصل کرو گے تو اپنے وجود کی صحت حاصل کرو گے۔ پس شک اور شبہ کے مرض سے ریا اور مکاری حرص و امید بغض و کینہ حسد و نفاق بخل و کبر عجب و خود پسندی

خود نمائی و بداندیشی آزار و تہم اور تمامی بے اخلاق کے رنجوں سے اس سفر کی وجہ سے رہائی پائے گئے۔

پس ایسی صحت کو غنیمت سمجھو اور عمر چند روزہ کو طاعت اور عبادت میں صرف کر دو۔
قدسیہ - حضرت عزیزانِ قدس سرہ سے کسی نے پوچھا کہ لوگ جو **مرد اور نامرد** کہتے ہیں کہ مرد تین طرح کے ہوتے ہیں۔ پورا مرد، اور آدھا مرد، اور نامرد، اس کا مطلب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پورے مرد کی صفت کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا **رِجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ**۔ وہ ایسے مرد ہیں جن کو خدا کی یاد سے تجارت اور خرید و فروخت غافل نہیں کر سکتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی یہی حال وارد تھا جس کو آپ نے بیان فرمایا ہے کہ **فَتَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي** میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔
 آدھا مرد وہ ہے جس کے شغل میں ذکر قلبی کی بھی لذت آتی ہو۔ مگر وہ اتنی ہی بات پر قانع ہو گیا ہو۔ یعنی یہ کیفیت کہ جب تک اس کی زبان ذکر میں مشغول ہے اس کا دل بھی اُس ذکر سے لذت پاتا ہے۔ اور جب وہ ذکر کو چھوڑ دے تو دل بھی ذکر سے باز رہ جائے۔
 نامرد وہ ہے جو منافق ہو۔ یعنی ذکر کرے۔ مگر خدائے تعالیٰ کے لئے نہ کرے۔

حکمت کے چشمے **قدسیہ** - حضرت عزیزانِ قدس سرہ سے پوچھا گیا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ **مَنْ أَخْلَصَ لِلَّهِ تَعَالَى اَرْبَعِينَ صَبَاحًا** ظہرت ینابیع الحکمة من قلبہ علی لسانہ۔ جو شخص چالیس دن صبح کو خالص خدا کے لئے پورے اعتقاد کے ساتھ دل سے بے غش و غل روح کی آگاہی اور یقین کی درستی اور پوری توجہ اور رجوع سے خدائے تعالیٰ کے لئے عبادت کرے نہ کسی اور غرض سے تو حکمت کے چشمے اُس کے دل سے نکل کر اس کی زبان پر جاری ہو جائیں گے۔ بہت لوگوں نے اس پر عمل کیا مگر کسی کو یہ بات حاصل نہ ہوئی۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ حضرت عزیزانِ قدس سرہ نے فرمایا کہ وہ لوگ اس راستہ میں سچے نہ تھے اور اُن کا مقصود چالیس صبح کی بیداری سے یہی تھا۔ کہ حکمت کے چشمے اُن کے دل

اے صحیح مسلم اور صحیح بخاری اُس کو باسناد صحیح نقل کیا ہے۔ ۱۱۔ حسن حسین میں نقل کیا ہے۔ ۱۲۔

سے اُن کی زبان پر آجائیں۔ خالصاً خدائے تعالیٰ نے اُن کا مقصود نہ تھا۔ اس لئے اُن کا مقصد حاصل نہ ہوا۔

قد سید۔ حضرت عزیزانِ قدسِ سرّہ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے روزِ عہدِ الست ازل میں تمام آدمیوں کی ارواح سے خطاب کر کے فرمایا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ ارواح نے جواب دیا کہ بلیٰ بیشک تو ہمارا رب ہے، پس قیامت کے دن جب تمام موجودات فنا ہو جائیں گے سوائے ارواح اور اُن چیزوں کے جن کو اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس روز خطاب فرمائے گا۔ طِبْنَ اَلْمُلْكُ اَلْيَوْمَ اَجْ مَلِكْ کس کا ہے، اُس وقت کسی کو جواب دینے کی مجال نہ ہوگی یہاں تک کہ خدا تعالیٰ خود ہی جواب دے گا کہ **بَلِّغِ الْوَحِيدِ الْقَهَّارِ** خدائے یکتا قہار کیلئے مملکت ہے حالانکہ چاہئے تھا کہ جس طرح ازل میں ارواح نے قول الست کا جواب دیا تھا اسی طرح قیامت میں بھی جواب دے دیتیں۔ کہ خدائے واحد و قہار کیلئے حکومت ہے، وہ خاموش کیوں رہیں۔ حضرت عزیزان نے جواب دیا کہ روزِ ازل تمام احکامِ شرعیہ کی تکالیف کے قرار و ادکا دن تھا۔ اس لئے ارواح نے بے اختیار روزِ آخرت احکامِ شرعیہ کی تکالیف کے اٹھانے اور ظہورِ حالاتِ حقیقیہ اور مشاہدہِ عالمِ کبریٰ کی ابتدا کا دن ہے۔ اس کے علاوہ اپنے اعمال کی خجالت اور حیرت اور وحشت ایسی رہی کہ دم مارنے کی قدرت نہ ہوگی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ خود ہی ارشاد فرمایا کہ **بَلِّغِ الْوَحِيدِ الْقَهَّارِ** خدائے یکتا و زبردست ہی کے لئے مملکت ہے۔

قد سید۔ ایک شخص حضرت عزیزانِ قدسِ سرّہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ توجہ اور تحفہ آپ میرے حال پر توجہ فرمایا کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ بازار کو جاؤ اور ایک ٹوٹا خرید کر بطور تحفہ ہمارے پاس پیش کرو۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب اس ٹوٹے پر میری نظر پڑے گی تو تو بھی میرے پیش نظر ہو جایا کرے گا۔

قد سید۔ حضرت عزیزانِ قدسِ سرّہ کی خدمت میں ایک جماعت عقلمندی چھلکا اور مغز حاضر ہوئی۔ اور آپ کی صحبت میں شریک ہوئی۔ اثناءِ کلام میں اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ علما چھلکا ہیں اور فقرا مغز۔ حضرت عزیزانِ قدسِ سرّہ نے فرمایا کہ مغز چھلکے کی حمایت سے

محفوظ رہتا ہے۔

حق سے ملنا۔ ایک روز حضرت عزیزانِ قدس سترہ مراقبہ میں مشغول تھے اتنے میں ایک مدعی آیا اور اُس نے بطور امتحان کے آپ سے پوچھا کہ تصوف کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اکھیرنا اور ملنا یعنی غیر سے اکھیرنا اور حق سبحانہ تعالیٰ سے ملنا ہے۔

(۱) تباہ کنی ز غیبر حق دل ! ہرگز نہ شوی بدوست واصل
(۲) بگل ز عدا لائق حلا لائق چہذا نہ شوی بدوست لائق
(۳) چوں پاک شوی ز چرک دنیا بینی عقبات راہ عقبایی !
(۴) ہر عقبی کہ پیش تو بیاید دانی کہ درں چہ چارہ باید !
(۵) چوں چارہ کار خویش دانی خود را بخندائے خود رسانی
(ترجمہ) ۱) جب تک تو غیر حق سے اپنے دل کو برداشتہ نہ کرے گا ہرگز دوست سے واصل نہ ہو سکے گا۔

(۲) مخلوق کے تعلقات سے ٹوٹ تاکہ دوست کے ملنے کے لائق ہو۔
(۳) جب تو دنیا کی حرص سے پاک ہو جائیگا۔ تو تجھ کو راہِ عقبی کی منزلیں نظر آئیں گی۔
(۴) جب کوئی منزل تیرے سامنے آئیگی تو اس کی تدبیر کر سکے گا۔
(۵) جب تو اپنے چارہ کار (تدبیر) کو جان لیگا۔ تو اپنے آپ کو خدا تک پہنچا سکے گا۔
قدسیہ۔ ایک شخص نے راہِ انکار سے آپ کی شان میں کہا کہ عزیزانِ ایک بازاری ہے یعنی سوت کی خرید و فروخت کیلئے بازار میں بھرتا رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یارِ عزیزان یعنی خدائے تعالیٰ کو زاری بہت پسند ہے۔ پس عزیزان کیونکر بازاری بنے یعنی درگاہِ الہی میں زاری اور ریکا اور درو سوز و نیاز اور مسکینی کی بڑی چاہت ہے۔

درخانہ عشق سلطنت نیست جز درو نیاز و مسکنت نیست
ہر کس کہ بود نیازمند تر کارشن ز ہمہ بود بلند تر !!
ترجمہ عشق کے مقام میں سلطنت تو نہیں۔ اس میں سوائے درو نیاز اور مسکنت کے اور

کیا ہے، جو شخص جتنا زیادہ نیازمند ہو۔ اسی قدر اس کا مرتبہ زیادہ بلند ہوتا ہے؛
 کرامت۔ حضرت عزیزانِ قدس سرہ شہرِ خوارزم میں شام کو سوت بیچنے والوں کے بازار میں
 جاتے تھے اور جن فقروں کا سوت نہ بکتا تھا ان کا سارا سوت خرید کر گھر لے آتے۔ اور چالیس گز
 کر باس اس طرح سے بن لیتے تھے۔ کہ خود گھر کے ایک کونہ میں بیٹھ کر مراقبہ میں مشغول ہو جاتے
 اور وہ چالیس گز کر باس بغیر اس کے کہ آپ کا ہاتھ لگے خود بخود تیار ہو جاتا تھا۔ جیسے کہ حضرت حسین
 بن منصور قدس سرہ کے بارہ میں منقول ہے کہ آپ نے ایک نذاف کو اپنے کسی کام کے لئے
 بھجیا اور خود اس کے گھر میں بیٹھے۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ سب دانے روٹی کے
 جدا ہو گئے ان کا اس کرامت کی وجہ سے علاج یعنی نذاف نام مشہور ہو گیا۔ اور اسی طرح حضرت
 عزیزان کا نساج لقب رکھا گیا؛

چنانچہ حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے اشارہ کیا ہے

گر نہ علمِ حال فوقِ قال بودے کشفے بندہ اعیانِ بخارا خواجہ نساج را
 علمِ حال اگر قال سے بہتر نہ ہوتا تو سردارانِ بخارا خواجہ نساج کی کس طرح غلامی اختیار کرتے؛
 ممکن ہے کہ اس کر باس کو مردانِ غیب یا مسلمان جنات جو آپ کے مرید تھے یا فرشتے
 حکمِ الہی سے بن دیتے ہوں۔ یا بغیر ان تمام اسباب کے وہ کپڑا بناتا ہو جس کی حقیقت ہم
 نہیں جان سکتے ہیں۔ پس حضرت عزیزانِ قدس سرہ اس کر باس کو بازار لے جاتے اور فروخت کرتے
 اور جو کچھ نفع اس سے حاصل ہوتا اس کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ایک حصہ علما پر صرف کرتے دوسرا حصہ
 فقرا پر تیسرا حصہ اپنے اہل و عیال پر۔

کرامت۔ حضرت سیدنا قدس سرہ حضرت عزیزانِ قدس سرہ کے ہم عصر تھے اور دونوں
 میں کبھی کبھی ملاقات ہوتی رہتی تھی شروع میں حضرت سیدنا کو حضرت عزیزان سے صفائی نہ تھی
 ایک روز سیدنا سے آپ کی جناب میں بے ادبی ہو گئی۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں ترکوں کی ایک جماعت
 صحرا کی طرف سے حملہ آور ہوئی اور سیدنا کے لڑکے کو قید کر کے لے گئی۔ سیدنا کو معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اس
 بے ادبی کی وجہ سے ہوا۔ جو حضرت عزیزان کی خدمت میں سرزد ہوئی پس معافی چاہنے کے لئے

لے ایک قسم کا کھردرا سوتی کپڑا۔ لے روٹی دھننے والا۔

آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہایت عاجزی کے ساتھ آپ کی دعوت کی اور قبولیت کے امیدوار ہوئے۔ حضرت عزیزانِ قدس سترہ نے آپ کی غرض پر آگاہ ہو کر اس کو قبول فرمایا اور دعوت میں ان کے یہاں تشریف فرما ہوئے۔ اس مجلس میں سب بڑے بڑے علما اور مشائخ وقت موجود تھے حضرت خواجہ عزیزانِ قدس سترہ اُس وقت نہایت کیف کے عالم میں تھے۔ جب خادمِ نمک دان لایا اور دسترخوان بچھایا اُس وقت حضرت عزیزانِ قدس سترہ نے فرمایا کہ عزیزانِ انگلی نمک دان میں نہیں لیگا اور ہاتھ کھانے تک نہیں لیجائیگا۔ جب تک کہ سیدانا کا فرزند دسترخوان پر حاضر نہ ہو جائے۔ پھر آپ نے ہتھوڑی دیر سکوت فرمایا۔ سب حاضرین آپ کے فیضانِ کلام کے ظہورِ اثر کے منتظر ہوئے اسی وقت سیدانا کا فرزند گھر میں آپہنچا۔ ایک بارگی مجلس میں شور بلند ہوا۔ اور لوگ حیران ہو گئے اور ترکوں کی جماعت کے فیصد سے اُس کی رہائی کی کیفیت دریافت کی اُس نے کہا کہ میں اس سے زیادہ نہیں جانتا ہوں کہ میں اس وقت جماعتِ ترکان کے ہاتھ قید تھا۔ اور وہ مجھ کو مقید کر کے اپنے ملک کو لیجا رہے تھے اور اب میں اپنے آپ کو آپ کے پاس دیکھ رہا ہوں تمام اہل مجلس کو یقین ہو گیا کہ یہ تصرف حضرت عزیزان کا ہے۔

کرامت۔ ایک روز ایک مہمان عزیز خواجہ عزیزانِ قدس سترہ کے مکان پر آیا۔ اور اُس وقت آپ کے گھر میں کھانے کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ اس لئے وہ مسافر بہت انتظار کر کے باہر نکلا۔ فوراً ہی ایک لڑکا جو کھانا فروخت کیا کرتا تھا اور وہ حضرت کے معتقدوں میں سے تھا ایک خوان بیکر پہنچا جو کھانے سے بھرا ہوا تھا۔ اور حضرت کی خدمت میں پیش کیا آپ کو اُس لڑکے کا اس وقت کھانے کرانا نہایت پسند آیا۔ اور بڑی خوشنودی کا باعث ہوا۔ آخر کار مہمان کو کھانا کھلایا۔ پھر اس لڑکے کو طلب کر کے ارشاد فرمایا کہ نہایت پسندیدہ خدمت تجھ سے ادا ہوئی تیری جو مراد ہو وہ تو مانگ انشاء اللہ تعالیٰ پوری ہوگی۔ لڑکا نہایت عقلمند اور ہوشیار تھا۔ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ایسا ہو جاؤں جیسے کہ آپ ہیں۔ حضرت عزیزان نے فرمایا۔ کہ یہ نہایت مشکل امر ہے اور تجھ پر اس کا بارِ عظیم پڑ جائیگا جس کے کھینچنے کی تجھ میں طاقت نہیں ہے لڑکے نے بہت کچھ عاجزی کی اور کہا میری مراد اور میرا مقصد تو یہی ہے۔ اس کے سوا میری کوئی

آرزو نہیں ہے حضرت عزیزان نے فرمایا کہ ایسا ہی ہو جائے گا۔ پس آپ اُس کا ہاتھ پکڑ کر بالکل علیحدگی میں لے گئے اور آپ نے اس پر توجہ ڈالی۔ ایک ساعت میں حضرت عزیزان قدس سرہ کی تشبیہ اُس پر وارد ہوئی۔ اور وہ فوراً صورت و سیرت اور ظاہر و باطن میں حضرت عزیزان کی طرح ہو گیا۔ اور بعینہ بلا کسی فرق کے مثل خواجہ عزیزان بن گیا۔ اس کے بعد کم و بیش چالیس دن تک وہ لڑکا زندہ رہا۔ بالآخر اس بار گران کی طاقت نہ لاسکا۔ اور مر گیا۔

کرامت۔ حضرت عزیزان قدس سرہ نے بشارۃ غیبی ولایت بخارا سے خوارزم کا ارادہ فرمایا۔ اور آپ خوارزم کے شہر نپاہ کے دروازہ پر پہنچ کر ٹھہر گئے۔ اور دو درویشوں سے خوارزم کے پاس کہلا بھیجا کہ یہ فقیر آپ کے دروازہ پر آیا ہوا ہے۔ اور ٹھہرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر آپ کی مصلحت مانع نہ ہو تو شہر میں داخل ہو ورنہ واپس ہو جائے۔ اور ان درویشوں سے آپ نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ اگر بادشاہ اجازت دے تو بادشاہ کی مہر بھی بطور نشانی کے اس پر کرا لاؤ جب فقیر بادشاہ کے پاس گئے اور جو کچھ حضرت عزیزان نے فرمایا تھا بادشاہ سے کہہ دیا تو خوارزم اور اس کے ارکان دولت ہنسنے لگے اور کہا کہ یہ درویش سادہ اور نادان ہیں۔ پس مذاق اور دل ملی سے حضرت خواجہ عزیزان قدس سرہ کی خواہش کے مطابق اجازت نامہ لکھ کر مہر بادشاہی اُس پر ثبت کر کے درویشوں کے حوالہ کر دیا۔ وہ درویش اُس کو لے کر حضرت عزیزان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بادشاہی فرمان پہنچایا۔ اُس وقت حضرت عزیزان قدس سرہ نے قدم مبارک شہر میں رکھا اور ایک گوشہ میں بیٹھ گئے اور طریقہ حضرت خواجگان قدس اللہ ارحم کے شغل میں مشغول ہوئے۔ آپ صبح کے وقت مزدوروں کی تلاش میں اُن کے قیام گاہ پر جاتے اور روزانہ ایک دو مزدوروں کو گھر لے آتے۔ اور اُن سے فرماتے کہ پوری طرح وضو کرو۔ اور دوسرے وقت کی نماز تک ہمارے ساتھ رہو۔ اور ذکر کرو پھر اپنی مزدوری ہم سے لو۔ اور چلے جاؤ۔ لوگ نہایت شکر یہ سے آپ کی صحبت کو قبول کرتے اور جب ایک روز اس طریقہ سے گذر جاتا۔ تو حضرت عزیزان قدس سرہ کے اثر صحبت اور کمال تصرف و کرامت سے اُن میں ایسے اوصاف پیدا ہو جاتے کہ آپ کی جدائی کی طاقت اُن میں نہ رہتی۔ مقوڑی مدت کے بعد اس ملک اور اطراف کے اکثر لوگ حضرت

کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ اور عالموں اور طالبوں کا ازدحام کثرت کے ساتھ آپ کی خدمت میں ہونے لگا یہ خبر خوارزم شاہ کو پہنچی کہ ایک شخص اس شہر میں ایسا ظاہر ہوا ہے کہ اکثر لوگ اس کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور اس کی خدمت کے لئے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔ خوارزم شاہ کو خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ اس کے معتقدین کی کثرت اور اجتماع سے ملک میں کوئی خلل اور فتنہ پیدا ہو اور کوئی فساد ایسا برپا ہو جائے کہ جس کا پھر انہیں نہ ہو سکے۔ بادشاہ اس وہم میں گرفتار ہو کر حضرت کو شہر خوارزم سے نکال دینے کے درپے ہوا۔ حضرت عزیزیان قدس سرہ نے ان دونوں درویشوں کو بادشاہ کا اجازت نامہ مہر شاہی سے ثبت کیا ہوا دے کر خوارزم شاہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ ہم تمہاری اجازت سے اس شہر میں آئے تھے اگر تم اپنے عہد کو توڑتے ہو تو ہم ابھی یہاں سے چلے جائیں گے۔ بادشاہ اور اس کے ارکان دولت اس واقعہ سے نہایت شرمندہ ہوئے۔ اور حضرت عزیزیان قدس سرہ کی اس دور بینی کے معتقد ہو گئے۔ پس حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے مریدوں کے گروہ میں داخل ہو گئے۔

کرامت۔ حضرت عزیزیان قدس سرہ کے دو فرزند تھے ایک خواجہ محمد جو خواجہ خور کے نام سے مشہور تھے کیونکہ حضرت عزیزیان کے اصحاب حضرت عزیزیان کو خواجہ بزرگ کہتے تھے۔ اور خواجہ محمد کو خواجہ خور۔ دوسرے فرزند خواجہ ابراہیم جنہوں نے اپنے پدر بزرگوار کے مقامات کو ایک رسالہ میں جمع کیا اور اس کتاب میں اکثر واقعات اسی کے منقول ہیں جب حضرت کا زمانہ وفات قریب ہوا خواجہ ابراہیم کو اجازت اور خلافت عطا فرمائی۔ بعض اصحاب کے دل میں خطرہ گذرا کہ حضرت کے بڑے فرزند کے ہوتے ہوئے جو عالم اور عارف ہیں خواجہ ابراہیم کو جو چھوٹے فرزند ہیں ہدایت غلط کیئے کیوں پسند فرمایا گیا۔ حضرت عزیزیان کو ان کے اس خطرہ پر اپنی کرامت سے اگاہی ہوئی۔ اور ارشاد فرمایا کہ خواجہ محمد ہمارے بعد اتنا زندہ نہ رہیں گے اور جلد ہی ہم سے ملاقات کریں گے۔ چنانچہ حضرت کے ارشاد کے مطابق واقع ہوا۔ چنانچہ حضرت عزیزیان کے انیس روز بعد خواجہ محمد کی وفات بروز پیر وقت چاشت ۲۷ ذی الحجہ ۸۰۰ سال کی عمر میں ۸۰۰ ہجری میں ہوئی۔ اور خواجہ ابراہیم نے ۸۰۰ سال بعد انہیں مہینوں میں ۹۳ ہجری میں وفات پائی۔ حضرت عزیزیان کی عمر شریف ایک سو تیس سال ہوئی اور آپ کی

وفات بروز پیر بین اقلوتین ۲۸، ماہ ذی الحجہ ۱۵۷۱ ہجری میں ہوئی چنانچہ ایک عزیز نے آپ کی تاریخ وصال کہی ہے۔ ۷

ہفت صد پانزدہ ہجرت بود : بست ہشتم ز ماہ ذی القعدہ
 کاں حبیب زمان و شبلی عصر ز نیماں رفت در پس پردہ
 آپ کی قبر مبارک خوارزم میں مشہور و معروف اور عوام و خواص کی زیارت گاہ ہے حقیر جامع
 حضرات القدس نے حضرت عزیزان کی دو تاریخ وصال اس طرح سے پائی ہیں :-
 ۱۱) ۷۱۱ سرگرد و صوفیہ بود (۲) بحرالاسرار بود :-

پوشیدہ نہ ہے کہ دوسرے خلیفہ خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہ کے میر حسین و ابجنی ہیں
 اور ان کو میر خورد کہا جاتا ہے۔ خواجہ علی رستنی اور میر حسین و ابجنی دونوں خواجہ محمود کے خلیفہ تھے اور
 دونوں حضرت کی وفات کے بعد زندہ رہے۔ میر حسین قدس سرہ بھی اپنے زمانہ کے بڑے بزرگ تھے
 اور طالیان الہی اور احباب کے مرجع تھے اور میر خورد کی قبر قصیدہ و بکنہ میں ہے اور میر خورد میر حسین
 کے برابر بھی خواجہ محمود کے اصحاب سے ہیں۔ لیکن خلافت اور نیابت کا کام خواجہ علی اور میر حسین
 قدس اللہ اسرارہما کے سپرد تھا۔

حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہ

حالات طریقت میں آپ کی نسبت حضرت عزیزان قدس سرہ سے ہے اور انہی حضرت عزیزان وجود کے اکمل اصحاب اور خلفا سے ہیں۔ آپ کی جائے پیدائش اور جائے وفات قریہ سماس میں ہے جو علاقہ رامیتن میں ایک گاؤں ہے۔ اور رامیتن سے ایک کوس دور اور بنجارا سے تین کوس پر واقع ہے جب حضرت عزیزان کا وقت وصال قریب آیا تو آپ نے خواجہ بابا سماسی کو اپنے اصحاب میں سے منتخب فرمایا اور اپنی خلافت اور نیابت کے لئے مستعد کیا۔ اور تمام احباب کو حضرت بابا کی پیروی اور صحبت کے لئے حکم دیا۔

حضرت بابا کی محویت اور استغراق کی یہ حالت تھی کہ آپ کا باغ جو قریہ سماس میں واقع تھا۔ اُس میں آپ کبھی کبھی جاتے تھے اور وہاں کے انگوروں کی شاخوں کو اپنے دست مبارک سے تراشتے تھے۔ تو غلبہ حال اور قوت غیبت کی وجہ سے اندازہ سے زیادہ آپ کا دست مبارک شاخوں پر جاتا۔ اور آپ پر بخودی طاری ہو جاتی۔ یہ غیبت اور بے خودی ایک مدت تک رہتی تھی اور اس حالت سے افاقہ پانچ کے بعد پھر آپ شاخ انگور کاٹنے میں مشغول ہو جاتے تھے۔ پھر وہی حالت اور کیفیت آپ پر غلبہ کرتی اور بے خود کر دیتی۔ اور متعدد بار اسی طرح سے ہوتا رہتا تھا۔

کرامت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ حضرت خواجہ کے فرزند قبولی ہیں آپ شاہ نقشبند کی ولادت سے پہلے جب کوشک ہندوان سے گذرتے تو فرماتے کہ اس خاک سے

۱۔ رشحات : ۴۱ - ۲۔ رشحات : ۴۲ -

۳۔ رشحات میں شرعی لکھا ہے۔ شرعی کوس چار ہزار قدم کا ہوتا ہے۔

۴۔ کوشک ہندوان کی بجائے بعض کتب میں قہر ہندوان بھی آیا ہے۔ اس سے وہ مقام مراد ہے۔ جو

خواجہ نقشبند قدس سرہ کی جائے پیدائش ہے۔ کوشک اور قہر کے معنی تو محل کے ہیں اور ہندوان ہندو کی جمع معلوم

ہوتی ہے اور ہندی زبان میں لفظ ہندو، راہزن، چور۔ اور ڈاکو کے معنی میں بھی آتا ہے۔ ممکن ہے

یہاں یہی مراد ہو کہ خواجہ کی پیدائش سے پہلے وہاں اکثر لوگ اسی قسم کے رہتے ہوں اور اس وجہ سے

ایک مرد خدا کی خوشبو آتی ہے۔ اور بہت جلد یہ کوشک ہندوان قصر بن جائیگا۔ جب یہ وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا کہ اب وہ خوشبو اور زیادہ ہوگئی ہے غالباً وہ مرد خدا پیدا ہو گیا ہے اس وقت حضرت خواجہ نقشبندؒ کی ولادت کو تین روز گزر چکے تھے۔ آپ کے جد امجد آپ کو حضرت خواجہ بابا قدس سرہ کی نظر کیمیا اثر میں لیکر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارا فرزند ہے اور ہم نے اس کو اپنی فرزندگی میں قبول کیا ہے۔ پھر آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ یہ وہی مرد خدا ہے جس کی خوشبو ہم نے سونگھی تھی۔ اور عنقریب یہ لڑکا اپنے وقت کا مقتدا ہوگا۔ پھر آپ نے حضرت امیر کلال قدس سرہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرے فرزند بہاد الدین کی تربیت کرنے میں اگر تم کوئی کمی کرو گے تو میں تم کو معاف نہ کروں گا۔ خواجہ امیر کلال قدس سرہ فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور نہایت ادب سے ہاتھ سینہ پر باندھ کر عرض کیا کہ میں اگر ان کی تربیت میں کمی کروں گا تو میں مرد نہیں ہوں۔

کرامت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب میری شادی کا زمانہ قریب آیا تو میرے جد بزرگوار نے مجھ کو حضرت بابا سماسی قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ آپ کی قدم بوسی کی برکت سے یہ کام انجام کو پہنچ جائے۔ جب میں آپ کی خدمت میں اٹھا اور آپ کی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی اور سر سجدہ میں رکھا۔ اُس وقت میری زبان سے یہ نکلنا کہ اے خدا اپنی بلاؤں کے اٹھانے کی طاقت تجھ کو عطا فرما۔ اور اپنی محبت کی محنت کی برداشت مجھ کو دے۔ جب میں صبح کو حضرت بابا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے فرزند یہ دعا کرنی چاہیے کہ اے خدا جو کچھ تیری مرضی ہو اس پر قائم رہنے کی اس بندہ ضعیف کو اپنے فضل و کرم سے توفیق عطا کر۔ اور خدائے بزرگ و برتر کی مرضی بھی یہی ہے کہ بندہ بلاؤں میں مبتلا نہ ہو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے اپنے کسی دوست پر کوئی بلا نازل کرتا ہے تو اُس کو برداشت کی

حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے قصر ہندوان فرمایا اور خواجہ نقشبند قدس سرہ کی برکت سے وہ تصرعارفاں بن گیا ہے

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں : جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں۔

۱۔ نقحات : ۳۴۲۔ رشحات : ۴۱۔

طاقت بھی عطا فرماتا ہے اور اُسکی مصلحت کو بھی ظاہر کر دیتا ہے۔ اپنی خواہش سے بلا کو طلب کرنا مشکل ہے۔ اس لئے گستاخی نہیں کرنی چاہیے۔

کرامت۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جس روز حضرت بابا میری دعوت کو قبول فرما کر میرے مکان کو تشریف لے چلے پہلے اپنے گھر سے کھانا طلب فرما کر تناول کیا اور ایک روٹی مجھے عطا فرمائی میرے دل میں خیال گذرا کہ یہاں سیر ہو کر کھانا کھا لیا ہے اور ابھی تھوڑی دیر میں ہم مکان پر پہنچ جائیں گے۔ یہ روٹی کو حفاظت سے رکھ کر کام آئے گی۔ میں نے اس کو حفاظت سے رکھ لیا۔ آپ روانہ ہوئے اور میں نہایت نیاز مندی کے ساتھ آپکے ہمراہ ہو گیا۔ اثناء راہ میں میرے باطن میں کوئی کمی یا خطرہ پیدا ہوتا تو آپ فرماتے کہ باطن کی حفاظت کر جب آپ باغ جوی مولیاں میں جاتے تو ایک عقیدتمند کے مکان پر آپ ٹھہر کرتے تھے۔ اس بار بھی اپنی سابقہ عادت کے مطابق وہاں تشریف فرما ہوئے۔ اس مخلص نے نہایت بشاشت اور نیاز مندی کا مظاہرہ کیا۔ آپ نے قیام فرمایا تو گھر والی بڑھیا کو بقرار پایا کہ کبھی باہر جاتی ہے اور کبھی اندر۔ آپ نے فرمایا صحیح حال بیان کر! اس نے عرض کیا کہ دودھ کی ملائی تو اس وقت موجود ہے روٹی نہیں بکے ہر چند جستجو کر رہی ہوں دستیاب نہیں ہوتی۔ تاکہ روٹی اور دودھ آپکی خدمت میں حاضر کر سکوں۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ وہ روٹی دو کہ اس نیاز مند کا دل مطمئن ہو۔ اے فرزند تم نے دیکھا کہ بالآخر وہ روٹی کام آئی۔

حضرت خواجہ قدس سرہ سے اسی طرح اور بھی کرامتیں راستہ میں مشاہدہ ہوتی رہیں۔ اور مجھ کو ان کرامتوں کے دیکھنے سے اور بھی آپ کے ساتھ اعتقاد بڑھتا گیا۔

واضح ہو کہ حضرت عزیزان قدس سرہ کے خلفاء میں حضرت بابا ساسی کے بعد ایک تو حضرت خواجہ خورو ہیں جو حضرت عزیزان کے بڑے صاحبزادہ تھے جن کا بیان اوپر گذر چکا ہے اور دوسرے خلیفہ خواجہ محمد کلاہ دوز ہیں جن کی قبر ولایت خوارزم میں ہے اور میرے خلیفہ محمد صلاح ہیں اور انکی قبر ولایت بلخ میں ہے اور چوتھے خلیفہ محمد باوردی ہیں جن کی قبر خوارزم میں ہے۔ قدس اللہ اسرارہم۔

حضرت سید امیر کلال قدس سرہ

پیدائش و نسب اسے صاحب ولایت کا انتساب حضرت بابائے سماسی قدس سرہ سے ہے آپ سید صبیح النسب اور نہایت شریف اور نجیب خاندان سے تعلق رکھتے ہیں آپ کی پیدائش اور وفات کی جگہ سوخا ہے اور آپ کو نہ گری کا کام کرتے تھے۔ بچانہ کی زبان میں کوڑہ بنانے والے کو کلال کہتے ہیں۔

پہلوانی حضرت امیر کلال قدس سرہ ابتدا جوانی میں کشتی لڑا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت بابا سماسی کا گزر حضرت امیر کی کشتی کے اکھاڑہ پر ہوا۔ اور بہت دیر تک آپ معرکہ کشتی کو ملاحظہ کرتے رہے۔ حضرت بابا کے بعض اصحاب کے دل میں خیال آیا کہ بدعتیوں کے اس معرکہ کی طرف متوجہ ہونے کا کیا سبب ہے۔ حضرت بابا نے اس خطرہ سے آگاہ ہو کر فرمایا کہ اس معرکہ میں ایک مرد ہے۔ جس کی صحبت سے بہت سے لوگ درجہ کمال کو پہنچیں گے۔ اس پر ہماری نظر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو خود شکار کروں۔ اس اثنائیں امیر کی نظر خواجہ کے روئے مبارک پر پڑی اور حضرت خواجہ کے جاذبہ توجہ اور تصرف نے امیر کو مطیع کر لیا۔ وہاں سے پھر حضرت خواجہ روانہ ہو گئے اور امیر کلال بے طاقت ہو کر معرکہ کو چھوڑ حضرت خواجہ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوتے جب حضرت خواجہ اپنے گھر پہنچ گئے تو حضرت امیر کو خلوت خاص میں لے جا کر طریقہ عالیہ کی تلقین فرمائی اور اپنی فرزندگی میں قبول کیا۔ اس کے بعد سے حضرت امیر کبھی کشتی کے دنگل میں اور بازاروں کی سیر کو نہیں گئے اور بیس سال تک ہمیشہ حضرت بابا کی خدمت میں حاضر رہے۔ ہفتہ میں دو بار پیر اور جمعرات کو قریہ سوخا سے سماسی کو تشریف لے جاتے تھے اور حضرت بابا کی خدمت سے مشرف ہوتے۔ اور واپس آ جاتے۔ ان دونوں گاؤں کا فاصلہ پانچ کوس ہے۔ آپ اس آنے جانے کی مدت میں حضرت خواجگان قدس اللہ سرہم کے طریقہ میں

۱۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے کہ سید شمس الدین خواجہ امیر کلال بن امیر حمزہ بن امیر یعقوب بن اسماعیل بن غوث بن عبد المنان بن قیام الدین ابن رکس الدین بن نور الدین بن عبد الخاق بن علیم اللہ بن شیخ بقا بن عبد الوہاب بن شمس الدین بن ابو اسحاق بن ابو الحسن بن صدر الدین بن حامد ابن محمود بن احمد بن عبد القادر بن حسین احمد بن قاسم بن زین العابدین ثانی بن محمد صالح بن امام ابو الدین امام علی موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن حضرت فاطمہ الزہراء حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما علیہ السلام۔

اس طرح مشغول رہتے کہ کوئی شخص مطلع نہ ہو سکے یہاں تک کہ آپ نے حضرت خواجہ کی تربیت میں تکمیل اور ارشاد کی دولت کو حاصل کر لیا۔ حضرت امیر کی صحبت کی دولت سے ہر شخص مرتبہ تکمیل سلوک اور جلالت کو پہنچے آپ کے تمام مریدوں کی تعداد ایک سو چودہ یا اس سے زیادہ تھی۔

کرامت: حضرت امیر کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ پیٹ میں تھے۔ اگر اتفاقاً کبھی مشتہہ نعمہ میرے پیٹ میں چلا جاتا تو سخت درد پیدا ہوتا تھا۔ جب یہ کیفیت کئی بار گزری تو میں سمجھ گئی کہ اس درد کا سبب یہ بچہ ہے جو حمل میں ہے۔ اس کے بعد میں کھانے میں بہت احتیاط کرنے لگی اور اس کی ولادت کی منتظر رہی۔

کرامت: اسی زمانہ میں جب حضرت امیر کلالؒ نوجوانی میں کشتی لڑتے تھے۔ آپ کے ارد گرد معرکہ اور ہنگامہ ہوا کرتا تھا۔ ایک روز اثناء کشتی میں ایک شخص کو خیال پیدا ہوا کہ یہ سید زادہ صحیح النسب کشتی کیوں لڑتے ہیں اور زور آزمائی کرتے ہیں۔ جو اہل بدعت کا طریقہ ہے۔ اس کو وہیں اکھاڑہ میں بند آگئی۔ کیا دیکھتا ہے کہ قیامت برپا ہے اور وہ خود سینہ تک کچڑ اور مٹی میں پھنس گیا اور مضطرب ہے اتنے میں حضرت امیر کلالؒ آئے اور اس کے دونوں بازو پکڑ کر آسانی کے ساتھ اس کچڑ میں سے نکال لائے۔ جب وہ شخص خواب سے بیدار ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہم زور آزمائی اسی دن کے لئے کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ حضرت خواجہ محمد بابا سماہی قدس سرہ کے فاضل و کامل تین خلیفے حضرت امیر کلالؒ قدس سرہ کے علاوہ اور بھی ہوئے ہیں۔ جو حضرت بابا سماہی کے بعد سالکوں اور مریدوں کی ہدایت و تربیت میں مشغول رہے۔ ایک خواجہ صوفی سوخاری مولد و مرقد قریہ سوخار ہے۔ جو شہر بخارا سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ دوسرے خواجہ محمود سماہی جو خواجہ بابا کے فرزند تھے۔ تیسرے مولانا علی دانش مند قدس اللہ اسرارہم۔

آپ کی وفات بروز جمعرات بتاریخ ۸ جمادی الاول ۷۷۲ ہجری بوقت نماز فجر ہوئی۔ مزار شریف قصبہ سوخار میں ہے۔

حضرت خواجہ محمد بہار الدین نقشبند قدس سرہ

نسبت اسے مرکزِ دائرۂ قطبیت کا بظاہر حضرت امیر کلال قدس سرہ سے انتساب ہے مگر حقیقتاً آپ حضرت خواجہ عبدالحق غجدوانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے اولیٰ فیض یافتہ ہیں۔ اور اسی سردارِ سلسلہ خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی روحانیت سے آپ کی تربیت باطنی ہوئی۔

حضرت امیر کلال نے اپنے آخر وقت میں اپنے تمام مریدوں کو حضرت خواجہ کی پیروی کرنے کے لئے حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا کہ خواجہ بہار الدین ذکر جہری میں آپ کی متابعت نہیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خواجہ صاحب پر جو کچھ گزرتا ہے وہ حکمت الہی پر مبنی ہے ان کا اس میں کچھ اختیار نہیں ہے۔ پھر آپ نے یہ مصرعہ پڑھا

مصرعہ اے ہمہ تو من کیم چنانکہ دانی داری

یعنی جو کچھ ہے سو تو ہی تو ہے میں کیا چیز ہوں۔ جیسا کہ تو مناسب جانتا ہے رکھتا ہے۔

اور فرمایا کہ تم نے خلفا خواجگان کا یہ کلام نہیں سنا کہ اگر تجھ کو بغیر تیرے باہر نکالیں تو تو خوف مت کر اور اگر تو خود باہر نکلا ہے تو تو خوف کر۔

ولادت حضرت خواجہ کی جائے پیدائش و وفات قصر عارفان ہے جو بخارا سے ایک کوس پر ایک گاؤں ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہِ محرم ۸۵۲ ہجری میں ہوئی۔ زمانہ لڑکپن سے ولایت کے آثار اور کرامت کے انوار آپ کی جبین مبارک سے ظاہر و آشکار تھے۔

خواجہ بابائے سماعی قدس سرہ نے آپ کے ظہور کی بشارت آپ کی پیدائش سے پہلے دی تھی۔ اور آپ کی ولادت کے بعد آپ کو اپنی فرزندگی میں قبول فرمایا اور آپ کی تربیت سید امیر کلال قدس سرہ کے حوالہ کی جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

ذکرِ خفی چونکہ حضرت خواجہ معاملات میں حضرت خواجہ عبدالحق غجدوانی قدس سرہ کی طرف سے عزیمت پر عمل کرنے کے لئے مامور تھے جیسا کہ آگے آئے گا۔ اس لئے آپ نے ذکر خفی اختیار کیا۔ اگرچہ

۱۰ نفحات ۳۴۵، رشحات ۵۲، رشحات ۵۵، آپ ساداتِ عظام میں سے امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ (دعوت)

المقامات ص ۷۳، رشحات ۵۲، رشحات ۵۴، رشحات ۵۲

۵۳ رشحات ص ۵۳ میں ولایت کا سال ۸۱۸ھ درج ہے اور یہ سن خواجہ عزیزاں کی وفات کا ہے۔

تربیت
ایک روز حضرت امیر قدس سرہ نے اپنے تمام چھوٹے بڑے مریدوں کے مجمع کثیر اور جم غفیر میں جو تقریباً پانچ سو آدمی مسجد اور جماعت خانہ کی تعمیر کے لئے قریہ سو غار میں جمع ہوئے تھے ارشاد فرمایا کہ اے دوستو! میرے فرزند خواجہ بہاؤ الدین کے بارے میں تم بدگمانی کرتے ہو تم نے اس کو پہچانا نہیں ہمیشہ عدائے پاک کی نظر خاص اس کے شامل حال ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے بندوں کی نظر حق سبحانہ کی نظر کے تابع ہے اور ان کے حال پر میرا زیادہ نظر کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے۔ پھر آپ نے حضرت خواجہ کو طلب کر کے فرمایا کہ اے میرے فرزند بہاؤ الدین میں حضرت خواجہ بابا سما سی قدس سرہ کی وصیت جو تمہاری بابت انہوں نے فرمائی تھی کہ جیسے میں نے تمہاری تعلیم و تربیت کی ہے، تم بھی میرے فرزند بہاؤ الدین کی ویسی ہی تعلیم و تربیت کرنا اور اس میں کچھ کمی نہ کرنا۔ میں نے پوری پوری تعمیل کی۔ پھر آپ نے سینہ بے کینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں نے تمہارے لئے اپنے پستان کو خشک کر لیا۔ اب تمہاری روحانیت کا مرغ بشریت کے اندے سے باہر نکل گیا ہے۔ مگر تمہاری ہمت کا مرغ بہت بلند پرواز واقع ہوا ہے۔ اب تم کو اجازت ہے کہ جہان سے خوشبو تمہارے دماغ میں پہنچے۔ ترک و ناجحک سے طلب کرو اور اپنی ہمت کے مطابق طلب کرنے میں کوئی کمی اور کوتاہی نہ کرو۔

ولایت خاصہ کی انتہا ہمارے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے تحصیل جذبہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے بعد اوپر کے سلوک کی طرف رجوع کیا اور اس سلوک کو نہایت تک پہنچایا۔ اہ فتاوی اللہ و بقا باللہ سے مشرف

۱ رشحات: ۵۲ رشحات: ۵۴، ۵۵ عہ وہ شخص عرب میں پیدا ہوا اور ایران میں پورس پاکر بڑا

ہوا۔ تاکہ بمعنی تاہم بھی خیال کیا جاتا ہے۔

ہوتے اور یہ مرتبہ ولایت کا ہے پھر آپ مقام شہادت پر گئے جو ولایت سے بالا ہے۔ اس مقام کو مقام ولایت سے وہی نسبت ہے جو تجلی صوری کو تجلی ذاتی سے۔ اس کے بعد آپ نے مقام صدیقیت پر جو مقام شہادت سے اوپر ہے، نسبت مذکور کے ذریعہ سے عروج فرمایا اور مقام صدیقیت کی انتہا تک پہنچے اور باوجود ان درجات کمال اور تکمیل حاصل کر لینے کے آپ معیت ذاتیہ کے راہ سے گئے جس سے حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ غیب ہویت تک پہنچے ہیں اور آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے رنگ میں اس نقطہ نہایت میں فنا ہوئے۔ اور حضرت غوث الثقلین قدس سرہ بھی اس راہ سے نہایت نہایت تک پہنچے اور اسی میں فنا حاصل کی ہے اور اس میں مستہلک ہونا ولایت خاصہ محمدیہ (علیہ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی انتہا ہے۔

صحبت اولیاء حضرت خواجہ سات سال تک مولانا عارف قدس سرہ کے ساتھ رہے ہیں جو حضرت امیر کلال علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے اور حضرت امیر کلال نے حضرت خواجہ سے برسوں پہلے ان کو تربیت دی تھی اور صاحب تصرف و کرامت تھے۔ اور آپ ان کی صحبت میں بطور متابعت اور تعظیم کے رہے ہیں اور بہت دیر آپ قثم شیخ اور خلیل انا قدس اللہ اسرارہما کی خدمت میں بھی حاضر رہے اور بارہ سال تک آپ نے شیخ انا کی صحبت میں عمر بسر کی۔ دوبارہ سفر حجاز کو تشریف لے گئے اور ہرات میں آکر خاص مولانا زین الدین ابی بکر تابا دبی قدس سرہ کی ملاقات کے لئے تابا دہ تک گئے اور تین روز تک ان کی صحبت میں رہے۔ خواجہ محمد پار ساقس سرہ کو معہ تمام ہمراہیوں کے راستہ سے نیشاپور کی طرف بھیج دیا۔ پھر آپ نیشاپور سے حجاز کو روانہ ہوئے اور واپس ہمراہیوں سے ان ملے۔ واپسی میں چند روز شہر مرد میں رہے۔ پھر بخارا میں تشریف لائے اور پھر آخر عمر تک بخارا ہی میں رہے۔

نقش بند جس وقت آپ حضرت خواجہ مولانا زین الدین کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تو صبح کی نماز کے بعد مولانا اور ادھر جہرہ میں مشغول ہوئے اور حضرت خواجہ بھی آکر بیٹھ گئے مولانا نے فرمایا کہ لے خواجہ ہمارا نقش بھی باندھو۔ یعنی ہمارے حال پر توجہ فرمائیں۔ حضرت خواجہ نے بطور تواضع کے جواب دیا کہ ہم خود نقش بننے کے لئے آتے ہیں۔ اس کے بعد مولانا آپ کو مکان پر لائے اور آپ کی ضیافت کی۔ اور دونوں کی باہم برسی صحبت رہی۔ تین دن تک آپ نے ان پر توجہ فرمائی۔ غالباً اسی روز

۵۵ رشحات ۵۵ قلمی نسخہ میں "باند" ہے اور رشحات میں "باورد" درج ہے۔

سے آپ کا لقب نقش بند ہوا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ آپ کی پہلی ہی صحبت میں ماسوا کا نقش سالک کے دل سے مٹ جاتا ہے۔ اس لئے آپ نقش بند کے لقب سے مشہور ہوئے ہوں۔ اور چونکہ نقش بند صورت بنانے والا اور پیدا کنندہ کے معنی میں بھی آیا ہے۔ اس لئے کہ جس وقت صفت تکوین آپ کو عنایت ہوئی ممکن ہے کہ خطاب نقش بند بھی بارگاہ رب العزت سے آپ کو سرفراز ہوا ہو۔ چنانچہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول جو اس آیت میں وارد ہوا ہے کہ رَبِّ ارْنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمَرْ بِاَنۢ بَلٰی وَلٰكِنْ لَّيَطْمَئِنَّ قَلْبُكَ اے رب دکھا دے مجھ کو کہ تو مردہ کیونکر زندہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تو ابھی ایمان نہیں لایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میں ایمان تو لایا ہوں مگر دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ میرا قلب مطمئن ہو جائے۔ مراد اس اطمینان قلب سے یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مظهر صفت احیاء و تکوین بننا چاہتے تھے۔

حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر قدس سرہ نے اپنی کتاب فتوح الغیب میں بعد ذکر فنا کے جو احوال اولیاء و ابدال کی انتہا ہے، فرمایا ہے کہ ثُمَّ يَرُدُّ اِلَيْهِ التَّكْوِيْنُ فَيَكُوْنُ بِمَا يَحْتٰجُ اِلَيْهِ بِاَدْنٰى اَللّٰهُ تَعَالٰی پھر اس پر صفت تکوین وارد ہوتی ہے۔ پس پیدا کرتا ہے جس چیز کو کہ چاہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے يَاۡبْنَۢنُ اٰدَمُ اَنَا اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لَشَیْءٍ کُنْ فِیْکُوْنُ یَعْنٰی اِنِّیْ اَجْعَلُکَ تَقُوْلُ لَشَیْءٍ کُنْ فِیْکُوْنُ اے ابن آدم میں خدا ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے جب میں کسی چیز کو کہتا ہوں کہ ”ہو جا“ تو وہ ہو جاتی ہے۔ یعنی میں تجھ کو ایسا بنادینا چاہتا ہوں کہ جب تو کسی چیز کے واسطے ”ہو جا“ کہے تو وہ ہو جائے۔

اکابر اولیاء کے قرار دادہ امور میں سے یہ بات ہے کہ بعض عارفوں کو اس امر کی قدرت **قدرت اولیاء** دی گئی ہے کہ وہ جو چاہتے ہیں پیدا کر دیتے ہیں مگر عارف کے پیدا کئے ہوئے اور خدا کے پیدا کئے ہوئے میں فرق یہ ہے کہ عارف کا پیدا کیا ہوا عالم شہادت میں اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک عارف کی توجہ عالم مثال یا عالم شہادت میں اس کے ساتھ باقی رہتی ہے اور جب توجہ جدا ہو جاتی ہے تو وہ موجود بھی معدوم ہو جاتا ہے۔

حضرت خواجہ نقش بند قدس سرہ سے زندہ کرنے، مارنے اور پیدا کرنے کی خوارق اور کرامتیں بہت

سی واقع ہوئی ہیں۔ چنانچہ ان کا بیان آگے آئے گا۔

معمولات خواجہ نقشبند حضرت خواجہ کے اعمال، اداہ نوافل کے بارہ میں حضرت مولانا یعقوب چرخ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ آپ تہجد کی نماز بارہ رکعتیں چھ سلام سے پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ نماز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض رہی ہے اور آخر میں نفل ہو گئی ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ ہمیشہ فرض رہی نفل نہیں ہوئی اور مقام محمود کا وعدہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا ہے نماز تہجد سے والبتہ تھا۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوتے تھے تو وہ دعائیں جو بیداری کے وقت کے لئے مروی ہیں پڑھتے پھر تھوڑی دیر استغفار میں مشغول ہو جاتے اس کے بعد مراقبہ میں مصروف ہو جاتے اور اگر کچھ رات زیادہ باقی رہتی تو آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے تھے اس کے بعد نیا وضو کر کے صبح کی سنتیں اور فرض ادا کرتے اور وہ دعائیں پڑھتے پھر مسجد کے راستہ اور مسجد میں داخل ہونے کے لئے مروی ہیں۔ اس کے بعد مریدوں کے ساتھ مراقبہ میں مشغول ہوتے یہاں تک کہ آفتاب نکل آتا۔ اس وقت دو رکعت نماز ادا کرتے۔

نماز اشراق و استحارہ کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللَّهَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حُجَّةٍ وَعُمْرَةٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَامِيَّةٌ ثَامِيَّةٌ ثَامِيَّةٌ جو شخص صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور خدا کا ذکر کرتا ہوا بیٹھا رہے یہاں تک کہ آفتاب نکل آئے اور پھر دو رکعت پڑھے۔ تو اس کو ایک حج اور پورے عمرے کا ثواب ملے گا۔ اس کے بعد آپ پھر دو رکعتیں بہ نیت استحارہ ادا کرتے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ يَا أَيُّهَا آدَمُ ارْكَعْ فِي رَكْعَتَيْنِ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ لَكَ مِنْهُ خَيْرٌ لِمَا كُنْتَ تَعْمَلُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَامِيَّةٌ ثَامِيَّةٌ ثَامِيَّةٌ جو شخص صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور خدا کا ذکر کرتا ہوا بیٹھا رہے یہاں تک کہ آفتاب نکل آئے اور پھر دو رکعتیں پڑھے۔ تو اس کو ایک حج اور پورے عمرے کا ثواب ملے گا۔ اس کے بعد آپ پھر دو رکعتیں بہ نیت استحارہ ادا کرتے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ يَا أَيُّهَا آدَمُ ارْكَعْ فِي رَكْعَتَيْنِ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ لَكَ مِنْهُ خَيْرٌ لِمَا كُنْتَ تَعْمَلُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَامِيَّةٌ ثَامِيَّةٌ ثَامِيَّةٌ

۱۔ مشکوٰۃ، باب الذکر بعد الصلوٰۃ، الفصل الثانی، رواہ الترمذی ۴۷۸۰ بالکل النبی الفاظ کے ساتھ چار رکعت والی حدیث مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ الضعیفی میں موجود ہے۔ شاید حدیث کی کسی کتاب میں دو رکعت کا ذکر بھی ہو جیسا کہ مصنف نے درج کیا ہے واللہ اعلم

غُفِرَ لَهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ أَثَرُهُ مِنَ زَيْدِ الْبَحْرِ وَنَحْوِ غُلُظِ الْحَجِّ فِي نَمَازِهِ فَارْغَ هُوَ بَعْدَ
جَانِزِ بَرِيْطَانِيَّاتِ يَہَاں تَک کہ دو رکعتیں پڑھ لے اور سوائے نیک بات کے اور کچھ نہ بولے تو اس کی خطائیں
بخش دی جائیں گی اگرچہ پندرہ کی جگہ سے زیادہ ہوں۔ اور بعض علما نے آیت ذَا بَرَاهِمِ الَّذِي وَفَّى دَاوَدَ
اِبْرَاهِيمَ کہ جو احکام پورے بجالایا پ ۴، ۵ کی تفسیر میں لکھا ہے یعنی نماز اس شراق ادا کرتے تھے۔

حب آفتاب بلند ہو جانا اور زمین گرم ہو جاتی۔ تو آپ نماز چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھتے، کبھی آٹھ
کبھی چار اور کبھی دو بھی پڑھتے کیونکہ ان میں سے ہر ایک رکعت کے بارہ میں احادیث وارد ہیں۔ اور تفسیر آیتِ فَاَتَتْ
كَانَ لِلرَّادِّيْنَ غُفُورًا تو بے شک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے (پ ۳۶) کے بارہ میں کہا گیا ہے
کہ مراد اس سے نماز چاشت ہے۔ اس نماز کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب کہ سنگ ریزے گرم ہو جائیں
اور آپ چھ رکعتیں نماز مغرب کی سنتوں کے بعد تین سلام سے ادا فرماتے تھے۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا روزہ ماسوائے اللہ کی نفی ہے اور ہماری نماز کا گناہ
روزہ اور نماز

شَرَاہُ رُخْدا کا دیدار ہے (چنانچہ یہ رباعی آپ ہی کی ہے)۔
تاروئے تو دیدہ ام من لے شمع طراز نے کارکنم نہ روزہ دارم نہ نماز
چوں با تو بوم مجاز من جملہ نماز و ربکہ تو بوم نماز من جملہ مجاز
ترجمہ: جب سے میں نے تیرا دیدار کیا ہے نہ کوئی کام ہو سکتا ہے صوم و صلوٰۃ کی ادائیگی تیرا دیدار
ہی میری نماز ہے۔ جبکہ تیرے بغیر میری نماز بھی مجاز کے سوا کچھ نہیں۔
مولانا یعقوب چرخنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شہود کے حصول اور مقصود تک واصل ہو جانے کے بعد
معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بارگاہ کے لائق کوئی عبادت ادا نہیں ہو سکتی بغیر اتنے آیت شریفہ مَا قَدَرُوا الشَّاءَ
حَقَّ قَدْرِهِ دَاوَرَانِہوں نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی پ ۴، ۵، اس کی تعظیم کا حقہ بجا نہیں لائی
جاسکتی ہے۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ حقیقت اخلاص فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے جب
حقیقت اخلاص تک بشریت غالب ہے میسر نہیں ہو سکتی اور یہ رباعی ارشاد فرمائی ہے

لے مشکوٰۃ شریف، باب الضعی، الفصل الثانی، رواہ البوراد۔
حضرت خواجہ یعقوب چرخنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ النسیہ میں خواجہ نقشبند قدس سرہ کے معمولات تفصیل
سے تحریر فرماتے ہیں۔ اگر شوق ہو تو وہاں سے مطالعہ فرمائیں گے رسالہ النسیہ: ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸

ساقی قدے کہ نیم ستیم محسور صبور محی الستم
مارا تو زمار ہاں کر تاما باخوشتنیم بت پرستیم

ترجمہ: یوں تو ہم شرابِ الت سے پہلے ہی سے محسور ہیں مگر ایک جامِ ساقی اور دے تاکہ ہم بالکل بے خبر ہو جائیں۔ ہمیں ہماری خودی سے چھوڑ دے کہ جب تک ہم اس قید میں چنے رہیں گے۔ خدا پرستی سے دور رہیں گے۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ درویش دو قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض ریاضتیں اور مجاہدے کر کے نتائج مانگتے ہیں اور بالآخر پالیتے ہیں اللہ اپنی مراد کو پہنچ جاتے ہیں اور بعض فضل ہیں جو محض فضلِ خدا سے بزرگ و برتر کے امیدوار رہتے ہیں اور طاعت و ریاضت کی توفیق کو بھی اسی کا فضل و کرم سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ الْحَقِيقَةُ شَرَكٌ مُسْلًا حِظَّةَ الْعَمَلِ لَا شَرَكَ الْعَمَلِ (اصل بات یہ ہے کہ نیک کاموں کا گھنڈہ ٹکڑے نہ یہ کہ نیک کاموں کو ترک کر دے)۔

شیخ الاسلام ہر وی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ عملِ نیک کو مت چھوڑو۔ مگر اس کو قیمتی چیز مت جانو۔
قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ فضلِ الہی سے مجھ کو مقامِ بے صفی میں پہنچ کر بیس برس گزر گئے۔
بے صفی تاور صفیتِ جملہ مما یتیم ہمہ چوں رفت صفیت عین حیاتیم ہمہ

ترجمہ: جب تک کہ ہم کسی صفت کے پابند ہیں کچھ نہیں ہیں۔ جب یہ بات نہ رہے، سب کچھ ہیں۔
ایک مدت تک دو بار ایک بین عقلمندوں اور تیز نگاہ والوں کے ساتھ ہمراہی کا اتفاق رہا۔ مگر وہ ہم کو درہمدا مقام کو باوجود بڑے میل ملاپ، محبت اور اخلاص کے پہچان نہ سکے۔ کیونکہ بندہ جب بے صفی کو پہنچتا ہے تو اس کا پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔ خاص کر رسمی دریشوں کے لئے۔

مردان رہش بہمت دیدہ روند زان در راہ او ہیج اثر پیدائیت
ترجمہ: مردانِ خدا دید کی ہمت سے سلوک کی منزلیں طے کرتے ہیں۔ جب کہ اس میں ان کی خودی کا ایک شے بھی باقی نہیں رہتا۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ جب میں کعبہ شریف کے سفر خصوصیت طریقتہ نقش بندہ سے واپس آیا تو ملکِ ملوس میں پہنچا۔ خواجہ علاؤ الدین معہ

۱۔ رسالہ النبیہ: ۳۷ مطبوعہ مجتہبی ۲۔ رسالہ النبیہ: ۳۵ و ۳۶ ۳۔ رسالہ النبیہ: ۳۶

۴۔ رسالہ النبیہ: ۲۷

اپنے مریدوں اور معتقدوں کے بنجارے ہمارے استقبال کے لئے آئے تھے۔ اور شاہ معز الدین حسین
ولتے ہرات کا ایک خدا ایک قاصد کے ذریعے سے ہمیں پہنچا۔ خط کا مضمون یہ تھا:

”میرے شرف ملاقات سے مشرف ہونا چاہتا ہوں اور میرا آتنا مشکل ہے“

پس حکیم اس آیت کے **وَأَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَ سَأَلَ** کو منت جھڑکوا اور بمقتضا اس کے
إِذَا رَأَيْتَ إِلَى طَالِبٍ فَكُلِّمْهُ لَمَّا خَادِمٌ صاحب تو میرے کسی طالب کو دیکھتے تو اس کا خادم بن جا۔ ہم ہرات
کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب ہم بادشاہ کے پاس پہنچے تو فقر کی مراسم تعظیم کی ادائیگی کے بعد محبت منعقد
ہوئی۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا آپ کو درویشی بطور سجادگی کے آپ کے بزرگوں سے پہنچی ہے؟ میں نے
کہا نہیں۔ پھر پوچھا کیا آپ سماع سنتے ہیں؟ اور ذکر جبر کھتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ بادشاہ نے کہا درویشی
تو ان ہی کاموں کو کہتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ ان میں سے کچھ بھی نہیں کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ خدا
تعالیٰ کا جذبہ عنایت بینایت جب مجھے پہنچا تو اس نے بلا ریا حضرت کے مجھے قبول فرمالیا۔ میں بہ اشارہ
الہی حضرت خواجہ عبدالغنی عجدوانی قدس سرہ کے سلسلہ میں داخل ہو گیا۔ اور اس طریقہ کے بزرگوں سے
فیض پایا۔ ان کے طریق میں ان چیزوں میں سے کچھ نہ تھا۔ بادشاہ نے پوچھا ان کے طریقہ میں کیا ہوتا ہے۔ میں
نے کہا وہ ظاہر میں مخلوق کے ساتھ رہتے ہیں اور باطن میں حق کے ساتھ رہتے ہیں۔ اس نے کہا کیا ایسا
ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا ہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ**
ذِكْرِ اللَّهِ مردان خدا وہ ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہیں کر سکتی (پ ۱۱۷) میں
نے کہا خلوت میں شہرت اور شہرت میں آفت ہے۔ ہمارے حضرات خواجگان قدس اللہ اسرار ہم کا ارشاد
ہے کہ ”خلوت در انجمن اور سفر در وطن اور ہوش در دم اور نظر بر قدم“ پھر میں نے کہا کہ وہ حضور اور ذوق جو ذکر بلند
اور سماع میں پیدا ہوتا ہے وہ ہمیشہ ہمیں رہتا۔ مگر وقوف قلبی کی مداومت جذبہ تک پہنچاتی ہے۔
اور جذبہ سے مقصود حاصل ہوتا ہے۔

گرمی مجوی الا از آتش درونی

ترجمہ: گرمی اندرونی آگ کے سوا اور کسی چیز سے مت حاصل کر

ذکر خفی کی حقیقت وقوف قلبی سے میسر ہو سکتی ہے اور وہ مقام حاصل
ہوتا ہے کہ خود دل بھی نہیں جانتا کہ وہ ذکر میں مشغول ہے۔ اکابر حقیقت

کا ارشاد ہے کہ خود اگر قلب کو اس کا علم باقی رہے کہ وہ ذکر کر رہا ہے یعنی محویت نہ ہو، تو جان لے تو کہ وہ ابھی غافل ہے۔ آیت کریمہ میں ارشاد ہے **وَإِذْ كُنَّا نُبْكِيكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً** ذکر کر تو پروردگار کا دل میں زاری اور خوف کے ساتھ۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ **لَا تَطْهَرُ ذِكْرَكَ لِنَفْسِكَ فَتَطْلُبَ لَهُ عَوَضًا** تو ذکر کو اپنے نفس پر ظاہر مت کرو ورنہ اس کا معاوضہ طلب طلب کرے گا۔ بعض اکابر اولیاء نے کہا ہے کہ **ذِكْرُ اللِّسَانِ هِزْيَانٌ وَذِكْرُ الْقَلْبِ دُسُوسَةٌ** ضربان کا ذکر بکواس ہے اور قلب کا ذکر دسواس ہے اور یہ بیت فرمائی ہے

دل را گفتم بیاد او شداد کنم
چہل من ہمہ او شدم کرا یاد کنم

ترجمہ: میں نے دل سے کہا کہ تجھ کو اس کی یاد سے خوش کروں دگو یاد دل نے جواب دیا، جب میں بالکل اس میں محو ہو گیا۔ تو پھر کس کی یاد کروں۔

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ قدس سرہ بادشاہ کی درخواست پر سہرات تشریف لے گئے اور بادشاہ کے محل میں اترے جس شخص کے پاس سے آپ گزرتے اور اس کو دیکھتے وہ خود رفته ہو جاتا۔ یعنی دربان اور خدام و احشام، سرداران و ارکان، مصاحبین اور وزراء وغیرہ۔

چار نسبتیں قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجگان قدس اللہ اسرارہم کی تصوف میں چار نسبتیں ہیں۔ ایک حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ ان کے علم اور حکمت کو زیادہ کرے، دوسرے شیخ جنید سید الطائفہ قدس سرہ سے اللہ تعالیٰ ان کے اسرار کو پاک کرے، تیسرے سلطان العارفين حضرت شیخ بایزید قدس سرہ سے جو حضرت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کو ہے چوتھے امیر المومنین حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ اسی لئے اس طریقہ کے درویشوں کو نمک مشلخ کہتے ہیں۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ وقوف قلبی اور وقوف عددی میں اپنے اختیار سے آنکھیں بند نہ کریں کیونکہ یہ مخلوق کے واقف ہونے کا ذریعہ ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھ کر جو اپنی گردن جھکاتے بیٹھا تھا فرمایا کہ **يَا أَبَا الْعُنُقِ اِرْفَعْ عُنُقَكَ** یا ابا العنق اپنی گردن کو اٹھاؤ، پس ذکر میں اس طرح سے مشغول ہو کہ کوئی شخص اہل مجلس سے اس کے حال سے واقف نہ ہو سکے۔

۱۵ رساله النبی: ۲۵ ۲۴ رساله النبی: ۲۵
۱۴۲

نشینوں پر ہستی ہے۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ارشاد اور تلقین میں مشغول ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔ کامل، مکمل اور مقلد۔ مکمل کی تعریف حضرت قطب المشرق خواجہ علی ترمذی قدس سرہ نے اپنی بعض تصانیف میں یہ کی ہے کہ اس کو بنی کی ولایت سے چار حصے ملتے ہیں اور وہ نورانی اور نور بخش ہوتا ہے اور مرد کامل خود نورانی ہوتا ہے مگر اوروں کے لئے نور بخش نہیں ہوتا اور مرد مقلد شیخ کی تقلید سے کام کرتا ہے اور اس کے اذن سے امیدوار ہوتا ہے۔ مگر مرد کامل کو بڑا فائدہ اس میں ہے کہ کامل مکمل سے تعلیم حاصل کرتے تاکہ وجود مکمل کا حکم حاصل کرے اور کہا گیا ہے کہ مرشد قطب ہو گا یا خلیفہ قطب ہو گا۔ بہر حال جو کچھ ہو گا ہمیشہ ذکر میں مشغول رہیے جس طرح سے کہ اس کو تعلیم دی گئی ہو اور اپنے پورے وقت کو ذکر میں مصروف رکھے غافل کو نماز صبح سے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد۔

مولانا یعقوب چرخنی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ حضرت خواجہ نے مجھ کو یہ وصیت فرمائی کہ جو شخص صبح اور شام ذکر میں مشغول رہے وہ ذاکرین خدا میں داخل ہوتا ہے اور اس کا شمار بموجب آیت شریفہ غافلوں میں نہ رہے گا۔ وَادْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَلِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ (پ ۱۴ ع ۱۱۳) یاد کرو اپنے رب کو اپنے دل میں زاری اور خوف کے ساتھ نہ کہ بلند آوازی سے صبح و شام اور غافلوں میں سے مت ہو۔ بعض مفسروں نے یہ کہا ہے کہ صبح اور شام سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ ذکر میں مشغول رہو اور غافلوں میں مت ہو۔ دوسری آیت یہ ہے کہ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً ۖ إِنَّهُ لَا يَجِبُ الْمُعْتَدِينَ (پ ۱۴ ع ۱۱۳) اپنے پروردگار کو مسکینی کے ساتھ پوشیدہ پکارو کہ وہ حد سے بڑھنے والوں کو ہمت نہیں رکھتا۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام ہم سفر تھے۔ جب بلند جگہ پر پہنچے تو صحابہ نے بلند آواز سے تکبیر اور تہلیل کہی۔ حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اَيُّهَا النَّاسُ اِرْجِعُوا عَلَىٰ اَنْفُسِكُمْ اَنْتُمْ لَا تَدْعُوْنَ غَائِبًا وَلَا اَصَمًّا اَنْتُمْ لَتَدْعُوْنَ سَمِيعًا قَرِيبًا۔ اے لوگو! ڈرو اپنی جانوں پر کیونکہ تم بہرے

اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ تم ایسے کو پکار رہے ہو جو سننے والا ہے اور نزدیک ہے اس پر علماء اور مشائخ کا اتفاق ہے کہ ذکر خفی افضل اور ادنیٰ ہے اور فرماتے ہیں کہ فرشتے ذکر بلند آواز سے نہیں کرتے ہیں۔
حکایت قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں امیر کلال قدس سرہ نے مجھ کو اجازت دی کہ ترک و تاجیک سے طلب کرو۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حکیم انا قدس سرہ جو اکابر ادلیہ ترک میں سے تھے مجھ کو ایک درویش کے سپرد کر رہے ہیں۔ جب میں بیدار ہوا تو اس درویش کی صورت میرے ذہن میں محفوظ تھی۔ میری داوی ایک حدیث تھیں۔ میں نے ان سے اپنا خواب بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسے فرزند تجھ کو مشائخ ترک سے کچھ فیض پہنچے گا۔ چنانچہ میں ہمیشہ اس بزرگ کا جویاں رہتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک روز بخارا کے بازار میں اس سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اس کو پہچانا اس کا نام خلیل تھا مگر اس ملاقات میں اس کی صحبت میسر نہ ہو سکی۔ جب میں مکان پر پہنچا تو ایک قاصد آیا اور کہا کہ خلیل درویش تم کو بلارہے ہیں۔ میں فوراً کچھ تحفہ اپنے ساتھ لے کر نہایت شوق اور عقیدت سے اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور چاہا کہ اپنا خواب ان سے بیان کروں۔ انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے ہمارے سامنے ظاہر ہے۔ بیان کرنے کی کیا ضرورت، ان کی اس بات سے میں بہت متاثر ہوا۔ اور ان کی صحبت کا اشتیاق مجھ کو بہت بڑھ گیا۔ ان کی مجالس میں بہت عجیب حالات ظاہر ہوتے اتفاقاً اسی زمانہ میں ان کو سفر درپیش ہوا اور وہ تشریف لے گئے۔ پھر ایک مدت کے بعد مجھ کو خبر ملی کہ درویش خلیل کو مملکت ماوراء النہر کی بادشاہی ملی ہے۔ چند روز گزرنے پائے تھے کہ مجھ کو ایک مقدمہ کے رفع کرنے کی ضرورت سے ان کی سلطنت میں جانے کا سلسلہ ہوا۔ اس مقدمہ کے ختم ہونے کے بعد انہوں نے مجھ کو اپنی خدمت اور صحبت کی عزت بخشی۔ سلطنت کے زمانہ میں ان سے بڑے بڑے حالات مشاہدہ ہوئے۔ میرے حال پر انہوں نے بڑی مہربانی فرمائی۔ آداب خدمت مجھ کو سکھائے۔ ان آداب کا حصول اس راہ کی سیر و سلوک میں مجھ کو بڑا کار آمد ہوا۔ چھ برس تک میں اس طریقہ سے ان کی خدمت میں رہا کہ دربار میں ان کے ساتھ سلطنت کے آداب بجالاتا اور خلوت میں ان کا محرم خاص رہتا تھا اپنے خاصان مملکت کے سامنے اکثر وہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص رضائے خدا کے لئے خدمت کرتا ہے، وہ مخلوق میں بزرگ مرتبہ کو پہنچتا ہے۔ مجھے معلوم تھا کہ اس کلام سے ان کا کیا مقصد تھا اور کیا مراد تھی۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ میری توبہ کا سبب یہ ہوا کہ مجھ کو ایک شخص کے ساتھ محبت
سبب توبہ مہتی۔ میں ایک مرتبہ اس کے ساتھ خلوت میں بیٹھا ہوا تھا اور بکمال توجہ اس سے
 گفتگو کر رہے تھے کہ ایک روز میرے کان میں یہ آواز آئی کہ اے بہاؤ الدین کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم سب
 سے باز آ کر ہماری درگاہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

وقت آمد اذان ماباش

عمریت کتا اذان غلیشی

ترجمہ: عمر بھر تم اپنے خیال میں پھنسے رہے۔ اب ہماری یاد میں رہنے کا وقت آگیا۔

اس آواز سے میرا حال متغیر ہوا اور بے قرار ہو کر میں وہاں سے نکلا۔ موسم گرمی کا تھا اور وہاں ایک
 نہر تھی۔ میں پانی میں اترا اور غسل انابت کیا اور کپڑے دھوئے اور اسی حال میں دو رکعت نماز ادا کی جب
 سے اس وقت تک اس آرزو میں ہوں کہ پھر کبھی ویسی نماز میسر ہو جائے مگر سالہا سال گزر گئے پھر ویسی
 نماز نصیب نہیں ہوئی۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ ابتدائے جذبہ میں مجھ کو ارشاد ہوا کہ تم اس راستہ کو کس طرح طے کرنا
 چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ میں کہوں اور چاہوں وہ ہو کر سے دراہ محبوبیت، خطاب ہوا کہ جو کچھ
 ہم کہیں وہ تم کو کرنا چاہیے (راہ عاشقیت) میں نے عرض کیا کہ مجھ میں اس کی طاقت نہیں۔ میں جو کچھ کہوں
 اگر وہ ہو جاتے تو میں اس راستہ میں قدم رکھ سکوں گا۔ ورنہ مجھ سے یہ راستہ طے نہیں ہوگا۔ دوبار اسی
 طرح کے سوال و جواب ہوئے۔ اس کے بعد سے مجھے میرے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ پندرہ روز تک میرا حال
 خراب رہا اور میں بالکل خشک ہو گیا۔ ناامید ہو جانے کے بعد خطاب پہنچا یا کہ آؤ جیسا تم چاہتے ہو
 ویسے ہی رہو۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ جو کچھ ارادہ الہی کے مطابق حضرت رسالت، پناہ
تنور میں روٹی نیکی صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرا تھا وہ ہم پر بھی گزرا۔ آپ کے صاحبزادہ کی اسی پناہ

میں وفات ہوئی جب کہ آپ کی زبان گہر فشان سے یہ کلام نکلا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جو نسبت پیغمبر صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی ہم تک پہنچی کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 ساتھ تنور میں روٹی لگائی اور تنور کے منہ کو بند فرما دیا۔ اور تنوڑی دیر کے بعد تنور کھولا تو سب کی روٹیاں بحبہ

اے سرور صلی اللہ علیہ وسلم کی روٹی کے پک گئیں اور آپ کی روٹی ویسی ہی خمیر تھی۔ ہم نے بھی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں تنور میں روٹیاں لگائیں۔ سب فقیروں کی روٹیاں پک گئیں اور ہماری روٹی ویسی ہی خمیر رہی۔

راقم کتاب حضرات القدس فقیر حقیر بدر الدین بن شیخ ابراہیم قدس سرہما سرہندی کہتا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روٹی کے خمیر رہنے کا راز یہ ہے کہ جس روٹی کو سردار کونین شفیع بن و انس صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک چھوتے آگ کی کیا مجال کہ اس میں اثر کر سکے۔ اور بوجہ اتباع حضرت خواجہ کے لئے بھی ایسا ہی پیش آیا اور حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طفیل سے آپ کو بھی اس منزل تک پہنچایا گیا۔

حکایت قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ ابتدائے احوال و غلبات اور جذبات و بے قراری کے زمانہ میں راتوں کو میں اطراف بخارا میں پھرا کرتا تھا اور ہر مزار پر جاتا تھا، ایک رات تین متبرک مزاروں پہنچا اور جس مزار پر میں جاتا اس پر ایک چراغ روشن نظر آتا۔ چراغدان تیل اور بتی سے، سبرا ہوتا۔ مگر بتی کو مھوڑی حرکت دینا پڑتی تاکہ تیل سے باہر آجائے اور روشنی از سر نو تازہ ہو جائے۔ شروع رات میں حضرت عبدالواسع قدس سرہ کے مزار پر پہنچا وہاں سے اشارہ ہوا کہ مزار محمود انجیر فتحوی قدس سرہ پر جانا چاہیے۔ جب میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں دو تلواریں میری کمر سے باندھی گئیں اور ایک گھوڑے پر مجھ کو بٹھایا گیا اور گھوڑے کی باگ خواجہ مزداجن قدس سرہ کے مزار کی طرف پھیر کر عجہ کو روانہ کر دیا گیا آخر رات میں ان بزرگ کے مزار پر پہنچا۔ وہاں بھی ایسا ہی چراغ نظر آیا۔ میں نے اس کی بتی بھی اونچی کی اور قبلہ رو ہو کر بیٹھا اور بے خبر ہو گیا۔ اس بے خودی میں، میں نے دیکھا کہ جانب قبلہ کی دیوار شق ہو گئی اور ایک بڑا تخت نظر آیا جس پر ایک بزرگ تشریف فرما تھے۔ ایک سبز پردہ ان کے سامنے کھینچا ہوا تھا اور اس تخت کے گرد ایک جماعت حاضر تھی۔ اس جماعت میں سے میں نے حضرت بابائے سماسی قدس سرہ کو پہچانا تو میں نے جان لیا کہ یہ سب لوگ انتقال کتے ہوئے ہیں۔

مگر عجہ کو خیال پیدا ہوا کہ یہ کون بزرگ لوگ ہیں اور یہ جماعت کن لوگوں کی ہے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ وہ بزرگ خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ ہیں اور یہ جماعت آپ کے خلفاء کی

ہے اور ان کے نام مجھ کو شمار کرائے اور ایک کی طرف ان میں سے اشارہ کیا۔ کہ یہ خواجہ محمد صدیق ہیں اور یہ خواجہ اولیاء کبیر ہیں اور یہ خواجہ عارف ریوگری اور یہ خواجہ محمود انجیر فغنوی ہیں اور خواجہ رامیتنی جب خواجہ محمد بابا سہاسی تک پہنچا تو کہا کہ تم نے ان کو حالت زندگی میں دیکھا ہے۔ یہ تمہارے پر ہیں۔ اور انہوں نے کو اپنی ٹوپی بھی عطا کی تھی۔ میں نے کہا کہ میں انہیں پہچانتا ہوں۔ اور ٹوپی کے قصہ کو ایک مدت گزر گئی۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہے انہوں نے کہا کہ وہ تمہارے گھر میں موجود ہے تم کو یہ خصوصیت دی گئی ہے کہ جو بلا کہ دنیا میں کسی پر نازل ہو تمہاری برکت سے دفع ہو جائے گی۔ پھر اس جماعت نے مجھ سے کہا کہ کان لگاؤ اور اچھی طرح سنو کہ حضرت عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ کچھ تم سے ارشاد فرمائیں گے جو سلوک طریق حق میں تمہارے لئے نہایت ضروری ہیں۔ میں نے کہا کہ میں حضرت خواجہ کو سلام کرنا چاہتا ہوں۔ پس وہ سبز پردہ میرے سامنے سے اٹھالیا گیا میں نے حضرت خواجہ کو سلام کیا۔ حضرت خواجہ نے دو ارشادات ایسے فرمائے جو ہر ایک مرتبہ سلوک ابتداء، اوسط اور انتہا کے لئے نہایت کار آمد ہیں۔ ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ وہ چراغدان جو تیل سے بھرا ہوا تم نے دیکھا تھا۔ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ آپ میں اس طریقہ کے حصول کی استعداد اور قابلیت موجود ہے لیکن استعداد کی بیٹی کو حرکت دو تا کہ چراغ روشن ہو اور اسرار ظاہر ہوں اور قابلیت کے مطابق عمل کرو کہ مقصود حاصل ہو۔ دوسرا ارشاد یہ تھا جس میں آپ نے مبالغہ سے یہ تاکید فرمائی کہ کسی حالت میں جادہ شریعت اور استقامت سے قدم باہر نہ رکھنا چاہیے اور عزیمت سنت پر عمل کرنا اور رخصت اور بدعت سے دور رہنا اور ہمیشہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ اپنا پیشوا بنانا چاہیے اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے متلاشی رہنا لازم ہے۔ اس گفتگو کے ختم ہونے کے بعد خلفائے حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہ نے مجھے فرمایا کہ اس حال کی سچائی اور اس گفتگو کی حقیقت پشاد یہ امر ہے کہ آپ مولانا شمس الدین کے پاس جایئے اور ان سے فرمائیے کہ فلاں ترک نے سقا پر دعویٰ کیا ہے اور حق اس ترک کی طرف ہے مگر آپ سقا کی طرف رعایت کر رہے ہیں اگر سقا ترک کے دعویٰ کے حق ہونے سے انکار کرے تو آپ سقا سے فرمائیے کہ ”اے سقا تشرنہ“ وہ اس کلام سے سمجھ جائے گا۔ اور دوسرا شاہد یہ ہے کہ سقا نے ایک عورت سے زنا کیا ہے اور جب وہ حاملہ ہوئی تو محل کو ساقط کر دیا اور بچہ کو فلاں موضع میں دفن کر دیا یا اس

پیغام کے پہنچانے کے بعد دوسرے دن صبح کے وقت تین مولیشی لے کر ریگستانِ مردہ کی راہ سے شہرِ نسف کی طرف متوجہ ہو جائیے۔ اور جب آپ پشتہ سے پار ہو جائیں۔ تو ایک بوڑھے شخص سے ملاقات ہوگی۔ وہ ایک گرم روٹی آپ کو دے گا۔ آپ اس کو لے لیں۔ اور اس سے کوئی بات نہ کریں۔ اور ایک قافلہ ملے گا اس میں سے ایک سوار سے آپ کی ملاقات ہوگی آپ اس کو نصیحت کرنا وہ آپ کے ہاتھ پر توبہ کرے گا۔ اور حضرت کی کلاہ مبارک جو آپ کے پاس ہے اس کو آپ سید امیر کلال کی خدمت میں لے جانا۔

پھر اس جماعت نے مجھ کو حرکت دی اور مجھ کو ہوش میں۔ لے آئی۔ میں اسی صبح کو عجلت کے ساتھ مکان پر گیا اور اپنے متعلقین سے ٹوپی کا قصہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ایک مدت سے وہ کلاہ فلاں مقام پر ہے۔ جب کلاہ مبارک پر میری نظر پڑی تو میرا حال متغیر ہوا اور میں بہت دیر تک روتا رہا۔ پس صبح کی نماز مولانا شمس الدین بانگتوی قدس سرہ کی مسجد میں ادا کر کے مولانا سے سارا قصہ بیان کیا۔ وہ بہت متحیر ہوئے۔ سقا حاضر خدمت تھا۔ وہ ترک مدعی کے دعویٰ کی حقیقت سے منکر ہوا۔ میں نے سقا سے کہا کہ میرا ایک گواہ یہ ہے کہ تو "سقائے تشنہ ہے"۔ سقا کو عالم معنی سے کچھ حصہ نہیں ملا ہے۔ پھر میں نے سقا کے زنا کرنے اور حمل کو ساقط کرانے کے کوہنہ کرنے کا قصہ بھی موقع سے عرض کیا۔ مولانا اور حاضرین مسجد اس مقام پر گئے اور جستجو کی تو بچہ اس مقام سے برآمد ہوا۔ سقا نے اپنے قصور پر نادام ہو کر معافی چاہی۔

دوسرے دن اشراق کے وقت میں نے تین مولیشی لے کر ریگستانِ مردہ کی راہ نسف کی طرف متوجہ ہوا۔ میری روانگی کی خبر پا کر مولانا نے مجھ کو طلب کیا اور بہت توبہ فرمائی پھر ارشاد ہوا کہ تجھ میں طلب کا درد پیدا ہوا ہے اور اس درد کی دو امیرے پاس ہے تم یہیں ٹھہر جاؤ تاکہ میں تمہاری تربیت کر سکوں۔ مولانا کے اس ارشاد کے جواب میں میری زبان سے یہ نکلا کہ میں دوسروں کا فرزند ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ پستان تربیت میرے منہ میں رکھیں اور میں اس کے سر کو کاٹوں۔ یہ سن کر مولانا خاموش ہو رہے اور مجھ کو جانے کی اجازت دے دی۔

اسی روز صبح کو میں نے اپنی کمر مضبوط باندھی اور دو آدمیوں سے میں نے شہرانی کی توبہ کہا کہ دونوں طرف سے میری کمر کو زور سے کھینچیں۔ اس کے بعد میں

روانہ ہو گیا۔ پشتہ کے پار ہو جانے کے بعد ایک پیر مرد سے ملاقات ہوئی اور اس نے ایک گرم روٹی مجھے دی۔ میں نے وہ لے لی اور ان سے کوئی بات نہ کی۔ وہاں سے روانہ ہوا تو اس کے بعد ایک قافلہ سے جا ملا۔ قافلہ والوں نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہو۔ میں نے کہا اب تک سے، انہوں نے پوچھا کہ وہاں سے کب روانہ ہوتے؟ میں نے کہا کہ طلوع آفتاب کے وقت اور میں ان لوگوں سے ملا تھا وہ چاشت کا وقت تھا۔ وہ لوگ متعجب ہو کر کہنے لگے کہ ہم اس سرٹام نکلے ہیں۔ جب میں ان کے پاس سے آگے بڑھا تو وہ سوار میرے پاس آیا اور اس نے سلام کیا اور کہا کہ آپ کون ہیں مجھے آپ سے خوف معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ پر تجھے بیعت کرنی چاہیے وہ سنتے ہی فوراً گھوڑے سے اتر پڑا۔ اور التجا کر کے اس نے توبہ کی۔ وہ سوار اپنے ساتھ بہت سی شراب رکھتا تھا۔ سب شراب پھینک دی۔

امیر کلال کی خدمت میں وہاں سے حضرت خواجہ امیر کلال قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ کلاہ شریف آپ کی خدمت میں پیش کی۔ امیر قدس سرہ نے بہت کچھ توجہ کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ ٹوپی حضرت عزیزان قدس سرہ کی ہے آپ نے فرمایا کہ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس کلاہ کو دو پردوں میں محفوظ رکھو۔ میں نے قبول کیا اور کلاہ مبارک لے لی۔

پھر جناب سید امیر کلال قدس سرہ نے مجھ کو ذکر خفی نفی و اثبات میں مشغول فرمایا۔ میں آپ کے ارشاد کے مطابق مدت تک اس کی ورزش کرتا رہا اور عمل بہ عزیمت کے اشارہ کے مطابق میں نے ذکر جہنہ کیا۔ قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ منازل اور مقامات کو طے کرنے کے زمانہ میں حضرت منصور علاج قدس کا ساحل مجھ میں دو مرتبہ پیدا ہوا۔ اور قریب تھا کہ میری زبان سے صدائے جوح حضرت منصور کی زبان سے نکلی تھی۔ وہاں تو ایک ہی دار تھی۔ مگر میں دو مرتبہ اپنے آپ کو اس دار پر لے گیا۔ اور کہا کہ تیری جگہ اسی دار پر ہے۔ فضل الہی سے یہ منزل طے ہو گئی۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ اگر روئے زمین پر خواجہ عبدالخالق عجدانی قدس سرہ کے خلفاء میں سے ایک بھی موجود ہوتا تو منصور علاج ہرگز دار پر نہ چڑھتے۔

حکایت آپ فرماتے ہیں کہ میں اس ذوق و شوق کے غلبہ کے زمانہ میں ایک روز بخارا سے نصف کی طرف جا رہا تھا کہ صحبت سید امیر کلال سے مستفید ہو سکو جب میں جغراتی کے مسافر خانہ میں پہنچا تو حضرت خضر علیہ السلام ایک سوار کی صورت میں گلہ بانوں کی طرح ایک بڑی لکڑی ہاتھ میں لئے ہوئے اور ٹوپی منہ کی اوڑھے ہوئے میرے پاس آئے اور وہ لکڑی مجھے ماری۔ ترکی زبان میں کہا کہ تو نے گھوڑوں کو دیکھا۔ میں نے ان سے کچھ نہ کہا حالانکہ کئی مرتبہ انہوں نے میرا سامنا کیا اور یوں پیش آئے۔ میں نے کہا کہ میں آپ کو پہچانتا ہوں۔ آپ خضر ہیں۔ پھر وہ سر لئے قراول تک میرے پیچھے پیچھے آئے اور مجھ سے فرمایا آئیے تھوڑی دیر ہم اور آپ ہم صحبت رہیں۔ میں نے ان سے اس کہنے پر توجہ نہ دی۔ جب میں سید امیر کلال قدس سرہ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے مجھ کو دیکھتے ہی ارشاد فرمایا کہ تم راستہ میں خضر علیہ السلام کی طرف ملتفت نہیں ہوئے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ چونکہ میں آپ کی جناب کی طرف متوجہ تھا۔ اس لئے ان کی طرف توجہ نہ دے سکا۔

ادب قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ میں نے سلطان العارفین بایزید قدس سرہ کے مقام کی سیر کی اور ان کے سیر کی انتہا تک پہنچا۔ شیخ جنید، شیخ شبلی اور شیخ منصور حلاج قدس اللہ اسرارہم کے مقامات کی سیر کی۔ جہاں تک یہ بزرگ پہنچے تھے۔ میں بھی وہاں تک پہنچا۔ یہاں تک کہ ایک بار گاہ بزرگ مجھ کو ملی میں سمجھ گیا کہ یہ بار گاہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی نہ کی اور نہایت ادب سے تعظیم و نیاز کا سر آپ کے آستانہ عزت و احترام پر رکھا۔ شیخ بایزید قدس سرہ جب اس بار گاہ تک پہنچے تھے۔ تو اُنہوں نے چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت میں سیر کریں۔ اس لئے ان کے منہ پر اس گستاخی کا طمانچہ لگا۔ پس جو اُن سے غلطی ہوتی تھی۔ میں نے اس سے پرہیز کیا اور راہ ادب اختیار کی۔

قریب راستہ قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ اگرچہ نماز و روزہ اور ریاضت و مجاہدہ حضرت تعالیٰ و تقدس تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک وجود کی نفی اور

سب رستوں سے قریب کا راستہ ہے۔ اس کی ضرورت ہے لیکن اپنے اختیار کے ترک کرنے اور اپنے اعمال کا قصور دیکھنے کے بغیر معاملہ درست نہیں ہوتا ہے۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ
اُمّت مرزومہ نَصِيبُ اُمَّتِي مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ كَنَصِيبِ اِبْرَاهِيْمَ مِنْ
 نَارِ مَرُودٍ میری امت کے حصہ میں نار جہنم ایسی ہوگی جیسے حضرت ابراہیم کے حصہ میں نار مرود۔
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ (میری
 اُمّت گمراہی پر جمع نہ ہوگی)۔ اس سے حضورؐ کی مراد اُمّتِ متابعت ہے، اُمّتِ دعوت اور
 اُمّتِ اجابت نہیں۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ حدیث میں جو وارد ہے کہ **اَلْفَقِيرُ الصَّابِرُ**
فتر جَلَسَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰی يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيِ الْمُقَرَّبِينَ غَايَةِ الْقُرْبِ (فقیر صبر کرنے
 والے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہوں گے یعنی نہایت درجہ مقرب خدا ہوں گے
 اشارہ اہل ظاہر کے احوال کی طرف ہے۔

فقر کی دو قسمیں ہیں: فقیر اختیاری اور فقیر اضطراری، یہ دوسری قسم پہلی سے بہتر ہے کہ بندہ
 کے لئے خدا کا تجویز کیا ہوا ہے اور حدیث قدسی اَنَا جَلِيسُ مَنْ ذَكَرَنِي جو شخص میرا ذکر کرے میں
 اس کا ہم نشین ہوں اہل باطن کے احوال کی طرف اشارہ ہے۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ ولایت بڑی نعمت ہے ولی کو چاہیے کہ اپنے آپ کو ولی
ولایت سمجھے تاکہ اس نعمت کا شکر ادا کر سکے۔ ولی محفوظ ہوتا ہے۔ عنایت الہی اس کو اس کے
 حال پر نہیں چھوڑتی اور بشریت کی آفات سے اس کو محفوظ رکھتی ہے۔ بخوارق اور کرامات کے ظاہر
 ہونے پر کوئی اعتماد نہیں ہونا چاہیے۔ معاملہ استقامت پر ہے۔

اولیاء کرام نے فرمایا ہے كُنْ طَالِبَ الْاِسْتِقَامَةِ لَا طَالِبَ الْكِرَامَةِ فَإِنَّ
 رَبَّكَ يَطْلُبُ مِنْكَ الْاِسْتِقَامَةَ وَنَفْسُكَ يَطْلُبُ مِنْكَ الْكِرَامَةَ استقامت کا طلبگار بن
 کرامت نہ مانگ کیونکہ تیرا رب تجھے استقامت کا حکم دیتا ہے۔ اور تیرا نفس تجھ سے کرامت چاہتا ہے۔

بزرگان دین کا ارشاد ہے کہ اگر ولی کسی باغ میں چلا جائے اور درخت کے ہر پتے سے آواز نکلے کہ

لے صحیحین میں اسکو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے۔ (۱- ج)

لے ۳۵ انیس الطالبین : ۵۵

اے خدا کے ولی! تو پھر بھی ظاہر و باطن سے اس کی طرف توجہ نہ ہوگی۔ بلکہ ہر لحظہ اس کی کوشش بندگی اور تضرع و نیاز مندی کی صفت میں زیادتی کرنے کے لئے ہوگی۔ حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں یہ انتہائی کمال تھا کہ جس قدر انعام و اکرام الہی مل و علا آپ پر زیادہ ہوتا۔ اسی قدر آپ کی بندگی، نیاز مندی و مسکنت زیادہ ہوتی تھی۔ چنانچہ اسی سبب سے آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

طریقہ نقش بندہ قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ نادر اور عروۃ و ثقی ہے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدرجہ کمال اقتدار کرنا اور آثار صحابہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرنا اس راستہ میں ہم کو محض فضل سے لایا گیا ہے۔ آخر تک ہم اسی فضل حق سبحانہ کا مشاہدہ کرتے ہیں نہ اپنے عمل کا۔ ہمارے طریقہ میں تھوڑے عمل سے بہت سی فتوحات ہیں۔ مگر اتباع کی رعایت بہت بزرگی والا کام ہے۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے طریقہ سے جو روگردانی کرے۔ اس کے دین کی خرابی کا اندیشہ ہے۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ صحبت یعنی ملے جلے رہنے کا ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔ خیریت جمعیت میں ہے اور جمعیت صحبت میں ہے۔ اور صحبت ایک دوسرے کی نفی میں ہے۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے طریقہ میں یہ بھی ہے کہ سالک کو نہیں جاننا

چاہیے کہ وہ کس مقام میں ہے تاکہ یہ دانست اس کے راستہ کا حجاب نہ بنے۔

قدسیہ: پیر کو چاہیے کہ طالب کے گزشتہ اور آئندہ حالات سے باخبر رہے۔ تاکہ اس کے مطابق تربیت کر سکے۔ شرائط طلب میں سے یہ امر بھی ہے کہ جب کبھی جن دوستان حق سبحانہ کی مصاحبت کا اتفاق ہو اپنے حال سے باخبر ہو اور اس وقت صحبت کو زمانہ گزشتہ سے موازنہ کرے اگر نقصان کی کمی اور کمال کی زیادتی اپنے اندر پائے تو بقول اس مقولہ کے اچھی بات کو اختیار کر لو۔ اس کی صحبت کو اپنے اوپر فرض عین سمجھے۔

قدسیہ: سالکین راہ حق خواطر شیطانی اور نفسانی کے دفع کرنے میں متفاوت ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ قبل اس کے کہ نفس اور شیطان ان کے دل پر اثر کرے اس کو دیکھ لیتے ہیں اور وہیں دفع کر دیتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جب خطرہ آتا ہے تو قرار پکڑنے سے پہلے اس کو دفع کر دیتے ہیں مگر یہ زیادہ مفید بات نہیں ہے۔ اگر اس خطرہ کی پیدائش کے سبب کا ادراک اور اس کے دفع کی قوت پیدا کریں تو زیادہ مفید بات ہے۔ خطرہ کا ادراک کر لینا۔ حال کی تبدیلی اور ایک صفت سے دوسری صفت کی طرف منتقل ہونا ایک دشوار امر ہے۔

قدسیہ: خدا کی معرفت کے راستے جن سے عارفوں کو خدا کی معرفت مراقبہ، مشاہدہ اور محاسبہ حاصل ہے دوسرے اس سے محروم ہیں۔ اس کے تین طریقے ہیں مراقبہ، مشاہدہ اور محاسبہ۔

مراقبہ یہ ہے کہ لِسِّيَانُ رُؤْيَةِ الْمَخْلُوقِ بِدَوَامِ النَّظَرِ إِلَى الْخَالِقِ
خالق کی طرف ہر وقت دیکھتے رہنے کی وجہ سے مخلوق کی دید کو بالکل بھول جانا
مراقبہ کی مداومت تادیر چیز ہے جس کو کما حقہ اس گروہ سے کم لوگوں نے حاصل فرمایا ہے اور میں نے اسکے حصول کے طریقہ کو معلوم کر لیا ہے اور غفلت کرنا اور سنت کی متابعت اور مشاہدہ واردات غیبی کے معائنہ کو کہتے ہیں جو سالک کے دل پر نزول کرتی ہیں۔ چونکہ جلدی گزر جاتی ہیں اور قرار نہیں پکڑتی ہیں، اس لئے ان کا ادراک نہیں ہو سکتا، مگر وہ صفت جو ہمارا حال بن جاتی ہے، ہم اس کو قبض اور بسط سے پہچان لیتے ہیں یعنی حالت قبض میں صفت جلال کا مشاہدہ کرتے ہیں، اور حالت بسط میں صفت جمال کا مطالعہ کرتے ہیں۔

اور محاسبہ یہ ہے کہ جو کچھ ہم پر گزرتا ہے ہم ہر گھڑی اس کا حساب کرتے ہیں کہ کس طرح گزر رہا ہے۔ اگر ہم دیکھتے ہیں کہ نقصان کی چیز ہے تو ہم اس سے باز گشت کرتے ہیں۔ اور از سر نو عمل اختیار کرتے ہیں اگر دیکھتے ہیں کہ بہتر چیز ہے تو مشکور ہو کر ہم اس حال میں ٹھہر جاتے ہیں اور اس عمل میں کوشش کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ قدس سرہ
خواجہ کی توجہ کی توجہ سے طالبوں کا حال یہ تھا کہ ہم پہلے ہی قدم میں مراقبہ کی سعادت سے مشرف

ہو جاتے تھے اور جب آنحضرت قدس سرہ کی توجہ اور زیادہ ہوتی تو مقام فناء تک واصل ہوتے اور اپنے سے فانی اور حق کے ساتھ باقی ہو جاتے۔ اس وقت حضرت خواجہ قدس سرہ فرماتے کہ ہم صرف حصول دولت کا واسطہ ہیں۔ ہم سے علیحدہ ہو کر مقصود حقیقی سے جا ملو۔ اصحاب تکمیل و ارشاد کا طریقہ یہ ہے کہ اس راستہ کے طالبوں کو طریقت کے گہوارہ میں لٹاتے ہیں اور تربیت کے پستان سے دودھ پلاتے ہیں یہاں تک کہ وصل الہی تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان کو دودھ سے روکتے ہیں۔ اور محرم بارگاہ احدیت بناتے ہیں تاکہ بلا واسطہ پیر کے براہ راست حضرت عزت و جلالت قدرت سے فیض حاصل کرنے لگیں۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ عبادت میں اپنی ہستی کی طلب ہے اور عبودیت میں اپنی ہستی کا کھونا ہے۔ جب تک سالک میں کچھ بھی ہستی باقی ہے کوئی عمل نتیجہ بخش نہیں ہو سکتا۔

تادر جوئے زہستی زہستی باقیست ایمن منشین کہ خود پرستی باقیست

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ اِذَا ارَدْتَ مَقَامَ الْاَبْدَالِ فَعَلَيْكَ تَبْدِيلُ الْاَحْوَالِ اگر تو مقام ابدال کا حصول چاہتا ہے تو اپنے حال کی تبدیلی کو لازم پکڑ، اس قول میں مخالفت نفس اور ترک ہوا و ہوس کی طرف اشارہ ہے۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ عُمْرُ خُدا **توجہ عارف** کو پہچانا اس سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی یعنی عارف جب اشیاء کی طرف توجہ کرتا ہے تو وہ اس پر ظاہر ہو جاتی ہیں۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ سب مشائخ کے آئینہ کی دو جہت ہوتی ہیں اور ہمارے آئینہ کی گمشدہ جہت ہے۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ چالیس سال سے ہم آئینہ داری کر رہے ہیں ہمارے وجود کے آئینہ نے کبھی غلطی نہیں کی۔ اس قول میں اس طرف اشارہ ہے کہ اولیاء اللہ جو کچھ دیکھتے ہیں نور فراست سے دیکھتے ہیں جو خدا نے پاک نے ان کو عطا کیا ہے اور جو چیز خدا نے پاک کی عطا کی ہوئی ہو وہ یقیناً برحق ہوتی ہے۔

شیخ عبدالقدوس قدس سرہ جو اولیاء عزالت کے قطب ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ نقشبند **خواجہ کی سیر** قدس سرہ کی سیر تمام آسمانوں اور زمینوں کے طبقات میں جاری ہے۔

۱۔ انیس الطالبین: ۶۲، ۶۳۔ ۲۔ انیس الطالبین: ۶۳۔ ۳۔ انیس الطالبین: ۶۸، ۶۹۔

نگاہ عارف قدسہ! آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عزیران قدس سرہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس گروہ کی نظریں روئے زمین مثل دسترخوان کے پیش نظر ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ نہیں بصورت ناخن ہے۔ لہذا کوئی شے زمین کی ان کی نظروں سے فاسب نہیں ہے اس ارشاد فرمانے کے وقت حضرت عزیران قدس سرہ دسترخوان پر تھے۔

شکر قدسہ! آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو سلامتی حق سبحانہ میں سونپ دے اس کی التجا غیر خدائے پاک سے شرک ہے۔ یہ شرک عوام سے معاف کر دیا جاتا ہے لیکن خاص سے معاف نہیں کیا جاتا۔

توکل قدسہ! آپ فرماتے ہیں کہ توکل کرنے والے کو چاہیے کہ خود کو توکل کرنے والوں میں شمار نہ کرے اور اپنے توکل کو اسباب کے استعمال میں پوشیدہ کر دے۔

قدسہ! آپ نے فرمایا کہ خدائے پاک نے مجھ کو دنیا کی خرابی یعنی دنیا سے لوگوں کو بچانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ مگر لوگ مجھ سے دنیا کی ترقی کے طلب گار ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی وجود اس وجود سے زیادہ حالت ویرانی میں بہتا تو فقر کے خزانہ کو اسی میں پوشیدہ کیا جاتا۔

فیض صحبت قدسہ! آپ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ تعلقات خلق کا بار صرف اسی لئے اٹھاتے ہیں کہ خلق اللہ کے اخلاق مہذب ہو جائیں یا کسی ولی کی ان کو صحبت حاصل ہو جائے کیونکہ کوئی ولی ایسا نہیں ہے جس کے حال پر اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت نہ ہو۔ خواہ اس سے وہ ولی آگاہ ہو یا نہ ہو۔ جو شخص کسی ولی سے ملتا ہے اس نظر الہی کا فیض اس کو پہنچتا ہے۔

عدسفرۃ دشمن بکشد طالب مقصود باشد کہ یکے دوست بیاید بفضیافت ترجمہ:- طالب مقصد سیکڑوں دفعہ دسترخوان دشمن کے لئے بچاتا ہے۔ اس امید پر کہ کبھی کوئی دوست بھی آکر شریک ہو جائے۔

قدسہ! آپ فرماتے ہیں کہ شمع کی مانند بن۔ مگر شمع کی طرح مت رہو۔ یعنی شمع دوسروں کو روشنی دیتی ہے ایسا بن اور شمع خود تائیک رہتی ہے تو ایسا مت رہو۔

۱۔ ۲۴ انیس الطالبین: ۶۴۔

۲۔ ۳۵ ۳۶ ۳۷ انیس الطالبین: ۵۴، ۵۵، ۵۶

خواجه کی شفاعت
 قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے ہمارے سامنے جوتے بھی رکھے ہوں تو اس کی بھی ہم شفاعت کریں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ پہلے خستہ آدمی کے اصلی حالت پر لانے کی کوشش کرو، اس کے بعد دل شکستہ کی اصلاح پر توجہ کرو۔
 قدسیہ۔ آپ نے فرمایا کہ اس راستہ میں مغرور کا کام نکلنا نہایت مشکل ہے۔
 گمچہ حجاب تو برون از حد است
 یسبح حجابیت چوپندار نیست
 ترجمہ :- اگرچہ خدا کے اور تیرے درمیان بہت کچھ حجاب ہیں۔ لیکن کوئی حجاب تیری خود پسندی سے بڑھ کر نہیں ہے۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کو چاہیے کہ جو کچھ کہے۔ ورنہ حال سے کہے۔ اگر بغیر حال کے کہے گا تو وہ حال کی سعادت سے محروم رہے گا۔
 قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ بات نہیں ہے کہ جو شخص دوڑا، اس نے خدا کو پا لیا۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ خدا کو وہ پائے گا جو اس کی راہ میں دوڑتا رہے گا۔ دوڑتے رہنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ ہمیشہ اس کی راہ میں سعی کرتا رہے۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو رازوں کی اطلاع دی جاتی ہے مگر وہ بغیر حکم الہی کے ان کو ظاہر نہیں کرنے کہتے ہیں کہ جو شخص خدا کے بھید سے واقفیت رکھتا ہے وہ چھپاتا ہے اور جو نہیں رکھتا وہ چلاتا ہے۔ اخفاء الکامراتہ عن الابرار۔ اسرار کو چھپانا ابراہ کا طریقہ ہے۔

قدسیہ : آپ فرماتے ہیں کہ یہ غیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی برکت سے مسخ صورت یعنی صورت کا بگڑ جانا تو اس امت سے اٹھایا گیا ہے مگر مسخ باطن یعنی دل کی خرابی باقی رہ گئی ہے۔
 اندریں امت نباشد مسخ تن
 لبیک مسخ دل بود اسے ذوقطن
 اے صاحب عقل ! اس امت میں خیم کا مسخ نہیں ہے لیکن دل کا بگڑ جانا باقی ہے (لہذا اسکی حفاظت کی کوشش کر)

قدسیہ : آپ فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہم سے کبھی خلق کے دلی حالات، اعمال اور احوال کا اظہار ہو جاتا ہے۔ ہمارا اس میں کچھ دخل نہیں ہے۔ یا تو الہام سے اس کی ہم کو خبر دی جاتی ہے یا کسی ذریعہ سے

۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰ انیس الطالبین : ۶۶۔

۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰ انیس الطالبین : ۶۷۔

ہم تک پہنچاتے ہیں۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ ہر کام میں نیت کی صحت نہایت ضروری ہے اس لئے کہ نیت بخشش الہی ہے اس کا کسب سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ بزرگان دین میں سے ایک بزرگ نے حضرت حسن لہری رحمۃ اللہ علیہ کی نمازہ جنازہ نہ پڑھی اور فرمایا لَمْ يَحْضُرْ فِي النِّيَّةِ دُمیری نیت حاضر نہیں ہوئی۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ حق کو باطل سے جدا کرنے کی نیت سے منطق پڑھنا جائز ہے۔
قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص کی قابلیت کا جو ہر بری صحبتوں کی وجہ سے خراب ہو جائے تو اس کا کام کی درستی دشوار ہے سولے اہل تدبیر کی صحبت کے اور وہ سرخ گندھک کی طرح کمیاب ہیں۔ رجائی

جز صحبت عاشقاں مستان مہیند
در دل ہو س قوم فرومایہ مہیند
ہر طائفہ ات بجانبِ خویش کشند !
چغدت سوتے ویرانہ و طوطی سوتے قد

ترجمہ: (محبت الہی میں) مست عاشقوں کی صحبت کے سوا کچھ اور پسند مت کر اور اپنے دل میں نا اہل لوگوں سے ملنے کی آرزو مت رکھو۔ ہر گروہ تمہیں اپنی جانب کھینچتا ہے۔ اُلو ویرانہ کی طرف اور طوطی قند کی طرف
قدسیہ: بندہ کا اختیار باقی رہنے میں بڑی سعادت ہے تاکہ اگر کوئی کام رضائے حق سبحانہ کے خلاف اس سے سرزد ہو جائے تو وہ شرمندگی اور پریشانی اور عذر و توبہ میں مشغول ہو سکے۔ اور اگر رضائے حق کے موافق ہو اور اس کے اختیار سے ہو تو اس کی توفیق کے شکر میں مصروف ہو جائے۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ غیاب الزیارت مع حضور القلب خیر من دوائہا بلدا حضور زیارت سے غائب رہنا حضور ہی دل کے ساتھ بہتر ہے بلکہ حضور ہی سامنے رہنے سے۔
آل حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا زُرْ غَیْبًا تَزِدُّ حَبًّا (ایک دن پھوڑا کر ملا کر دوائی سے محبت زیادہ ہوگی)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ستون خانہ کے پیچھے سے ہو کر پھر آگئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی جدائی کی طاقت

۱۔ انیس الطالبین: ۶۷۔ ۲۔ انیس الطالبین: ۶۸

۳۔ انیس الطالبین: ۶۸۔

میں نہیں رکھتا ہوں۔ اگرچہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی محبت کے کمال کا اظہار کیا۔ لیکن اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی تعمیل کرتے تو اور بہتر ہوتا۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ اگر طالب کو مرشد کے کام میں مشکل پیدا ہو جائے تو چلیے کہ طاقت کے مطابق صبر کرے اور کارخانہ اعتقاد کو برہم نہ کرے۔ ممکن ہے کہ اس پر اس کا راز ظاہر کر دیا جائے۔ اور اگر طالب مبتدی ہو اور صبر کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ شیخ سے دریافت کر لے۔ کیونکہ اس کے لئے پوچھ لینا روا ہے اور اگر طالب متوسط الحال ہو تو وہ اس کے حل کرنے کے لئے لب کشائی نہ کرے کہ اس کے لئے سوال جائز نہیں ہے۔

کرامت: حضرت خواجہ قدس سرہ سے کرامت طلب کی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ میری یہ کرامت کچھ کم ہے کہ باوجود اتنے گناہوں کے زمین پر چل سکتا ہوں اور فرمایا کہ مرید میں شیخ کے احوال کا ظہور مرید کی کرامت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ شیخ ابوالعباس قصاب قدس سرہ سے کرامت طلب کی گئی، تو انہوں نے فرمایا کہ میں ایک بکری فوج کرنے والے کا لڑکا ہوں۔ اتنی خلق میرے گرد کیوں جمع ہو گئی ہے؟

کرامت: حضرت خواجہ قدس سرہ کے ایک مخلص بیان کرتے ہیں کہ جس زمانے میں قیچاق کی طرف سے ایک لشکر نے شہر بنجارا پر حملہ کیا۔ بہت سی مخلوق کو ہلاک

توجہ کی برکت

اور بہت سی مخلوق کو قید کر لیا۔ انہی میں میرے بھائی کو بھی قید کر کے لے گئے۔ میرے والد اپنے لڑکے کے لئے بہت پریشان ہوئے اور ہمیشہ مجھ سے کہتے تھے کہ اگر تو میری رضا مندی چاہتا ہے تو اپنے

بھائی کی تلاش میں قیچاق کے سحر کی طرف جا۔ میں نے یہ ماجرا حضرت خواجہ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا

کہ تم اپنے باپ کی رضا مندی حاصل کرو۔ اس میں بہت سی سعادتیں اور برکتیں ہیں اور فرمایا کہ جب تم کو اس سفر میں کوئی مشکل پیش آئے گی تو ہماری طرف توجہ کرنا۔ پس اس سفر میں مجھ کو تھوڑی سی تجارت سے بہت سا نفع حاصل ہوا۔ اور بلا کسی دشواری کے بہت جلدی میں نے اپنے بھائی کو خوارزم میں پالیا۔

اور قیدیوں کی ایک جماعت کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر بنجارا کی طرف روانہ ہوئے۔ کشتی میں لوگ بہت تھے اور ہوا مخالف چلنا شروع ہو گئی۔ کشتی کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہوا۔ لوگوں نے فریاد شروع کی۔ اس ناامیدی اور پریشانی کی حالت میں میرے کانوں میں کسی شخص کی حضرت خواجہ کو یاد کرنے

گیا تھا، بھیجا کہ صورت حال اس طرح سے واقع ہوئی ہے چاہیے کہ پانچ سواشر فیاں فقراء کی خدمت میں بھیج دوں۔ چند روز کے بعد معلوم ہو گیا کہ مادرہ النہر کا وہ حاکم اسی روز کہ حضرت خواجہ نے فرمایا تھا کہ ہم اسی پر وار کرتے ہیں قتل کیا گیا۔

ایک وقت میں تین جگہ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہ نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ درویشوں کی جماعت کے ساتھ ایک درویش کے حجرے میں تھے۔ ان درویشوں میں سے کچھ لوگ کھانے پینے کے سامان کے سامان کی تیاری کے لئے نکلی اور دو فریق ہو گئے۔ ایک فریق مراٹوں کے بازار کی طرف روانہ ہوا۔ انہوں نے حضرت خواجہ قدس سرہ کو اس بازار میں دیکھا اور خیال کیا کہ شاید آپ حجرے سے باہر نکل آتے ہیں۔ دوسرا فریق چوک کی طرف روانہ ہوا تھا۔ اس نے بھی حضرت خواجہ قدس سرہ کو چوک میں پایا۔ انہوں نے بھی آپ کی نسبت وہی خیال کیا کہ آپ حجرہ سے باہر نکل آتے ہیں۔ یہ درویش بازار میں باضی محمد درآہنی سے ملے اور ان سے اپنی سرگزشت بیان کی۔ اس نے کہا کہ میں نے اس وقت حضرت خواجہ قدس سرہ کو فلاں مقام پر دیکھا کہ ایک طرف کو تشریف لے جا رہے تھے۔ فقیر دل کو تردد ہوا کہ حضرت سے کہاں جا کر ملاقات کریں وہ اسی خیال میں تھے کہ ایک درویش ان کے پاس آیا اور کہا کہ حضرت خواجہ یاد فرماتے ہیں کہ اتنی دیر آپ کو کیوں ہوئی۔ درویشوں نے اس سے سب قصہ بیان کیا۔ اس نے کہا کہ جس وقت سے تم لوگ حضرت خواجہ کے پاس سے باہر نکلے ہو۔ میں اور حجرہ والا درویش برابر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر رہے حضرت نے حجرہ سے قدم باہر نہیں نکالا۔ اور اس وقت جلدی کر کے تمہارے پاس مجھ کو بھیجا ہے۔ درویشوں نے یہ کرامت حضرت خواجہ سے بیان کی۔

حضرت نے فرمایا کہ ایک رات درویش محمد زاہد زیور تونی شیخ شادی کے مکان میں تھے ایک دوسرے کے ساتھ ہم جلیس ہوئے اور صفت ایشار و فدا ان پر طاری ہوئی اور بے خود ہو کر فانی ہو گئے بہت دیر اسی طرح گزری۔ ہر شخص یہ خیال کرتا تھا کہ ان کی روحیں بدنوں سے جدا ہوئیں ہیں اسی وقت حضرت خواجہ قدس سرہ قصر عرفان سے نکلے۔ اور تمام درویشوں کو اپنے تصرف سے اس صفت سے نکالا۔ اور فرمایا کہ جب آپ اس صفت میں آتے اور یہ حالت آپ پر طاری ہوتی۔ مجھ کو حکم ہوا کہ جاؤ ہمارے

بندوں کی دستگیری کرو۔ اس وجہ سے اس رات کو میں قصر عارفان سے نکل کر آیا۔

نہر الٹی بہہ گئی کرامت: حضرت خواجہ قدس سرہ نہر کے اس کنارہ پر جو مزار شیخ سیف الدین باغری قدس سرہ کے برابر ہے درویشوں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اور صحبت گرم تھی۔ اتنے میں ایک شخص کی زبان سے یہ نکلا کہ پہلے بزرگوں کو کرامت و تصرفات حاصل تھے۔ اس زمانہ میں کوئی ایسا بزرگ نہیں ہے جس سے اس قسم کے امور سرزد ہوتے ہوں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اب بھی ایسے لوگ ہیں اگر اس نہر کو اشارہ کر دیں کہ الٹی بہے تو اسی وقت الٹی بہنے لگے۔ حضرت خواجہ یہ فرما ہی رہے تھے کہ نہر کا پانی الٹا بہنے لگا۔ ایک جماعت کثیر اور جم غفیر نے اس کرامت کو دیکھا اور مخلوق کا اعتقاد حضرت کی نسبت اور بھی زیادہ ہو گیا۔

کرامت: ایک درویش حضرت خواجہ قدس سرہ کی صحبت میں آیا اور حضرت کے قدموں پر گر پڑا۔ حضرت نے اس کے حال پر توجہ نہ فرمائی اور فرمایا کہ ماغان کے لوگوں کو تیری وجہ سے نقصان پہنچا اور تو بغیر ہماری اجازت کے وہاں سے آیا ہے۔ آپ نے ہیبت اور جلال کے ساتھ اس کی طرف نظر کی اس بزرگ کی حالت متغیر ہو گئی اور وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اور اس کے سانس کی آمد و رفت رک گئی۔ حاضرین میں سے کسی کو بھی اس کی سفارش کی مجال نہ تھی۔ آخر کار سب لوگ حضرت خواجہ کے والد بزرگوار کی خدمت میں گئے۔ وہ بہت احتیاط کے ساتھ حضرت خواجہ کی خدمت میں گئے اور کہا کہ سب درویش اس کی خطاؤں کی معافی چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ جب تک وہ آفاق میں نہ جائے گا۔ اور لوگوں کو راضی نہ کرے گا۔ اور وہ اس کی ایذا رسانی سے رہائی نہ پائیں گے۔ اس وقت تک اس شخص کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر حضرت نے اس کے سینہ پر قدم مبارک رکھا اور کہا کہ اٹھ۔ وہ فوراً ہوش میں آ گیا۔ اور اٹھ کھڑا ہو گیا۔

کرامت: ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ غلوت میں ایک درویش کے مکان میں تنور سلگا رہے تھے۔ اتنے میں حضرت پر کیفیت اور خوش وقتی طاری ہوئی آپ نے اپنا دست مبارک سلگتے ہوئے تنور میں ڈال دیا۔ اور بہت دیر تک اس میں رکھے رہے جب آپ نے ہاتھ نکالا تو آپ کے ایک بال کو بھی آگ کا کچھ اثر نہ ہوا تھا۔

لے انیس الطالبین: ۱۰۲۔ لے لے انیس الطالبین: ۱۰۶، ۱۰۷۔

خلیل اللہ در آتش ہے گفت ! گرموتے زمین باقیست مے سوز

ترجمہ: حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام آگ میں گرتے وقت فرماتے تھے کہ اگر ایک بال بھی مجھ میں میرا باقی ہے تو جل جائے۔ حاضرین پر اس کرامت کے مشاہدہ سے حالت عظیم طاری ہو گئی۔

خر بوزہ کرامت: ایک روز چند درویش پالیز کے کھیت کو پانی دے رہے تھے کہ ایک درویش نے کہا خاندان خواجگان قدس اللہ اسرارہم میں سے ایک درویش پالیز کے کھیت کو پانی دے رہا تھا۔ روٹی کھانے کے دوران میں اس کے مریدوں نے کہا کہ کیا اچھا ہوتا جو تھوڑے خر بوزہ زامچی کے ہوتے۔ وہ شخص پالیز کے کھیت میں آیا اور خر بوزہ زامچی کے نکال لایا۔ اس حکایت کے تذکرہ کے وقت حضرت خواجہ نے اپنے مریدوں سے پوچھا کہ کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ ایک درویش نے یہ حکایت حضرت خواجہ سے بیان کی۔ حضرت نے اصحاب کو باتوں میں مشغول رکھا اور ہاتھ دراز فرمایا۔ اور پالیز کے کھیت سے ایک خر بوزہ زامچی کا نکال لائے۔

پرواز کرامت: ایک درویش ہامیر تلج نامی کا یہ حال تھا کہ جب درویش اس کو کسی کام کے لئے بھیجتے تو وہ اس کام کو اسی وقت تھوڑی دیر میں پورا کر کے آجاتا تھا۔ اور اکثر اوقات پرندوں کی طرح بلا پروں کے اڑا کرتا تھا۔ ایک روز درویشوں نے اس کو سب آرا روانہ کیا۔ وہ ہوا میں اڑ کر جا رہا تھا اتنے میں حضرت تشریف لائے اور اس کے اس حال کو دیکھا۔ نگاہ پڑنے کے ساتھ ہی اس کا یہ حال سلب ہو گیا اور وہ زمین پر گر کر ترپنے لگا۔ اس کے بعد پھر کبھی ہوا میں پرواز نہ کر سکا۔

حفاظت کرامت: ایک درویش نقل کرتے ہیں کہ ایک دن کسی کے ساتھ مجھے دلی رغبت غالب ہوتی کچھ اس طرح سے کہ میں اپنے آپ کو روک نہیں سکتا تھا۔ مجبوراً میں نے اس کے پاس جانے کا قصد کیا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو لیک ایک حضرت خواجہ قدس سرہ اپنے ہاتھ میں عصا لئے ظاہر ہوئے اور مجھ کو عصا سے مارنا چاہا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر دہشت مجھ پر غالب ہوئی اور دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر آنکھیں بند کر کے وہاں سے اپنے گھر کی طرف بھاگا۔ ایک مدت تک میرا یہ حال رہا کہ میں کسی چیز پر نظر نہیں ڈالتا تھا۔ اس مقام سے حضرت خواجہ قدس سرہ دس دن کے فاصلے پر

رہائش رکھتے تھے۔

کرامت : ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ قصر عارفان کے باغ میں اقامت گزریں تھے امیر برہان الدین سپہ امیر سید کلال قدس سرہ آئے اور تھوڑی دیر میں روٹی پکانے لگے

بارش رک گئی

اتنے میں ابر عظیم پیدا ہوا۔ اور بارش شروع ہو گئی۔ سب لوگ حیران ہو گئے۔ اس حالت کو دیکھ کر حضرت خواجہ قدس سرہ نے امیر برہان الدین سے فرمایا کہ بارش سے کہو کہ جہاں ہم ہیں وہاں تک نہ آئے امیر برہان الدین نے بہت عاجزی کی اور کہا کہ میری کیا مجال جو ایسی بات کہوں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ہم تمہیں کہتے ہیں کہ اس طرح کہو اور نفس کو محفوظ رکھو۔ امیر برہان الدین نے حضرت خواجہ قدس سرہ کے ارشاد کی تعمیل میں جس طرح کہ حضرت نے فرمایا تھا کہا اس قادر کی قدرت کہ حضرت خواجہ کے نفس کی برکت سے جہاں وہ درویش تھے ایک قطرہ پانی نہ برسا۔ اور باہر خوب بارش ہوئی۔

اسی طرح شہنشاہ میں بھی جس وقت کہ حضرت نے بخارا کا ارادہ کیا، چاروں طرف بارش شروع ہو گئی۔ حضرت نے خواجہ پارسا سے فرمایا کہ بارش بہت ہو گئی ہے۔ دعا کرو تاکہ بارش رک جائے پس کہو کہ بارش رک جا۔ خواجہ پارسا قدس سرہ نے امیر برہان الدین کی طرح عاجزی سے وہی کلمہ کہا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم کہتے ہیں تم کہو۔ خواجہ پارسا نے کہا اے بارش بھڑ جا بارش رک گئی، ہوا چلنے لگی، اور آفتاب نکل آیا۔

کرامت : شیخ شادی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جب میں حضرت خواجہ قدس سرہ کی نظر قبولیت سے مشرف ہوا تو فدائیت اور ایثار یعنی بخشش

پیار کو سونا بنا دوں

کا عالم مجھ پر آسان ہو گیا۔ میرے پاس سو دینار عدلی تھے ایک روز میری اہلیہ نے مجھ سے کہا کہ اس کو چھپا کر رکھ چھوڑو۔ یقین کی کمزوری کی وجہ سے میں نے بھی اس رائے سے اتفاق کر لیا اور بخارا چلا گیا۔ اور ان دیناروں سے موزہ کیمنت اور دیگر ہر قسم کی چیزیں خرید کیں۔ کچھ ایسی وجہ پیش آئی کہ راہ قصر عارفان سے غدلیوت جانے کا اتفاق ہوا اور حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ اے شادی، شہر سبجا کو کیوں گئے تھے۔ میں نے کہا کہ کچھ کام تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ موزہ کیمنت اور جو کچھ کہ تم نے خریدا ہے، حاضر کرو۔ میں نے سب چیزیں حضرت خواجہ کی خدمت میں

۱۵۷ انیس الطالبین : ۱۷۱ ۱۷۲ انیس الطالبین : ۱۷۷

حاضر کر دیں حضرت نے فرمایا کہ سودینار عدلی کا بقیہ بھی حاضر کرو میں نے وہ بھی پیش کر دیئے پھر آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تو دینار چاہتا ہے تو عنایت الہی سے پہاڑ کو تیرے لئے سونا بنا دوں لیکن ہم عالم فقر میں ہیں ایسی چیزوں پر نظر نہیں ڈالتے۔ فقیروں کی جماعت کا کارخانہ اس عالم سے الگ ہے تمہیں کسی چیز کی کمی نہ ہوگی۔ پھر کیوں جمع کرتے ہو۔

کرامت: ہولانا سعد الدین قرشوی قدس سرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت **باغ نمبر** خواجہ میرے باغ میں تشریف لائے اتفاقاً وہ موسم خزاں کا تھا۔ میری نظروں میں باغ بہت دیران تھا گویا کہ ایک غارستان اور شورستان تھا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ہم تمہارے باغ کو سرسبز اور تازہ کر دیتے ہیں۔ تاکہ تمہارا یقین زیادہ ہو جائے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اب دیکھو۔ میں نے دیکھا کہ باغ پھولوں سے بھرا ہوا ہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ باغ میرا نہیں ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ وہی باغ ہے جب ایک زمانہ دراز اسی بہار کے عالم میں گزر گیا تو باغ اسی سابقہ حالت پر نظر آیا۔ یہ کرامت آپ کے کمال ولایت کی بابت میرے یقین کے زیادہ ہونے کا سبب ہوئی۔

کرامت: حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ نقل کرتے ہیں کہ ایک روز **قبر سے جواب** حضرت خواجہ قدس سرہ حضرت معشوق طوسی قدس سرہ کے مزار کی زیارت کے لئے طوس تشریف لائے۔ جب آپ ان کے مزار پر پہنچے تو فرمایا السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا مَعْشُوق طوسی تم لپچے ہو۔ ان کی قبر سے آواز آئی وَ عَلَیْكَ السَّلَامُ يَا خواجہ بہاؤ الدین نقش بند ہم اچھے ہیں۔ درویشوں کی ایک جماعت نے جو حضرت خواجہ کے ہمراہ تھی۔ اس کلام کو سنا اور منکرین خواجہ نے اس کرامت کو دیکھ کر حضرت خواجہ کی ولایت کا اعتراف اور اقرار کیا۔

کرامت: حضرت خواجہ قدس سرہ درویش عطا کے مکان کے بالاخانے پر اترے امیر بخارا کا محل **قوالی** اس مکان کے متصل تھا۔ ایک جماعت قوالوں کی اس قصر میں گانے میں مشغول تھی اور ایک جماعت صوفیوں کی رقص کر رہی تھی۔ بے حد شور و شغب اور اہو و لعب برپا تھا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جو کچھ اس وقت سنا جا رہا ہے وہ ممنوع اور نامشروع ہے پس اس کا علاج یہ ہے کہ ہم اپنے کانوں میں ردنی رکھ لیں تاکہ صبح تک ان آوازوں کے سننے سے محفوظ رہیں۔ یہ فرما کر صوفیوں میں حسرت نے تصرف

کیا اور ان کا احوال متغیر ہوا۔ اور یہ حسد ام آوازیں کسی طرح سے ان کے کانوں میں نہ آسکیں۔ پڑوسیوں نے صبح کو رات کے حالات و ردیثوں سے بیان کر کے دریافت کیا کہ آپ کی رات کیونکر گزری حضرت خواجہ اور ان کے اصحاب سماع سے منع فرماتے ہیں اور تمہارے مکان کے قریب شب گانا اور قہقہے دسرود اور دف کی آوازیں تھیں۔ درویشوں نے حضرت خواجہ کے تصرف کا قصہ بیان کیا۔ ان لوگوں نے بہت تعجب کیا۔ یہ واقعہ ان کی ہدایت اور راہ یابی کا سبب ہو گیا۔

ٹیلی فون کرامت: حضرت خواجہ قدس سرہ ایک دفعہ بخارا کے ایک گاؤں میں مقیم تھے۔ حضرت فرمایا کہ مولانا عارف دیگر انی تشلاق علانسف میں خواجہ مبارک مولینا بہاؤ الدین کے پاس بیٹھے ہیں اور ہم کو طلب کر رہے ہیں۔ یہ فرما کر فوراً نسف کی طرف روانہ ہوتے۔ جب حضرت خواجہ کی مولانا سے ملاقات ہوئی۔ تو مولانا نے حضرت خواجہ سے کہا کہ جب تک ہم آپ کو تین بار طلب نہ کریں آپ تشریف نہ لایا کیجئے۔

کرامت: ایک دفعہ حضرت خواجہ قدس سرہ امیر برہان الدین فرزند سید امیر کلال قدس سرہ کے گھر قریہ سونغار میں تھے۔ امیر موصوف نے حضرت خواجہ سے التماس کیا کہ مجھ کو مولانا عارف کی ملاقات کا اشتیاق ہے۔ اور وہ نسف میں ہیں۔ آپ توجہ فرمائیے تاکہ مولانا جلد تشریف لائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم بہت جلد مولانا کو طلب کرتے ہیں۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ امیر کی خالقاہ کی چھت پر تشریف لے گئے اور تین بار فرمایا کہ اے مولانا عارف۔ پھر آپ نیچے اتر آئے۔ اور فرمایا کہ مولانا عارف نے میری آواز سن لی ہے اور اس طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ جب مولانا عارف حضرت کے پاس پہنچے تو کہا کہ میں فلاں روز فلاں وقت نسف میں دوستوں کے ساتھ بیٹھا تھا کہ حضرت خواجہ کی آواز میرے کانوں میں آئی کہ آپ مجھ کو طلب کر رہے ہیں اس لئے میں فوراً نسف سے بخارا کو روانہ ہو گیا۔

کرامت: حضرت خواجہ قدس سرہ کہتے ہیں کہ ہمارا ایک درویش بخارا میں مولانا نجم الدین ولد رک نامی ہے۔ میں اس کو طلب کرتا ہوں وہ کل ظہر کے وقت تک آجاتے گا۔ دوسرے دن مولانا نجم الدین ظہر کے وقت حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں مقام قرشی میں پہنچ گئے اور کہا کہ کل حضرت

۱۔ انیس الطالبین: ۱۳۶، ۲۔ انیس الطالبین: ۱۳۵ عہ خط کشیدہ عبارت انیس الطالبین میں نہیں ہے۔ ۱۲۰

۳۔ انیس الطالبین: ۱۳۵

خواجہ کے طلب کرنے کی آواز میرے کانوں میں آئی۔ میں بے قرار ہو گیا اور تاخیر نہ کر سکا اسی وقت بخار سے نصف کی طرف روانہ ہو گیا۔

منہر سے خربوزہ کرامت: ایک درویش نقل کرتے ہیں کہ میں ایک محراب میں حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ بہار کا موسم تھا اور میرے دل میں خربوزہ کی آرزو پیدا ہوتی تھی میں نے حضرت خواجہ سے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ پانی کی ایک نہروں سے نزدیک تھی۔ حضرت خواجہ نے اس نہر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ نہر کے کنارے جاؤ۔ خربوزہ مل جائے گا۔ میں نہر کے کنارے گیا ایک تازہ خربوزہ بہتا ہوا میرے سامنے آیا۔ میں نے اس کو لے لیا اور میرا یقین حضرت خواجہ کی نسبت اور بھی زیادہ ہو گیا۔

اٹے میں برکت ایک درویش کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ قدس سرہ میرے مکان پر آئے تھے۔ تشریف لائے میں خوش دل اور شادال ہوا۔ میرے گھر میں آٹا موجود نہ تھا۔ اسی دن آٹے کا محفیلہ میں لایا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس آٹے کو محفوظ رکھو اور اس میں سے خرچ کرو اور اس کی کمی بیشی کو کسی پر ظاہر مت کرو۔ حضرت خواجہ دو ماہ میرے مکان پر مقیم رہے اور بہت سے درویش دیگر دوست احباب بکثرت حضرت خواجہ کی ملاقات کے لئے آتے رہے اور وہی آٹا پکارتا مگر وہ اپنے حال پر جیسا تھا ویسا ہی رہا جب حضرت خواجہ تشریف لے گئے تو ہم ایک مدت دراز تک اسی آٹے میں سے خرچ کرتے رہے اور آٹا مطلق ختم نہ ہوا۔ جب میں نے حضرت کے ارشاد کے خلاف کیا اور اپنے اہل و عیال سے اس واقعہ کا اظہار کر دیا تو برکت جاتی رہی۔

سب کچھ لٹا دیا کرامت: ایک درویش کا بیان ہے کہ میں شروع زمانہ میں دکانداری کیا کرتا تھا۔ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ میری دکان پر تشریف لائے۔ اور حضرت سلطان العارفين بايزيد بسطامي رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کا تذکرہ کیا۔ اور فرمایا کہ سلطان العارفين نے فرمایا ہے کہ اگر میں اپنے رومال کا ایک کونہ کسی شخص تک پہنچ کر دوں تو وہ میرا فریفتہ اور شیدا ہو کر میری جستجو میں نکل پڑے گا۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ اگر میں اپنی آستیں ہلا دوں تو تمام اہل بخارا میرے فریفتہ اور حیران ہو جائیں، گھر بار چھوڑ کر میرے پیچھے ہو جائیں۔ اثنائے کلام میں حضرت

نے اپنی آستیں ہلاتی۔ اور میری آنکھ حضرت کی آستین کے کونہ پر پڑ گئی۔ پس بے خود ہو گیا اور زمین پر گر کر تر پینے لگا۔ ایک مدت اسی طرح گر رہی اور جب حالت درست ہوتی اور میں اپنی حالت پر ٹوٹا تو حضرت خواجہ کا عشق میری رگ و پے میں اثر کر گیا۔ میں نے اپنا گھر بار دکان و پونجی غرضیکہ ہر چیز جو میرے پاس تھی لٹادی اور حضرت خواجہ قدس سرہ کے عاشقوں میں شامل ہو گیا۔

پانی پر چلنا کرامت: ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ نے سردیوں کے موسم میں ایک درویش سے بہت سی لکڑیاں جمع کرنے کو کہا، حضرت خواجہ کے حکم کے مطابق لکڑیاں جمع ہو گئیں تو اگلے دن برف باری شروع ہو گئی۔ اور لگاتار چالیس روز تک ہوتی رہی۔ اسی حالت میں حضرت نے خوارزم کا ارادہ کیا اور شیخ شادی نامی درویش ہم رکاب تھے۔ جب آپ کنارہ آب حرام کام پر پہنچے تو شیخ شادی سے فرمایا کہ پانی کے اوپر قدم رکھ کر گزر جاؤ۔ شیخ شادی غرق ہونے کے خوف سے پانی پر چلنے کی جرأت نہ کر سکے۔ حضرت نے تاکید فرمایا کہ چلو اور نظر ہیبت سے شیخ شادی کی طرف دیکھا اور وہ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو قدم پانی پر رکھا اور چلنے لگے۔ اور حضرت خواجہ ان کے پیچھے روانہ ہوئے۔ اس ندی سے گزر جانے کے بعد حضرت نے شیخ شادی سے فرمایا دیکھو تمہارا موزہ تر ہوا ہے یا نہیں۔ شیخ نے دیکھا تو ان کے موزہ پر پانی کا کچھ بھی اثر نہ ہوا تھا۔

بارش کرامت: ایک دفعہ نسف میں امساک باران ہوا اور حضرت خواجہ کے مخلصین نے جو اس زمانہ میں وہاں موجود تھے۔ ایک درویش کو حضرت کی خدمت میں بھیجا۔ اس درویش کو دیکھتے ہی حضرت نے فرمایا کہ اصحاب نسف خیریت سے ہیں اور انہوں نے طلب باران کے لئے تمہیں ہمارے پاس بھیجا۔ ہے۔ درویش نے کہا کہ ہاں حضرت نے فرمایا کہ ہم تمہارے لئے اس دفعہ بخارا سے پانی بھیجتے ہیں۔ پھر آپ نے اس درویش کو حقوڑی دیر پھٹرنے کے لئے ارشاد فرمایا حقوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ابر کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا۔ اور پھیل کر برسنے لگا۔ دن بھر برساتا رہا۔ دوسرے دن آپ نے ان کو جانے کی اجازت دے دی اور وہ بارش کے دوران ہی میں نسف روانہ ہوئے یہ بارش تین رات دن تک مسلسل ہوتی رہی حضرت خواجہ کی اس کرامت سے تمام ملک سیراب ہو گیا۔

۱۲۹: ۱۲۸: انیس الطالبین

۱۲۷: انیس الطالبین

ذکرِ جہر اور رقص کرامت: ایک درویش بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ مقامِ قرشتی میں تھا۔ خلوت میں درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ رقص کر رہا تھا۔

میرے پاس ایک عمدہ رومال تھا وہ میں نے قوال کو دے دیا۔ پھر کسی کام کے لئے گھر سے نکلا تھا کہ اسی وقت حضرت کش کی طرف سے آئے اور قرشتی میں، میں پہلا شخص ہوں جس نے حضرت خواجہ سے ملاقات کی۔ اس وقت حضرت نے فرمایا کہ اہل قرابت فقر آسے اتفاق رکھنا چاہیے۔ ہمارے طریقہ میں ذکرِ جہر اور رقص نہیں ہے۔ حضرت کے اس بات سے مطلع ہونے پر میرا حال متغیر ہوا۔ حضرت نے ایک مدت تک مجھ کو اپنی صحبت میں نہ آنے دیا۔ جب تک کہ درویشوں کی ایک جماعت نے میری سفارش نہ کی میں حضرت کی صحبت میں باریاب نہ ہو سکا۔ اور کوئی نسبت اپنے آپ میں نہ پاتا تھا۔

لڑکا مل گیا کرامت: ایک درویش کا بیان ہے کہ مجھ کو اولادِ نرینہ نہ ہوتی تھی۔ میں نے حضرت کی خدمت میں دعا کے لئے التماس کی۔ حضرت خواجہ نے دعا فرمائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک لڑکا عطا کیا۔ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور لڑکے کے لئے آپ کا ملبوس (کرتہ) طلب کیا۔ آپ

نے فرمایا کہ جاؤ میں کرتہ نہیں بھیج سکتا۔ میں گھر واپس آیا تو دیکھا وہ لڑکا فوت ہو چکا تھا۔ میں پھر حضرت خواجہ کی خدمت میں گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ تم نے ہم سے لڑکا مانگا وہ ہوا۔ اب خدا تعالیٰ تجھے کو دو لڑکے عطا کرے گا۔ جن کی عمر بہت ہوگی۔ اور وہ تجھے کو کافی ہوں گے۔ اس کے بعد میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ ایک زمانہ کے بعد وہ بیمار ہو گیا۔ میں نے آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ہمارا فرزند ہے۔ تم کو اس کی علالت سے کیا تعلق۔ بہت مرتبہ بیمار اور صحت یاب ہوگا اس کے بعد اور دوسرا لڑکا تولد ہوا۔

دو بھڑے کرامت: ایک درویش کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ نے مجھ کو ایک کام کے لئے کسی جگہ روانہ کیا۔ ہوا نہایت گرم تھی۔ واپسی میں ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا۔ اور اس درخت سے تکیہ لگا کر سو رہا۔ میں نے خواب میں آپ کو دیکھا۔ کہ عصا ہاتھ میں لئے ہوئے میری طرف تشریف لارہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ سونے کی جگہ نہیں ہے اٹھو میں بقیار

ہو کر خواب سے اٹھا کیا دیکھتا ہوں کہ دو بھیڑیے غونچاؤں میرے سر ہانے کھڑے ہیں۔ میں فوراً فقر عارفان کو روانہ ہو گیا۔ جب میں نزدیک پہنچا تو دیکھا کہ حضرت خواجہ راستہ پر کھڑے ہوئے فرما رہے ہیں کہ کوئی شخص ایسی جگہ میں سوتا ہے۔

مرنے کی ترکیب قدسیہ: حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جب میرا وقت آخر ہو گا۔ تو میں درویشوں کو مرنے کی ترکیب سکھاؤں گا۔ سب درویش اس وقت کے منتظر تھے جب حضرت خواجہ قدس سرہ کو مرض الموت ہوا تو کاروان سرائے میں گئے اور مرض کے زمانہ میں اسی سرائے کے ایک حجرہ میں مقیم رہے۔ خاص خاص مرید آپ کی خدمت میں رہتے تھے حضرت نے ہر ایک کے حال پر مرحمت اور الطاف خاص فرماتے۔ اور آخر وقت دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور بہت دیر تک دعا کرتے رہے پھر دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے اور اس عالم سے رحلت فرما گئے۔

کرامت: خواجہ علاؤ الدین غجدوانی قدس سرہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ کے مرض الموت کے زمانہ میں حاضر تھا۔ حضرت حالت نزع میں تھے۔ جب حضرت نے مجھ کو دیکھا تو فرمایا اے علاء دسترخوان لا اور کھانا کھا۔ حضرت ہمیشہ مجھے علاء کہا کرتے تھے۔ تعمیل ارشاد کے لئے دسترخوان لایا اور چند لقمے کھائے۔ اس حالت میں میں کھانا نہ کھا سکتا تھا۔ اس لئے دسترخوان کو اٹھا دیا۔ حضرت نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ میں نے دسترخوان اٹھا دیا ہے۔ پس فرمایا کہ اے علاء! دسترخوان بچھا اور کھانا کھا۔ میں نے پھر چند لقمے کھا کر دسترخوان اٹھا دیا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ دسترخوان بچھاؤ اور کھانا کھاؤ۔ کیوں کہ کام اچھی طرح کرنا چاہیے۔ آپ نے چار مرتبہ اسی طرح ارشاد فرمایا۔

کرامت: آپ کے مرض کے آخری ایام میں آپ کے اصحاب کی ایک جماعت کو خیال پیدا ہوا۔ دیکھتے حضرت کس کو ارشاد کی اجازت عطا فرماتے ہیں۔ حضرت خواجہ کو اس خطرہ سے آگاہ ہو گئی۔ اور فرمایا کہ اس وقت مجھے تشویش میں مبتلا نہ کرو۔ یہ کام میرے اختیار کا نہیں ہے۔ حق تعالیٰ تم میں سے جس کسی کو اس مرتبہ پر پہنچا دے گا۔ وہ مرتبہ خود اس کا فیصلہ کر دے گا۔ حضرت

خواجہ کے بعض مریدین نے نقل کیا ہے کہ حضرت نے اس وقت یہ فرمایا کہ بات وہی ہے جو ہم نے حجاز کے راستہ میں کسی مہتی کہ جس کو ہمارے دیکھنے کی آرزو ہو۔ وہ خواجہ محمد پارسا کو دیکھ لے اس ارشاد کے دوسرے دن آپ نے رحلت فرمائی۔

کرامت: خواجہ علاؤ الدین قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ کے انتقال کے وقت سورہ یسین پڑھ رہا تھا۔ جب سورہ نصف ہوتی تو انوار ظاہر ہونے لگے۔ ہم کلمہ پڑھنے میں مشغول ہوتے اس کے بعد حضرت خواجہ کا سانس منقطع ہو گیا۔ حضرت کی عمر شریف پورے تہتر سال کی تھی اور چوبیس سال میں پیر کے دن تیسری ماہ ربیع الاول ۷۹۱ھ یا ۷۹۰ھ ہجری میں وفات پائی چنانچہ حضرت خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

بہار الحق والدین طاب ثوابہ	امام سنت و شیخ جماعت
چو میرنت از جہاں این بیت میخواند	براہل فضل و ارباب براعت
بطاعت قرب یزداں میتواں یافت	قدم در نہ گرت ہست استطاعت
بدیں دستور تاریخ وفاتش	بروں آرا نہ حروف قرب طاعت

مزار شریف بخارا میں ہے۔ فقیر نے اس صاحب کمال کی تاریخ وفات قول اول کی بنا پر "عجائب الکرامات بود" اور قول ثانی کی بنا پر "اور سراج ایں امت بود" اور تیسری سنت بودہ سے پائی ہے۔

واضح ہو کہ حضرت امیر کلال قدس سرہ کے چار فرزند
امیر برہان الدین قدس سرہ اور چار خلیفہ تھے۔ سب کے سب صاحب حال تھے۔ حضرت نے اپنے ہر ایک فرزند کی تربیت اپنے ایک ایک خلیفہ کے سپرد کی تھی۔ امیر برہان الدین قدس سرہ حضرت امیر کلال کے بڑے صاحب زادے تھے اور ان کی تربیت حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند قدس سرہ کے سپرد تھی اور فرمایا تھا کہ جب استاد شاگرد کی تربیت کرے تو چاہیے کہ اپنی تربیت کا اثر شاگرد میں مطالعہ کرے۔ تاکہ اس پر بھر دسمہ ہو جائے کہ تربیت اس میں

۱۵۴۱ شمات ۱۵۴۱ شمات ۵۴، ۵۴، ۵۴ دیوان حافظ شیرازی مطبوعہ ایران ۳۵۷

ریہ رباعی فقیر کے اصل نسخہ میں نہیں ہے ۱۲۱۔ ۵۴ شمات ۵۴

قائم ہو گئی ہے اور اگر اس میں خلل دیکھے تو اس کی اصلاح کرے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت خواجہ نقشبند سے فرمایا کہ میرے فرزند امیر برہان الدین موجود ہیں۔ کسی کا دست تصرف ان تک نہیں پہنچا۔ اور اس کی معنوی تربیت نہیں کی۔ تم میرے سامنے ان کی تربیت میں مشغول ہو جاؤ۔ تاکہ میں تمہاری تربیت کا اثر دیکھوں اور مجھے تمہاری صفت تربیت پر اعتماد ہو جائے۔ حضرت خواجہ نے ادب کی وجہ سے کچھ توقف کیا۔ حضرت امیر نے فرمایا کہ تامل نہیں کرنا چاہیے۔ حضرت خواجہ یہ تعمیل ارشاد حضرت امیر برہان الدین کے باطن کی طرف متوجہ ہوئے۔ جس سے ان میں حالت عظیم پیدا ہوئی اور سکر حقیقی کا اثر ظاہر ہوا۔ اس کے بعد امیر برہان الدین حضرت خواجہ کی تربیت میں مرتبہ کمال اور تکمیل کو پہنچے اور صاحب تصرف و کرامات ہوئے۔ حضرت امیر برہان الدین کا طریقہ خلق سے انقطاع کا تھا۔ آپ ہرگز کسی سے نسبت نہیں رکھتے تھے۔ اور کسی کو آپ کے انوار باطن کی اطلاع نہ ہوتی تھی۔ آپ کی قوت باطن اس درجہ تھی کہ حضرت خواجہ کے بعض مریدوں کا حال گم کر دیتے تھے۔

تصورِ شیخ

کرامتِ شیخ نیک روز بخاری جو حضرت خواجہ کے مریدوں میں سے ہیں نقل کرتے ہیں کہ جب مجھ کو راستہ میں امیر برہان الدین سے ملاقات کا اتفاق ہوتا تو میرے احوال باطنی مجھ سے غائب ہو جاتے تھے۔ ایک روز میں حضرت خواجہ کی خدمت میں امیر برہان الدین کی شکایت کرنے کے لئے آیا۔ حضرت خواجہ نے مجھ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ تم اس وقت امیر برہان الدین کی شکایت کے لئے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت کے منیر خورشید نظیر پر خود روشن ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہوں۔ تم میری طرف اس طرح متوجہ ہو جایا کر دکھ میں نہیں ہوں جو کچھ میں حضرت خواجہ ہیں۔ اس کے بعد جب امیر برہان الدین سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ تو انہوں نے چاہا کہ میری طرف متوجہ ہوں۔ میں نے فوراً حضرت خواجہ کی صورت کا تصور کیا۔ اور کہا کہ میں نہیں ہوں۔ حضرت خواجہ ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ امیر برہان الدین کا حال متغیر ہوا۔ اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اس کے بعد سے انہوں نے کبھی مجھ میں تصرف نہیں کیا۔

کرامت! امیر برہان الدین قدس سرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عید قربان کے موقع پر جب کہ لوگ عید گاہ سے نماز پڑھ کر واپس ہو رہے تھے۔ حضرت خواجہ کے ساتھ مخلوق کا بہت کچھ ہجوم تھا اور میں سب سے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ جب میں نے حضرت خواجہ کیساتھ لوگوں کا اس قدر ہجوم دیکھا تو اس وقت میرے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ حضرت خواجہ کا یہ ابتدائی زمانہ ہے۔ اور آپ کے تصرفات و کرامات کے ظہور کا اب آغاز ہو رہا ہے۔ اس لئے مخلوق کا ہجوم حضرت کے اوقات میں مغل ہو گا۔ حضرت خواجہ ہٹ کر گئے۔ جب میں آپ کے پاس پہنچا تو حضرت خواجہ نے میرا گریبان پکڑ کر مھوڑی حرکت دی۔ اس سے ایک صفت نہایت بزرگ میرے باطن میں پیدا ہوتی کہ اس کی عظمت اور صولت سے میری طاقت جاتی رہی۔ اور میں گرنے کے قریب ہو گیا۔ مگر حضرت خواجہ نے مجھ کو بچا لیا۔ اور ایک وقت اسی حالت پر گزر گیا۔ جب مجھ کو افاقہ اور ہوش آیا تو حضرت نے فرمایا کہ کیا کہتے ہو۔ اب بھی وہ تصرفات ہیں یا نہیں؟ میں ندامت سے حضرت کے قدموں پر گر گیا

آپ حضرت امیر کلال قدس سرہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ کا نام **امیر حمزہ قدس سرہ** حضرت امیر نے اپنے والد کے نام پر رکھا اور ہمیشہ آپ کو پدر کہا کرتے تھے۔ آپ کی تربیت مولانا عارف دیگ گرانہ قدس سرہ کے حوالے فرماتی تھی۔ آپ مولانا کی تربیت کے دیر سایہ درجہ کمال اور تکمیل کو پہنچے اور حضرت امیر کلال کی وفات کے بعد آپ ہی ان کی جگہ مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور برسوں تک خلق اللہ کو رشد و ہدایت فرماتے رہے۔ آپ کی وفات عرۃ شوال ۸۰۸ ہجری میں ہوئی۔

آپ حضرت امیر کلال قدس سرہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ اور آپ کی **امیر شاہ قدس سرہ** تربیت حضرت نے شیخ یادگار قدس سرہ کے حوالے کی تھی۔ آپ ہندگان خدا کی خدمت گزاری میں بہت اہتمام اور کوشش رکھتے تھے۔ اور لوگوں کی مشکلوں کو بہت خوبی سے حل کرتے تھے۔ اور لوگوں کی دلجوئی اور نگہداشت میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھتے تھے۔ آپ دنیا سے بقدر کفایت لیتے اور فرماتے کہ ہر شے کے لینے کے پیچھے جواب دنیا لگا ہوا ہے۔

۱۔ رشحات: ۲۴ ۲۔ رشحات: ۲۵ ۳۔ رشحات: ۲۸۔ ۴۔ اردو ترجمہ میں ۲۰۸ ہجری درج

ہے لیکن یہ صحیح نہیں رشحات میں ۸۰۸ھ ہے اور یہی درست معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

آپ حضرت امیر کلال قدس سرہ کے چوتھے فرزند ہیں۔ حضرت
امیر عرف قدس سرہ امیر نے آپ کی تربیت شیخ جمال الدین دہستانی قدس سرہ
 کے حوالے فرمائی تھی۔ آپ صاحب کرامات اور مالک خارق عادات تھے۔ اکثر اوقات آپ
 احتساب نفس میں مشغول رہتے تھے۔ اور نہایت غیور تھے۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ اکابر اولیاء نے کہا ہے کہ گاتے کے سر کاٹنے کا جب وقت
 قریب آتا ہے تو اس کو طائفہ کے خرمن پر پھوڑتے ہیں اور جب لکڑی کی سیڑھی کے جلنے کا وقت
 آتا ہے تو اس گروہ کی دیوار پر رکھتے ہیں اور جس کو لگانا چاہتے ہیں۔ اس کو اس طائفہ کی پردہ دری
 کے لئے لگاتے ہیں۔

آپ حضرت امیر کلال قدس سرہ کے
مولانا عارف دیگ گرانہ قدس سرہ دوسرے خلیفہ ہیں اور آپ کا مولد و
 مرقد قریہ دیگ گران ہے۔ جو قصبہ ہزارہ سے کنارہ کوہک پر واقع ہے۔ جہاں سے بخارا نو فرسنگ
 شرعی ہے۔ آپ کا مزار پر انوار اسی قریہ کے باہر ہزارہ کے راستہ پر واقع ہے۔

ادب

حضرت امیر کلال قدس سرہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے مریدوں میں خواجہ بہاؤ الدین نقشبند
 اور مولانا عارف دیگ گرانہ کے مثل کوئی نہیں ہے۔ یہ دونوں سب آگے چلے گئے ہیں حضرت
 خواجہ نقشبند قدس سرہ حضرت امیر کلال قدس سرہ سے خلافت پانے کے بعد سات سال
 مولانا عارف کی صحبت میں رہے اور مولانا کی تعظیم و تکریم میں مصروف رہ کر انہیں کے ساتھ
 سلوک طے کیا۔ چنانچہ آپ بوقت طہارت منہ کے کنارے پر مولانا سے بلند مقام پر ہرگز نہ بیٹھتے
 اور راستہ چلتے وقت بھی مولانا کے برابر نہ چلتے تھے اور ہمیشہ آپ کا اتباع کرتے تھے کیونکہ
 حضرت مولانا کو حضرت امیر کلال قدس سرہ کی صحبت میں حضرت پر سبقت تھی اور حضرت
 خواجہ سے برسوں پہلے آپ حضرت امیر کلال کی تربیت میں درجہ کمال کو پہنچ چکے تھے۔ حضرت

۲۸: رشحات ۲۸: رشحات

خواجہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب ہم ذکر خفی میں مشغول ہوتے اور ہم میں شان آگاہی پیدا ہوتی تو ہم اس کی اصل کے طالب ہوتے۔ اور تیس برس تک اصل کی تلاش اور جستجو کرتے رہے۔ دو مرتبہ سفر حجاز کیا۔ ہر ایک گوشہ اور زاویہ میں پھرے۔ اس تلاش میں مولانا عارف کے مثل کوئی شخص بھی مل جاتا تو ہم ہرگز واپس نہ آتے، ایسا شخص چاہیے جو ہم زانو ہو اور سیر میں آسمانوں سے آگے بڑھ گیا ہو۔ اور ظاہر و باطن میں وہیں مشغول ہو۔

قدسیہ: مولانا قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی تدبیر میں ہے وہ خاص روزخ میں ہے اور جو شخص تقدیر الہی جل و علا کی تعمیل میں مصروف ہے وہ خالص بہشت میں ہے۔

کھانے کے وقت ذکر قدسیہ: ایک روز مولانا نے اپنے مریدوں سے پوچھا کہ کھانے کے وقت ہر ایک عنوان اپنے ایک کام میں مشغول رہتا ہے۔

دل کس کام میں مشغول رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے وقت میں کَلَّالَ إِلَّا اللہ کہنا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ اس وقت کا ذکر سبب سے مسبب کی طرف جانا اور نعمت کو منعم کی طرف دیکھنا ہے۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز ایک شخص نے مولانا کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں میرا کام آپ کی دعا سے سرانجام پاتے گا۔ مولانا نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ ذمہ لینا اس شخص کا کام ہے کہ صاحب مقصد کا کام اس کی مبارک ہمت سے پورا ہو سکے۔ اور مجھ میں یہ ہمت نہیں ہے۔

کرامت سیلاب رک گیا ایک دفعہ قریہ دیگ گران میں کوہک کے پانی سے سیلاب آیا چنانچہ گاؤں کے بہ جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ لوگ خوف کے مارے

فریاد کرنے لگے۔ مولانا یہ شور سن کر باہر نکلے اور اپنے آپ کو طوفان میں اس مقام پر جہاں پانی کا زور تھا۔ ڈال دیا اور فرمایا کہ اسے پانی اگر تجھ سے ہو سکتا ہے تو مجھے بہالے۔ فوراً طوفان بیٹھ گیا اور تسکین ہو گئی۔

قدسیہ: ایک روز حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ مولانا بہاؤ الدین قسلاقی قدس سرہ کی صحبت

میں تھے۔ رجب علوم ظاہری اور باطنی کے عالم اور صاحب آیات و کرامات تھے۔ اور حضرت خواجہ کے

پیر صحبت اور شیخ الحدیث تھے۔ اثنائے کلام میں مولانا نے حضرت خواجہ سے فرمایا کہ ایسے مرغ بلند

پر داد آپ ہیں یا آپ کے دوست مولانا عارف دیگ گران ہیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ کاش کہ

۱۷ رشحات: ۲۸، ۲۹ ۱۷ رشحات: ۲۹ ۱۷ رشحات: ۲۹ ۱۷ رشحات: ۵۰ -

صحبت مولانا آج ہی میسر ہو جاتی۔ پس مولانا کی صحبت کا شوق حضرت خواجہ پر غالب ہوا۔ اس وقت مولانا عارف اپنے گاؤں میں اپنے مریدوں کے ہمراہ روتی کی کاشت میں مشغول تھے۔ مولانا بہاؤ الدین قشلاقی نے حضرت خواجہ سے فرمایا کہ اگر تم کو مولانا عارف کے دیدار کا شوق بہت ہے تو میں ان کو آواز دیتا ہوں وہ ضرور آجائیں گے۔ پس آپ بام پر چڑھے۔ اور تین بار آواز دی کہ اے مولانا عارف! مولانا عارف اسی وقت روتی بونے کے کام سے رک گئے۔ اور مریدوں سے فرمایا کہ تم لوگ قیام گاہ پر جاؤ۔ مجھے مولانا بہاؤ الدین قشلاقی طلب کرتے ہیں پس عجلت کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ اسی دوپہر میں قبل اس کے دیگ آتش دان سے اتاری جائے اور آتش استعمال میں لایا جائے ان کی صحبت میں پہنچ گئے۔ اور قریہ دیگ گران اور قشلاقی ہیں بیس فرسنگ کا فاصلہ ہے حضرت خواجہ اور مولانا عارف کی پہلی ملاقات اسی صحبت میں ہوئی۔

شیخ یادگار قدس سرہ حضرت امیر کلال قدس سرہ کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ اور آپ کا وطن کن سرون ہے جو شہر بخارا سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ حضرت امیر شاہ قدس سرہ آپ کی تربیت میں بلند درجوں پر پہنچے۔

شیخ جمال الدین ہستانی قدس سرہ آپ حضرت امیر کلال قدس سرہ کے چوتھے خلیفہ ہیں حضرت امیر نے اپنے چوتھے فرزند امیر عمر قدس سرہ کی تربیت آپ کے حوالے فرمائی تھی۔ امیر عمر قدس سرہ آپ کی زیر تربیت مقامات و درجات کمال تک پہنچے۔ حضرت امیر کلال قدس سرہ کے لائق و فائق مریدین چاروں خلفاء کے علاوہ بھی بہت سے ہوئے ہیں۔

چنانچہ شیخ محمد خلیفہ حضرت امیر کلال قدس سرہ کے اکابر مریدین سے ہوتے ہیں حضرت امیر کلال جاتے تھے کہ آپ کے بعد طالبوں اور مریدوں کی وہ تربیت کرتے رہیں گے۔ اور شیخ شمس الدین کلال قدس سرہ حضرت امیر کلال قدس سرہ کے مریدان عظام میں سے ہیں۔ اور سفر مبارک میں حضرت امیر کے ہمراہ تھے۔ اور قریہ قریہ سنی سے صحرائے کفش تک پیادہ گئے اور عراق میں مشائخین کے ساتھ ان کی صحبت میں بہت عرصہ رہے۔ آپ نے ماوراء النہر میں آپ کے طریقہ مراقبہ

کو اپنایا اور مشہر فرمایا اور مولانا علاؤ الدین کن سرونئی اکابر اصحاب حضرت امیر سے ہیں شیخ
 درازونی جو عالم علوم ظاہری و باطنی تھے۔ مولانا بہاؤ الدین طوایسی، شیخ بدر الدین میدانی،
 مولانا سلیمان، شیخ امین، خواجہ محمد اور ان کے علاوہ بہت صاحبان مرید حضرت امیر کلال کے
 ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اسرار کو پاک کرے۔

حضرت مولانا یعقوب چرخي قدس اللہ سرہ

آپ کا انتساب اس طریقہ عالیہ میں آستان عرش نشان شاہ ولایت پناہ حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین حضرت نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز سے ہے۔ آپ کا اصل قریہ چرخ ہے۔ جو ولایت غزنی میں ایک گاؤں ہے۔ آپ کا مرقد منور علاقہ حصار کے ایک گاؤں میں ہے۔^{۱۵}

ابتداءً احوال میں اکثر اوقات جامع ہرات میں اور اکثر دیار مصر میں تحصیل علوم میں مشغول رہے اور شیخ زین الدین خوانی قدس سرہ کے ساتھ مصر میں ہم سبق رہے۔ یہ دونوں صاحب مولانا شہاب الدین میرامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جو اس دیار کے اکابر علماء سے ہیں، ہم سبق تھے۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد اور خلوص رکھتے تھے۔^{۱۶}

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے سلسلہ میں منسلک ہونے سے پہلے مجھے حضرت کے ساتھ اعتماد و خلوص تھا۔ اور اکابر علمائے اجازت فتویٰ حاصل کرنے سے پہلے میں نے اپنے دطن مالوف کی طرف لوٹنے کا ارادہ کیا۔ ایک روز مجھے حضرت خواجہ سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ میں نے بطریق معتقدین تواضع اور نیاز مندی کی اور حضرت سے عرض کیا کہ اس عاجز کی طرف بھی گوشہ عنایت ملحوظ رکھیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس وقت ارادہ کر کے ہمارے پاس آئے ہو۔ میں نے کہا کہ میں آرزو مند خدمت ہوں حضرت نے فرمایا کہ کس وجہ سے۔ میں نے کہا کہ آپ بزرگ اور مقبول خلایق ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کی کوئی دلیل ہوئی چاہیے ممکن ہے کہ یہ مقبول شیطانی ہو۔ میں نے کہا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو دوستی کے لئے منتخب فرماتا ہے تو اس کی دوستی بندگان خدا کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ آنحضرت قدس سرہ نے یہ سن کر تبسم فرمایا اور کہا کہ ہم عزیزان ہیں۔ پس یہ سن کر میری حالت اس لئے متغیر ہوئی کہ میں اس سے پہلے خواب میں دیکھ چکا تھا کہ کوئی صاحب مجھ سے فرما رہے ہیں کہ عزیزان کا مرید ہو۔ مجھ کو اسی وقت وہ خواب یاد آئی۔ اور حضرت

خواجہ سے میں نے التماس کی کہ خاطر شریف میرے حال پر منعطف فرمائیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت عزیران علیہ الرضوان سے عرض کیا تھا کہ مجھ کو آپ یاد رکھیں انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اللہ کے سوا کچھ یاد نہیں رہتا ہے۔ تم کوئی چیز ہمارے پاس چھوڑ دو تاکہ جب ہم اس کو دیکھیں تم یاد آ جاؤ۔ لیکن تمہارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو تم ہمارے پاس چھوڑ سکو۔ یہ کہہ کر حضرت نے اپنی ٹوپی مجھ کو عنایت فرمائی اور فرمایا کہ اس کو احتیاط سے رکھو۔ جب تم اس کو دیکھو گے تو ہم کو یاد کرو گے۔ اور جب ہماری یاد کرو گے تو ہماری حضوری میں آ جاؤ گے۔ اس کے بعد فرمایا کہ مولانا تاج الدین سے کوئٹہ کے جنگل میں ضرور ملاقات کرنا کیونکہ آپ اولیائے وقت سے ہیں۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ میرا ارادہ بلخ جانے کا ہے۔ پھر وہاں سے اپنے وطن جاؤں گا۔ بلخ کہاں اور دشت کوئٹہ کہاں۔ میں حضرت سے رخصت ہو کر بلخ روانہ ہوا اتفاقاً ایسی ضرورت پیش آئی جس کی وجہ سے دشت کوئٹہ میں جانا پڑا۔ اس وقت حضرت خواجہ کا ارشاد مجھ کو یاد آیا۔ بہت متعجب ہوا۔ میں نے یہاں مولانا تاج الدین سے ملاقات کی، مولانا سے ملاقات کے بعد سے حضرت خواجہ سے رابطہ محبت اور زیادہ ہو گیا۔ اور کچھ سبب ایسا پیش آیا کہ حضرت خواجہ کی ملاقات کے لئے پھر بخارا واپس آنا پڑا۔ میرے دل میں یہ خیال بچتا ہو گیا کہ دست ارادت حضرت خواجہ کے دست شریف میں دے دوں۔ بخارا میں ایک مجذوب تھا۔ اس کے ساتھ مجھ کو بہت اعتقاد تھا۔ چلتے وقت میں نے اس کو راستہ میں بیٹھے ہوئے پایا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا میں بخارا کو جاؤں۔ اس نے کہا کہ جلدی جاؤ اور بہت سی لکیریں زمین پر کھینچیں۔ میں نے دل میں کہا کہ ان لکیروں کو شمار کرنا چاہیے۔ اگر وہ طاق نکلیں تو اس خیال کے حق ہونے کی دلیل ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَتُرِيْحِبُّ الْوُثْرُ کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے (جب میں نے ان کو گنا تو وہ طاق ہی نکلیں۔ میں پوری طرح یقین کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور حضرت سے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا۔

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہم خود کسی کو قبول نہیں کر سکتے ہیں۔ آج رات معلوم کریں گے دیکھتے کیا اشارہ ہوتا ہے۔ اگر بارگاہ ایزدی میں تجھ کو قبول کر لیا جائے۔ تو ہم بھی قبول کر لیں گے۔ پس وہ رات

میرے لئے میری عمر میں سحت ترین رات تھی۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے مجھ کو قبول کیا جاتا ہے یا رد کیا جاتا ہے۔ جب صبح ہوتی تو نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضرت نے فرمایا کہ مبارک ہو، تہولیت کے لئے اشارہ کیا کیا ہے۔ ہم کسی کو بہت کم قبول کرتے ہیں۔ کیونکہ کوئی کسی نیت سے آتا ہے۔ کوئی کیسے وقت آتا ہے۔ اس کے بعد حضرت نے اپنے مشائخ کا سلسلہ حضرت خواجہ عبدالخالق بغدادی قدس سرہ تک بیان فرمایا ہے اور فقیر کو وقوف عددی میں مشغول فرمادیا اور فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے عدد طاق کی شمار کا لحاظ رکھو۔ گویا ان خطوط کی طرف اشارہ فرمایا جن کو میں نے اپنی دلیل بنایا تھا۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ یہ علم لدنی کا پہلا سبق ہے۔ جو حضرت نضر علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ تک پہنچا ہے۔

قدسیہ: حضرت مولانا نے اپنی کتاب مناقب حضرت خواجہ قدس سرہ کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ جب خدائے پاک کی عنایت بے غایت سے طلب کی خواہش اس فقیر کے دل میں پیدا ہوتی تو فیض لامتناہی کی کشش اور فضل الہی کے قاصد نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کی صحبت کی طرف کھینچا۔ میں بخارا میں آپ کی خدمت کرتا اور حضرت کے کرم عظیم سے توجہ پاتا تھا۔ یہاں تک کہ ہدایت صمدیت سے مجھ کو یقین حاصل ہوا کہ آپ مخصوص اولیاء اللہ سے ہیں۔ اور کامل و مکمل ہیں۔ ارشادات غیبی اور بہت سے واقعات کے بعد میں کلام الہی سے تفاعل کیا تو یہ آیت نکلی اُولَئِكَ الَّذِیْنَ هَدٰی اللّٰهُ فِیْہِمْ اٰیٰتِہٖۤ ہِیْ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے پس تو بھی ان کی ہدایتوں کی پیروی کر۔

دوسرے روز مقام فتح آباد میں جو اس فقیر کا مسکن تھا۔ مزار حضرت شیخ سیف الدین باخرزی قدس سرہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔ کہ قبول الہی کا قاصد پہنچا اور میرے باطن کو بے چین کر دیا۔ پس میں نے حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا۔ حضرت خواجہ کی قیام گاہ قصر عارفانہ تک میں پہنچا تو حضرت کو راستہ میں کھڑے ہوتے پایا۔ حضرت نے مجھ سے ملاقات فرمائی اور نماز شام کے بعد صحبت کا شرف بخشا۔ حضرت کی ہدایت مجھ پر

ایسی طاری ہوئی کہ کلام کرنے کی طاقت باقی نہ رہی اٹنا کلام میں حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

الْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْقَلْبِ فَذَلِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ عِلْمُ الْاَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعِلْمُ اللِّسَانِ فَذَلِكَ حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى ابْنِ آدَمَ عِلْمٌ دُورٌ كَمَا
ہے۔ پہلا علم قلب اور یہ علم نفع دیتا ہے اور یہ نبیوں اور مرسلوں کا علم ہے اور دوسرا علم
زبان یہ اللہ کی حجت ہے۔ آدم کی اولاد پر۔

مجھ کو امید ہے کہ علم باطنی کا حصہ تم کو ملے پھر آپ نے فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے۔ اِذَا
جَالَسْتُمْ اَهْلَ الصِّدْقِ فَاجْلِسُوهُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّهُمْ جَوَاسِيسُ الْقُلُوبِ
يَدْخُلُونَ فِي قُلُوبِكُمْ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْكُمْ كَمَا تَنْظُرُونَ إِلَى قُلُوبِكُمْ
ساتھ بیٹھو کیونکہ وہ قلب کے جاسوس ہیں وہ تمہارے دلوں میں داخل ہوتے ہیں اور تمہاری جہتوں
کو دیکھتے ہیں۔

اس کے بعد ایک مدت تک حضرت خواجہ کی صحبت میں رہا یہاں تک کہ حضرت نے
فقر کو بخارا سے رخصت ہونے کی اجازت فرمائی۔ اور ارشاد ہوا کہ جو کچھ عجب سے تمہیں پہنچا ہے
تو بندگانِ خدائے بزرگ و برتر تک پہنچانا کہ سعادت کا سبب ہو۔ رخصت کے وقت تین بار
حضرت نے فرمایا کہ تجھ کو ہم خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ اور اس سپرد کرنے میں بہت سی امیدیں ہیں
کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اسْتَوْدِعَ لَهٗ شَيْئًا
حَفِظَہُ۔ جب کوئی شخص کسی کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس
کی حفاظت کرتا ہے۔ میں بخارا سے نکل کر شہر کیش میں پہنچا اور کچھ دنوں تک وہاں قیام کیا۔

اس عرصہ میں حضرت خواجہ قدس سرہ کی وفات کی خبر میرے سینے میں اسی میرے دل پر اس
واقعہ کا بہت رنج و صدمہ ہوا۔ اور یہ خوفِ عظیم غالب ہوا کہ مبادا عالم کی طرف میری طبیعت
کامیل ہو جائے اور طلب باقی نہ رہے۔ میں نے حضرت خواجہ کو خواب میں دیکھا کہ زید بن
حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ فرما رہے ہیں اور یہ آیت پڑھی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ

نہ شہادت : ۶۷، النبی : ۲۔

مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ۔ محمد نہیں ہیں
مگر ایک رسول، ان کے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ بالفرض اگر وہ مرجائیں یا قتل
کر دیتے جہاں تو کیا تم اپنی ایڑھیوں کے بل لوٹ جاؤ گے۔

جب حضرت کی صحبت شریف سے محروم ہونے کے بعد خیال ہوا کہ اس زمانہ کے
دوسرے درویشوں کے گروہ میں مل جاؤں۔ پھر میں نے حضرت کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ قَالَ
زَيْدُ ابْنُ الْحَارِثَةِ الدِّينِيُّ وَاحِدٌ زَيْدُ بْنُ حَارِثٍ نے کہا ہے کہ دین ایک ہی ہے اس
ارشاد سے میں نے سمجھا کہ اجازت نہیں ہے۔

حضرت قدس سرہ نے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے صاحبزادے تھے۔
اور حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم بھی طالبوں کو فرزندگی میں قبول کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے
اصحاب بھی دوسروں سے ممتاز ہیں۔

دوبارہ پھر میں نے آنحضرت قدس سرہ کو دیکھا اور پوچھا کہ قیامت میں، میں آپ کو کس چیز
سے پاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ تشریع سے یعنی شریعت پر عمل کرنے سے۔ اس بشارت میں اس
ارشاد کی طرف اشارہ ہے جو آپ عالم حیات میں فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے جو کچھ فضل الہی سے
آیات قرآنی و احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی برکت سے اور عمل سے نتیجہ طلب
کرنے، تقویٰ اور حدود و شریعہ کی رعایت ملحوظ رکھنے، شریعت اور طریقت سنت و جماعت پر چلنے
اور بدعت سے پرہیز کرنے سے پایا۔

جب حضرت خواجہ قدس سرہ نے فقیر کو بخارا سے سفر کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ خواجہ
علاء الدین عطار قدس سرہ کی طلب پر ان کے پاس بھیجا تھا۔ ان کی متابعت کے لئے اشارۃً حکم دیا
تھا۔ پس جب میں بخارا سے کش پھنچا اور کشس سے ولایت بدخشاں کو گیا تا کہ دہاں سے چرخ
کو جا کر حصول علوم میں مشغول ہو جائے۔ تو عنایت حق سبحانہ سے علاء الدین عطار بخارا سے تشریف
لائے۔ اور قاصد کے ہاتھ ایک خط اس فقیر کے پاس بھیجا اور اس اشارۃً متابعت کو یاد دلایا۔ چنانچہ

میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی نظر الطاف فقیروں کے حال پر سب اصحاب سے زیادہ تھی۔ میں نے آپ کی صحبت میں ایک مدت صرف کی۔ جب ان کا وصال ہو گیا تو میں نے چاہا کہ حضرت خواجہ کے اس ارشاد کی تعمیل کروں کہ جو کچھ ہم سے تجھ کو پہنچا ہے۔ تو اس کو بندگانِ خدا کو پہنچا اور بقدر امکان اس امر میں کوشش کر۔ فقیر اپنے آپ کو اس خدمت کا اہل نہیں سمجھتا تھا۔ مگر فقیر کا یہ اعتقاد تھا کہ حضرت خواجہ کا اشارہ خالی از حکمت نہیں ہو سکتا۔

قدسیہ: حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ نقل کرتے ہیں کہ ایک روز مولانا یعقوب چرخ قدس سرہ نے اس فقیر سے پوچھا کہ تم خراسان میں رہ چکے ہو۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ زین الدین خوانی مریدوں کے خواہوں کی تعبیر دیتے ہیں اور خواب کا اعتبار کرتے ہیں۔ یہ بات صحیح ہے میں نے کہا کہ ہاں درست ہے۔ حضرت مولانا نے اپنے ہاتھ اپنی داڑھی پر رکھ لئے۔ اس فرمانے کے بعد آپ پر بے خودی طلای ہوئی۔ ہمیشہ یہ آپ کی عادت تھی کہ حقوڑی حقوڑی دیر میں بے خودی ہوتی رہتی تھی۔ اس روز بے خودی کی حالت میں آپ کا سر مبارک سینہ بے کینہ پر گر گیا۔ اور دو تین بال ریش مبارک کے آپ کے ہاتھ کی انگلیوں کی گھائی میں رہ گئے۔ حقوڑی دیر کے بعد آپ نے سر اٹھا کر یہ شعر پڑھا۔

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب جویم نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

کرامت حضرت عبید اللہ احرار قدس سرہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین خواجہ نقشبند قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ابتدائے جذبہ میں مجھے ارشاد ہوا کہ تو اس راہ کو کس طرح طے کرے گا۔ میں نے کہا کہ اس طرح سے کہ جو میں کہوں اور جو میں چاہوں وہ ہو جایا کرے۔ اس کا مجھ کو یہ جواب دیا گیا کہ جو ہم کریں اور چاہیں گے۔ وہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ مجھے یہ طاقت نہیں پندرہ دن رات تک مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ میرا حال خراب او میں بالکل خشک ہو گیا اور معاملہ ناامیدی کی حد تک پہنچ گیا تو خطاب مستطاب یا رگاہ رب العزت سے پہنچا کہ آپ جیسا چاہتے ہیں ویسا ہی ہوگا۔

مقامات حضرت خواجہ قدس سرہ میں یہ واقعہ اسی طرح سے مذکور ہے مگر حضرت مولانا

لہ النسبہ: ۴، ۳۔ ۵۸ رشحات: ۶۸۔

یعقوب چرخنی قدس سرہ نے حضرت خواجہ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ جب یہ خطاب ہوا کہ تو جیسا چاہتا ہے ویسا ہی ردہ تو میں نے اس طریقہ کو اختیار کیا جو خدا تک پہنچانے والا ہے۔

کرامت حضرت خواجہ ہزار قدس سرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سوداگر جو مولانا یعقوب قدس سرہ کے مخلصوں میں سے تھا، میں نے اس سے مولانا کی تعریف سنی تو ہلٹنغوز کی طرف حضرت مولانا کی خدمت میں رہنے کے لئے روانہ ہوا اور ملک چغانیاں میں پہنچا۔ یہاں میں تپ لرزہ میں بیس دن تک مبتلا رہا، ضعف اور کمزوری کی وجہ سے وہاں سے جلد روانہ نہ ہو سکا۔ اس مدت میں یہاں کے بعض لوگوں نے حضرت مولانا یعقوب کی مجھ سے بہت سی غیبتیں کیں۔ اور بیماری کے زمانہ میں ان باتوں کے سننے سے میری طلب میں بڑا فتور پیدا ہو گیا۔ آخر کار میں نے خیال کیا کہ اتنی دور دراز کی مسافت طے کرنے کے بعد یہ اچھی بات نہیں ہے کہ میں مولانا کی خدمت میں حاضری نہ دوں۔ اس کے بعد میں مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے لطف و مرحمت کو دیکھا اور آپ کی دلاویز باتیں سنیں۔ دوسرے دن جو گیا تو بہت غصہ میں آئے، سختی اور خستہ ظاہر کی۔ میں نے سمجھ لیا کہ مولانا کا یہ غصہ میری غیبتوں کو سننے اور طلب میں کمی کرنے کی وجہ سے ہے اگرچہ حضرت نے اس کی تصریح نہیں فرمائی، لیکن اتنا فرمایا کہ کیا آسان ہے کہ کسی کی ملاقات کے لئے کوئی شخص دو ماہ پہلے آئے اور نہ دیکھے۔ مجھ کو یقین ہو گیا کہ آپ کے اس غصہ کی وجہ میرا اس غیبت کو سننا اور آپ کی خدمت میں رہنے کے ارادہ میں کمی پیدا کرنا ہے۔ بھڑکی دیر کے بعد پھر آپ نے نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کیا اور انہوں نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کی خدمت میں حاضری کی سعادت کے قصے کو بیان فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے دست مبارک دراز فرمایا اور کہا کہ آؤ ہمارے ہاتھ پر بیعت کرو۔ میری طبیعت نے نفرت کی کیونکہ حضرت کی پیشانی پر ایک سفیدی کا داغ برص کی سفیدی کی طرح تھا۔ ایک نگاہ میں میری طبیعت کی کراہت سے واقف ہو گئے۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ کو فوراً کھینچ لیا۔ اور بطور خلع و کبش کے اپنی صورت تبدیل کر کے ایسی شکل میں ظاہر ہوئے کہ میں اختیار سے باہر ہو گیا۔ اور قریب تھا کہ بے خود ہو کر حضرت سے لپٹ جاؤں۔ پھر آپ نے ہاتھ دراز فرمایا اور کہا کہ حضرت

۱۵ خلع کے معنی ہیں اتارنا اور لبس کے معنی پہننے کے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ پہلی صورت تبدیل

کر کے نئی صورت اختیار کرنا۔ ۱۶

خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ نے میرا لہجہ پکڑ کر فرمایا تھا کہ تیرا لہجہ میرا لہجہ ہے اور جس نے تیرا لہجہ پکڑا، اس نے بے شک خواجہ بہاؤ الدین کا لہجہ پکڑا۔ میں نے فوراً مولانا کا لہجہ پکڑ لیا۔ حضرت نے مجھ کو وقوفِ عددی میں مشغول فرمایا۔

حضرت مولانا یعقوب کی ایک تفسیر ہے، دیگر عمدہ تصانیف کے مصنف بھی ہیں۔ ۸۳۸ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ مقامِ بلتخور میں مدفون ہوئے۔ واضح ہو کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کے خلفاء مولانا یعقوب چرخ کی سوا اور بھی ہیں۔ ان میں سے بعض کا اجمالی تذکرہ کیا جاتا ہے۔

خواجہ علاؤ الدین غجدوانی قدس سرہ آپ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کے جلیل القدر مریدوں میں سے ہیں۔ آپ کا مولد مقامِ غجدوان ہے اور آپ کی قبر شریف تلِ مرزہ میں ہے جو بخارا سے جنوب کی طرف عید گاہ کے قریب ایک موضع ہے اور اس گاؤں میں ایک ٹیلہ ہے اور آپ اسی ٹیلہ پر مدفون ہیں۔ بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ سولہ سال کی عمر میں حضرت امیر کلال دانش کی صحبت میں پہنچے۔ جو سید امیر کلال قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔ اور انہی سے ذکر کی تعلیم حاصل کی تھی اور بعض نے کہا کہ آپ نے جوانی کی عمر میں حضرت بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کی شرفِ ملاقات اور قبولیت حاصل کی اور حضرت خواجہ کی وفات کے بعد حضرت کے اشارہ اور بشارت پر بقیہ عمر حضرت خواجہ محمد پارسا اور خواجہ برہان الدین ابونصر کے ہم صحبت رہے اور یہ دونوں بزرگ آپ کی صحبت کو غنیمت سمجھتے تھے۔

خواجہ علاؤ الدین بہت شیریں کلام تھے، استہلاک و استغراق بدرجہ کمال رکھتے تھے۔ اور باتیں کرتے کرتے بے خود ہو جاتے تھے۔ اور مشغولی پر بہت حریص تھے۔ اور کثرتِ مشغولیت کی وجہ سے آپ گویا عین نسبت ہو گئے تھے۔ آپ ایک ہی علسہ میں بلا نشست بدلے ساری ساری رات گزار دیتے تھے اس طرح سے کہ ایک پاؤں سے دوسرا پاؤں نہ بدلتے تھے۔ حالانکہ

۱۔ یہ واقعہ مختصر طور پر نفحات میں ۳۵۸ و ۳۵۹ پر درج ہے۔ ۲۔ یہ تفسیر سورہ فاتحہ اور آخری دو پاروں کی ہے اور تفسیر چرخ کے نام سے مشہور ہے فارسی زبان میں بڑی عمدہ تفسیر ہے۔ ۳۔ ان کے حالات کیلئے دیکھئے: نشأت ص ۵۱ و ۵۲۔

اس زمانہ میں آپ کی عمر نوے برس کی تھی اور آپ بہت ضعیف ہو گئے تھے۔

قدسیہ، خواجہ علاؤ الدین فرماتے ہیں کہ جب سے میں سن شعور کو پہنچا ہوں میں نے اتنی دیر کے لئے بھی یاد خدا سے غفلت نہیں کی کہ چڑیا جتنی دیر پانی پینے میں اپنی چوہنج کو پانی میں رکھتی ہے اور نہ میں نے خواب میں غفلت کی نہ بیداری میں۔

شیخ سراج الدین پیرستی قدس سرہ آپ حضرت خواجہ قدس سرہ کے دوسرے خلیفہ ہیں آپ کی جائے پیدائش موضع پیر مست ہے جو مواضع واجبہ سے ہے۔ اور بخارا سے چار فرسنگ شرعی کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ ابتدائے احوال میں حضرت امیر حمزہ فرزند امیر کلال قدس سرہ کے مرید تھے۔ اور آخر زمانہ میں حضرت خواجہ بہاؤ الحق نقشبند قدس سرہ کے اصحاب کے سلسلہ میں شامل ہو گئے اور منقول ہے کہ مولانا سعد الدین کا شغری قدس سرہ نے شروع زمانہ میں طریقہ نقشبندیہ کے ذکر نفی و ثبات کی تعلیم دے کر ایک سر اکوناف سے خیال کریں اور کرسی لا کو دائیں پستان پر، دوسرے سر کو قلب صوبری پر اور الہ کو متصل کرسی لا کے جو پستان راست پر واقع ہے اور **اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ** کو متصل قلب کے اعتبار کریں۔ اس شکل کو اس کیفیت سے نگاہ رکھیں اور طریق مقررہ کے بموجب ذکر میں مشغول ہوں شیخ سراج الدین قدس سرہ سے حاصل کی ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت امیر حمزہ قدس سرہ کی ابتدائی صحبت کے زمانہ میں بہت ریاضتیں اور محنتیں اٹھائیں ایک دفعہ آپ کو ایسی بے خودی کی حالت طاری ہوئی کہ تین دن رات تک مدہوش پڑے رہے۔ اس حال کی حضرت حمزہ کو اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ ان کے کان میں کہہ دو کہ امیر حمزہ کہتا ہے کہ تم جہاں پہنچے ہو وہاں سے واپس ہو جاؤ۔ جب حضرت کا یہ کلام ان کے کان میں پہنچا تو ہوش میں آئے اور ان میں حس و حرکت پیدا ہو گئی۔

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ نے نقل کیا ہے کہ شیخ سراج الدین کا طریقہ یہ تھا کہ روزانہ کلائی یعنی مٹی کے برتن بنانے میں مشغول رہتے تھے اور شب میں بسا اوقات اس طرح بیٹھتے

۱۔ تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے رسالت صفحہ ۶۹ تا ۷۲، ۲۔ رسالت میں یہی ہے اور جائے پیدائش کا نام بھی ”پرمس“ ہے لیکن حضرات القدس کے فارسی نسخہ میں اسی طرح ہے جیسا کہ کتاب میں درج ہے۔

کہ ایک پاؤں سے دوسرا پاؤں بدلے۔

آپ کتب متداولہ علمیہ کا شغل بہت کم رکھتے تھے۔ مگر آپ کے کلام میں اتنی نمکینی اور شیرینی تھی کہ اس زمانہ کے بہت سے عقلمندوں اور درویشوں کی مجلسوں میں نہ تھی۔

کرامت: جب کوئی مہمان آپ کے گھر آنے والا ہوتا تو آپ مہوڑی دیر پہلے سے جھاڑو دینے لگتے تھے۔ اس کار از آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ ایک جن میرا تابع ہے وہ مہمان کے آنے سے پہلے مجھ کو خبر دے دیتا ہے۔ یہ بات محض اپنے حال کو پوشیدہ رکھنے کے لئے آپ نے فرمائی تھی۔

کرامت: ایک روز شیخ ابی الحسن عشقی قدس سرہ کے مریدوں سے آپ کی ملاقات ہوئی ان درویشوں نے یہ خیال کر کے کہ آپ ان کو اپنا مرید کرنا چاہتے ہیں۔ کہا کہ اے شیخ تو اپنا وقت ضائع مت کر۔ ہم شیخ ابی الحسن کی محبت اور تصرف سے تا بجلق پر ہو چکے ہیں باب کسی اور کی ہم میں گنجائش باقی نہیں ہے۔ آپ کی ہم میں سمائی نہیں ہو سکتی۔ ان کے اس کلام سے غیرت نے آپ کو آمادہ کیا۔ آپ نے ان کے بطون میں کچھ ایسا تصرف کیا کہ جس سے وہ زمین پر لوٹنے لگے اور انہوں نے اپنے گریبانوں کو چاک کر دیا۔ ایک عرصہ تک بے ہوش پڑے رہے۔ پھر جب آپ نے تصرف کیا تو وہ ہوش میں آئے۔ اس وقت انہوں نے نیاز مندی اور ارادت کا اظہار کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ ہم اور تمہارے شیخ ابی الحسن ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہیں۔

آپ قریہ منار کے رہنے والے تھے

مولانا سیف الدین مناری قدس سرہ جو ولایت فرکت میں ایک گاؤں

ہے اور سمرقند و تاشقند سے چار فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کے اصحاب کبار اور محبوبین سے تھے اور حضرت خواجہ کی آپ کے حال پر بہت کچھ توجہ اور التفات تھی۔ آپ اپنے وقت کے علامہ تھے۔ علوم متداولہ کی تعلیم میں مشغول رہتے تھے۔ اور ان علوم میں مولانا عمید الدین شاشی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔

۱۔ شیخ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے تمام حالات مختصر ارشاد صفحہ ۲، ۳، ۴ سے لئے گئے ہیں۔

آپ حضرت خواجہ بہاؤ الدین

مولانا سیف الدین خوش خال بخاری قدس سرہ

اصحاب کبار اور مقبولین سے ہیں۔ حضرت خواجہ سے آپ کی ارادت کا یہ سبب ہوا کہ آپ بخارا سے بغرض تجارت خوارزم گئے اور وہاں آپ خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہ کی صحبت میں شریک ہو کر متاثر ہوئے۔ جب بخارا کو واپس آئے تو حضرت خواجہ کی خدمت میں قدم بوس ہوئے اور طریقہ کی تعلیم حاصل کی اور سعادت قبول سے مشرف ہوئے اور پوری کوشش کے ساتھ مشغول ہوئے۔ اور کامل ہمت کے ساتھ حضرت خواجہ کی نسبت کی طرف توجہ کی اور پرانے احباب اور ہم نشینوں کی صحبت اور میل جول کو ترک کر دیا۔ اور حضرت خواجہ کی برکت توجہ سے درجہ کمال تک پہنچے۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کی

خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہ صاحبزادی سے آپ کا عقد ہوا تھا۔ حضرت

خواجہ آپ کے حال پر بہت توجہ مبذول رکھتے تھے۔ آپ کو اپنے پاس بٹھاتے اور گھڑی گھڑی آپ کے حال کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور آپ کو کمال و تکمیل اور مقام بقا کے درجہ تک پہنچایا تھا اور اللہ تعالیٰ کے نور سے منور فرما دیا تھا۔ اور اپنے زمانہ حیات میں ہی طالبان خدا کی تربیت آپ کے حوالے کر دی تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ خواجہ علاؤ الدین نے ہمارے بار کو بہت ہلکا کر دیا ہے۔ بہت سے طالبین آپ کی بابرکت توجہ سے دوری اور نقصان کے درجہ سے قرب کی پیشگاہ میں پہنچے۔ قرب، وصل، مرتبہ تکمیل و ارشاد کو پالیا۔ حضرت خواجہ کی وفات کے بعد آپ کے تمام اصحاب نے محض آپ کی رفعت شان کی وجہ سے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی یہاں تک کہ خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے بھی بیعت کی۔

کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کو توجہ اور مراقبہ میں بے خودی اور سکر بہت

لے خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے مولانا سیف الدین نام کے چار شخص تھے ان میں سے ایک محبوب دوسرے مقبول تیسرے مقہور اور چوتھے مردود تھے۔ صاحب رشتات نے

۸۱ د ۸۰ مختصراً۔

پیدا ہوتا تھا۔ خواجہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کو صحو اور ہوش رہتا تھا۔ اور شعور و صحو کو سکر اور غیبت سے اتم و اکل کہا جاتا ہے۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہ حضرت خواجہ کے خلیفہ اول اور نائب مطلق تھے۔ آپ طریقہ خاص کے مالک تھے۔ جس کو طریقہ علانیہ کہتے ہیں آپ کے کمالات و مناقب، کلمات قدسیہ اور کرامات علیہ جو شمار سے زیادہ ہیں۔ یہاں بطور اجمال کے ان کا مقور اساذکر کیا جاتا ہے۔

قدسیہ: ہمارے حضرت (مجدد الف ثانی) قدس سرہ الغریز نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہ باوجود نسبت ولایت و صدیقیت کے معیت ذاتیہ کی راہ سے غیب ذات تک گئے ہیں۔ اور نقطہ نہایت میں داخل ہوئے اور بقا پیدا کی۔ اور اس بقا میں قطب ارشاد ہوتے۔ کیونکہ قطبیت ارشاد بلکہ قطبیت مدار کا حصول اس نقطہ تک وصول ہونے پر موقوف ہے۔ جب تک اس مقام میں فنا اور بقا نہ پیدا کی جائے ان دونوں قطبیت کے درمیان پہنچ سکتے۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار نے اس مطلب تک پہنچنے کے لئے طریقہ خاص وضع کیا ہے اور ان کے خلفائے اس مطلب کو اس عبارت میں ادا کیا ہے کہ کل طریقوں میں زیادہ قریب طریقہ علانیہ ہے اس میں شک نہیں کہ طریقہ علانیہ مقام نہایت النہایت تک وصول کے لئے سب سے زیادہ قریبی راستہ ہے۔ اور بہت ہی کم اولیائے عظام اس راستہ سے گئے ہیں۔ چہ جائیکہ اس مطلب کے لئے کسی نے کوئی طریقہ وضع کیا ہو۔ یہ فقہیت خاص طریقہ علانیہ ہی کو حاصل ہوتی ہے۔

حضرت خواجہ پارسا رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا یعقوب چرخ قدس سرہ دونوں صاحب حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہ کی صحبت میں اسی طریقہ کی سیر حاصل کرتے تھے اور ان کے والد بزرگوار خواجہ حسن عطار رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے خلفاء بھی اسی راستہ کو گئے ہیں۔ آپ سالکوں کا سلوک اسی راستہ سے طے کراتے تھے۔

حضرت خواجہ محمد پارسا اور حضرت مولانا یعقوب چرخ قدس سرہ نے اسی طریقہ میں حصہ لیا تھا اور ان کے خلفاء ان کی برکت سے اس طریقہ میں فی زمانہ شہرت رکھتے ہیں۔ شیخ دیواری

رحمۃ اللہ علیہ جو اس راستہ سے پہنچے ہیں طالبوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ حضرت مولانا یعقوب چرنی قدس سرہ جذبہ سے غیب تک سیرالغنی کے راستہ پر متوجہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خواجگان قدس اللہ اسراہم کا جذبہ دو قسم پر ہے۔ وہ جذبہ کہ معیت کے راستہ سے ہے۔ اس جذبہ خاص کے راستہ سے سالکوں کی تسلیک حضرت علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا خاصہ ہے۔

کرامت : ایک روز علما میں دیدار الہی کے ہونے نہ ہونے کی بابت مباحثہ

رویت باری ہوا۔ سب اہل عقل نے بالاتفاق خواجہ علاؤ الدین عطار کو فیصلہ کے لئے

تالٹ قرار دیا۔ حضرت نے منکرین دیدار سے فرمایا کہ تم تین روز تک با وضو ہماری صحبت میں رہو انہوں نے ارشاد کے بموجب تعمیل کی۔ تیسرے دن میں ایسی کیفیت ظاہر ہوئی کہ بے خود ہو گئے۔ نہ معلوم اس حال میں انہوں نے کیا دیکھا۔ جس سے وہ ہوش میں آنے کے بعد نیاز مندی کرنے لگے اور کہا کہ ہم کو یقین ہو گیا کہ رویت حق ہے۔ اس کے بعد وہ پھر کبھی حضرت قدس سرہ کی شہادت سے علیحدہ نہ ہوئے۔

قدسیہ (درجہ) آپ مرض الموت میں فرماتے تھے کہ عنایت خداوندی اور خواجہ بزرگ کی نگاہ سے یہ مرتبہ اس وقت مجھ کو حاصل ہوا ہے کہ اگر چاہوں تو تمام عالم مقصود حقیقی سے وصل ہو جائے

فناء اور فناء فنا قدسیہ : آپ فرماتے ہیں کہ اگر ملک و ملکوت طالب سے چھپ جائے اور وہ سب کو بھول جائے تو یہ مرتبہ فنا کا ہے۔ اگر سالک

کی ہستی بھی سالک سے پوشیدہ ہو جائے تو یہ مرتبہ فنا فنا کا ہے۔

مرشد قدسیہ : آپ فرماتے ہیں کہ مرشد کے ساتھ تعلق رکھنا بھی اگرچہ ایک قسم کی غیریت ہے اس لئے آخر میں اس تعلق کی بھی نفی کرتے ہیں۔ مگر ابتداء میں وصول کا سبب اور اس ذات و صفات کے ماسوا کے تعلقات کی نفی کرنا لوازم سلوک سے ہے۔ سب باتوں میں اس کی پوری پوری رضا مندی طلب کرنا چاہیے۔

ریاضت قدسیہ : ریاضت سے مقصود یہ ہے کہ جسمانی تعلقات کی پورے طور پر نفی ہو اور عالم ارواح اور عالم حقیقت کی طرف پوری توجہ ہو جائے۔

سلوک سلوک سے مقصود یہ ہے کہ بندہ اپنے اختیار اور کسب سے ان تعلقات کو جو حصول راہ کے لئے رکاوٹ کا باعث ہوں، انہیں پھوڑ دے اور ان تعلقات میں سے ہر ایک کو اپنے اوپر پیش کرتا جائے۔ اور پھوڑتا جائے۔ اگر کسی تعلق میں مٹھ جاتے اور اس میں اپنی وابستگی پاتے تو معلوم کرنے کے وہی تعلق اس کے لئے راہ حق میں رکاوٹ ہے پس اس کے قطع کرنے کی تدبیر کرے۔ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو فرماتے کہ یہ فلاں شخص کا حصہ ہے۔ اس کو آپ بطور رعایت پہنتے تھے۔

توفیق قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ مشائخ طریقت قدس اللہ اسرارہم نے کہا ہے کہ التَّوْفِيقُ مَعَ السَّعْيِ تَوْفِيقٌ كَوْشَشُ کے ساتھ ہوتی ہے۔ اسی طرح مرشد سے روحانیت کی مدد بھی اس حد تک ہوتی ہے کہ مرید مرشد کے حکم کے مطابق عمل کرتا رہے اور بغیر اس کوشش کے اس کی بقا نہیں ہو سکتی ہے۔

تضرع آپ فرماتے ہیں کہ صفت جباری کے مشاہدہ کرنے سے مقصود تضرع و زاری کی صفت کا ظہور ہے اور حق تعالیٰ کی طرف رجوع اور توبہ کرنا ہے۔ اس صفت کے مشاہدہ کی صحیح علامات مناجات کی طرف مائل ہونا ہے نہ خرابات کی طرف فَاَلْتَهَمَهَا فَجْوَ رَحَا وَتَقْوَا سَهَادَ بَہْرَاس کو برائی اور اس سے بچنے کی سمجھ دی، اس میں حکمت یہ ہے کہ جب اپنی رغبت رضائے کی طرف دیکھے تو شکر ادا کرے، اس پر چل پڑے اور جس وقت اپنا میدان رضائے خداوندی کے خلاف ہو تو تضرع کرے اور حق سبحانہ کی طرف رجوع کرے اور اللہ تعالیٰ کی صفت بے نیازی سے ڈرتا رہے۔

قدسیہ:- آپ فرماتے ہیں اَلَا اِنَّ اَوَّلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (آگاہ رہو کہ خدا کے دوستوں کے لئے کوئی خوف نہیں ہے اور نہ ان کو کوئی رنج و غم یعنی انہیں یہ خوف نہیں کہ ان میں پھر طبعی عادات ظاہر ہو جائیں کیونکہ اَلْاِنْفَاقُ لَا يَرْدُّ اِلٰی اَوْصِيَائِهِ (فتا شدہ شخص پھر اپنی پہلی عادات کی طرف نہیں لوٹا جاتا)۔

لے ۱۸۱، ۱۸۲۔ لے ۱۸۳۔ حضرت مولانا محمد حسین ایدری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اسکے بعد دو جملے تحریر فرمائے ہیں تبرا کا درجہ کے بجائے ہیں: خس و خاشاک خاکستر بن کر خس و خاشاک نہیں ہوگا جب خس و خاشاک آگ میں ڈالا جائے خاکستر ہے۔

مزارات سے فیض قدس یہ آپ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے مزاروں سے زیارت کرنے والا اسی قدر فیض حاصل کر سکتا ہے کہ اس بزرگ کی صفت پہچان سکے اور اسی میں توجہ کرے اور اس صفت میں داخل ہو۔ اگرچہ زیارات مقدسہ میں قرب صوری کا بہت بڑا اعتبار ہے۔ مگر حقیقت میں روحی توجہ کے لئے بعد صوری مانع نہیں ہے جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: صَلُّوا عَلَیَّ حَيْثُمَا كُنْتُمْ کہ تم جہاں کہیں ہو مجھ پر درود بھیجا کرو، اس کی دلیل ہے۔ مشاہدہ میں اہل قبور کی صورت مثالیہ کا زیادہ اعتبار نہیں ہے۔ بمقابلہ ان کی باطنی صفت کی پہچان ان کی زیارت میں۔

قرب باوجود اس کے حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ کا قرب بہ نسبت خلق کی طرف متوجہ ہونے کے زیادہ بہتر ہے اور پسندیدہ بھی۔
تو تاکے گور مرداں را پرستی بگرد کار مرداں گم درستی !!
تو قبور کے خیال سے گزر جاتے اگر تجھ کو صاحب قبر کے مقام تک رسائی ہو جائے
قبور اولیاء کی زیارت سے مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ان کے توسط سے توجہ بحق سبحانہ قائم ہو جائے پس ان کی ارواح کو کمال توجہ کا وسیلہ بناتے۔ اسی طرح تواضع باخلق میں بھی چاہیے کہ اگرچہ ظاہر میں تواضع باخلق ہو مگر حقیقت میں یہ تواضع حق سبحانہ کی طرف ہونی چاہیے، کیونکہ خلق کے ساتھ تواضع اسی وقت بہتر ہے جبکہ خاص خدا جل وعلا کے لئے ہو۔ اس طرح کہ مخلوق کو قدرت اور حکمت کے مظاہر دیکھے اور اگر ایسا نہ ہو تو ایک قسم کے تصنع کی سی حالت ہوگی۔
تواضع نہ ہوگی۔

جمع و قبول آپ فرماتے ہیں کہ بمقابلہ طریق نفی و اثبات کے مراقبہ کو نامقام جذبہ کے لئے اعلیٰ و اقرب ہے کہ طریق مراقبہ سے مقام نورانیت اور ملک و ملکوت کے تصرف میں پہنچ سکتے ہیں اور خطرات سے آگاہی اور طالبوں پر بخشش کی نظر اور ان کے بطون کو منور کرنا دوام مراقبہ سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ مراقبہ کی قوت سے دائمی جمعیت دل اور ہمیشہ کے لئے قلوب میں قبولیت پیدا ہوتی ہے اس حالت کو جمع اور قبول کہتے ہیں۔

شغل باطنی قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ ابتدا میں جب خوارزم جانے کا اتفاق ہوا تو ہر ایک دوست کے ساتھ شغل باطنی اختیاری طور سے کیا گیا تاکہ اپنے باطن

کو آزماؤں اور معلوم کر لوں کہ اس کمال کو پائنداری ہے یا نہیں۔ پس اس شغل نے بہت فائدہ بخشا اور اس کی قوت اس نسبت میں باقی رہی۔ آپ فرماتے ہیں کہ آدمی کی خاموشی تین صفتوں سے خالی نہیں ہونی چاہیے۔ اس میں خطرات کی نگہداشت ہو یا دل کے ذکر کا مطالعہ ہو یا ان حالات کا مشاہدہ ہو جو دل میں گزرتے ہیں۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ اہل اللہ کی صحبت کا دوام عقل معاد کی زیادتی کا باعث ہے۔ قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ صحبت سنت موکدہ ہے۔ ہر روز یا ایک روز کے فاصلے سے اولیا کی صحبت رکھنی چاہیے۔ اور اگر ظاہری دوری کا اتفاق ہو تو ہر ماہ یا دوسرے مہینہ اپنے ظاہری اور باطنی حالات کو خط و کتابت کے ذریعے عرض کیا کرے۔

قدسیہ: آپ نے مرض الموت میں فرمایا کہ مجھے کسی چیز کا خیال نہیں ہے سوائے اس کے کہ جب دوست آئیں گے اور مجھ کو نہ پائیں گے تو شکستہ دل ہوں گے اور واپس ہو جائیں گے۔ اسی مرض میں آپ نے فرمایا کہ رسم اور عادات کو چھوڑ دو اور جو خلق کا طریقہ ہے اس کے **وصایا** خلاف کیا کرو اور آپس میں اتفاق رکھو۔ حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بشریت کے رسوم اور عادات کو مٹا دینے اور سنت کی عادت ڈالنے کے لئے تھی۔ تمام کاموں میں احتیاط اور عزیمت پر عمل کرو۔ اور بزرگوں کی صحبت جو سنت موکدہ ہے ہمیشگی کرو۔ ان باتوں کے کرتے کرتے بلند آواز سے آپ نے کلمہ توحید پڑھنا شروع کیا اور رُحلت فرمائی کرامت: آپ مرض الموت میں حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کو موجود دیکھتے تھے۔ ان سے باتیں کرتے اور ان کی باتوں کو سنتے تھے۔

کرامت: آپ نے رُحلت فرمانے اور دنیا میں جینے کے متعلق اپنی بے اختیاری کا تذکرہ فرما کر مریدوں سے اس طرح فرمایا کہ میرے رُحلت کرنے اور زندہ رہنے میں تم لوگوں

کے دو فرقے ہو گئے ہیں چاہیے کہ تم سب ایک ہی بات پر قائم ہو جاؤ کہ میں بھی اس پر رہوں
منقول ہے کہ وفات سے پندرہ روز پہلے آپ نے رحلت فرمانے کو اختیار فرمالیا تھا اور تاکید
ارشاد فرمایا کہ میں اختیار کرنے کے بعد اب نہ پھروں گا۔ آپ کی علالت در دسری کی تھی اور مرض
کی ابتدا روزِ شنبہ دوسری تاریخ ماہِ رجب سے شروع ہوئی اور شبِ وفات چہار شنبہ بعد
بعد نمازِ عشا ماہِ رجب کی بیسویں تاریخ ۸۰۲ ہجری میں واقع ہوئی۔ آپ کا مزار پر انوار موضع
نوجھانیاں میں ہے۔ حقیر مؤلف کو خواجہ علاؤ الدین عطار کا مادہ تاریخ وفات یہ ملا۔

۸۰۲ھ
مقرب درگاہ باری بودہ

واقعہ

ایک درویش نے واقعہ میں دیکھا کہ بڑی شاندار بارگاہ ہے اور حضرت
خواجہ بزرگ اور حضرت خواجہ علاؤ الدین قدس اللہ اسرارہم اس بارگاہ کے
قریب ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ ہے۔ اتنے میں
کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ اس بارگاہ عرشِ اشتباہ میں حضرت رسالت
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے داخل ہوئے اور حقوڑی دیر کے بعد نہایت لبثا شت کے
سامنے واپس ہوئے اور فرمایا کہ مجھ کو یہ مرتبہ دیا گیا ہے کہ جس شخص کی قبر ہماری قبر سے سو گوس
کے فاصلہ پر ہوگی۔ حکم الہی سے تم اس کی شفاعت کرو گے۔ اور خواجہ علاؤ الدین عطار کو ان کی
قبر سے چالیس فرسنگ تک شفاعت کرنے کا مرتبہ دیا گیا۔ میرے ادنیٰ دوستوں اور طریقہ
کی پیروی کرنے والوں کو ان کی قبروں سے ایک ایک فرسنگ تک شفاعت کرنے کا درجہ
دیا گیا۔ بعضوں نے اس واقعہ کو اور دوسرے طریقہ سے بیان کیا ہے۔ ممکن ہے دونوں طریقوں
سے ہوا ہو۔

خواجہ محمد پارسا قدس سرہ
آپ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے خلیفہ
ہیں اور خاندانِ خواجگان میں اپنے زمانہ کے بڑے عالم

زاہد اور برگزیدہ تھے۔ ابتدائے احوال میں آپ نے حضرت خواجہ بزرگ کی صحبت اختیار کی۔ ایک روز
اثنائے مجاہدات میں آپ حضرت خواجہ بزرگ کے مکان پر آئے اور حضرت کے انتظار میں دروازہ

نہ ملے رشحات : ۸۹، ۹۰۔

پر کھڑے رہے اتنے میں ایک خادمہ باہر سے اندر آئی۔ حضرت خواجہ نے اس سے پوچھا کہ باہر کون شخص ہے۔ خادمہ نے کہا کہ ایک پارسا جو ان آپ کا منتظر کھڑا ہے۔ حضرت خواجہ باہر تشریف لائے اور خواجہ محمد کو دیکھ کر فرمایا کہ تو پارسا ہے جس وقت کہ حضرت خواجہ کی زبان مبارک سے پارسا فرمایا گیا اسی وقت سے عوام میں آپ کا یہ لقب مشہور ہو گیا۔ حضرت خواجہ نے جب آپ کو مرید ہونے کی اجازت دی تو آپ کے بارے میں یہ فرمایا کہ تم جو کچھ کہو گے وہی ہوگا۔ اور جس کسی پر اپنا اثر ڈالو گے۔ وہ متاثر ہو جائے گا۔ دوسرے وقت یہ فرمایا کہ جو کچھ خواجہ پارسا کہے گا۔ حق سبحانہ تعالیٰ وہی کہے گا۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ وہ کچھ کہے مگر وہ کچھ نہیں کہتے۔ پھر حضرت نے دوسرے موقع پر آپ کو صفت برخ عطا اور مرحمت فرمائی۔

صفت برخ واضح ہو کہ برخ ایک دلی کا نام ہے جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے۔ جیسے اویس قرنی ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں ہوتے ہیں۔ پہلی امتوں میں برخ اس جماعت کے لئے استعمال ہوتا تھا جو بلا زبانی تعلیم کے محض صحبت سے اور کبھی بغیر صحبت کے معارف حقیقی کو آپس کی ہم نشینی سے حاصل کرتے تھے۔ ان لوگوں کو برخیاں کہتے تھے۔ اور وہ لوگ جو دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی صفت پر ہیں انہیں اویسی کہتے ہیں حضرت خواجہ قدس سرہ نے سفر حجاز میں خواجہ پارسا سے خطاب کر کے فرمایا کہ جو امانت اور حق خلفاء خاندان خواجگان قدس اللہ اسرارہم سے اس ضعیف کو پہنچا ہے اور جو کچھ اس راہ میں ہم نے کسب سے حاصل کیا ہے اس کو ہم تجھے سونپتے ہیں۔ جیسا کہ برادر دینی مولانا عارف قدس سرہ نے تم کو سونپا۔ تم اس امانت کو قبول کرو اور اسے خلق خدا تک پہنچاؤ۔ خواجہ پارسا نے بہت کچھ عاجزی کی اور اس کو قبول کیا۔ نیز حضرت خواجہ نے آپ سے فرمایا کہ میرے پاس جو کچھ تھا وہ تم لے گئے۔

حضرت خواجہ نے آپ کے متعلق مزید فرمایا کہ ہمارے ظہور سے مقصود خواجہ محمد کا وجود ہے بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت نے اس طرح سے فرمایا کہ مقصود ہمارے وجود سے خواجہ پارسا کا ظہور ہے۔ اس کو ہم نے جذبہ اور سلوک دونوں طریقوں کی تعلیم دی ہے۔ اگر وہ مشغول ہو تو ایک

عالم اس سے منور ہو گا۔

ایک روز حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ باغ مزار کے حوض کے کنارہ پر تشریف فرما ہوئے تو دیکھا کہ خواجہ محمد پارسا قدس سرہ پانی میں پاؤں لٹکاتے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں اور بنے خود ہیں۔ حضرت خواجہ نے فوراً لنگی باندھی اور پانی میں تشریف لے گئے اور اپنے چہرہ ان کے پاؤں کی پشت پر رکھ کر بارگاہ رب العزت میں عرض کیا کہ اے خدا ان پاؤں کی حرمت میں بہاؤ الدین پر رحم کر۔

ہمارے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے لکھا ہے کہ خواجہ محمد پارسا نے حضرت خواجہ بزرگ کی تربیت سے جذبہ اور سلوک کے راستوں کو طے کیا اور حقیقت فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے مشرف ہوئے اور درجات ولایت میں عروج کیا۔ اس کے باوجود آپ نے فردیت کی نسبت حضرت مولانا عارف قدس سرہ سے حاصل کی۔ اور حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے توسط سے فردیت کے راستہ سے مرتبہ غیب ہویت تک پہنچے۔ اس نسبت کا غلبہ جو عالم سے بے تعلقی کا باعث ہوتی ہے۔ ان کے ارشاد کی تکمیل کا مانع ہوا۔ ورنہ مقام تکمیل پورے طور پر انہیں حاصل ہوتا۔

کرامت، مرزا خلیل نامی سمرقند کا بادشاہ تھا اور مرزا شاہ رخ خراسان کا بادشاہ تھا حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے خلافت کے حل مشکلات کے لئے ایک رقعہ مرزا شاہ رخ کو لکھا۔ مرزا خلیل کو آپ سے اس وجہ سے آزدگی پیدا ہو گئی۔ آخر کار مفسدوں کی بدگوئی سے یہاں تک ذہبت پہنچ گئی کہ اس نے حضرت کی خدمت میں کسی کی معرفت یہ کہلا بھیجا کہ آپ یہاں سے جنگل کی طرف تشریف لے جاتیے۔ حضرت نے فرمایا کہ بہت اچھا مزارات اولیاء کی ایک حاضری دے کر چلے جائیں گے۔ اسی وقت آپ نے گھوڑا منگایا اور قصر عارفان کو تشریف لے گئے۔ اور مزار پر انوار حضرت خواجہ بزرگوار کی زیارت کی۔ جب آپ مزار حضرت سے باہر نکلے تو ہیبت اور عظمت کے آثار آپ کے چہرہ سے نمودار تھے پھر وہاں سے آپ سوخار تشریف لے گئے۔ اور مقوڑی دیر مزار حضرت امیر کلال قدس سرہ پر توقف فرمایا۔ جب آپ ان پیشوائے اولیا

۱۵۹: لغات: ۳۵۲ کے رسالت: ۵۹: ۴۰

کی زیارت سے فارغ ہو کر نکلے تو گھوڑے پر سوار ہوتے اور ایک تازیانہ مارا اور سواری کو پشتہ کے اوپر چلایا، خراسان کی طرف متوجہ ہوتے اور یہ شعر پڑھا :-

ہمہ راز میر وزیر کن نہ زبر ماند نہ زیر تاباند کہ امر و دریں میدان کیست

آپ وہاں سے روانہ ہو کر بخارا کو تشریف لائے اسی وقت مرزا شاہ رخ کا ایک خط مرزا خلیل کے نام اس مضمون کا پہنچا کہ ہم آگئے ہیں تم کو چاہیے کہ میدان جنگ مقرر کرو۔ حضرت خواجہ محمد پار ساقدس سرہ نے فرمایا کہ اس کو مسجد جامع کے منبر پر پڑھیں پھر اس خط کو مرزا خلیل کے پاس سمرقند بھیجا گیا اور مرزا شاہ رخ خط کے بعد ہی پہنچا اور مرزا خلیل کو قتل کر دیا۔

کرامت : خواجہ ابو نصر پار ساقدس نے خواجہ محمد پار ساقدس اللہ اسرار اہم روایت بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد صاحب، کمال کے وصال کے وقت حاضر نہ تھا اور جب آپ کا انتقال ہو گیا تو میں آیا۔ میں نے آخری دیدار کے لئے آپ کے چہرہ کو کھولا۔ آپ نے آنکھ کھولی اور مسکراتے اس سے میرا قلق اور اضطراب اور بڑھ گیا۔ میں آپ کے پاؤں کی طرف آیا۔ اپنے منہ کو آپ کے پاؤں سے ملا مگر آپ نے پاؤں اوپر کو کھینچ لیا۔

آپ کی عمر شریف تہتر سال کی تھی آپ کی وفات مدینہ طیبہ میں جمعرات کے روز چار جمادی الآخر ۸۲۲ ہجری کو ہوئی۔ مولانا شمس الدین مناری رحمۃ اللہ علیہ، اہل مدینہ اور تمام قافلے والوں نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ آپ کا مزار پر انوار قریب مزار مشرف امیر المؤمنین حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقع ہے۔

حضرت شیخ زین الدین خوانی قدس سرہ ایک سفید پتھر مصر سے تراش کر لائے اور آپ کی لوح قبر بنائی۔ اس پتھر سے آپ کی قبر تمام قبور میں ممتاز ہے۔

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہ

آپ کا انتساب اس سلسلہ شریفیہ میں حضرت مولانا یعقوب چرخي قدس سرہ سے ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے اس ارشاد میں جو مولانا یعقوب چرخي سے آپ نے فرمایا تھا کہ ہم سے جو کچھ تمہیں پہنچا ہے تم بندگان خدا کو پہنچاؤ۔ حضرت عبید اللہ احرار کی طرف اشارہ تھا۔ کیونکہ عبید اللہ کے معنی بندہ خدا کے ہیں اور مولانا عبد الرحمان جامی قدس سرہ کا قول جو حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کی تعریف میں آپ نے فرمایا ہے کہ ع

امانت دار اد یعقوب چرخي

ہمارے اس قول کی تائید کرتا ہے۔ حضرت خواجہ کا مولانا سے رخصت کے وقت فرمانا کہ ہم نے تم کو خدا کے سپرد کیا۔ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس امانت کو اس کے اہل تک پہنچاؤ کیونکہ جو امانت خدا کو سونپی جاتی ہے خدا اس کا محافظ رہتا ہے۔

حضرت خواجہ احرار حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہ کی صحبت میں بھی کافی عرصہ رہے ہیں اور ان کی خلافت سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ اپنے وقت میں صاحب آیات عظمیٰ اور کرامات کبریٰ اور اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے۔ آپ کے زمانہ میں طالبان خدا کا سفر اس بارگاہ ولایت و ارشاد مآب کی طرف ہوتا تھا۔

حضرت مولانا یعقوب قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی طالب کسی بزرگ کی خدمت میں جائے تو عبید اللہ کی طرح جانا چاہیے۔ چراغ مہیا اور فقیلا تیار کئے ہوتے صرف آگ کا محتاج ہو۔ جس وقت حضرت مولانا نے خواجہ احرار کو وقف عددی کی تعلیم دی تو فرمایا کہ جو کچھ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ سے ہم کو پہنچا ہے۔ وہ یہی ہے اور اگر تم طریقہ جذبہ سے طالبوں کی تعلیم کرنا چاہو تو تم کو اختیار ہے۔ مولانا کے بعض مریدوں کو آپ کے اس ارشاد پر غیرت آئی مولانا نے فرمایا کہ خواجہ عبید اللہ میں قوت تصرف جیسی کہ وہیسی موجود تھی صرف اجازت کی ضرورت تھی۔

ہمانے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے لکھا ہے سید المحققین ناصر الدین
 حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ بزرگوں کے مقام جذبہ میں بہت بڑی شان رکھتے تھے
 آپ نے اس مقام میں پوری فنایت حاصل کر کے بقائے خاص پیدا کی اور اس بقا سے نور
 فوقانی پیدا کیا۔ اور انتہا نقطہ نہایت نہایت تک پہنچ گئے اور کثرت میں وحدت کا ملاحظہ
 اس طریقہ سے کرتے تھے کہ کثرت کا پردہ پہنچ میں نہ رہتا تھا۔ سلوک آفاقی کو بھی اس اسم تک
 جو آپ کا مبدیہ تعین تھا پہنچے اور اس اسم میں قدرے بقا پیدا کی مگر پورے مستہلک ہوئے
 تھے۔ بلکہ اس کے بعد اسی جذبہ میں ایک قسم کی فنایت سابقہ سلوک کے استہلاک خاص
 کے ساتھ حاصل کی۔ مقام جذبہ سے بقائے خاص کے ساتھ معہ زیادتی نور فوقانی کے مستعدوں
 کی تربیت کرتے تھے۔ اور ماسوائے اللہ کی گرفتاری سے رہائی دیتے تھے اور غیب ذاتیہ کی
 بہت سے کہ حضرت ذی النورین اور حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کو پورا حصہ اور نصیبہ کامل
 حاصل ہے اور اس راستہ سے بھی مقام غیب سے مناسبت رکھتے ہیں باوجود اس کمال و تکمیل
 کے مقام اقطاب اثنا عشر سے بھی نصیب کامل رکھتے تھے۔ یہ وہ مقام غیب ہے جو بے نسبتی
 سے مناسبت کامل رکھتا ہے۔ صحو کی ایک قسم خاص ہے محبت ذاتی بھی اس مقام کے
 لئے لازم ہے اور تردید شریعت اور اجراء احکام شریعت اس مقام سے متعلق ہے اور
 حضرت امام اعظم کو فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اقطاب کے روسا میں سے ہیں۔ حضرت خواجہ
 احرار قدس سرہ العزیز مقام اثنا عشر کے قطب نہیں تھے مگر نصیبہ کامل رکھتے تھے اور آپ
 کا نصرت دین اور تردید ملت فرمانا اسی مقام کا ثمرہ تھا۔ اسی لئے آپ کو ناصر الدین کہا جاتا
 ہے نیز یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ نسبت اپنے مادی بزرگوں سے حاصل فرمائی تھی
 ان تمام کمالات کے ساتھ جو آپ میں جمع تھے۔ آپ ایک بڑے گھر کے روشن چراغ تھے۔
 قدسیہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضرت مولانا
 سے اجازت طلب کی تو آپ نے حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا طریقہ پورا پورا
 بیان فرمادیا۔ جب رابطہ کے طریقہ کا ذکر آیا تو فرمایا کہ اس طریقہ کے بیان کرنے میں دہشت
 مت کرو اور مستعد لوگوں کو پہنچاؤ۔

قدسیہ، حضرت خواجہ قدس سرہ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اگر حضرت خواجہ بہارالحی الدین قدس سرہ کی صحبت میں کچھ کو نسبت حاصل ہو گئی ہو، پھر تو اس کے بعد کسی اور عزیز کی محفل میں جائے اور اس سے بھی وہی نسبت حاصل کرے تو کیا کرے گا۔ کب خواجہ بہار الدین کو پھوڑ دے گا؟ پھر آپ نے خود ہی اس سوال کا جواب دیا کہ جہاں سے تو اس نسبت کو پاتے۔ خواجہ بہار الدین سے ہی اس کا پانا تسلیم کر۔ اس حال کے متعلق آپ نے یہ حکایت فرمائی ہے۔

حکایت شیخ قطب الدین حیدر قدس سرہ کا ایک مرید شیخ الشیوخ شہنا الدین سہروردی قدس سرہ کی خانقاہ میں آیا۔ اسے سخت مہوک لگی ہوئی تھی۔ اس نے پیر کے گاؤں کی طرف منہ کر کے کہا یا شیخ قطب الدین حیدر! خدا کے لئے کچھ دو۔ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کو اس کی اطلاع ہوئی۔ آپ نے اپنے خادم کو حکم فرمایا کہ اس درویش کو کچھ کھانا کھلاؤ۔ درویش نے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد پھر اپنے پیر کے گاؤں کی طرف منہ کر کے کہا۔ شکریہ خدا کا اسے قطب الدین حیدر آپ ہمیں کسی جگہ مہوکا نہیں پھوڑتے ہیں۔ خادم نے یہ واقعہ شیخ الشیوخ سے بیان کیا اور کہا کہ یہ درویش عجیب شخص ہے، کھانا آپ کا کھاتا ہے اور شکر قطب الدین حیدر کا کرتا ہے۔ شیخ الشیوخ نے فرمایا کہ اس سے مرید می سیکھنا چاہئے کہ اسے کوئی فائدہ کہیں سے پہنچے خواہ ظاہری ہو یا باطنی وہ اس کو اپنے پیر کی برکت سے جانتا ہے۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ زندگی کا پہل اس شخص کو ملا جس کا دنیا سے دل سرد ہو گیا اور ذکر خدا کی گرمی اس کے دل میں اتنی پیدا ہو گئی کہ دنیا کی محبت اس کے دل میں نہ پھٹک سکے اور حق سبحانہ کے سوا کوئی اندیشہ اس کے دل میں نہ رہے۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ زبان دل کا آئینہ ہے اور دل روح کا آئینہ اور روح حقیقت الانسانیہ کا آئینہ، حقیقت الانسانیہ حق سبحانہ تعالیٰ کا آئینہ، حقائق غیبیہ غیب ذات سے اتنی دور کی مسافتیں طے کر کے زبان پر آتے ہیں اور یہاں صورت لفظی اختیار کر کے

لے رشحات ۱، ۲۵۷ لے رشحات : ۲۵۷

مستحق ہو گوں کے حقائق آشنا کافوں تک پہنچتے ہیں۔

قدسیہ! آپ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض اکابر اولیاء کی صحبت اختیار کی اور انہوں نے دو چیزیں مجھ کو عطا کیں اول یہ کہ جو کچھ میں لکھوں نئی بات ہو پرانی نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ جو کچھ میں کہوں مقبول ہو مردود نہ ہو۔

قدسیہ! آپ فرماتے ہیں کہ پیر کون ہے، پیروہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو چیزیں ناپسند تھیں وہ اس میں بھی نہ ہوں۔ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو چیزیں ثابت نہ ہوں وہ اس میں بھی موجود نہ ہوں۔ بلکہ وہ خود اور اس کی تمام خواہشیں، اس سے کم ہو جائیں اس کی ذات ایسا آئینہ ہو جاتے۔ جس میں سوائے اخلاق و اوصاف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کچھ نہ ہو۔ اس مقام میں اوصاف نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موصوف ہونے کی وجہ سے تصرف حق سبحانہ کا مظہر ہو جاتا ہے اور تصرف الہی سے طالبوں کے باطنوں میں تصرف کرتا ہے اور اپنی مرضی سے بالکل خالی ہو کر مرضی حق پر پورے طور سے کھڑا رہتا ہے۔

از بس کہ در کنار ہی گیرد آں فگار بگرفت بوئے یار و رہا کرد بوئے طین

قدسیہ! آپ فرماتے ہیں کہ مرید وہ ہے کہ ارادت کی تاثیر سے اس کی حاجتیں سوختہ ہو جائیں اور اس کی کوئی آرزو باقی نہ رہے اور دل کے آئینہ کی بصیرت میں اپنے پیر کے جمال کو دیکھ کر اپنی توجہ تمام قبلوں سے پھیر لیتا ہے اور اس کا قبلہ جمال پیر ہو جاتا ہے اور پیر کی اطاعت میں آزادی سے فارغ ہو کر نیاز اور تواضع کا سر سوائے پیر کے آستانہ کے اور کہیں نہیں ڈالتا۔ بلکہ نیستی کا خط اپنے وجود کی پیشانی پر کھینچ دیتا ہے اور وجود غیر کے شعور کے تفرقہ سے بھی رہائی پالیتا ہے۔

اں را کہ در سرے نگارست فارغ است از بوستان و باغ تماشاے لالہ زار

قدسیہ! بلند ہمت وہ شخص ہے کہ اپنی قوت دراکہ کو حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف مشغول کرے اور موقع کو ہاتھ سے نہ کھو دے اور اپنے خدا تعالیٰ کے ساتھ ہر سانس میں مشغول رہے۔ اگر وہ جانتا ہے کہ اس میں اتنی قوت نہیں ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو ایسے کام میں لگاتے۔ جو خدائے پاک کے ساتھ مشغولی کا سبب ہو۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی اولیاء اللہ کی صحبت میں آئے اس کو چاہیے کہ اپنے آپ کو نہایت مفلس و محتاج ظاہر کرے تاکہ ان کو اس پر رحم آئے۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی درویش کی تصویر کسی دیوار پر کھینچ دی جائے تو اس دیوار کے پاس سے ادب کے ساتھ گزرے۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ بعض اکابر دین قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے بہترین عمل بیان کیا ہے کہ نماز عمر کے بعد ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اس میں بہترین عمل محاسبہ ہے کہ اس کے دن کا پورا وقت عبادت میں گزرا ہے یا معصیت میں اگر عبادت میں گزرا ہے تو شکر کرے اور اگر معصیت میں گزرا ہے تو استغفار کرے۔ ایک جماعت نے کہا ہے کہ بہترین عمل یہ ہے کہ اپنے آپ کو ایسے شخص کی صحبت میں پہنچائے کہ اس کی تاثیر سے وہ غیر حق سبحانہ سے ہٹ جائے۔ اور حق سبحانہ کی طرف مائل ہو اور اس کی طرف کو کھینچ جائے اہل تحقیق نے کہا ہے کہ بہترین عمل وہی ہے کہ اس میں مشغولیت کی وجہ سے غیر حق سے ملول ہو اور حق سبحانہ کی طرف مائل ہو۔

قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ عبادات کی تاثیر لوگوں کے اخلاق اور اعمال میں ارباب تحقیق کے نزدیک ثابت ہے۔ چنانچہ شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ اس بارہ میں عجیب تحقیقات رکھتے ہیں کہ عبادات کی یہ تاثیر یہاں تک ہے کہ اگر کوئی شخص افضل عبادات یعنی نماز کو ایسی جگہ ادا کرنے جو کسی جماعت کے اعمال اخلاق ناپسندیدہ سے متاثر ہو تو اس نماز کا جمال اور اثر اتنا نہیں ہو سکتا۔ جتنا کہ ایسی جگہ پر ادا کرنے سے ہوگا۔ کہ وہ جگہ ارباب جمعیت کی برکات سے متاثر ہو۔ اسی لئے دو رکعت

۱۔ رشتات: ۲۵۱۔ ۲۔ رشتات: ۲۵۲۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تصویر بنانا جائز ہے بلکہ ایک فرضی صورت ہے اور اسمیں ادب کا سبق دیا گیا ہے جیسا کہ ایک دفعہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی خدمت میں کسی نے ایک بزرگ کی تصویر پیش کی تو آپ نے فرمایا اسے غسل دے دو۔ دیکھئے آپ نے مناد کے بجائے کیسے ادب کے الفاظ استعمال فرماتے فطری بات کہ جب کسی شخص کا نام لیا یا اس کی تصویر دیکھی جائے تو اس کی شخصیت سے اجتناب ہے اس وقت اس کی بزرگی اور ان کی وجہ با ادب آدمی کے جذبات محبت اسے ادب پر آمادہ کر دیتے ہیں واللہ اعلم

نماز حرم میں پڑھنا اور جگہوں کی ستر رکعتوں کے برابر ہے۔

وجد و حال قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ شیخ ابو طالب کفایت قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اتنی گوشن کر دو کہ مرضی حق کے سوا اور کچھ تم میں باقی نہ رہے جب تم ایسے ہو جاؤ گے تو تمہارا کام پورا ہو جائے گا۔ اس حال میں اگر تم سے احوال و مواجید و کرامات صادر نہ ہوں تو بھی کوئی غم کی بات نہیں ہے۔

امر قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں تو حید یہ ہو گئی ہے کہ لوگ بازاروں کو جاتے ہیں اور امر دلائل پر نظر ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم جمال لایزال کا مشاہدہ کرتے ہیں خدا کی پناہ ایسے مشاہدہ سے۔ ایک جماعت مریدان سید قاسم تبریزی قدس سرہ کی امر دلائل کوں کا نظارہ کیا کرتی تھی اور کہتی تھی کہ ہم جن صورتوں میں جمال حق سبحانہ کا مطالعہ کیا کرتے ہیں ان لوگوں کے بارے میں حضرت سید قاسم رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے سو رکھ کر گئے۔ اس کلام سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ حضرت سید کی نظر بصیرت میں سور کی صورت میں نظر آتے تھے۔

مرید صادق قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ سید الطائفہ قدس سرہ نے کہا ہے کہ مرید صادق وہ ہے کہ بیس برس تک کوئی برائی اس کے بائیں پہلو والے فرشتے نے نہ لکھی ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مرید معصوم ہو جائے اور اس مدت میں اس سے کوئی جرم سرزد نہ ہو۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ قبل اس کے کہ فرشتے اس کا گناہ لکھنے پائیں وہ اس کی مکافات میں مشغول ہو جائے اور کسی طریقہ سے اس گناہ کو اپنے اوپر سے دور کر دے۔

خاموشی قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں مولانا نظام الدین خاموش قدس سرہ کی خدمت میں گیا۔ مولانا اس وقت مباحثہ علمی میں ایک جماعت علماء کے ساتھ مشغول تھے۔ میں خاموش بیٹھا رہا۔ جب آپ کلام سے فارغ ہوئے تو میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ سکوت اور خاموشی بہتر ہے۔ یا یہ بات حیت، پھر آپ نے فرمایا۔ میری رائے یہ ہے کہ اگر یہ شخص اپنی ہستی کی قید سے چھوٹ گیا ہے تو جو کچھ کرے گناہ نہیں ہے اور اگر ہستی

میں گرفتار ہے تو جو کچھ کرے وہ حماقت ہے۔ حضرت خواجہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے مولانا نظام الدین خاموش علیہ الرحمۃ سے اس سے بہتر کبھی کوئی کلام نہیں سنا تھا۔

شریعت، طریقت اور حقیقت قدس سرہ، آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا نظام الدین قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ شریعت و طریقت اور حقیقت کو ہر چیز میں بیان کر سکتے ہیں مثلاً بھوٹ کہنا امر ممنوع ہے اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اس کو گوشش اور مجاہدہ سے جو کہ استقامت کا طریقہ ہے، زبان سے دور کرے، اس طرح کہ اس کے اختیار سے اور بے اختیاری سے اس کی زبان پر جاری نہ ہو تو یہ شریعت ہے۔ یاد ہو اس کے ممکن ہے کہ اس کے باطن میں بھوٹ کی خواہش باقی رہے۔ پس اگر اس کو بھی گوشش اور مجاہدہ سے دفع کر دے۔ اس طرح کہ اس کا باطن کذب کی خواہش سے پاک ہو جائے تو یہ طریقت ہے اور اگر ایسا ہو جائے کہ اس کے اختیار یا بلا اختیار کے اس کا دل اور زبان سے بھوٹ سرزد نہ ہو سکے تو یہ حقیقت ہے۔ حضرت خواجہ قدس سرہ مولانا علیہ الرحمۃ کے اس ارشاد کو بار بار نقل فرما کر اس کی تعریف کیا کرتے تھے۔

کشف قبور آپ فرماتے ہیں کہ کشف قبور یہ ہے کہ صاحب قبر کی روح کسی مناسب صورت میں ظاہر ہو جاتے اور صاحب کشف دیدہ بصیرت سے اس صورت کو دیکھے۔ مگر چونکہ شیاطین کو بھی مختلف صورتوں اور شکلوں کے اختیار کرنے کی قوت ہے۔ اس لئے حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم نے اس کشف کا اعتبار نہیں کیا ہے۔ ان کے نزدیک اصحاب قبور کی زیارت کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی بزرگ کی قبر پر جاتے ہیں، تو اپنے آپ کو تمام کیفیتوں اور نسبتوں سے خالی کرتے ہیں پھر نسبت کے ظہور کے منتظر ہو کر بیٹھتے ہیں۔ پس جو نسبت پیدا ہوتی ہے اسی سے صاحب قبر کا حال معلوم کرتے ہیں۔ بیگانہ اشخاص کی صحبت میں بھی ان بزرگوں کا یہی طریقہ ہے کہ جو شخص ان کے سامنے آتے وہ اپنے باطن میں نظر کرتے ہیں۔ اس کے آنے کے بعد ان کے باطن میں جو نئی کیفیت پیدا ہوتی ہو وہ اس کو اسی کا اثر جانتے ہیں۔ اس جدید کیفیت میں ان بزرگوں کا کوئی اختیار نہیں ہوتا ہے اور اس

کیفیت کے لحاظ سے اس کے ساتھ نرمی یا سختی سے سلوک کرتے ہیں۔ شیخ ابن عربی قدس سرہ
اس کو تجلی مقابلہ نام سے یاد فرماتے ہیں اس کے ظہور کا سبب عرفا کے باطن کی جلا اور صفائی ہے
جو نورانی باطن سے پیدا ہوتی ہے اور ان کے آئینہ حقیقت میں جو نقوش کونیہ سے پاک اور
صاف ہو گیا ہے۔ بسبب کمال محاذات کے کہ جو بے کم و کیف ذات کے ساتھ رکھتا ہے
اور اس میں سولے تجلی ذاتیہ کے اور کچھ باقی نہیں رہا ہے۔ پس جب ایسے نورانی آئینہ کو اس
کی حالت پر پھوڑ دیں گے تو سولے امر بے کیف کے اور کچھ نہ رہے گا۔ تو اب جو چیز
اس آئینہ میں پیدا ہوتی وہ اس کی ذاتی نہیں ہے بلکہ اس شخص کے تقابل کی وجہ سے ہے۔
جو اس میں عکس کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔

موت کے بعد ترقی قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ محققین کے نزدیک موت کے
بعد ترقی ثابت ہے چنانچہ شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ
نے فرمایا ہے کہ منجملہ تجلیات کے ایک تجلی میں، میں اور ابوالحسن نوری جمع ہوتے انہوں نے میرے
ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ کیا تم مجھ سے سیراب ہوتے؟ میں نے کہا کہ نہیں کیونکہ توحید کا پناہ سا غیر
سے سیراب نہیں ہو سکتا۔ میرے اس جواب سے وہ شرمندہ ہوئے۔ میں نے کہا کہ ادنیٰ اعلیٰ
سے حاصل کرتا ہے اور غیر سے حاصل نہیں کرتا۔

شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ فتوحات میں دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ
کی موت کے بعد ترقی کا انکار کرنے والوں میں ایک شیخ ابوالحسن نوری ہیں پس شیخ
نوری کی حالت بعد موت کے دو کیفیتوں سے خالی نہیں ہے۔ یا تو انہوں نے علم یقین سے
جان لیا کہ ترقی ہوتی ہے یا یہ جانا کہ نہیں ہوتی۔ پس اگر ترقی ہونے کے متعلق ان کو علم حاصل
ہوا تو اس سے ہمارا مدعا ثابت ہو گیا۔ اگر نہ ہونے کے متعلق علم ہوا تو یہ دوسرا علم ہے جو ان
کو موت کے بعد حاصل ہوا۔ اس لئے ہر حالت میں ترقی بعد موت کے ہوتی ہے۔

ادب اور حال قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ ترک ادب کے بعد بھی سالک کے حال
کا باقی رہنا خدا تعالیٰ کی خفیہ تدبیر ہے۔

نسبت نقشبندیہ اور تفرقہ قدسیہ! آپ فرماتے ہیں کہ خواجگان نقشبندیہ
قدس اللہ اسرارہم کی نسبت کو خلوت میں اول تفرقہ
پیدا ہوتا ہے اس میں راز یہ ہے کہ نسبت نقشبندیہ محبوبیت کی نسبت ہے اور محبوب
کو جب خلوت میں بلاؤ گے تو اس کو حجاب ہوتا ہے۔

لطافت و نسبت قدسیہ! آپ فرماتے ہیں کہ اس نسبت کی لطافت اس درجہ
ہے کہ اس کی طرف متوجہ ہونا بھی اس کے ظہور کو مانع ہوتا ہے
چنانچہ حسیں کی صورتوں میں بھی یہ بات ہے کہ جب ان کی طرف زیادہ توجہ کی جاتی ہے تو وہ
اپنے آپ کو چھپانے لگتے ہیں۔

ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے قدسیہ! آپ فرماتے ہیں کہ ہر
چیز اپنی مخالف چیز سے ظاہر
ہوتی ہے۔ پس مخلوق کی طرف مشغول ہونا حق سبحانہ کی طرف مشغول ہونے کے مخالف ہے۔ اور
چونکہ مخالف کو اپنے مخالف سے کراہت ہوتی ہے۔ اس لئے اگر جاننے والا شخص ہو تو
وہ خلاف چیز سے موافق کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سلسلہ والے بازاروں
میں اور مجموعوں میں جاتے ہیں اور وہاں بیٹھتے ہیں تاکہ مخلوق کی ضدیت سے اور ان کے کاموں
کی کراہیت سے ان کا دل خدا کے پاک کی طرف ہو جائے۔

بڑا مقصد قدسیہ! آپ فرماتے ہیں کہ بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لطیفہ مدد کہ کی توجہ خدا سے
پاک کی طرف ہمیشہ کھلتے ہو جاتے۔ تمہاری کوشش اس امر کی ہونی چاہیے
کہ یہ توجہ تمہارے اندر ہمیشہ باقی رہے تاکہ تمہارا شمار معبودوں میں ہو سکے۔

مردان غیب اور عزیمت قدسیہ! آپ فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ میں مردان غیب
اولیاء اللہ میں سے انکی صحبت اختیار کرتے ہیں جو کہ عزیمت
پر عمل کرتے ہوئے اور رخصت سے پرہیز کرتے ہوں ان کی جماعت رخصت والوں سے علیحدہ
رہتی ہے۔ رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے۔ ہمارے خواجگان قدس اللہ اسرارہم

کا طریقہ عزیمت پر عمل کا ہے۔

درویشی اور فنا و مطلق قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ فنا و مطلق کے معنی یہ ہیں کہ سالک اپنے افعال اور اوصاف کی نسبت کو بطریق ذوق

آپ سے نفی کرے اور ان کو فاعل حقیقی بخل ذکرہ کے لئے ثابت کرے۔ حضرات صوفیہ قدس اللہ اسرارہم کے اس قول کا کہ نفی اثبات سے جنگ نہیں رکھتی ہے مطلب یہی ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً یہ کپڑا جو میں پہنے ہوئے ہوں وہ بطور عاریت ہے اور مجھ کو اس کے عاریتاً ہونے کا علم نہیں ہے۔ اس لئے میں اس کو اپنی ملکیت جان کر اس سے اپنا تعلق رکھتا ہوں۔ اتنے میں تجھ کو اس کے عاریتاً ہونے کا علم ہوا۔ اس کپڑے سے میرا تعلق فوراً منقطع ہو گیا۔ حالانکہ وہ میرا لباس ہے اور تمام صفات کو اسی کپڑے پر قیاس کرنا چاہیے تاکہ دل کا تعلق ماسوائے حق تعالیٰ سے منقطع اور آزاد ہو جائے درویشی یہی ہے۔ مگر لوگوں نے اس کو بہت لمبا چوڑا سمجھ رکھا ہے۔

وصل قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ حقیقت میں وصل یہ ہے کہ دل خدائے پاک کے ساتھ برسبیل ذوق جمع ہو جائے اور جب یہ حالت ہمیشگی اختیار کر لے تو اس کو دوام وصل کہتے ہیں۔ انتہا یہی ہے۔ اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کے اس ارشاد کا کہ ہم نہایت کوہدایت میں درج کرتے ہیں۔ مطلب یہی ہے کہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ہم واسطہ سے زیادہ نہیں ہیں اس لئے ہم سے منقطع ہونا چاہیے۔ اور مقصود حقیقی سے ملنا چاہیے یہی وصل ہے۔

ایرا اور وصل قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ اگر ذکر کا ملکہ ایسا ہو جائے کہ ہمیشہ دل حاضر رہے اور وہ اس حضور سے وابستہ ہو جائے تو اس کا شمار

ابرار میں ہوگا۔ اور حاضر مع اللہ کہہ سکتے ہیں مگر داخل مع اللہ نہیں کہہ سکتے واصل اس وقت ہوگا۔ جب کہ اس حضور کی نسبت بھی اس سے منتفی ہو جائے اور محض تسمیہ کو بذات خود حاضر سمجھے۔

لے رشتات: ۲۷۶ لے رشتات: ۲۸۲ لے رشتات: ۲۸۳

انتہائی مرتبہ قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ انتہائی مرتبہ جہاں تک اولیاء اللہ کی رسائی ہوتی ہے، یہ ہے کہ شاہد حقیقی میں نہایت استغراق کی وجہ سے مشاہدہ ان سے غائب ہو جاتے ہیں۔

محبوبی قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ تجلی سے مراد کشف ہے اور یہ دو طرح سے ہوتا ہے۔ پہلا کشف اعیانی یعنی چشم ظاہری سے۔ یہ کشف آخرت میں ہوگا۔ دوسرا کشف یہ کہ غائب مثل محسوس کے ہو جائے کیونکہ محبت کی خاصیت یہ ہے کہ غائب کو محسوس کی طرح بنا دیتی ہے۔ یہ تجلی ارباب کمال کے قدم کی دنیا میں انتہا ہے یعنی اس سے آگے انہیں رسائی نہیں ہو سکتی ہے۔

ہمت قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ ہمت سے مراد دل کا اطمینان ہے۔ کسی ایک امر پر اس طرح کہ اس کے خلاف کچھ دل میں نہ گزرے۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر کارفرما شخص بھی ہمیشہ اپنے دل کو کسی امر پر اور اپنی ہمت کو کسی چیز پر مقرر کرے تو وہ کام ضرور پورا ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے ایمان اور عمل صالح کی بھی کچھ شرط نہیں ہے۔ ارباب تجربہ کو چاہیے کہ کبھی کبھی اپنے مریدوں کی ہمتوں کا امتحان لیتے رہیں اور معلوم کریں کہ ان کی مناسبت حضرات اسما کے کس مرتبہ تک پہنچی ہے اور ان کی ہمت کی تاثیر کیسی ہے۔

ہمت کی تاثیر قدسیہ: آپ فرماتے ہیں کہ ابتدائے جوانی میں ہم حضرت مولانا سعد الدین کا شغری قدس سرہ کے ساتھ ہرات میں تھے۔ ایک دفعہ ہم دونوں تفریح کے لئے جا رہے تھے۔ ہمارا گزر کشتی گیروں کے اکھاڑہ میں ہوا دلاں ہم نے اپنی قوت و محنت کا امتحان لیا اور دو شخصوں میں سے ایک کے غالب ہونے پر ہم نے اپنی ہمتوں کو لگایا تو وہی شخص غالب ہوا۔ پھر دوسرے شخص کے لئے خیال کیا گیا تو دوسرا غالب آیا۔ پھر پہلے کے لئے خیال کیا گیا تو وہ غالب ہوا۔ اسی طرح چند مرتبہ امتحان خیال کیا گیا۔ اس سے مقصود یہ معلوم کرنا تھا کہ ہمت کی تاثیر کس درجہ تک پہنچی ہے۔ تاکہ اس پر اعتماد ہو سکے۔

۱۷ رشحات: ۷۱۳ ۱۷ رشحات: ۲۸۳ ۱۷ رشحات: ۲۸۷

کرامت : حضرات خواجہ قدس سرہ چونکہ واقع میں ترویج شریعت اور
ترویج شریعت تجدید ملت اور سلاطین کے ساتھ اخلاط رکھنے کے لئے مامور کئے

گئے تھے۔ اس لئے آپ سمرقند تشریف فرما ہوئے۔ تاکہ پادشاہ وقت سے ملاقات کریں۔ اس
زمانہ میں میرزا عبد اللہ بن میرزا ابراہیم بن مرزا شاہ رخ ولایت سمرقند کا بادشاہ تھے۔ میرزا عبد اللہ
کا ایک مصاحب حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اس سے کہا کہ
اس ولایت میں آنے سے مقصود ہمارا تمہارے بادشاہ سے ملاقات کرنا ہے۔ اگر تم اس کی
ملاقات کا واسطہ بنو تو امر بزرگ اور ثواب کثیر کو حاصل کر لو گے۔ اس امیر نے بے ادبی کے ساتھ
جواب دیا کہ ہمارا بادشاہ بے پروا شخص ہے اس سے ملاقات کرنا بہت مشکل ہے ماسوا اس
کے درویشوں کو ان کاموں کی ضرورت ہی کیا ہے۔ حضرت کو اس کلام سے غیرت پیدا ہوئی اور
فرمایا کہ ہم کو بادشاہوں کی ملاقات کا حکم دیا گیا ہے۔ ہم اپنے طور پر نہیں آتے ہیں۔ اگر تمہارا
بادشاہ پروا نہ کرے گا تو ایسا بادشاہ بنایا جائے گا جو پروا کرے۔ جب وہ امیر چلا گیا تو حضرت
خواجہ قدس سرہ نے اس کا نام سیاہی سے دیوارہ یہر لکھا اور پھر اپنے لعاب دہن سے اس
کو مٹا دیا اور فرمایا کہ ہمارا کام اس بادشاہ اور اس کے امیروں سے نہیں چل سکتا ہے۔ یہ فرما
کر اسی روز تاشقند کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کی روانگی کے ایک ہفتہ بعد اس امیر کا انتقال
ہو گیا۔ اور ایک ماہ کے بعد سلطان ابوسعید مرزا نے اطراف ترکستان سے ظہور کیا اور میرزا
عبد اللہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

کرامت : کہتے ہیں کہ آپ نے ایک مرتبہ بہت سے لوگوں کے نام کاغذ کے ٹکڑوں
پر لکھے۔ سلطان ابوسعید کا نام جس ٹکڑے پر لکھا تھا اس کو اپنی دستار میں رکھ لیا۔ دوستوں نے
پوچھا یہ کس شخص کا نام ہے جو آپ نے دستار میں رکھا ہے؟ فرمایا کہ یہ اس شخص کا نام ہے جس
کے ہم، آپ اور اہل تاشقند و سمرقند اور خراسان رعایا ہوں گے۔ اس زمانہ میں وہاں سلطان
ابوسعید کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ مگر چند روز کے بعد ہی سلطان ابوسعید مرزا کی شہرت ترکستان
کی طرف سے بلند ہو گئی۔

کرامت: منقول ہے کہ سلطان ابو سعید نے خواب میں حضرت کو
 تزویر شریعت اور فتح دیکھا تھا اور حضرت خواجہ احمد بسوی قدس سرہ کے ارشاد سے
 حضرت کا نام اس کو معلوم ہوا۔ اس نے حضرت خواجہ کے نام اور صورت کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھا
 جب بیدار ہوا تو اپنے مصاحبوں سے دریافت کیا کہ اس علیہ کا کوئی درویش خواجہ عبید اللہ نامی
 اس ملک میں ہے لوگوں نے خبر دی کہ وہ درویش صاحب اس زمانہ میں تاشقند میں رہتے ہیں
 سلطان اسی وقت سوار ہوا اور تاشقند پہنچا۔ حضرت خواجہ کو جب اس کے آنے کی خبر پہنچی۔ تو
 فوراً مقام فرکت کی طرف روانہ ہو گئے۔ سلطان کو حضرت کے فرکت میں قیام فرمانے کی خبر پہنچی
 تو وہ بھی فرکت پہنچا۔ جب بادشاہ حضرت کی خدمت سے مشرف ہوا اور اس کی نظر حضرت
 کے چہرہ زیب پر پڑی تو کہا قسم خدا کی یہ وہی بزرگ ہیں جن کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اور
 حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور نیاز مندی بجا لایا۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے اس کے
 حال پر بہت کچھ توجہ فرمائی اور اس کو اپنی طرف جذب فرمایا۔ بادشاہ نے آخر مجلس میں فتح
 کی دعا کے لئے التماس کی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ فتح کی دعا ایک دفعہ ہوا کرتی ہے اس
 کے بعد بادشاہ کے ساتھ ایک بڑا لشکر جمع ہوا۔ اور بادشاہ کے دل میں سمرقند کے فتح کا ارادہ
 پیدا ہوا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، توجہ کیلئے عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ تم کس نیت
 سے جاتے ہو۔ اگر تمہاری نیت یہ ہے کہ روشن شریعت کی تقویت اور دین متین کو رداج دینے
 اور رعیت کے انتظام کرنے کی ہے تو تمہارا یہ سفر تمہارے لئے مبارک ہو گا۔ اور فتح تمہاری ہوگی
 اس نے عرض کیا کہ روشن شریعت کی تقویت میں جان و دل سے کوشش کروں گا۔ اور انتظام
 رعایا میں پوری کوشش کروں گا۔ حضرت نے فرمایا جب ایسا ہے تو شریعت کی پناہ میں جاؤ، مراد
 حاصل ہو جائے گی۔

کرامت: نقل کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ نے سلطان میرزا سعید سے
 کوڑوں کی جماعت فرمایا کہ جب دشمن سے تمہارا مقابلہ شروع ہو۔ تو جب تک تمہاری
 پشت سے کوڑنچی ایک جماعت ظاہر نہ ہو تم دشمن پر حملہ نہ کرنا۔ پس سب دونوں لشکروں

میں مقابلہ شروع ہوا تو میرزا عبداللہ کے لشکر نے گھوڑوں کو بڑھایا اور مرزا سلطان ابوسعید کے لشکر کے دائیں بازو کے قدم اکھاڑ دیتے اور بائیں بازو پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ یکایک کوڑوں کی ایک جماعت مرزا سلطان ابوسعید کے لشکر کے پیچھے سے ظاہر ہوئی۔ سلطان ابوسعید کے لشکر نے جب حضرت کی اس بشارت کو دیکھا تو ان کے دل میں قوت پیدا ہوئی اور یک بارگی مرزا عبداللہ کے لشکر پر حملہ آور ہوتے۔ پہلے ہی حملہ میں میرزا عبداللہ کے لشکر کو شکست دے دی۔ امیر عبداللہ کا گھوڑا دلدل میں پھنس گیا۔ اسی وقت اسکو پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔

کرامت : سلطان ابوسعید کے مصاحبوں میں سے ایک خواجہ میدان جنگ میں شخص میر حسن بہادر روایت کرتے ہیں کہ جب ان کے سلطان اور میرزا عبداللہ میں مقابلہ شروع ہوا۔ تو یہ اس وقت وہاں موجود تھے۔ ہمارا سارا لشکر اندازاً سات ہزار ہو گا۔ اور مرزا عبداللہ کی فوج بہت مسلح اور مکمل تھی۔ مرزا سلطان ابوسعید کو مرزا عبداللہ کا غلبہ اپنی فوج پر دیکھ کر بے قرار ہوئی۔ اور خوف اس پر غالب ہوا، تعجب سے کہنے لگا کہ اے حسن بہادر تو کیا دیکھتا ہے۔ میں نے کہا کہ اے میرے بادشاہ! میں اس حضرت خواجہ قدس سرہ کو اپنے سامنے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ سلطان نے کہا کہ قسم خدا کی میں یہی دیکھ رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ اے میرے بادشاہ اب مطمئن رہو۔ ہم دشمن پر ضرور فتح پائیں گے۔ میری زبان سے یہ کلمہ نکل ہی رہا تھا کہ دشمن بھاگ کھڑا ہوا۔ پس سارے لشکر نے اسی بات کو دہرایا۔ اور دشمن پر سخت حملہ کیا۔ آدھی گھڑی میں مرزا عبداللہ کے لشکر نے شکست کھائی اور خود گرفتار ہو کر مارا گیا۔ سمرقند فتح ہو گیا۔

قدسیہ : حضرت خواجہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جس وقت میرزا عبداللہ مارا ہوائی فوج گیا۔ میں اس وقت تاشقند کی طرف متوجہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک قوم ہوا میں سے زمین پر اترتی۔ اس نے مرزا عبداللہ کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ مرزا عبداللہ مارا گیا اور اس کا کام تمام ہو گیا۔

۱۔ رشحات : ۲۹۰ ۲۔ رشحات : ۲۹۰ ۳۔ رشحات : ۲۹۰

کرامت : ایک مرتبہ بابر ایک لاکھ لشکر جبار لے کر سمرقند پر حملہ کرنے کے
 بابر کی خرابی ارادہ سے روانہ ہوا۔ مرزا سلطان ابوسعید حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر
 ہوا۔ اور کہا کہ مجھ کو مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ کیا کروں اس کے سامنے؟ میں نے یہ طے کیا تھا
 کہ سمرقند سے بھاگ کر ترکستان چلے جاؤ۔ اور وہاں قلعہ بند ہو کر لڑو۔ انہوں نے اپنا تمام
 سامان اونٹوں پر لدا دیا۔ حضرت ان کے اس ارادہ سے آگاہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ میں نے
 تمہاری اس مہم کو اپنے ذمہ لے لیا ہے اور بابر کی شکست میرے ذمہ ہے۔ تم اطمینان رکھو
 مرزا نے کمال اعتماد کے ساتھ اپنے چلے جانے کو ملتوی کر دیا اور سمرقند ہی میں ٹھہر گیا۔ جب
 مرزا بابر سمرقند کے نزدیک پہنچ گیا اور فریقین کی فوجوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔ مرزا خلیل
 جو مرزا بابر کا سپہ سالار تھا۔ گرفتار ہوا کہ اس سے زیادہ بہادر بابر کے لشکر میں اور کوئی شخص نہ
 تھا۔ مرزا بابر کے لوگوں کو جو سامان معیشت لانے کے لئے سمرقند چلے گئے تھے۔ مرزا ابوسعید
 کے علاقہ داروں نے ناک کان کاٹ کر نکال دیا۔ چند ہی روز میں وہاں سے عظیم بابر کے لشکر
 کے گھوڑوں میں پھیلی اور کثرت سے گھوڑے ہلاک ہو گئے۔ آخر کار مرزا بابر کو صلح کرنا پڑی
 حضرت مولانا قاسم نے جو حضرت خواجہ کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ باہر آ کر فریقین میں
 صلح کرادی۔ حضرت خواجہ قدس سرہ فرماتے تھے کہ جب مرزا بابر ملحدوں کے ایک گروہ
 کے ساتھ سمرقند کے محاصرہ کے لئے آیا کہ ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لے۔ اہل سمرقند
 میں بہت سے صالحین اور شریعت تھے۔ اس لئے ہم کو ان پر رحم آیا۔ اور دین روہم نے
 ان کی مصیبتوں کے ٹالنے میں صرف کئے کیونکہ مصائب کو ٹالنا اور دشمنوں کو دفع کرنا انبیاء
 علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ ہے۔ میرزا بابر کہا کرتا تھا کہ ہم اگرچہ سمرقند کو فتح نہ کر سکے لیکن ہم کو
 یہ معلوم ہو گیا کہ حضرت خواجہ عارف نہ تھے کیونکہ عارف میں ہمت نہیں ہوتی ہے۔ اور
 حضرت نے ہمت سے ہم کو خراب کیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ بابر نے اس کلام کے معنی
 نہیں سمجھے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ عارف ایسی فنا سے مشرف ہو جاتا ہے کہ عارف
 اور اس کے تمام اوصاف مٹ جاتے ہیں کہ نہ ان کا نام باقی رہتا ہے اور نہ نشان
 اور جو کچھ اس سے صادر ہو وہ اس کا فعل نہیں ہے۔ یہ آیت کریمہ فَلَمَّا تَقَنَّتُ وُحَاہُ

وَاللّٰهُ قَتَلَهُمْ وَمَا رَامِيَّتْ اِذْ رَمَيْتْ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ رَٰحِمٌ رَّحِيْمٌ كَيْسَ نَبِيٍّ قَتْلَ كَيْسَ
تم نے ان کو لیکن اللہ نے قتل کیا اور تم نے ان پر خاک مٹھی بھر کر نہیں ماری۔ جب کہ تم تماری مٹی
بلکہ وہ اللہ نے ماری مٹی، اس معنی پر گواہ ہے اگر ایسا نہ ہو تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
بارے میں مشکل ہو جائے گی۔ کیونکہ انہوں نے ایک عالم کو اپنی مضبوط قوت سے درہم برہم
کر دیا تھا۔ جیسے حضرت نوح اور حضرت ہود علیہما السلام۔

کرامت: آپ فرماتے ہیں کہ اگر ہم پیری مریدی کرنا چاہتے
ظالموں سے حفاظت تو اس زمانہ کے کسی پیر کو ایک آدمی بھی مریدی کے
لئے نہ ملے۔ لیکن ہم کو دوسرے کام کے لئے حکم دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی ظالموں کے شر
سے حفاظت کریں اور شریعتِ توہم کو ترویج دیں اسی لئے ہم بادشاہوں پر مسلط ہوتے
ہیں اور ان کو مسخر کرتے ہیں اور اسی عمل کے ذریعہ مسلمانوں کے مقاصد پورے کرنا واجب ہوا۔
کرامت کی قوت: آپ فرماتے ہیں کہ خدائے پاک نے محض اپنی عنایت سے کرامت
کی قوت عطا کی ہے اگر ہم چاہیں تو ایک ہی رقبہ میں بادشاہِ خطا کو
جو خدائی کا دعویٰ ہے ایسا بنادیں کہ ننگے پاؤں خس و خاشاک میں دوڑتا ہوا ہمارے آستانہ پر حاضر
ہو جائے مگر باوجود اس قدرت کے ہم ہر وقت حکم الہی کے منتظر رہتے ہیں کہ وہ جو چاہے
وہ حکم دے گا۔ پورا ہو جائے گا۔ اس مقام میں ادب ضروری ہے اور ادب یہ ہے کہ
اپنے ارادہ کو خدائے پاک کا ارادہ بنادے نہ یہ کہ اس کے ارادے کو اپنا تابع کرے
حضرت کا ایسے تین بادشاہوں کی جو باہم مخالف تھے ایک معرکے میں صلح کر دینے کا واقعہ
بڑا مشہور ہے۔

کرامت: حضرت خواجہ قدس سرہ کے دوستوں میں سے ایک بزرگ
غلام لگیا نقل کرتے ہیں کہ میرا ایک غلام سمرقند میں گم ہو گیا۔ میں چار ماہ تک
سمرقند کے ارد گرد جستجو میں سرگردان پھرتا رہا۔ مگر اس کا پتہ نہ چلا۔ ایک دفعہ جنگل میں اس
کی تلاش کر رہا تھا کہ حضرت اپنے ہمراہیوں کے سامنے ظاہر ہوئے میں نے حضرت کے گھوڑے

کی باگ تھامی اور نیاز مندی کے ساتھ اپنا حال عرض کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ہم دہقان آدمی ہیں۔ ہم ان باتوں کو کیا جانیں۔ میں نے بہت زاری اور اصرار کیا۔ حضرت میری آہ و زاری دیکھ کر بہت مہربان ہوئے، تھوڑی دیر خاموش رہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اس سامنے والے گاؤں میں بھی تم نے اس کی تلاش کی۔ میں نے عرض کیا کہ متعدد بار یہاں بھی گیا ہوں اور محروم واپس آیا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ پھر تلاش کر دو اس مرتبہ تم ضرور پا لو گے۔ آپ نے یہ ارشاد فرما کر اپنا گھوڑا تیز دوڑا دیا۔ اور میں اس گاؤں کو روانہ ہو گیا۔ جب قریب پہنچا تو دیکھا کہ میرا گم شدہ غلام پانی کا بھرا برتن سامنے رکھے ہوئے حیران اور فکر مند کھڑا ہے۔ میں نے اس کو دیکھتے ہی بے اختیار فریاد کی۔ اے غلام اتنی مدت تک تو کہاں رہا؟ اس نے کہا کہ جب میں آپ کے گھر سے نکلا تو ایک شخص بہکا کر مجھ کو غار زم لے گیا اور دوسرے شخص کے ہاتھ مجھ کو فروخت کر دیا۔ میں اس کی خدمت میں ہوں آج اتفاقاً اس کے گھر میں مہمان آیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ پانی کا گھڑا بھر تاکہ کھانا تیار کرائیں۔ میں پانی کا گھڑا بھر کر اٹھا کر لے چلا تھا کہ اب میں اپنے آپ کو یہاں دیکھ رہا ہوں۔ میں حیرت و فکر میں ہوں کہ یہ معاملہ بیداری میں دیکھ رہا ہوں یا خواب ہیں۔

کرامت: حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمان جامی قدس سرہ نقل کرتے ہیں کہ جس زمانہ شکل بدلنا میں حضرت خواجہ نے مجھ سے مولانا یعقوب چرخي قدس سرہ کے صورتوں اور لباس بشری کے بدلنے کا قصہ بیان فرمایا تھا۔ اس زمانہ میں حضرت ایک بزرگ کی شکل میں میرے سامنے آئے۔ جس سے مجھ کو کمال درجہ کی الفت اور تعلق تھا۔ اسے دنیا سے انتقال کئے ہوئے تھوڑے دن گزرے تھے میری نظر پڑتے ہی حضرت نے فوراً اس شکل کو بدل دیا۔ مجھ کو خیال ہوا کہ شاید وہ شکل میرے خیال میں تھی۔ مگر میں نے اپنے ہمراہیوں سے بھی سنا کہ انہوں نے مشاہدہ کیا تھا۔ حضرت کے صورتوں اور شکلوں کے بدلنے کے واقعات اکثر وقوع میں آئے ہیں۔ چنانچہ مولانا حاجی مزارعیؒ اور حافظ اسماعیل روحیؒ جو مولانا سعد الدین قدس سرہ کے مریدوں میں سے ہیں نقل کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت خواجہ قدس سرہ کو مولانا سعد الدین کی صورت میں دیکھا ہے۔

۱۵ رشتات : ۳۱۶ ۷ رشتات : ۳۲۰

کرامت: حضرت خواجہ قدس سرہ کا ایک خادم ایک مرتبہ سمرقند کو جا
 شہد اور شراب رہا تھا۔ حضرت نے اس سے فرمایا کہ سمرقند سے چند ڈبے صاف
 شہد کے ہمارے لئے لانا۔ وہ سمرقند سے کئی ڈبے شہد سے بھر کر اور ان کے منہ پر مضبوط پتھر
 لگا کر سمرقند سے روانہ ہوا۔ اتفاقاً کسی کام کے لئے بازار میں ایک بزاز کی دکان پر مقوسی دیر
 کے لئے ٹھہر گیا۔ شہد کے ڈبوں کو اپنے سامنے رکھ لیا۔ اتنے میں ایک حسین عورت جو اس
 بزاز کی آشنا تھی دکان پر آئی اور ایک طرف بیٹھ کر بزاز سے باتیں کرنے لگی۔ اس خادم نے
 دو تین بار نظر حرام سے اس عورت کو دیکھا اور پھر نظر پھیر کر ڈبوں کو اٹھا کر تاشقند کو روانہ ہو گیا
 ڈبے لاکر حضرت کی خدمت میں پیش کئے۔ حضرت ڈبوں کو دیکھتے ہی خشم آلود ہو گئے۔
 آپ نے فرمایا کہ ان ڈبوں سے شراب کی بو آ رہی ہے۔ اے بد بخت! میں نے تجھے
 شہد لانے کو کہا تھا اور تو شراب لے کر آیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں شہد ہی لے کر آیا
 ہوں۔ ان میں شراب نہیں ہے۔ ڈبوں کو کھولنے کے لئے ارشاد ہوا۔ جب کھول کر دیکھا
 گیا تو حقیقت میں شراب سے بھرے ہوئے تھے۔

کرامت: ایک معتبر بزرگ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت
 سونج بھڑ گیا خواجہ قدس سرہ کی ہمراہی میں ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو
 روانہ ہوا۔ موسم سردی کا تھا اور دن بہت پھوٹا۔ ہم نے راستہ میں عصر کی نماز پڑھی۔ آفتاب
 زرد ہوا شام ہونے کو آئی۔ منزل تک پہنچنے کے لئے دو کوس باقی تھے۔ راستہ میں کوئی
 جگہ پناہ اور آرام کی نہ تھی مجھے خیال ہوا کہ دن ختم ہونے کو ہے اور راستہ خوفناک ہے۔ ہوا
 سرد اور فاصلہ زیادہ۔ اب آگے کیسے گزرے گی۔ پھر دوبارہ مجھے یہی خیال گزرا۔ حضرت
 منہ پھیر کر میری طرف متوجہ ہوتے، ارشاد فرمایا کہ ڈرو مت اور راستہ کی نسبت دل میں
 کوئی خیال نہ لاؤ۔ ممکن ہے کہ آفتاب غروب ہونے نہ پائے۔ کہ ہم منزل تک پہنچ
 جائیں۔ پس میں پلٹ پلٹ کر آفتاب کو دیکھتا جاتا تھا۔ اسی طرح اس کا کنارہ آسمان
 پر ٹھہرا جاتا تھا۔ گویا کہ اسے وہاں میخ لگا دی گئی ہے یہاں تک کہ ہم گاؤں کی آبادی تک پہنچ گئے اس وقت آفتاب کا ایک
 ایسا غائب ہو گیا کہ اس کا نام و نشان باقی نہ تھا۔ اور غروب کے بعد شفق کی جو سرخی

سفیدی ہو ا کرتی ہے۔ اس کا نام و نشان نہ تھا۔ عالم میں دفعۃً ایسی تاریکی پھیل گئی کہ صورتوں اور رنگوں کا نظر آنا ناممکن تھا جس سے حاضرین پر ہیبت و حیرت چھا گئی اور سب نے یقین کیا کہ حضرت خواجہ کا اس میں تصرف واقع ہوا۔ آخر کار بے اختیار ہو کر سب نے حضرت سے اس کار از پیافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بھی طریقت کے شعبہوں میں سے ایک شعبہ ہے۔

کرامت: حضرت خواجہ قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد جو بڑے عالم و عارف اور صاحب تصرف و کرامات تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میری چھوٹی بیوی نے چاہا کہ ایک بڑھیا کی بیمار پرسی کے لئے جاؤں جو آپ کی عزیزہ تھیں اور پڑوس میں رہتی تھیں۔ آپ نے انہیں منع فرمایا پھر جب آپ مقام فرکت کو تشریف لے گئے۔ چھوٹی صاحبہ نے اس کی عیادت کے لئے گھر سے نکلنا چاہا، کیا دیکھتی ہیں کہ آپ سوار ہو کر ظاہر ہوئے اور کھڑے ہوئے فرما رہے ہیں کہ عیادت کے لئے جاتی ہو۔ واپس ہو جاؤ۔ نہیں تو جانتی ہو تم بھی بیمار ہو جاؤ گی۔ تمہیں کسی کی عیادت نہیں کرنی چاہیے مجبوراً وہ واپس ہو گئیں۔ گھر میں قدم رکھتے ہی بیمار ہو گئیں۔ تپ محتر میں مبتلا ہو کر بستر پر پڑ گئیں۔ جب آپ فرکت سے واپس تشریف لائے تو چھوٹی صاحبہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا کہ بیمار کے پوچھنے کے لئے جانے اور بیمار ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

کرامت: حضرت خواجہ محمد قدس سرہ کی چھوٹی صاحبہ نقل کرتی ہیں کہ ہر بار نئی صُوت جب حضرت خواجہ پر قبض کی کیفیت طاری ہوتی تو آپ گھر میں گھر میں گھر سے باہر جاتے اور باہر سے اندر آتے۔ جب آپ گھر میں تشریف لاتے تو تبدیلی صورت کے طریقے سے نئی صورت میں تشریف لاتے تو اگر بالفرض دس مرتبہ بھی آتے تو ہر بار نئی صورت میں آتے چنانچہ مکان میں بہنے والی بوڑھی عورتیں غیر آدمی کی شکل کی وجہ سے غلطی میں پڑ کر شور کرنے لگتیں۔ آپ اس صورت کو چھوڑ کر ہنس پڑتے اور کیفیت قبض باقی رہتی تھی۔

کرامت: دو درویش حضرت خواجہ کی خدمت
مظالم سے رہائی اور ترویج شریعت میں ملاقات کے شوق میں بڑی دور سے خانقاہ

میں آئے۔ خادموں سے دریافت کیا کہ حضرت خواجہ کہاں ہیں؟ خدام نے کہا کہ بادشاہ کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ یہ سن کر وہ اپنے آنے پر پشیمان اور وقت کے ضائع ہونے سے پریشان ہوئے۔ اور کہا کہ عجب شیخ ہیں جو سلاطین کے دربار میں جاتے ہیں حالانکہ بیٹس الفقیر علی باب الامیر (بہت برا ہے وہ فقیر جو امیروں کے دروازہ پر جائے) اتفاقاً دو چور

بادشاہی مجلس سے بھاگ گئے تھے۔ سپاہی ان کی تلاش کرتے ہوئے گلی کوچوں میں پھر رہے تھے۔ ان دونوں درویشوں کو بجاتے چوروں کے پکڑ کر دربار بادشاہ میں لے گئے اور کہا کہ یہ وہی چور ہیں جو جیل سے بھاگ گئے تھے۔ اب ان کے بارے میں جو حکم ہو۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ شریعت غزہ کے احکام کے مطابق ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ حضرت خواجہ سلطان کے پاس تشریف فرما تھے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ دونوں درویش ہیں اور ہماری ملاقات کے لئے دروازے سے آئے ہیں۔ جب ہمیں نہ پایا تو پریشان حال اور شکستہ دل ہوئے اس کے بعد حضرت خواجہ اٹھے اور دونوں درویشوں کو ہمراہ لے کر اپنے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم دربار شاہی میں اسی لئے گئے تھے کہ ہاتھ کاٹے جانے سے تمہیں بچائیں اور امیروں کے دروازے پر وہ درویش برامعلوم ہوتا ہے جو طمع کی وجہ سے دولت مندوں کے پاس جاتا ہو۔ وہ درویش برانہیں جو مسلمانوں کی حاجتیں اور ظالموں کے شر کو رفع کرنے اور شریعت پاک کو رواج دینے کے لئے جاتا ہو۔ اس واقع سے انہوں نے اپنی بدگمانی سے توبہ کی اور حضرت کے مخلصین اور معتقدین میں داخل ہوئے۔

کرامت: ایک عالم حضرت کے فضائل و کمالات کا شہرہ سن کر حضرت کی ملاقات کے ارادہ سے سمرقند روانہ ہوا اور شہر میں داخل ہوا۔ شہر کے راستوں میں اونٹوں کی قطار پر غلہ کی بھری ہوئی بوڑیاں دیکھ کر لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ اتنا بہت سا غلہ کس کا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت خواجہ کا ہے۔ عالم کے دل میں خیال آیا کہ فقیری کو اس دنیا سے کیا نسبت یہاں سے واپس ہو جانا چاہیے۔ پھر اس نے سوچا کہ اتنی مسافت طے کر کے آیا ہوں

ایک بار تو خود ان سے مل لوں اور آپ کی خانقاہ میں آکر بیٹھ گیا۔ حضرت خواجہ قدس سرہ
اس وقت زمانہ مکان میں تھے۔ اس اثنا میں اس کو غنودگی آگئی۔ اس میں اس نے دیکھا
کہ قیامت برپا ہے اور ایک قرض دار اس کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور اپنے ساتھ اس کو
دو زخ میں لے جانا چاہتا ہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ آئے اور قرض دار سے دریافت
فرمایا کہ اس کے ذمہ تیرا کتنا قرضہ ہے۔ اس نے مقدار بتلائی۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ
اتنا مال مجھ سے لے لے اور اس بیچارے کو چھوڑ دے۔ پھر آپ نے اس کا مطالبہ ادا کر
دیا اور اس کو پھڑالیا اس کے بعد اس کی آنکھ کھل گئی اور آپ اندر سے باہر تشریف لے آئے
اور مسکرا کر فرمایا کہ اتنی دولت ہم نے اسی لئے جمع کی ہے کہ تم کو اور تمہارے جیسے لوگوں
کو قرضداروں سے بچڑائیں۔

اس صاحب تکمیل و کمال کی وفات ۲۳ ربیع الاول ۸۹۵ ہجری
تاریخ وفات شنبہ کی رات ہوئی اور محلہ خواجہ کفشیہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد
احباد نے آپ کے مزار شریف پر عالیشان عمارت تعمیر کی ہے۔

کرامت: جب حضرت قدس سرہ کا سانس شریف منقطع ہوا۔ یہ شام
بعد از موت اور عشا کا درمیانی وقت تھا۔ کثرت سے شمع روشن کئے گئے تھے

جن سے مکان روشن ہو گیا تھا۔ اسی حال میں دیکھا گیا کہ حضرت کے دونوں ابروؤں
کے بیچ سے ایک نور چمک دار بجلی کی طرح پھیلا۔ اس کی شعاعیں شمع پر پڑیں اور کل
شمعوں کی روشنی ماند پڑ گئی۔ جو لوگ اس گھر میں موجود تھے انہوں نے اس کا مشاہدہ کیا ہے

حضرت مولانا محمد زاہد خوشی قدس سرہ العزیز

آپ کی نسبت اس طریقہ عالیہ میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس سے ہے۔ آپ ان کے اعظم و اکرم خلیفہ ہیں۔ خوش خاں معجمہ ساکن اور شین منقوطہ کے ساتھ ایک گاؤں کا نام ہے جو متعلقات حصار سے ہے اور اس گاؤں کو خوشا بھی کہتے ہیں۔ آپ مولانا یعقوب چرخي کے قریبی رشتہ داروں سے ہیں۔ بلکہ آپ مولانا کے نواسے ہیں۔ بعض ثقات سے سنا گیا ہے کہ حضرت مولانا محمد زاہد نے ذکر کی تلقین اور بزرگان نقشبندیہ کے طریقہ کی تعلیم بعض اصحاب کبار مولانا یعقوب چرخي قدس سرہ سے حاصل کی تھی۔ گوشہ تنہائی اور گمنامی میں اپنے وقت کو آپ تازہ کرتے رہے۔ ریاضت مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ اس کے بعد آپ خواجہ احرار قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

نتیجۃ الاکابر حضرت خواجہ خاوند محمود سلمہ اللہ مولانا محمد زاہد حضرت خواجہ کی خدمت میں تعالیٰ والبقاہ نے ایک روز فقیر مولف سے کہا کہ مولانا محمد زاہد خواجہ محمد یوسف قدس سرہ کے مرید ہیں۔ اور وہ خواجہ یعقوب چرخي قدس سرہ کے مرید تھے۔ اگر مولانا کو خواجہ احرار قدس سرہ سے انتساب ہوتا تو مصنف رشتہ مولانا واعظ کاشفی قدس سرہ ضرور اس کا ذکر کرتے۔ اتفاقاً حاجی ضیاء الدین سمرقندی خلیفہ حضرت خواجہ خاوند محمود رحمۃ اللہ علیہ جو خلافت پانے کے بعد کشمیر میں سکونت رکھتے ہیں۔ اس مجلس میں موجود تھے۔ اپنی جگہ سے اٹھے اور میرے پاس آکر بیٹھ گئے۔ مجھ سے کہنے لگے کہ ہمارے خواجہ حضرت خاوند محمود اس معاملہ کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں۔ میں مولانا خواجہ اٹکنی قدس سرہ کا مرید ہوں اور برسوں ان کی خدمت میں رہا ہوں۔ ان کی وفات کے بعد حضرت خواجہ محمود کی خدمت میں آیا ہوں۔ حضرت محمد باقی قدس سرہ میرے سامنے دلانا خواجگی کی خدمت میں آتے اور مولانا محمد زاہد کی خلافت حضرت خواجہ احرار قدس سرہ

سے بلا شک و شبہ ثابت و مقرر ہے۔ یہ واقعہ یوں ہے کہ جب حضرت احرار قدس سرہ کے ارشاد کا شہرہ مولانا محمد زاہد کے کان مبارک میں پہنچا تو آپ حصار سے سمرقند کی جانب روانہ ہوئے۔ سمرقند پہنچنے کے بعد محلہ والنسر میں اترے جو دلپسند اور بہت سرسبز مقام ہے۔ آپ نے حضرت احرار کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے نئے کپڑے پہنے۔ محلہ والنسر اور حضرت خواجہ کی جائے سکونت محلہ کنسر کے درمیان تین گوس کا فاصلہ ہے۔ اتفاقاً حضرت خواجہ پر ظاہر ہوا کہ مولانا زاہد کمالا د مقامات عالیات سے موصوف ہیں۔ اس میں ہماری ملاقات کے لئے آتے ہیں۔ آپ کے دل میں گزرا کہ مولانا کے استقبال کے لئے نکلیں۔ ٹھیک دوپہر اور سخت گرمی کا وقت تھا۔ اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ سواری کے اونٹ کو تیار کر کے لاؤ۔ آپ اس پر سوار ہو گئے۔ تو تمام مریدین آپ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا تھا کہ کہاں جا رہے ہیں۔ اس لئے اونٹ کو اس کے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ کہ جس طرف چاہے چلے۔ جب حضرت محلہ والنسر میں پہنچے جہاں مولانا ٹھہرے ہوئے تھے۔ اونٹ خود بخود رک گیا۔ حضرت خواجہ اونٹ سے اترے۔ مولانا کو حضرت خواجہ کے تشریف لانے کی خبر ہوتی تو وہ بے اختیار دوڑے آئے، حضرت کا استقبال کیا اور حضرت کے پیروں کو بوسہ دیا۔ حضرت خواجہ مولانا کے ساتھ اسی مقام پر خلوت میں ٹھہرے۔ مولانا نے اپنے واردات، معاملات اور مقامات کو حضرت کے سامنے پیش کیا اور بیعت کی خواہش کی۔ حضرت خواجہ نے مولانا کو بیعت کر لیا اور جو کچھ بتلانا تھا بتلادیا اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی نعمت مولانا کو عطا فرمائی اور اپنی کامل توجہ اور تصرف سے اسی مجلس میں مولانا کو مرتبہ کمال و تکمیل تک پہنچا دیا اور خلافت عطا کر کے نصرت فرمایا اس پر حضرت خواجہ کے بعض اصحاب جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ آتش غیرت میں جلنے لگے کہ مولانا محمد زاہد کو حضرت نے پہلی ہی صحبت میں خلافت دے دی۔ حالانکہ ہم برسوں سے حضرت کی خدمت کر رہے ہیں۔ مگر حضرت نے ہمارے حال پر یہ التفات نہیں فرمائی حضرت خواجہ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ مولانا زاہد چراغ، تیل اور سی تیاری کر کے ہمارے پاس آتے تھے۔ ہم نے اس کو روشن کر کے ان کو درخصت کر دیا۔ اس کے بعد حاجی مذکور نے

مجھ سے کہا کہ یہ بات مشہور ہے کہ صاحب رشحات نے دو عالی قدر واقعات کو چھوڑ دیا ہے۔

پہلی بات مولانا محمد زاہد کا انتساب حضرت خواجہ احرار کے ساتھ۔ بطریق مذکورہ بالا کہ اس سے حضرت خواجہ قدس سرہ کی کرامت کا اظہار بھی ہوتا ہے اور مولانا محمد زاہد کے درجات کی بلندی کا۔

دوسری یہ کہ ایک روز حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کسی راستہ سے آفتاب پلٹ آیا تشریف لے جا رہے تھے اور آپ کے حالات اس وقت متلون تھے۔ سکر آپ پر غالب تھا۔ اسی حالت میں آفتاب قریب غروب کے ہو گیا اور کسی ہمراہی کی یہ جرات نہ ہو سکی کہ حضرت خواجہ سے نماز عصر ادا کرنے کے لئے عرض کرے۔ غروب آفتاب کے بعد حضرت خواجہ کا سکر کم ہوا۔ آپ ہوش میں آئے۔ دیکھا کہ آفتاب غروب ہوا اور عصر کی نماز قضا ہو گئی۔ اس وقت آپ آفتاب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اے آفتاب ہمارے لئے پھر نکل آ۔ آفتاب اسی وقت نکل آیا۔ اور حضرت نے نماز عصر ادا کی۔ نماز سے فراغت پانے کے بعد آفتاب غروب ہو گیا۔ اور عالم میں تاریکی پھیل گئی۔

واضح ہو کہ صاحب رشحات نے حضرت خواجہ احرار کے تمام مریدوں اور خلفاء کے ذکر کا التزام نہیں فرمایا۔ بلکہ آپ کے اصحاب کے ذکر میں ایک مقصد اور فصل جدا مقرر نہیں کی۔ فرماتے ہیں کہ تیسرے فصل حضرت قدس سرہ کی اولاد اور اہل اصحاب کی ان کرامتوں اور مقامات کے بیان میں ہے جو لوگوں نے اپنی چٹم دید بیان کی ہیں معہ مختصر حالات رادی بلکہ دوسرے بزرگوں کے مریدوں کے ذکر کا بھی التزام نہیں فرمایا ہے۔ مقصود بالذات رشحات کا یہ ہے کہ جن لوگوں نے حضرت خواجہ قدس سرہ کو دیکھا ہے اور حضرت کے کسی ارشاد کو اور آپ کی کسی کرامت کو نقل کیا ہے ان کو نام بنام کتاب میں ذکر کر دیا ہے۔ نیز ان لوگوں کا تذکرہ جن کی خود حضرت خواجہ نے اپنے ہم عصر بزرگوں میں سے تعریف کی ہو۔ رشحات کی بنا حضرت خواجہ کے احوال و اقوال پر ہے۔ حالانکہ مصنف علیہ الرحمۃ کی علیحدگی کے بعد بھی حضرت خواجہ قدس سرہ ایک مدت تک زندہ رہے اور کتاب رشحات کے مسودے حضرت

خواجہ کی حیات میں آپ کی صحبت کے زمانہ میں تیار کئے گئے تھے اور سولہ برس کے بعد وہ صاف کئے گئے۔ بہت سی باتیں نسیان کی وجہ سے سپرد قلم نہ کی جاسکیں اور چونکہ مولانا محمد زاہد علیہ الرحمۃ کی حاضری حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں بہت محوڑی دیر کے لئے ہوتی تھی اور وہ بھی اس زمانہ میں جب مصنف رشتہات علیہ الرحمۃ وہاں موجود نہ تھے۔ اس لئے ان کو جناب خواجہ سے جناب مولانا کی کرامات اور اشتراقات کا اتفاق نہ ہو سکا۔ بلکہ ان کی مولانا سے ملاقات بھی نہ ہو سکی۔ اور نہ ان کو مولانا کی حضرت خواجہ سے ملاقات کی خبر مل سکی۔ اس لئے ان پر مولانا کا ذکر ترک کرنے سے کوئی قصور عاید نہیں ہوتا ہے۔

چنانچہ انہوں نے رشتہات کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ جب الطاف الہی کی برکتوں اور اس کی لامحدود مہربانیوں سے اکثر ماہ ذیقعد ۸۸۹ ہجری میں فیتہ کو حضرت خواجہ قدس سرہ کے آستانہ عالیہ کے پوسہ فیہ کا اتفاق ہوا پھر دوبارہ ابتداء ربیع الآخر ۸۹۳ ہجری میں اس آستانہ پاک کے خدام کی پاؤسی کا شرف نصیب ہوا تو آپ کے فیضان اور افادہ کی مجلسوں اور محفلوں میں حضرات خواجگان نقشبندیہ علیہ الرحمۃ کے بعض فضائل، شمائل، مناقب اور حالات جاننے کا شرف حاصل ہوا کیونکہ اکثر بیان میں آتے رہتے ہیں۔ انہی حالات کو میں نے تحسیر کی لڑی میں پرودنا شروع کیا۔ پھر عواذ زمانہ کے اثرات اور طرح طرح کی دباؤں کے پیش آنے کی وجہ سے اس کعبہ عزت اور اقبال کے قرب سے محروم رہا۔ ایک مدت کے بعد مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ ان انفاس متبرکہ سے جو ارشادات زمانہ سعادت فرجام میں سنے تھے۔ ایک جگہ جمع کر دوں۔ مگر اس کی توفیق نہ ہو سکی۔ یہاں تک کہ سولہ سال گزر گئے ۹۰۹ ہجری میں از سر نو یہ ارادہ تازہ ہوا۔ اور ان حالات کے جمع کرنے اور ترتیب دینے کے لئے طبیعت آمادہ ہوتی اور کام کا آغاز ہوا۔^۱

کرامت : جب حضرت خواجہ قدس سرہ کو سلطان محمود میرزا کی بابت یہ خبر پہنچی کہ اس نے اپنے بھائی سلطان احمد میرزا سے جنگ کرنے کی غرض سے محاصرہ سمرقند کا ارادہ کیا ہے۔ تو آپ نے میرزا سلطان محمود کو یہ رقعہ تحریر فرمایا :-

لے رشتہات : ص ۱، ص ۲۔

رقعہ: اس عرضداشت کے ذریعے یہ فقیر حضرت مخدوم زادہ کے ملازمین کی خدمت میں ظاہر کرتا ہے کہ اکابر اولیاء اللہ نے شہر سمرقند کو بلدہ محفوظہ کے نام سے یاد فرمایا ہے لہذا آپ کا فتح سمرقند کا ارادہ کرنا مناسب نہیں ہے اور جب خدا تعالیٰ نے آپ کا حکم نہیں دیا نہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں کوئی ایسی ہدایت وارد ہوئی۔ تو پھر آپ کا اپنے بھائی پر تلوار اٹھانا کس حد تک مناسب ہے۔ یہ فقیر آپ کی خیر خواہی میں کئی مرتبہ آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہے مگر قبولیت کی حد تک نہیں پہنچا لوگوں کی باتوں میں آکر آپ کا اس ملک کے فتح کرنے کا قصد کرنا اور اس فقیر کے معروضہ کو قبول نہ کرنا ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ میں نے آپ کی خدمت میں خیر خواہی کی عرض کی۔ لوگ جو کچھ کہتے ہیں محض اپنی نفسانیت سے۔ معلوم ہے سمرقند میں بہت سے بزرگان دین، فقراء و مساکین ہیں۔ انھیں اور زیادہ تنگ کرنا مناسب نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ کسی کے دل کو صدمہ پہنچے اور درد مند دل کی آہ جو کچھ کر سکتی ہے وہ آپ کو بخوبی معلوم ہے خدا کے نیک بندوں اور عام طور سے سب مسلمانوں کے دلوں کو اس سے تکلیف ہوگی آپ اس ارادہ سے باز آئیں اور ڈریں۔ فقیر کی اس بات کو جو بے غرض اور محض للہیت کی وجہ سے ہے مان لیں اور دونوں بھائی آپس میں اتفاق کر کے ایک دوسرے کی مدد کریں۔ تاکہ خدا تعالیٰ راضی رہے۔ پھر ایک دل اور متفق ہو کر ان کاموں کو جو ادھورے پڑے ہیں پورا کرو۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے لیے بندے بھی ہیں جن پر وہ اپنی بہت کچھ عنایت رکھتا ہے۔ ان کی جفا اور لڑائی کے ارادہ کو اپنے ساتھ جنگ کا ارادہ اور ظلم کرنا فرماتا ہے چنانچہ صحاح کی حدیث میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

بہ پیش چشم جو خاکسترم میاگ سماخ کہ ہست در تگ اد آتش و دریائے ترجمہ: لوگوں کے نظر میں اگرچہ میں خاک کی مانند ہوں لیکن تو ارادہ گستاخی کو دور رکھ کہ اس راگھ کے نیچے آگ اور پانی کا ایک دریا موجود ہے۔ خط ختم ہوا

حضرت خواجہ قدس سرہ نے امیر مزید سے جو سلطان محمود کے دربار کا امیر کبیر تھا، کہلا بھیجا کہ جنگ اور مخالفت کے طریقہ سے باز آؤ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہزاروں آدمی عبدالحقؒ

کے ایک خادم سے مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں اور اگر کریں گے تو مغلوب ہوں گے۔ خاندان نقشبند کا خانوادہ بڑا صاحب تصرف ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے دلی ارادہ کے مطابق کرتے کر دیتا ہے اور خانوادہ مذکور اور کسی کا مطیع نہیں ہے۔

میرزا سلطان محمود باوجود اس نامہ و پیام کے اپنے ارادہ سے باز نہ آیا اور سمرقند کے محاصرہ کے لئے متوجہ اور فوج بے کراں اور بے شمار لشکر ہمراہ لے کر روانہ ہوا۔ علاوہ چغتائی فوج کے چار ہزار ترک ہمرکاب تھے۔ بیچارہ میرزا سلطان احمد مقابلہ کی تاب نہ لاسکا اور فرار کا ارادہ کیا۔ حضرت خواجہ کی خدمت میں بے قرار اور مضطرب ہو کر حاضر ہوا اور بھاگ جانے کی اجازت چاہی۔ آپ اس وقت شہر کے مدرسہ میں تھے۔ فرمایا کہ اگر تم بھاگو گے تو سب شہر والے قید ہو جائیں گے۔ پس تم ٹھہرو اور اپنے دل کو مضبوط کر دو میں تمہارا کفیل و ذمہ دار ہوتا ہوں۔ بعد ازاں آپ نے میرزا سلطان احمد کو مدرسہ کے ایک حجرہ میں جس کا ایک ہی دروازہ تھا لے جا کر بٹھا دیا اور خود اس حجرہ کی دہلیز پر تشریف فرما رہے اور حکم دیا کہ ایک سانڈنی ہر دم تیار رہے اس پر کجاوہ بند ہا رہے اور چند روز کا تو شہ اس میں رکھا ہو چنانچہ سانڈنی تیار کر کے سلطان احمد کے حجرہ کے رد برد حاضر کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرزا سلطان محمود سمرقند کو فتح کر لے اور جس دروازے پر جنگ ہو رہی ہے وہ اس میں داخل ہو جائے تو تم اس اونٹنی پر سوار ہو کر اپنے خاص لوگوں کے ساتھ دوسرے دروازہ سے نکل جانا آپ نے اس طرح سے میرزا سلطان احمد کو تسکین دی۔

اس کے بعد آپ نے مولانا سید حسن اور مولانا سید تقاسم، میر عبدالاول اور مولانا جعفر قدس اللہ اسرار ہم کو جو آپ کے بڑے بڑے مرید تھے طلب کر کے حکم دیا کہ جلد جاؤ اور اس کے دروازے پر جہاں کہ سلطان محمود مصروف جنگ ہے، ٹھہرو اور خدا کی طرف مشغول ہو جاؤ۔ جب وہ بھاگ جائے تو تم ہمارے پاس آؤ اور اگر بالضرورت اس کا لشکر شکست نہ کھائے تو ہمارے پاس تمہارے لئے راستہ نہیں ہے وہ چاروں بزرگ اس دروازے کے برج پر چڑھے اور مراقبہ میں مشغول ہو گئے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہم مراقبہ میں اپنے آپ کو نہیں پاتے تھے جو کچھ تھے حضرت خواجہ

ہی تھے اور ایسا نظر آتا تھا کہ تمام عالم پر حضرت خواجہ کا وجود چھایا ہوا ہے۔ اس اثنا میں مولانا زاہد قدس سرہ کو سلطان محمود کے سمرقند پر حملہ کرنے اور حضرت خواجہ کے خط کو قبول نہ کرنے اور اپنے بھائی سلطان احمد سے جنگ کرنے کی خبر ملی تو مولانا پر اس خبر کے سننے سے غیرت طاری ہوئی اور اس کی ہزیمت کے لئے آپ متوجہ ہوئے۔ اثنا مشغولی میں مولانا پر ظاہر ہو گیا کہ حضرت خواجہ کی تیغ باطن نے میرزا سلطان محمود کو مقہور اور مغلوب کر دیا اور شکست دے دی۔ مولانا سے یہ مشاہدہ بے اختیار ظاہر ہو گیا اور رفتہ رفتہ اس کی خبر حاکم و خوش کو جو سلطان محمود کا دوست تھا پہنچی۔ وہ یہ سن کر مولانا پر بے حد بگڑا اور بے حد عتاب کیا ایک خط میں مولانا کی شکایت لکھ کر سلطان محمود کے پاس روانہ کی۔ تقدیر سے قاصد کا اس خط کو لے کر پہنچنا اور میرزا سلطان محمود کا شکست کھانا ایک ہی وقت میں واقع ہوا۔

کہتے ہیں کہ میرزا سلطان محمود اور میرزا سلطان احمد کی فوجوں میں صبح سے دوپہر تک جنگ ترقی پر رہی اور قریب تھا کہ سلطان محمود کا لشکر غالب ہو جائے جب کہ سلطان احمد کی فوج بھی گھبراتی ہوئی تھی۔ ناگاہ فوج کی طرف سے ہولناک آندھی اٹھی اور اس میں سلطان محمود کا لشکر گاہ اس طرح سے مچنس گیا کہ کسی شخص کو آنکھ کھولنے کی مجال نہ رہی۔ اس آندھی نے گھوڑوں اور آدمیوں کو اٹھا کر پھینک دیا۔ پیادوں اور سواروں کو زمین پر پٹیک دیا۔ خیموں، سرپردوں اور شامیانوں کو اکھڑ کر اوپر لے گئی۔ اور پھر زمیں پر پھینک دیا۔ انھیں ایک طوفان عظیم برپا ہوا اور قیامت قائم ہو گئی۔

اس حالت میں سلطان محمود امیروں اور ترکوں کی ایک جماعت کے ساتھ بلند دیوار کے پشتہ کے نیچے ایک بڑے تالاب کے کنارے کھڑا ہوا تھا کہ زمین ترخنی اور اس کا ایک بہت بڑا ٹکڑا بھٹا۔ اس تالاب کا کنارہ ٹوٹ کر گرا جس سے ایک نہایت مہیب آواز پیدا ہوئی اور قریب چار سو سواروں اور گھوڑوں کے جو اس کی آڑ میں کھڑے تھے۔ دب کر ہلاک ہو گئے اور ادھر اس کی آواز کی دہشت سے ترکوں کے گھوڑے بھڑک کر جنگل کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ آراستہ لشکر میں ایک بارگی پھوٹ پڑ گئی بھوئی

چھوٹی ٹکڑیوں میں بٹ کر بھاگ کھڑے ہوتے۔ سلطان محمود اور لشکریوں اور اس کے تمام دزیروں پر خوف اور دہشت چھا گئی اس نے معہ تمام امرا کے ذلت و خواری سے گھوڑوں کو آگے بڑھایا عتبی جلدی ہو سکا شہر سے بھاگ گیا اور میرزا سلطان احمد کا لشکر اور شہر کے لوگ ان کے پیچھے روانہ ہوئے اور تقریباً پانچ سو تک ان کا تعاقب کیا۔ گھوڑے اور قیدی پکڑ لائے۔ اور بہت کچھ سامان غنیمت اور ہتھیار لوٹ لائے۔ اس وقت حضرت خواجہ قدس سرہ کے کلام کا اثر اور حضرت کے چاروں مرید و نیکی قوت مراقبہ اور مولانا محمد زاہد کے کشف کی سچائی پوری طرح سے ظاہر ہو گئی۔

حضرت مولانا قدس سرہ کی وفات بتاریخ غرہ ربیع الاول ۹۳۶ ہجری موضع خوش میں واقع ہوئی۔ وہیں اسپ کا مزار پر انوار ہے جس کی لوگ زیارت کر کے برکت حاصل کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ حضرت خواجہ اصرار قدس سرہ کے فرزند ان کامل و مکمل اور صاحب کمال و تکمیل حد سے زیادہ ہیں۔ جن کی گنتی اور شمار کرنا اس کتاب میں ناممکن ہے۔ ان کے مختصر حالات رشتات کی فصل سوم میں مذکور ہیں جس میں حضرت کی اولاد اور اصحاب کا ملین کے کرامات اور مقامات کا خود ان سے مشاہدہ کر کے بیان کیا گیا ہے۔ اور ہر نقل کے دوران میں ناقل کا مجملہ حال بھی ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت مولانا درویش محمد قدس سرہ

آپ کو اپنے ماموں مولانا محمد زاہد قدس سرہ سے خلافت ہے اس دار فانی سے ان کے انتقال فرمانے کے بعد آپ ان کے مستقل نائب ہوئے۔ آپ بڑے پرہیزگار اور متقی تھے۔ عزیمت اور احتیاط پر عمل فرماتے تھے آپ کی نسبت انتہائی صحیح اور محفوظ تھی۔ اپنے وقت کے مرجع طالبان تھے۔ کرامات ظاہر اور تصرفات روشن رکھتے تھے۔ طریق گناہی، حالات کے چھپانے کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ اپنے حالات کو خفیہ رکھنے کی خاطر بچوں کو قرآن شریف کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ اس طائفہ عالیہ کے بزرگوں نے علم ظاہری کے پڑھنے پڑھانے کے مشغلہ کو باطن کی پوشیدگی کے لئے بہترین پردہ قرار دیا ہے آپ اپنی عمر اسی پردہ میں چھپاتے رہتے تھے کہ کسی کو آپ کے حال اور کمال سے آگاہی نہ ہونے پائے۔

ایک روز اتفاقاً ایک ترک درویش کا آپ کے شہر میں سے گزر ہوا اس نے کہا کہ یہاں سے ایک مرد خدا کی بوا آتی ہے اور مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا۔

حضرت مولانا خواجگی اکنکی فرزند عزیز مولانا درویش محمد قدس سرہ سے مروی ہے کہ ہمارے والد بزرگوار کی شہرت کا سبب یہ ہوا کہ ایک روز آپ کے روبرو ایک درویش نے شیخ نور الدین خوانی قدس سرہ جو شیخ حاجی میتوشانی قدس سرہ کے اکمل خلیفہ تھے کے کمالات کا ذکر کیا۔ انہوں نے میری طرف کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے فرزند یہ شیخ بہت بزرگ معلوم ہوتے ہیں۔ ان حدود سے گزر ہو گا تو میں بھی ان کی صحبت شریف میں پہنچوں گا۔ چنانچہ آپ کے اس ارشاد سے چند روز کے بعد شیخ نور الدین مذکور اکنہ تشریف لائے۔ ہمارے والد علیہ رحمۃ نے جب شیخ کے آنے کی خبر سنی تو فرمایا کہ آج دہی اور ملائی زیادہ تیار کرو۔ کل انشاء اللہ ہم شیخ کی ملاقات کے لئے جائیں گے

اسی طرح کیا گیا آپ صبح کے وقت انہیں کپڑوں کے ساتھ جو آپ کے بدن پر تھے۔ اٹھ اور ان کے لئے تیار کرائی ہوئی چیزوں کو ساتھ لے کر شیخ کی ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔ میں بھی اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو اس وقت جناب شیخ بوٹی اور کرتہ پہنے، بے تکلف بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے والد ماجد کو دیکھتے ہی وہ اٹھ اور سخت معالکہ کیا۔ بڑی دیر تک بغل گیر رہے پھر اپنی دستار و حجتہ منگوا کر پہنا اور ادب کے ساتھ دو زانو مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ میرے والد ماجد ان کے مراقب رہنے تک بیٹھے رہے پھر والد صاحب لے جانے کی اجازت چاہی۔ شیخ نے چند قدم چل کر والد صاحب کو رخصت کیا۔ اس کے بعد شیخ مذکور مراقب رہے اور لوگوں سے پوچھا کہ طالبان طریقت کی ان بزرگ کمرہا سب بڑی آمدورفت ہوگی لوگوں نے کہا کہ یہ تو کوئی شیخ نہیں ہیں بلکہ ایک ملا ہیں اور لڑکوں کو تعلیم قرآن دینے میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ سن کر شیخ نور الدین مذکور نے فرمایا سبحان اللہ! یہاں کے لوگ عجیب نابینا اور مردہ دل ہیں ایسے درویش کامل و مکمل سے فائدہ و فیض حاصل نہیں کرتے۔

جب شیخ کا یہ کلام مشہور ہوا تو ہر طرف سے طالبان طریقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے اور کمالات کی تحصیل کرنے لگے۔ مگر آپ ہمیشہ اپنی گوشہ نشینی اور پوشیدگی کی لذت کو یاد کیا کرتے تھے۔ اور مخلوق خدا کی زیادہ آمدورفت سے دل تنگ ہوتے تھے۔ کرامت: بعض معتبر لوگوں سے سنا گیا ہے کہ شیخ حسین غوار زمی قدس سرہ اپنے زمانہ کے مقتدا تھے۔ جہاں کہیں وہ تشریف لے جاتے وہاں کے مشائخ کی ان کے تعارفات کے سامنے کوئی ہستی نہ رہتی تھی۔ جو درویش آپ سے ملاقات کرتا، آپ اس کی نسبت سلب کر لیتے تھے۔ جب مولانا درویش محمد کے علاقہ سے ان کا گزر ہوا۔ تو وہاں کے مشائخ ان کی ملاقات کے لئے گئے۔ مولانا نے فرمایا کہ ہم کو بھی شیخ حسین کی ملاقات کے لئے چلنا چاہیے۔ یہ فرما کر مولانا نے شیخ مذکور کی نسبت اپنے باطن میں سلب فرمائی۔ اور شیخ حسین قدس سرہ اپنے آپ کو نسبت سے خالی پا کر حیران اور پریشان ہوئے۔ بے چین و بے ہمت ہو گئے۔ جب حضرت مولانا شیخ کی ملاقات کے لئے سوار ہوتے

تو اس وقت حضرت شیخ نے اپنی نسبت کی بوپائی جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی بوپائی تھی جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص مصر سے روانہ ہوا تھا۔ شیخ اونٹ پر سوار ہوئے اور اپنی نسبت کی طرف روانہ ہوئے۔ جس قدر شیخ مولانا سے قریب ہوتے جاتے تھے۔ اسی قدر اپنی نسبت کو زیادہ محسوس کرتے تھے۔ جب اثنائے راہ میں باہم ملاقات ہوئی تو دو خوشبو بھی ختم ہو گئی اور اسی وقت شیخ نے جانا کہ میری نسبت کو مولانا نے اپنے تصرف سے سلب کر لیا تھا۔ پس شیخ نے نہایت انکساری اور بے حد تواضع کی، بڑی عاجزی اور مسکینی سے عرض کیا کہ مجھے علم نہیں تھا کہ اس ملک کا تعلق آپ سے ہے۔ اب میں واپس چلا جاتا ہوں۔ مولانا کو شیخ کے اس عجز و انکساری، اظہارِ نیاز و مندی اور گریہ و زاری پر رحم گیا۔ اور اسی وقت شیخ کی نسبت کو واپس کر دیا چنانچہ شیخ نے اسی وقت اپنے آپ کو نسبت سے معمور پایا۔ اسے غنیمت سمجھ کر اسی سواری پر اپنے وطن کو واپس چلے گئے اور اپنی قیام گاہ پر بھی نہ گئے۔

حضرت مولانا درویش محمد کی تاریخ وفات ۱۹ محرم الحرام ۹۷۰ ہجری میں بروز پنجشنبہ ہے۔ مزار شریف قریہ استقرا میں ہے جو شہر سبز کا مشہور موضع ہے۔ آپ کے مزار شریف کی لوگ زیارت کرتے ہیں اور تبرک حاصل کرتے ہیں۔

حضرت مولانا خواجہ گلشنی قدس سرہ

آپ کا طریقہ میں انتساب اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا درویش محمد قدس سرہ سے ہے۔ انہیں سے اس راستہ کے کمالات آپ نے حاصل فرمائے اور مرتبہ تکمیل و ارشاد کو پہنچے اور تیس برس تک اپنے والد کے مسند مشیخت پر جلوہ افروز رہے۔ آنے جانے والے مہمانوں کی خدمت آپ خود بنفس نفیس کیا کرتے تھے۔ حالانکہ بڑھاپے کی وجہ سے آپ کے ہاتھ مبارک کانپتے تھے خود مہمانوں کے پاس دسترخوان بچھاتے تھے اور اکثر ایسا بھی ہوتا کہ مہمانوں کی سواری، گھوڑے، سامان اور نوکروں چاکروں کی بھی خود ہی خبر گیری فرماتے۔ آپ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کے اصل طریقہ کی پابندی کرتے تھے اور اس طریقہ میں نئی پیدا شدہ باتوں سے مثلاً سحری کے وقت بلند آواز سے استغفار کرنا، اور تہجد کی نماز باجماعت ادا کرنا جیسے وہیدیاں کرتے تھے۔ آپ اس سے ہمیز کرتے تھے۔ آپ کے وقت میں طالبانِ طریقت کا زیادہ رجوع آپ ہی کی طرف تھا علماء فضلہ، امراء اور فقراء برکات و فیض حاصل کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں جوق در جوق دوڑے چلے آتے تھے۔ آپ کے خوارق و کرامات آفتاب سے زیادہ روشن ہیں۔ طالبوں کی جماعتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتیں، دلوں کے خطرات پر آگاہی، بصیرت کے انجلا اور طالبوں کے بطون میں تصرف کرنے میں آپ بڑا کمال رکھتے تھے۔ ظاہر میں بھی شانِ عظیم اور دولت آپ کو حاصل تھی۔ ملوک اور سلاطین آپ کے آستانہ کی خاک کو سرمہ چشم بناتے تھے۔ اور آپ کے حکم کے مطیع و فرمانبردار رہتے تھے۔

کرامت: عبداللہ غاں والئے توران نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان خیمہ قائم ہے اور اس میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ ایک بزرگ بارگاہ کے دروازہ پر عصا لئے ہوئے کھڑے ہیں۔ مخلوق کی گزارشات اور درخواستیں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضور میں پیش کر رہے ہیں اور ان کا جواب آپ کے

پاس سے لاکر دیتے ہیں۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تلوار ان کے ہاتھ بھیجی اور انہوں نے اس تلوار کو میری کمر میں باندھ دیا، میرے حال پر بڑی مہربانی اور الطاف فرماتے۔ اس کے بعد بادشاہ کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے اس بزرگ کے حلیہ کو ذہن میں محفوظ رکھا۔ اور اس بزرگ کی تلاش اور جستجو میں مصروف رہا۔ حتیٰ الوسع وہ اپنے مقرّبوں اور درباریوں سے اس بزرگ کا حلیہ بیان کر کے ان کے متعلق دریافت کرتا رہا مگر کچھ پتہ نہ چلتا یہاں تک کہ ایک روز بادشاہ کا ایک درباری مولانا خواجگی قدس سرہ کی خدمت میں اس نے وہاں سے جا کر بادشاہ سے عرض کیا کہ اس حلیہ کے بزرگ جن کو آپ نے بیان فرمایا۔ حضرت مولانا خواجگی اکنکی قدس سرہ ہیں۔ بادشاہ اس خبر کو سن کر بہت خوش ہوا۔ آپ کا نام، مقام، عادت و اطوار تفصیل کے ساتھ دریافت کئے۔ اس نے سب باتوں کے پورے پورے جواب دیئے۔ پھر بادشاہ نے حضرت قدس سرہ کے ملک کا ارادہ کیا۔ اور اس محزون اسرار کے ویدار فیض انوار سے مشرف ہوا۔ ٹو دیکھا کہ آپ کا حلیہ بعینہ وہی ہے جو خواب میں دیکھا تھا بادشاہ نے نہایت تواضع اور انکساری کا اظہار کیا اور نذرانہ قبول کرنے کے لئے التماس کی۔ مولانا نے نذرانہ قبول نہ فرمایا اور فرمایا کہ شیرینی فقر نامرادی اور قناعت میں ہے بادشاہ نے کہا کہ بموجب مضمون آیہ شریفہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اؤدی الامر منہ کرم۔ اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حاکموں کی، عمل فرمائیے اور جو کچھ میں حضرت کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں یہ قبول فرمائیے یہ سن کر آپ نے وہ تحائف اور نذرانے مجبوراً قبول فرمائے۔ اس کے بعد خانہ مذکور روزانہ صبح کے وقت نہایت نیاز مندی اور انکساری کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔

تصرف سنا گیا ہے کہ پیر محمد خاں نے پچاس ہزار سواروں کے ساتھ باقی محمد خاں پر جس کے پاس کل چار ہزار پیادے اور سوار تھے حملہ کیا۔ باقی محمد خاں نے حضرت مولانا خواجگی قدس سرہ سے اہداد کے لئے عرض کیا آپ خود پیر محمد خاں کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو نصیحت فرمائی کہ تو اس ارادے سے باز آ۔ مسلمانوں کو آپس میں جنگ

کرنا ناجائز ہے۔ چونکہ فوج اور خزانہ کا اس کے دماغ میں غرور بھرا ہوا تھا۔ اس نے حضرت کے ارشاد کو قبول نہ کیا۔ آپ غضبناک حالت میں واپس آگئے اور باقی محمد خاں سے فرمایا کہ اسے فرزند! فوج کی کمی کا کوئی خیال نہ کرو۔ بہادر شیر کی طرح دشمن پر حملہ کرو۔ ملک و دار النہر کی سلطنت تجھ کو مبارک ہو۔ یہ فرما کر دست شفقت اس کی پشت پر رکھا اور اپنی روٹی مبارک اس کی کمر میں باندھ دی۔ باقی محمد خاں آپ سے دعا لے کر روانہ ہوا۔ اور جناب مولانا اس کے جاتے ہی درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے اور شہر کے کنارہ ایک پرانی مسجد میں قبلہ رو مراقب اور متوجہ ہو کر بیٹھے۔ بھڑوڑی بھڑوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر پوچھتے تھے کہ کیا خبر ہے۔ اس اثنا میں یہ خبر آئی کہ باقی محمد خاں نے فتح پاتی اور پیر محمد خاں مارا گیا۔ اس وقت جناب مولانا مراقبہ سے اٹھے اور اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے۔

کرامت: ایک درویش مولانا کے مریدوں سے بیان کرتے ہیں کہ ایک رات حضرت مولانا کہیں تشریف لے جا رہے تھے اور میں بھی بہت سے خادموں کے ساتھ حضرت قدس سرہ کے ساتھ جا رہا تھا اور میں ننگے پاؤں تھا۔ میرے پاؤں میں ایک کانٹا چبھا۔ جس کی تکلیف سے میں بے قرار ہو گیا۔ مجھے خیال آیا کہ اگر حضرت مجھے جو تا عنایت فرماتے تو کیا اچھا ہوتا۔ حضرت مولانا قدس سرہ اس خیال سے آگاہ ہو گئے۔ اور فرمایا کہ اسے برا در جب تک پیر میں کانٹا نہیں چبھتا پھول ہاتھ میں نہیں آتا۔

تین طالب علم کہ تین طالب علم جیسے کہ ان کی عادت ہوتی ہے مختلف ارادوں کے ساتھ حضرت مولانا کی خدمت میں آئے۔ ایک نے نیت کی کہ اگر فلاں قسم کا کھانا کھلائیں تو بے شک آپ صاحب کرامت ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ اگر فلاں قسم کا میوہ مجھے عطا کریں تو آپ صاحب عظمت ہیں۔ تیسرے نے کہا کہ اگر فلاں حسین لڑکے کو مجلس میں حاضر کریں تو صاحب کرامت ہیں۔ مولانا نے پہلے دونوں طالب علموں کو ان کے خیال کے مطابق کھانا اور میوہ عطا کیا۔ اور تیسرے سے فرمایا کہ درویشوں نے جو کچھ حالات اور کمالات حاصل کئے ہیں وہ صاحب شریعت علیہ السلام کی اتباع سے

پائے ہیں۔ لہذا درویشوں سے کوئی کام خلاف شریعت صادر نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد
تینوں طالب علموں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ امر مباح کی نیت سے بھی اس جماعت کے
پاس نہیں آنا چاہیے۔ بسا اوقات درویش ان کاموں کی طرف بھی متوجہ نہیں ہوتے ہیں۔
اور آنے والے آدمی بد اعتقادی کا شکار ہو جاتے ہیں اور فقرار کی صحبت کی برکات سے
محروم کر دیئے جاتے ہیں۔ جماعت فقراء کے نزدیک کرامت کا کوئی اعتبار نہیں ہے
اس قوم کے پاس محض اللہ کے لئے آنا چاہئے تاکہ ان سے فیض باطنی کا کچھ حصہ مل سکے۔

کرامت جناب مولانا قدس سرہ نے اپنی وفات سے کچھ دن پہلے ایک خط ہمارے
حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ کو جو حضرت مولانا کے خلیفہ اکمل تھے، لکھا تھا جس میں آپ
نے بعد اظہار اشفاق و اشتیاق یہ دو شعر لکھے تھے۔

زماں تازماں مرگ یاد آیدم ندانم کنوں تاجہ پیش آیدم
جدا تی مبادا مرا از خدا! دگر ہرچہ پیش آیدم شایدم

ترجمہ: مجھے ہر گھڑی موت یاد آتی ہے نہیں معلوم کہ اب کیا بات پیش آئے۔ مجھے ہر دم
وصل خدا ہے اور جو کچھ پیش آتا ہے پیش آئے۔

اس خط کے پہنچنے کے بعد ہی حضرت مولانا خواجگی قدس سرہ کی وفات کی خبر
حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ کو پہنچی۔ آپ کی عمر شریف نوے برس کے قریب ہوئی۔
آپ ۱۰۰۸ ہجری میں رحلت فرما ہوئے۔ آپ کا مولد و مرقد قریہ الکنہ ہے جو اطراف
سمرقند میں ایک گاؤں ہے آپ کے مزار مبارک کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے
فیض حاصل کیا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ محمد ربانی قدس سرہ العزیز

اسے طریقہ شریفہ میں آپ کا انتساب حضرت مولانا خواجگی اکنکی قدس سرہ سے ہے
اس کے باوجود آپ اویسی المشرب بھی تھے اور آپ کی تربیت حضرت خواجہ بہار الحق والدین
خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز کی روحانیت سے تھی۔

وحد سیکہ آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک بزرگ کی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا
کہ مجھ پر ایک تجلی پڑی اور میں اپنے آپ سے مہلادیا گیا اور حضرت خواجہ بزرگ بہار الحق والملت
والدین کی روحانیت متبرکہ کی کشش نے ذکر کی تلقین اور القائے جذبات سے سرفراز فرمایا میں
نے دست ہمت کو ہر طرف سے چھڑایا اور طلب کا دامن چن کر اہل اللہ کی تلاش میں مصروف ہو گیا
اور بزرگان طریقت کی تلاش شروع کی۔

اسے کے علاوہ آپ کی تربیت حضرت خواجہ عبید اللہ اصرار قدس سرہ کی روح مبارک سے
بھی ہوتی ہے۔

وحد سیکہ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ اصرار قدس سرہ نے شیر مادر تک سے
مجھ سے دریغ نہیں فرمایا۔

ہمارے حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز نے لکھا ہے

امروز قائم مقام آنحضرت علیہ و نائب
مناب اکابر نقشبندیہ قدس سرہ
انوار صل ائی نہ پایۃ النہایۃ، البالیغ
الی اقصى درجات الولایۃ، قطب
دائرۃ دار الخلائق، کاشف اسرار اہل
الحقائق، المفرد الکامل فی المحبۃ الذاتیۃ
المحقق الجامع لکلمات المحمدیۃ
اس زمانہ میں اکابر اولیاء اللہ کے قائم مقام اور
بزرگان نقشبندیہ کے سجادہ نشین، انتہائی
مقامات معرفت تک پہنچے ہوئے، ولایت
کے آخری مراتب پر فائز دار الخلائق
کے دائرہ کے قطب، اہل حقائق کے
رازوں کے کھولنے والے، محبت ذاتیہ میں
فرد کامل، کمالات محمدیہ رضی اللہ علیہ

و آہ وسلم کے جامع محقق، اہل ارشاد
و ہدایت کے سہارا، اس طریقہ کے مرشد
جس کی ابتداء میں انتہا درج ہوتی ہے عارفوں
کا خلاصہ، محققین کے بزرگ۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم مُسْتَنَدٌ
اَهْلُ الْاِرْشَادِ وَالْهِدَايَةِ، مُرْتَبِدٌ
طَرِيقِ دَرَجِ النَّهْيَةِ فِي الْبِدَايَةِ
زُبْدَةُ الْعَارِفِينَ مُدْوَنَةُ الْمُحَقِّقِينَ

بیت

آپ کے اوصاف کی تفصیل مخلوق پر ظہر
کرنے کے بجائے راز عشق کے مانند اس کی
مخفی رکھنا بہتر ہے کہ آپ کے حال مخلوق کی ہمت
کیلئے کچھ بیان کرتا ہوں تاکہ ان کو حسرت باقی نہ رہ جائے
ہمارے شیخ اور امام، ہمارے جانے پناہ اور
قبلہ، اصل کو واضح کرنے والے سب کا معارف
شیخ محمد باقی اللہ تعالیٰ آپ کو باقی اور

شرح اوحیف است بابل جہاں
ہمچو راز عشق باید در نہاں
لیک گفتم وصف او تارہ بر بند
پیش آن کز فوت او حسرت خورد
شیخنا و امامنا و ملاذنا و قبلتنا
و اصح الاصل و العارف الاکمل
الشیخ محمد بن الباقر الباقاۃ اللہ
تعالیٰ و سلمہ۔

سلامت رکھے۔
آپ ابتدائے حال میں تعلیم پانے سے پہلے بغیر اس کے کہ کسی شیخ ظاہر کے
ابتدائی حالات حضور میں حاضر ہوں۔ پہلے ہی خواجگان قدس اللہ اسرارہم کی ملاقات
سے مشرف ہوئے اور ان کے مقام جذبہ تک پہنچے اور اس میں استہلاک اور اضمحلال
یعنی فنا بہ تمام حاصل کی اور ایک شتم کی بقا اور شہود اور کثرت میں وحدت پیدا کی۔ آپ کا باطنی
نور نہایت نہایت میں جس سے مقام قطبیت متعلق ہے پُر اور منور ہوا۔ چنانچہ اسی نور
سے شیخ ظاہر کی اجازت کے بعد وحدت میں کثرت کے شہود کے ساتھ آپ سلوک
کے طالبوں کو ارشاد و ہدایت فرماتے تھے۔ آپ نے مقام ارشاد اور تکمیل میں ایک شان
عظیم پیدا کی ہے۔ آپ کی ایک صحبت میں طالبوں کو اتنے فوائد حاصل ہوتے تھے جو سال یا
سال کے مجاہدوں اور ریاضتوں سے بھی کسی کو نہ حاصل ہو سکتے۔ اس کے ساتھ ہی آپ
نے بارہ قطبوں کے مقام سے نور احمد حاصل فرمایا تھا۔

نیز بطریقہ خاص حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ متوجہ مقامات
فوق ہوئے اور اس سلوک فوقانی کو حاصل کر کے عام کر دیا اور آپ اس راہ سے اس اسم الہی
کی طرف متوجہ ہوئے اور اس اسم الہی تک پہنچ کر درجات تقویٰ و شہادت اور صدیقیت
میں ترقی کر کے اسی راستہ سے غیب ذات تک واصل ہوئے اور نقطہ نہایت نہایت
میں پہنچ کر مستہلک ہوئے اور سعادت عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔

ولادت باسعادت حضرت کے والد بزرگوار کا نام قاضی عبدالسلام خلیجی سمرقندی قریشی
ہے جو عالم باعمل اور صاحب وجد و حال تھے اور کابل میں آکر
شادی کی تھی اور حضرت خواجہ کابل ہی میں پیدا ہوئے۔ حضرت خواجہ اپنی والدہ ماجدہ کی
طرف سے حضرت شیخ عمر یا غسانی تک پہنچتے ہیں۔ وہ حضرت خواجہ اصرار قدس سرہ کے
نامائے تھے اور حضرت خواجہ کی نانی صاحبہ خاندان سادات سے تھیں۔ زمانہ بچپن ہی سے آپ
پر تجرید و تقرید اور شوق خلوت اور گوشہ نشینی کے آثار غالب تھے اور آپ اس طریقہ عزیزی
نقش بندہ کے مطابق مغلوب الحال تھے۔ چنانچہ آپ اکثر گوشہ تنہائی میں لوگوں سے علیحدہ
سر بگریاں مراقت ہو کر تمام دن اللہ کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ اور سارا سارا دن اسی عالم
مدہوشی میں گزار دیتے تھے اور ہوش میں نہ آتے تھے۔

تعلیم جب آپ عالم شباب کو پہنچے تو حصول علم کی طرف متوجہ ہوئے اور مولانا صادق حلوانی
رحمۃ اللہ علیہ سے (جو اکابر علمائے تھے) پڑھنا شروع کیا۔ اور ان کے ساتھ کابل سے
مادر النہر تشریف لے گئے۔ تھوڑی مدت میں فطری بلندی کی وجہ سے آپ کو اپنے ہم عصر
لوگوں میں ایک امتیازی مقام حاصل ہو گیا اور علمی فضائل کے پورے مراتب کی تکمیل ہو گئی۔
علمی مقام حضرت خواجہ کے علم کی یہ حالت تھی کہ آپ کے احباب مشکل سے مشکل کتاب
کی اور ہر فن کے دقیق سے دقیق سبق کو آپ کے پاس لاتے اور اشکال کا حل دریافت
کرتے تو آپ فوراً وضاحت کے ساتھ اس کو سمجھا دیتے۔ علوم مروجہ کی تحصیل سے
مزاغت کے بعد آپ نے راہ سلوک کی ابتدا فرمائی۔

تلاش حق حضرت خواجہ زمانہ طالب علمی میں بھی اولیاء وقت کی مجلسوں میں حاضر ہو کر ان سے کمالات باطنی حاصل کرتے تھے۔ اسی زمانہ میں اتفاق سے پاک و ہند میں آپ کا گزر ہوا۔ راہ حق کی طلب میں سالکوں اور مجذوبوں کی اس درجہ تلاش فرماتے تھے کہ اس سے زیادہ قوت بشری محتمل نہیں ہو سکتی۔

لاہور میں برسات کے موسم میں دلدل کا راستہ چلنا بہت مشکل ہے مگر آپ باوجود نزاکتِ بدنی کے اہل دل کی تلاش میں طویل سفر طے فرماتے رہتے تھے۔ بیابانوں، قبرستانوں، ویرانوں اور باغوں میں خدا تعالیٰ اور اس کے دوستوں کی جستجو میں پھرا کرتے تھے آپ نے بہت سے پاک دل لوگوں سے ملاقات کی اور ان سے فیض پایا۔ ماوراء النہر اور بلخ و بدخشاں کے سفر میں اس سلسلہ نقش بندیہ کے بزرگوں اور دوسرے سلسلوں کے اولیاءِ ماسند سے آپ نے ملاقات فرمائی اور ان کے فوائد و برکات سے مستفید ہوئے۔

والدہ کی دعا آپ فرماتے ہیں کہ ”اگرچہ ہم نے اتنی ریاضتیں نہیں کیں جس قدر بعض اولیاء اللہ نے کیں ہیں لیکن وہ انتظار اور بے قراری دے تابی، برداشت کی ہے جو بہت سی ریاضتوں اور سختیوں کو شامل تھی۔ اس زمانہ میں میری والدہ ماجدہ میری بے قراری، بیداری کی کثرت اور ناتوانی و کمزوری کے غلبہ کو دیکھ کر بہت شکستہ دل اور رنجیدہ ہوتی تھیں۔ اور نہایت گریہ و زاری کے ساتھ از روئے عجز و نیاز بارگاہ بے نیاز میں عرض کرتی تھیں کہ خداوند! میرے اس فرزند کی مراد کو پورا کر دے جس نے تیری طلب میں سب سے اپنا تعلق منقطع کر لیا ہے اور جوانی کی لذت سے ہاتھ دھو لے ہیں ورنہ مجھے زندہ نہ رکھ۔ کیونکہ میں اس کی ناکامی اور بے آرامی کو دیکھنا برداشت نہیں کر سکتی ہوں۔“

اکثر اوقات رات اور سحر کے درمیان آپ ایسی ہی دعائیں بارگاہِ خداوندی میں کیا کرتی تھیں۔ پس آپ کی اس دعا اور مناجات سے یہ مراتبِ محجہ کو نصیب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہماری طرف سے بہتر جزا عطا فرماتے ”آپ کا کلام یہاں ختم ہوا۔“

بشارت حضرت خواجہ اسی بشارت سے جو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمائی تھی کہ ”میرا یہ لڑکا سردار ہے۔“

مشرف ہوتے ہیں اور حضرت امام کے ساتھ اس نقطہ میں اسی مناسبت کی وجہ سے استہلاک رکھتے ہیں اور اسی نقطہ میں ایک قسم کی بقا جو قطب مدار کی ماہیت کی بقاء ہے اور حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ بھی اسی قسم کی بقا اس مقام میں رکھتے ہیں آپ نے بھی پیدا کی ہے۔

جس راستے سے کہ حضرت خواجہ غیب ذات تک گئے ہیں۔ اس راستہ سے بہت کم اولیا اللہ واصل ہوتے ہیں۔ دراصل اس مقصد عالی تک پہنچنا بعض اکابر الاکابر کے ساتھ مخصوص ہے۔ خصوصاً جب تک کہ محبوب نہ ہو اس راستہ سے غیب تک نہیں جاسکتا یا محبوب کامل و مکمل نے اس میں تصرف کیا ہو تو وہ بھی واصل ہو سکتا ہے۔ اس کے سوا اس راستہ سے چلنے کی کوئی صورت نہیں۔ ہاں افراد کے راستے سے اس مرتبہ عالی تک واصل ہوتے ہیں یا غیب کے راستہ سے۔ مگر راہ سلوک سے تو جہات کر کے اس مقام تک پہنچنا بہت دشوار ہے بلکہ محال معلوم ہوتا ہے مگر محبوب المراد کے لئے وصول ہے کیونکہ جذبات کی کششیں اس کو کھینچ کر اس کے مقصد تک پہنچاتی ہیں ط

طُوبَىٰ لِأَرْبَابِ النَّعِيمِ نَعِيمُهَا

تَعَدَّ كَلَامُهُ

(ترجمہ) مبارک ہوں نصیبہ والوں کو ان کی نعمتیں۔

خواجہ امکنگی کی خدمت میں جس سفر میں آپ نے مولانا شیرخانی سے ملاقات فرمائی اور وہاں سے سمرقند کی طرف متوجہ ہوتے۔ آپ نے حضرت خواجہ اعرار قدس سرہ کو واقعہ میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہ کے پاس جاؤ اور خود حضرت خواجگی امکنگی بھی ایک واقعہ میں آپ پر نثار برزائے اور فرمایا کہ ”اے فرزند ہمارے آنکھیں متار سے انتظار میں لگی ہوتی ہیں“ حضرت خواجہ قدس سرہ نے اس وقت یہ شعر فرمایا ہے

من گزشتم ز غم آسودہ کہ ناگاہ ز کمین عالم آشوب نگاہے سر را ہم گرفت

(ترجمہ) میں غم کی انتہاء کو پہنچ گیا تھا کہ محبوب نے چمپ کر مجھ پر نظر کی اور میں راہ میں بیٹھ گیا۔

فقیر مولف نے حضرت خواجہ محمد صدیق بدخشی قدس سرہ سے سنا ہے کہ حضرت خواجہ کو

۱۰ حضرات القدس کے مولف نے خواجہ محمد صدیق بدخشی سے حضرت خواجہ بانی اللہ رحمہم اللہ

و مشکل مسئلے اس راستہ کے پیش آئے تھے جو کسی طرح حل نہیں ہوتے تھے۔ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کو آپ نے واقعہ میں فرماتے ہوئے دیکھا کہ جو شخص ان مسئلوں کو حل کر دے گا وہی ہمارا پیڑ کا سہری ہے۔ اس بنا پر آپ جس بزرگ کی خبر سنتے اس کی ملاقات کے لئے جاتے تھے۔ پاک و ہند کے اکثر مشائخ سے اسی وجہ سے ملاقات ہوتی۔ لیکن اس اشکال کا حل کسی ارباب کمال سے نہ ہو سکا۔ اس لئے آپ بلخ اور بخارا کی طرف متوجہ ہوئے اور وہاں تمام بزرگوں سے ملاقات فرمائی۔ جب مولانا شیر غانی سے حضرت خواجہ قدس سرہ کی ملاقات ہوئی تو مولانا سے دونوں مسئلے دریافت فرمائے۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ دونوں باتیں انتہا میں حاصل ہوتی ہیں اور ان کے جواب میں آپ نے کچھ لب کشائی نہ فرمائی۔ آخر کار مولانا خواجگی اکنگنی کی خدمت میں جب آپ پہنچے تو انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ آؤ بیعت کریں اور ان دونوں مسائل کو بغیر آپ کے سوال کئے انہوں نے حل کر دیا۔ (تم کلام)

حضرت خواجہ نے طلب خداوندی جل شانہ میں اپنی طلب خدا میں سیاحت کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے کہ :-
 آپ نے گناہوں سے پہلی بیعت توبہ حضرت خواجہ عبید اللہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کی لیکن رجوع کا خیال اور ترک کا عزم باطن میں مخفی تھا اور خواجہ کی التماس فاسخ ظاہر میں مولانا لطف اللہ کے خلفاء سے بھتی۔ اور وہ مولانا خواجگی وہیدی علیہ الرحمۃ سے خلیفہ تھے۔ چونکہ استقامت کی توفیق پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے دوبارہ حضرت بندگان افتخار شیخ قدس سرہ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ حضرت شیخ مذکور سمرقند میں تشریف فرما تھے اور خانوادہ حضرت خواجہ احمد لبسوی قدس سرہ کے اکابر سے تھے۔ اگرچہ حضرت میری توبہ کو روا نہیں رکھتے تھے اور فرمایا کہ ”تم ابھی جوان ہو“ لیکن فقیر کا امداد یقینی تھا۔ اس لئے حضرت

کے حالات معلوم کئے تھے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ حیات باقیہ را فضل المطالع دہلی ۱۳۲۳ھ کے نامعلوم مصنف یہی بدخشی ہوں۔ جن کا تخلص ہدایت تھا۔ لیکن اس وقت ان کا تخلص رشیدی رہا ہوگا۔ جیسا کہ انہوں نے اس رسالہ کے آخر میں ترکیب بند (بطور مرثیہ) میں اختیار کیا ہے۔ ۱۲

(ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب مدظلہ)

نے فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ خدا استقامت دے۔ آپ کی فراست صادق آئی اور عزیمت پھر درہم برہم ہوئی اور عجیب خرابی پیش آئی۔ تیسری بار پھر بے تکلف و اختیار کے حضرت امیر عبد اللہ بنی قدس سرہ کی خدمت میں توبہ کا جذبہ ظہور کو پہنچا۔ اس دفعہ کی توبہ سے مصافحہ کرتے ہی بڑی دولت نصیب ہوئی۔ امید ہے کہ اس کی برکات قیامت تک باقی رہیں گی۔

العزیز کچھ مدت تک یہ توبہ نگہداشت کی حدود میں رہی مگر اس پر بھی اسم المفضل کی تاثیر غالب آگئی۔ آخر کار ہدایت صمدیت سے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الحق والدین قدس سرہ العزیز کی خدمت میں توبہ کی صورت پختہ ہوئی اور طریقہ اہل اللہ کی طرف میلان کامل پیدا ہوا۔

الْخَرِيقُ يَتَعَلَّقُ بِكُلِّ حَشِيئَةٍ (دوبنے والا تنکے کا سہارا ڈھونڈتا ہے) کے مطابق میں ہاتھ پیر مارتا تھا۔ بالآخر ایک مخدوم نے فرمایا کہ جو ذکر مَعْنَعُنْ (یعنی سسل و تنصل) آل حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہنچتا ہے وہ فائدہ مند ہوتا ہے۔ مجھے بھی اسی کی تلاش تھی لہذا اسی مخدوم سے ذکر اور مراقبہ کا طریقہ حاصل کیا۔ اور تقریباً دو سال تک اس مخدوم کے ذکر و مراقبہ اور ان کے سلسلہ کے اوراد کی پابندی کی گئی۔

سنا ہوا تھا کہ سالک جب تک چالیس سال کے قریب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے میدان کو طے نہیں کر لیتا الا اللہ کی منزل تک نہیں پہنچتا، فقر کی نا تجربہ کاری نے اس بات پر ابھارا کہ چالیس سال ذکر میں گزرنے کو غنیمت خیال کرے اور اسی صورت پر عبادت اور قناعت کئے جائے اگرچہ اس زمانہ میں دوسرے طریقہ کے سلوک طے کرنے کے لئے اشارات غیبیہ ظاہر ہوتے تھے۔ لیکن فقر اپنے مضبوط قدم کو اپنی جگہ سے نہیں ہٹاتا تھا۔ اور طریقہ نقش بندہ کے بزرگوں کی زمین کرم میں وَفِيهَا مَا تُشْتَرِيهِ بِالْأَنْفُسِ (اور اس میں وہ چیزیں ہیں جنہیں جی چاہیں) کا بیج بوتا تھا اور امید کرتا تھا کہ انشاء اللہ العزیز آخر کار کسی بزرگ کا دست کرم اس بیج کو مالا عین رأت وَلَا أَذُنٌ سَمِعَتْ (جیسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا) کی ہنر سے سیراب کر کے رہے گا۔

آخر کار فقیر کشمیر میں پہنچا اور حضرت شیخ مالالی قدس سرہ کی مجلس میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا۔ اور ان کی نگاہ فیض کی برکات سے بہرہ مند ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ ان

مقدس نظروں کی برکت سے فتح باب میسر ہوا۔ چونکہ حضرت شیخ مالالی قدس سرہ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ آپ نے ان بزرگوں کے آستانہ کی طرف توجہ کرنے والے پر اسی خالوادہ کی کھڑکی سے توجہ فرمائی۔ جب حضرت شیخ دنیا سے جنت کی طرف انتقال فرما گئے تو فقیر پر حضرات خواجگان نقشبندیہ علیہم الرحمۃ کی معبودہ غیبت جلوہ گر ہونے لگی اور ان کی پاکیزہ رو میں خوابوں میں خوش خبریاں اور ہدایات فرمائی تھیں۔ ان بزرگوں کی ان توجہات سے نسبت میں قوت پیدا ہو گئی۔ اور دائرہ غیبت مستحکم ہوا اور راستہ روشن اور صاف ہو گیا اور ایک قسم کی جمعیت حاصل ہوئی۔ یہاں تک کہ حضرات خواجگان کی عنایت کی کشش سے حقائق پناہ، ارشاد دستگاہ حضرت مولانا خواجگی امکانی قدس سرہ کی خدمت میں پہنچا۔ اور بڑی خواہش اور رغبت سے آپ سے بیعت کی اور آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر مصافحہ کیا اور حضرات خواجگان قدس اللہ اسراہم کا طریقہ حاصل کیا اور حضرت خواجگی امکانی قدس سرہ کی خدمت اور خواجہ نقش بند اور ان کے خلفاء کی ارواح طیبہ کے طفیل سے اس راستہ

کے چلنے والوں اور اس درگاہ کے نیاز مندوں سے ہوا۔ اللّٰهُمَّ احْيِنِيْ مُسْكِيْنَا وَ اَمِتْنِيْ مُسْكِيْنَا
وَ احْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ وَ السَّلَامَةُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ السُّلْطَانِيَّةَ رَاۤءِ خَدَامِجِ كُوْمَسْكِيْنِ بِنَاكِرِ
زندہ رکھ، اور مسکین بنا کر مار، اور مساکین کی جماعت کے ساتھ میرا حشر فرما، اور سلام اس شخص پر ہو جس نے
ہدایت کی پیروی کی، آپ کا ارشاد پاک یہاں ختم ہوا۔

قدسیہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے بعض اصحاب سے سنا گیا ہے کہ
خلافت جس زمانہ میں حضرت خواجہ نے مولانا خواجگی کی خدمت میں حاضر ہونے کے
لئے سفر کیا اور ایک مہینہ ایک منزل پر رہ گیا تو حضرت مولانا امکانی کو معلوم ہو گیا کہ خواجہ محمد باقی
ہمارے پاس آ رہے ہیں۔ مولانا آپ کے استقبال کے لئے نکلے۔ راستہ میں ملاقات ہوئی
مولانا نے آپ پر بہت شفقت اور مہربانی فرمائی۔ اور آپ کو اپنی قیام گاہ پر لے گئے اور
اپنے مریدوں سے فرمایا کہ خواجہ کے لئے سردی کا انتظام کرو۔ آپ نے عرض کیا کہ میں سردی
کا انتظام اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ حضرت مولانا نے فرمایا: ہم پہلے ہی سے جانتے ہیں کہ تم

ہر چیز رکھتے ہو۔ چراغ مہیا کر کے تیل اور بتی تیار کر کے لائے ہو بلکہ روشن کر کے۔ حضرت نے آپ کو تین رات دن تک اپنے پاس رکھا اور اس مدت میں آپ بالکل خلوت میں مشغول رہے۔ جو احوال اور مقامات حضرت خواجہ کو حاصل تھے ان کو آپ نے سنا اور بہت پسند فرمایا اور دوسرے فوائد سے نوازا۔ اس کے بعد خلافت سے مشرف فرمایا اور ہندوستان (پاک و ہند) جانے کی اجازت فرمائی۔ حضرت نے انکسار اور تواضع سے عذر کیا۔ مولانا نے فرمایا کہ استخارہ کرو۔ استخارہ میں بھی اسی ملک کی ہدایت اور ارشاد کی آپ کو بشارت ملی۔

کہتے ہیں کہ حضرت مولانا خواجہ جی قدس سرہ کے بعض پرانے مریدوں کو جب اس کی خبر ملی کہ حضرت خواجہ کو صرف دو تین دن میں خلافت دے کر پاک و ہند کی اجازت فرمائی گئی ہے تو غیرت سے جلنے لگے۔ حضرت مولانا کو جب اس کی خبر ملی تو فرمایا: اے دوستو! تم نہیں جانتے ہو کہ یہ جوان کام پورا کر کے ہمارے پاس بھیجا گیا ہے۔ اس نے ہمارے پاس صرف اپنے حالات کی تصحیح کی ہے۔ پس جو شخص ایسا تیار ہو کر آئے گا وہ اسی طرح جلدی سے رخصت کیا جائے گا۔ اس سے ملک ہندوستان (پاک و ہند) میں پوری رولتی ظاہر ہوگی۔ اور بلند ہمت طالب اس کی مبارک تربیت سے مرتبہ کمال اور تکمیل کو پہنچیں گے۔

شکر شکن شوند ہمہ طوطیاں ہند زیں قند پارسی کہ بہ بنگالہ می رود۔
 جب حضرت خواجہ قدس سرہ جناب مولانا خواجہ جی رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت معاہدہ ہو کر پہلی منزل پر اترے تو حضرت مولانا آپ کی تلاش میں اس منزل پر تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھ سے وعدہ کرو کہ اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں درجہ قرب عطا فرمائیں تو میری شفاعت کرنا۔ حضرت خواجہ نے تواضع سے عرض کیا کہ یہ خواہش تو اس فقیر کی ہے۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ اچھا دونوں طرف سے یہی معاہدہ ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ دونوں طرف سے یہ معاہدہ قرار پا گیا۔ پھر حضرت مولانا انکساری نے حضرت خواجہ کو رخصت کیا۔ اور خود اکبہ واپس تشریف لے گئے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ ہندوستان میں آئے تو ایک سال تک لاہور اور دہلی میں قیام

عالی گروہ کے کمالات سے بہرہ ور ہوتے۔ اس کے بعد اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں کی بشارت کے موافق دہلی میں تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ اس شہر کو آفتوں سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ یہ مقام مزارات بابرکات اولیاء اللہ کا مرکز ہے۔ آپ یہاں قلعہ فیروزی میں مقیم ہوتے جو دیلاتے جمنہ کے کنارے واقع ہے۔ پنج وقتہ نماز کے لئے آپ مسجد فیروزی میں تشریف لاتے تھے اس زمانہ میں اکثر اوقات نماز عشاء کے بعد آپ مراقب ہوتے اور ایک ہی مراقبہ میں صبح کر دیتے تھے پنج وقتہ سے فراغت پانے کے بعد جب آپ قیام گاہ پر تشریف لاتے تو اپنے مکان کے دروازہ پر مٹھوڑی دیر مٹھڑ جاتے تھے اور آپ کے تمام اصحاب دست بستہ سر جھکاتے حلقہ کر کے نہایت ادب اور تواضع کے ساتھ آپ کے حضور میں کھڑے رہتے اور کسی کو یہ جرأت نہ ہوتی کہ آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے اور آئینہ ابھی کسی کی طرف نظر نہ کرتے اور سر مراقبہ یا نظر بر قدم کھڑے رہتے تھے۔ اگر اتفاقاً آپ کی نظر کسی پر یا کسی کی نظر آپ پر پڑ جاتی تو وہ فوراً بے ہوش اور بے خبر ہو جاتے اور بے اختیار نعرے مارتے تھے اور مرغ بسمل کی طرح زمین پر ترپنے لگتے تھے اور شہر میں ایک شور برپا ہو جاتا تھا۔ چنانچہ دہلی کے بازاری اس شور کو سن کر تماشا دیکھنے کے لئے آجائے تھے۔ اور تماشا نشانی بھی صوفیوں کی طرح بے اختیار ہو کر زمین پر ترپنے لگتے تھے۔ آپ کی شہرت تمام شہروں میں پھیل گئی۔ اور جہاں جہاں طالبانِ صادق تھے وہ اس آفتاب عالم تاب کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ دہلی اور اطراف و اکناف کے مشائخ وقت باوجود خلافت و شیخیت اور سجادہ نشینی کے جاہ و حشمت کو ترک کر کے نیاز مندی کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے

لے زبدۃ المقامات صفحہ ۱۱ سے ظاہر ہوتا ہے کہ لاہور سے آپ ماوراء النہر تشریف لے گئے تھے۔ حضرات القدس دفتر

اول صفحہ ۲۷۵ میں بھی ماوراء النہر کے سفر کا ذکر ہے پھر (صفحہ ۱۱۲) دہلی تشریف لائے۔ اسی صفحہ ۱۲ سے یہ بھی ظاہر

ہوتا ہے کہ محمد یاسین کشمی نعمات القدس بھی لکھنے والے ہیں (یہ کتاب حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ سے پہلے کے بزرگان

نقشبند کے حالات پر مشتمل ہے اور اس کا ایک قلمی نسخہ مدینہ طیبہ میں مکتبہ عارف حکمت میں موجود ہے تاشقند کے کتب خانہ میں بھی موجود

ہے۔ ۱۲۔ (محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب مدظلہ)

اور اس آستانِ عرشِ نشان کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے رہے۔

آپ کا طریقہ حضرت اقدس کا طریقہ شریفہ گمنامی، گوشہ نشینی، حالات کو چھپانا، انکساری اور دیدِ قصور کا تھا۔ ضرورت کے سوا آپ گفتگو نہیں فرماتے تھے اور باوجود اس کے آنے جانے والوں کے ساتھ نہایت اخلاق سے ملاقات فرماتے تھے۔ مسلمانوں کی حاجتیں پوری کرنے میں پوری کوشش کرتے اور سادات و علماء کرام کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے اگر کوئی طالبِ طلب حق کیلئے جناب کی خدمت میں حاضر ہوتا تو عذر فرماتے اور انکساری سے اپنے آپ کو اس کام کے لائق نہ ہونا ظاہر کرتے تھے۔ طالبانِ صادق آپ کے اس انکار کو کسرِ نفسی جان کر اور علوِ منزلت اور بلندیِ مرتبہ کی دلیل سمجھتے تھے۔ جب آپ طالبوں کی طلب کی مضبوطی کو دیکھتے تو ان کو اپنے آغوشِ عنایت اور سایہٴ تربیت میں لے لیتے اور جس شخص کو آپ قبول فرماتے پہلے اسے توبہ کے لئے حکم دیتے۔ اگر اس کے عشق اور محبت میں ترقی دیکھتے تو اس کو اپنی صورت کو دل میں بطور رابطہ اور نگہداشت رکھنے کے لئے ارشاد فرماتے اور اس راستہ کی بہت سی فراخی عنایت فرمادیتے۔ اکثر طالبوں کو آپ ذکرِ قلبی بتلاتے تھے۔ بعض لوگوں کو ذکرِ لا الہ الا اللہ اور بعض کو اسمِ اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری کرتے تھے۔ بہت سے طالب صرف آپ کے دیدار سے آپ کی نسبت حاصل کر لیتے تھے۔ جس شخص کو آپ ذکرِ تعلیم فرماتے تھے اور اس پر ہمت و توجہ فرماتے تو اسی وقت اس کا دل ذکرِ الہی کے جوہر سے آباد ہو جاتا تھا بعض کو اسی وقت عالمِ مثال یا عالمِ ارواح یا عالمِ معانی اس پر کھل جاتا تھا۔ اور یہ حال مدتوں تک قائم رہتا تھا۔ بعض لوگ آپ کی توجہ کے وقت مرغِ بسمل کی طرح ترپنے لگتے تھے۔ اور بعض بیچڑ ہو جاتے تھے۔ اور پھر آپ کی توجہ سے ہوش اور افاقہ میں آتے تھے۔ مشہور مقولہ، الشیخُ یُحییٰ وِیُبیئُ (شیخ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے) گویا آپ کی شانِ پاک میں واقع ہوا ہے آپ کی یہ عنایتیں عام ہوتی تھیں۔

مخلوقِ خدا پر رحم آپ کی مہربانی عام مخلوق پر اس طرح تھی کہ ایک دفعہ لاہور میں قحط پڑ گیا آپ اس زمانہ میں وہاں مقیم تھے۔ چند روز تک آپ نے کچھ نہ کھایا جب آپ کے پاس کھانا لاتے تو آپ فرماتے یہ بات انصاف سے دور ہے کہ لوگ کوچوں میں بھوک

سے جان دیں اور ہم کھانا کھائیں۔ آپ کے پاس جو کھانا ہوتا تھا وہ سب آپ بھوکوں کو بھیج دیتے اور خود روحانی غذا پر بموجب حدیث شریف اَبِیْتُ عِیْسٰی الْاَکْثَلُ دَاشَرَبُ رِیْسِ اِیْنِے خدا کے پاس رات کو رہتا ہوں اور کھانا پیتا ہوں، وقت گزارتے تھے۔

جب آپ لاہور سے دہلی روانہ ہوئے تو راستہ میں ایک عاجز و در ماندہ شخص پر آپ کی نظر پڑی۔ آپ گھوڑے سے اتر پڑے اور گھوڑا اس کو سوار ہونے کیلئے دیدیا اور خود پیادہ پا منزلیں طے کیں۔ تمام راستے میں آپ نے چادر اوڑھ لی تاکہ کوئی شخص آپ کے اس کار خیر سے واقف نہ ہو۔ جب آپ منزل کے قریب پہنچ گئے تو پھر گھوڑے پر سوار ہو گئے تاکہ یہ ثواب کا کام پرے میں ہی رہے۔

اسی طرح جانوروں پر بھی آپ کی شفقت رہتی تھی۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ سردی کے موسم میں نماز تہجد کے لئے اٹھے تھے ایک بلی آکر آپ کے بستر میں سو گئی۔ آپ صبح تک جاڑے کی سخت تکلیف برداشت کرتے رہے اور اس بلی کو بیدار کرنے پر راضی نہ ہوئے۔

طریقہ تسلیم اگر آپ کسی سے کوئی خلاف شریعت کام دیکھتے تو اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ اور نَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صراحت اور سختی سے نہیں فرماتے تھے بلکہ نسبت یا اشارہ یا مثال کیساتھ اشارہ فرماتے تھے آپ اکثر اوقات فرماتے کہ جو شخص اس صحبت میں آتا ہے خود بخود ناجائز کاموں کو چھوڑ کر نیک کاموں کی طرف آجائے گا۔ آپ کی مجلس بہشت کا نمونہ تھی کسی کو امر و نہی اور غیبت و اعتراض کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی غیبت کرنا چاہتا تو آپ اس کو روکنے کے لئے فوراً اس کی تعریض شروع کر دیتے تھے۔

طریقہ تربیت اکثر ایسا ہوتا تھا کہ بعض مخلص دولت مند آپ کی خدمت میں نقد مال روانہ کرتے تھے تاکہ آپ اپنی مرضی سے فقرا اور مساکین کو تقسیم فرمائیں آپ باوجود تجرید و تفرید اور مخلوق سے بے تعلقی و آزادی کے خلق خدا پر شفقت کی وجہ سے اپنی ذات بابرکات سے متوجہ ہو کر اہل تقویٰ و صلاح کو پہنچاتے تھے۔ اگر وہ مال مستحقین کو کافی نہ ہوتا تو آپ اپنے پاس سے باقی مستحقین کو عطا فرماتے تھے اور مریدوں کو ہمیشہ نیستی اور بردباری اور دید فقور کی تاکید فرماتے تھے اور ان امور کو عرفان کی دلیل فرماتے تھے۔ اگر آپ کے مخلص مریدوں سے ان امور کے خلاف کچھ

ظاہر ہوتا تو آپ ان کو تربیت جلالی سے ہدایت فرماتے اور نہایت تاکید اور شمت کے ساتھ ان کو نصیحت فرماتے تھے۔

زہد و استغناء اسباب دنیا سے آپ کا زہد اور استغنا اس درجہ تھا کہ آپ کی محفل جنت اکبرہ میں کوئی دنیاوی ذکر نہ ہونے پاتا تھا اور ان کاموں میں کبھی کوئی مقبرہ آپ اپنے لئے اور اپنے درویشوں کے لئے ہرگز نہ کرتے تھے۔ درویشوں اور اپنے لوگوں کے لئے سوائے عیسیٰ اور فقر و فاقہ اور زہد و قناعت کے اور کچھ نہیں چاہتے تھے۔ بعض دولت مند اور مالدار عقیدت مند لوگ عرض کرتے کہ ہم آستانہ عرش نشان کے فقر کا وظیفہ مقرر کر دیتے ہیں لیکن آنجناب کے ساتھ جو زندگی گیت معنوی کو درست کر چکے تھے ان کے لئے اس بات پر راضی ہونا ناممکن ہوتا تو آپ فرماتے کہ ان کو میرے اپنی زندگی میں ہماری طرح توکل و قناعت اور زہد و ریاضت میں مشغول رہیں۔ ان سے علاوہ کچھ نہیں والوں کے لئے وظائف مقرر کرنا جائز رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس شخص کو ہمارے ذریعہ سے مالی امداد پہنچے تو اس کو یقین رکھنا چاہیے کہ ہمیں اس کے ساتھ دینی محبت میں کمی ہے۔

لاکھ روپیہ واپس کر دیا حضرت قدس سرہ کے زہد کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ آپ نے سفر حجاز سے واپس آنے پر ایک لاکھ روپیہ آپ کے لئے اور آپ کے درویشوں کے خرچ کے لئے بھیجا اور عرض کیا کہ اس قلیل مقدار کو قبول کر کے مجھ پر احسان فرمائیے۔ آپ نے قبول نہ فرمایا اور واپس کر دیا اور فرمایا کہ حج کرنا ہمارے لئے اتنا ضروری کام نہیں ہے کہ مسلمانوں کی اتنی رقم ہم اپنے آپ پر خرچ کر کے ضائع کر دیں۔

طعام و لباس آپ کے لباس اور طعام اور اقامت میں اس درجہ سادگی تھی کہ اگر غیر مرغوب اور طبیعت کے ناموافق کھانے کتنے دنوں تک مسلسل آپ کے پاس لائے جاتے تو بھی آپ یہ ہرگز نہ فرماتے کہ اس کے سوا کچھ اور لاؤ۔ اسی طرح اگر بہت دنوں تک کپڑے آپ کے بدن مبارک پر رہتے اور میلے ہو جاتے، ہرگز دوسرے کپڑے لانے کے لئے نہ فرماتے تھے۔ ایسے ہی آپ کی قیام گاہ کتنی ہی تنگ و تاریک اور شکستہ ہو جاتی یا خس و خاشاک سے پُر ہو جاتی اس کی تعمیر و توسیع اور صفائی کا حکم نہ فرماتے۔ کیونکہ آپ دریائے تسلیم و رضا میں مستغرق رہتے تھے۔

باوجود اس نیستی اور ضعف بدن کے جو اکثر آپ کو رہتا تھا ہمیشہ آپ با وضو اور کثرت عبادت میں پوری طرح سے مشغول رہتے تھے۔

عمر کے آخری حصہ میں نماز عشا کے بعد اپنے حجرہ میں تشریف لے جا کر مقوڑی دیر مراقبہ رہتے۔ جب ضعف اعضاء کا آپ پر غلبہ ہوتا تھا تو مراقبہ سے اٹھ کر نیا وضو کر کے دو رکعت نماز ادا فرماتے اور پھر مراقبہ میں مشغول ہو جاتے تھے۔ جب اعضاء درد کرنے لگتے تو از سر نو وضو کر کے دو رکعت نماز ادا فرماتے اور مراقبہ میں مشغول ہو جاتے اور پوری رات اسی طرح ختم کر کے صبح کر دیتے تھے۔

کھانے میں احتیاط لقمہ طعام میں آپ کی احتیاط اس درجہ تھی کہ پاک جگہ سے قرض حسنہ لیتے اور ہدیہ کو بوجہ شہنشاہی لائے نہ لے کر دیا کرتے، اکثر رد نہیں فرماتے تھے۔ اور اس میں سے اس قرض کو ادا کرتے تھے اور تاکید فرماتے تھے کہ لپکانے والا باد صوبہ ہو اور کھانا پکھنے کے وقت میں حضور اور جمعیت میں مشغول رہے اور اس وقت کلام دنیاوی میں مصروف نہ ہو۔ آپ فرماتے تھے کہ جو لقمہ بے حضور اور بے احتیاطی سے لپکایا جائے۔ اس کے کھانے سے دھواں اٹھتا ہے جو فیض کے راستوں کو بند کر دیتا ہے اور ارواح طیبہ جو فیض کے وسیلے ہیں ایسے دل والے کے سامنے نہیں ہوتیں اور مریدوں کو اس کی احتیاط کی بہت ترغیب دیتے تھے۔

اپ کی والدہ کھانا خود پکاتیں آپ کی والدہ ماجدہ نہایت عارفہ اور پاک دامن عورتوں میں سے تھیں چونکہ حضرت خواجہ کی اس احتیاط سے واقف تھیں اس لئے بہت سی خادمہ عورتوں کی موجودگی میں آپ خود تنور میں روٹیاں لگاتی تھیں اور خود ہی نکالتیں اور سالن بھی خود ہی پکاتی تھیں۔

عزیمت حضرت خواجہ قدس سرہ تمام امور میں عزیمت پر عمل فرماتے تھے۔ چونکہ قرارت فاتحہ حلف الامام بھی احادیث صحیحہ میں وارد ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں

لے زبدۃ اللغات صفحہ ۲۵ میں ہے جو لقمہ بے حضور اور بے احتیاطی سے کھایا جائے (م۔ و) ۱۷ سورہ فاتحہ امام کے پیچھے نہ پڑھنے کے بھی قرآن وحدیث میں بہت سے دلائل ہیں لیکن یہ مقام اس تحقیق کا نہیں اس مسئلہ کے لئے آثار السنن یا نماز حنفی مدلل مطالعہ کیجئے (م۔ و)

اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ بعض اوقات سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھ لیتے تھے اس اثنا میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ اپنی شان میں قصیدہ فصیح اور اشعار بلیغ پڑھ رہے ہیں جن کا مطلب یہ تھا کہ اتنے ہزار اولیاء اللہ میرے مذہب میں گزرے ہیں۔ اس خواب کے بعد آپ نے سورہ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا ترک کر دیا۔
 باوجود اس کمال اور تکمیل کے آپ ہمیشہ اپنی نایافت کا اظہار فرماتے تھے۔ عین دریائے
 وصال میں ہمیشہ خشک لب رہتے تھے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔ رباعی

در راہِ خدا جملہ ادب باید بود خدا کی راہ میں ادب اختیار کرنا چاہیے۔ جب
 تا جان باقی است در طلب باید بود تک جان باقی ہے خدا کی طلب میں رہے دریا کے
 دریا دریا اگر بکامت ریزند دریا اگر حلق میں ڈال دیئے جائیں وہ کم سمجھنے والے ہیں
 کم باید خور و خشک لب باید بود اور طلب حق میں خشک لب رہنا چاہیے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ کی تصانیف لطیفہ اور مکاتیب شریفہ بہت ہیں۔ اس کتاب
 حضرات القدس میں ان میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے:-

مکتوب

دوام آگاہی اکابر طریقہ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ دوام
 آگاہی کا ہے اور اس میں عزیمت کی پر آگندگی اور فتور خلل انداز نہ ہونا چاہیے۔ خواہ
 لباس ذکر میں ہو، خواہ صورت توجہ میں، خواہ رابطہ کے توسط میں۔ الغرض جس طرح سے ہو مقصود
 حضور مع اللہ ہو۔ جب مذکورہ حضور کی یہ کیفیت ہو جاتے کہ وجود غیر کا شعور اس حضور کا مزاج
 نہ ہو تو اس حضور کو وجود عدم کہتے ہیں۔ جب یہ کیفیت سالک کا ملکہ ہو جائے تو اس کو مشاہدہ
 کہتے ہیں اور جب اس حضور کی صفت کو بھی سالک اپنے سے نہ دیکھے تو وہ اپنے فنا حقیقی
 سے مشرف ہو گیا۔ اس وقت لَا یَعْرِفُ اللہَ إِلَّا احلش واللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی پہچانتا ہے، کے معنی
 ثابت ہوتے ہیں۔ اس مقام میں نہ ارواح ہیں اور نہ اشباح (اجسام) شہود بجانب مشاہدہ ہو
 جاتا ہے۔ جب وجود حقانی کا لباس بقا سے مشرف ہو کر پوشیدہ ظاہر ہو جاتا ہے اور اپنی تمام صفات

کو حضور کی طرح اپنے آپ میں معلوم نہیں کرتا تو اس وقت فضل الہی کی مدد سے اجسام کے فضول اور اجناس کو سر اسر اعراض دیکھتا ہے اور اعراض کے وجود کو معقولات ثانیہ سے جانتا ہے اور اَلْاَعْيَانُ مَا شَتَتْ رَاحِکَ الْوُجُوْدُ اَعْيَانِ نے وجود کی بوجہ نہیں پائی اکا راز اس میں ظاہر ہو جاتا ہے اور ساک زبان حال سے یوں نعمہ سرا ہو جاتا ہے ۷ رباعی

تا حق بدو چشم سر نہ بینم ہر دم
از پاتے طلب می نہ نشینم ہر دم
جب تک کہ حق کو سر کی دونوں آنکھوں سے
ہر وقت نہ دیکھوں خدا کی طلب جاری رکھوں گا
گویند کہ حق چشم سر نتواں دید
آن ایساں اند و من چنینم ہر دم
لوگ کہتے ہیں کہ سر کی آنکھ سے خدا کو نہیں دیکھ سکتے
ان کا وہی کہنا ہے اور میرا یہی کہنا ہے ۔

تجلی کی قسمیں بعض اکابر نے راہ سلوک میں تجلیات الہی عز وجل کی تین قسمیں بیان کی ہیں :-
پہلی قسم تجلی صوری جس کو مبتدیوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے ۔ دوسری قسم تجلی معنوی ۔ جس کو متوسطین کی طرف منسوب کیا گیا ہے ۔ تیسری قسم تجلی ذاتی ۔ جس کو منہتوں کے لئے رکھا گیا ہے ۔ اور بعض نے ان کی چار قسمیں کی ہیں کہ قسم اول کی دو قسمیں تجلی صوری اور تجلی نوری بہم آئے اکابر کے طریق میں اس کی تصریح نہیں کی گئی ہے ۔ پس وہ اتحاد اور حلول و تشبیہ کی ہلاکت سے فارغ ہیں حاصل کلام یہ کہ وجود عدم کے ظہور میں بہت ہی پوشیدہ اسرار ہیں ۔ انتہاء سلوک کو پہنچنے کے بعد ان میں سے بعض اسرار منکشف ہوتے ہیں اور سالک تجلی صوری ، نوری اور معنوی کو اس مقام شہود میں مندرج پاتا ہے ۔ چونکہ اکابر طریقہ نے اپنی کتابوں میں اس کی تصریح نہیں کی ہے اس لئے ہم بھی ان کی متابعت میں قلم کو اس کی تحریر سے روکتے ہیں ۔

مکتوب ۳۷

قوت ارواح واضح ہو کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اوج اطلاق سے تنزل کر کے ارواح کے لباس اور آئینہ میں منجلی ہوا اور ارواح کو انتہائی لطافت سے یہ قوت عطا

۱۔ اس رباعی میں تینوں جگہ اصل نسخہ میں "ہرگز" ہے ۲۔ یہ عبارت کلیات باقی باللہ میں مکتوب نمبر ۵۲ میں ہے اور ترجمہ مکتوبات میں رفعتہ نمبر ۵ میں ہے ۱۲ د۔ ۱۷

۳۔ اصل میں مکتوب کا عنوان نہیں لیکن کلیات باقی میں یہ مسنون الگ ہے ۔

فرماتی کہ روح جس چیز کی طرف متوجہ ہوتی ہے اس کا حکم پکڑ لیتی ہے اور اس کے رنگ کو قبول کر لیتی ہے اور اس کے ساتھ اس طرح مل جاتی ہے کہ خود کو اس سے الگ نہیں پہچانتی جس طرح عام لوگ اپنے آپ کو پیکر مہولانی سے الگ نہیں کرتے ہیں۔ نیز اس پاک ذات نے ہر مخلوق میں تمام مخلوقات کو درج فرمایا ہے۔ جب یہ مقدمے معلوم ہو گئے تو اب واضح ہو کہ جب تک روح اپنی گرفتاری میں مقید رہتی ہے نہیں چاہتی کہ قید و تعلق کے اس لباس کو اتار دے اور وطن اصلی کی طرف چلی جائے۔

وجود عدم بعض آزادگان جو بزرخ کا حکم رکھتے ہیں یعنی وضع کی حیثیت سے وہ اطلاق کے مناسب ہیں اور تلفظ اور تخیل کی حیثیت سے مقید کے ساتھ نسبت رکھتے ہوتے اس کا مؤنس بنادیتے ہیں۔ روح اپنی استعداد کے موافق جلدی یا دیر سے اس طرف متوجہ ہوتی ہے چونکہ روح کا تعلق اس بدن عنصری کے ساتھ بہت ہی محکم اور مضبوط ہے اس لئے مرشدین پہلے قلب صنوبری کی طرف (جو اس کے ارکان میں سے بہت بڑا رکن ہے) توجہ فرماتے ہیں۔ وہ بھی اسی راہ پر آجاتا ہے۔ جس سے بیرونی شغل دور ہو جاتے ہیں۔ جو اس بے کار ہو جاتے ہیں اور چھوٹنے کی قوت جس پر صورت بدنی کا دار مدار ہے کمزور ہو جاتی ہے۔ چونکہ بدن کے ساتھ روح کی معیت ثابت ہے اس لئے بدن کا وجود حقیقی جو صفات حیات کا پر تو ہے تجلی کتا ہے اور چونکہ حقائق الہی کے احکام کے ساتھ ظاہر وجود کامل جانا وجود کے متعدد ہونے کا باعث نہیں اس لئے حقیقت منکشف ہو جاتی ہے اور فنا حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ یہ معیت ہی تجلی معنوی ہے۔ اور بقا جو اس پر مرتب ہے وہ **بِیْ یُّبْصِرُ دِیْ یُّسْمَعُ** میرے ساتھ دیکھتا ہے اور میرے ساتھ سنتا ہے کے کمال کا موجب ہے جو اس رباعی کا مصداق ہے۔

عشق آمد و چشم چو نوخم اندر رگ دپوست
حق تعالیٰ کا عشق میرے رگ و پوست میں سرایت کر
تا کرد مرا متی دپڑ کرد از دوست !!
گیا یہاں تک کہ مجھ کو خودی سے خالی کر کے دوست
اجزا و جودم ہمگی دوست گرفت
سے پر کر دیا ہے میرے وجود کا ہر ایک جز دوست نے اپنا کر لیا
اب میرا نام ہی نام رہ گیا اور باقی وہی ہے۔
نامیست زمن بر من و باقی ہمہ اوست

اور چونکہ **اَنْکَلُ یَسُدُّ رِجُّ بِنِ السُّلِّ** رکھ لے کل جس میں مندرج ہوتا ہے اس لئے اس مقام میں متمکن آدمی

حالت شعور میں اپنے اختیار سے تجلی نوری کے ساتھ جو نور بے رنگ و بے کیف اور بے شکل کی صورت میں تجلی سے مراد ہے۔ مشرف ہو سکتا ہے کیونکہ یہ نیچے کی منزل ہے۔ یہ ہیں وجود عدم کی منزل کے دقائق

لیکن وجود فنا لا یعرف اللہ الا اللہ واللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی پہچانتا ہے، بے مقام میں ہے
فناء اتم اس فنا کو فنا اتم اور اکل کہتے ہیں جناب ارشاد مآب مخدومی و قبلہ گا ہی مولانا خواجگی قدس
 سرہ فنا اتم کے بارے میں یہ بیت پڑھا کرتے تھے ۵

مدح و ذمت گر تفاوت می کند
 تعریف اور برائی میں جس کو فرق معلوم ہوتا ہو وہ
 بت گری باشی کہ ادبت می کند
 بت بنانے والا خود بت پرست ہے۔

نیز فرمایا کرتے تھے کہ جب تعریف اور مذمت کی تاثیر اس توجہ اور شگستگی میں مزاحم نہ ہو جو
 حق تعالیٰ کی بارگاہ میں سالک کو ہوتی ہے تو اس وقت فنا اتم حاصل ہوتی ہے۔ اس بیان سے خواجہ
 بزرگ قدس سرہ کے اس کلام کے معنی معلوم ہو جاتے ہیں جو آپ نے فرمایا ہے کہ وجود عدم وجود بشریت
 کی طرف لوٹ آتا ہے لیکن وجود فنا ہرگز نہیں لوٹتا۔

مکتوب

فرماتے ہیں کہ یاد کرد کا مطلب زبان سے ذکر خدا کرنا اور بازگشت
اصطلاحات نقش بندہ یہ کہنا کہ اے خدا میرا مقصود تو ہی ہے اور نگہداشت دل کو خطرات
 سے نگاہ رکھنا اور یادداشت حق سبحانہ و تعالیٰ کی حضوری کا غلبہ حب ذاتی کے ساتھ۔

مکتوب

نیز آپ تحریر فرماتے ہیں کہ یاد کرد ذکر حق کرنا حضور ہی دل کے ساتھ اور بازگشت تفرید یعنی
 سب سے یکسوئی ہونا اور اخلاص خدا کے ساتھ ہونا اور نگہداشت نسبت کی حفاظت کرنا جس طرح
 سے ہو سکے اور یادداشت باقی باللہ ہونا اور کیفیت مسکری سے حالت صحو میں آنا۔

مکتوب

آپ لکھتے ہیں کہ یاد کرد حفظ آگاہی میں گوشمش کرنا اور یادداشت محفوظ ہو جانا اس
 آگاہی کا جس کو حضور بے غیبت بھی کہتے ہیں کہ اس میں نسبت آگاہی کا توازن بلا کسی گوشمش

لے کلمات باقی باللہ میں اس مکتوب کا نمبر ۳۵ ہے اور ترجمہ اردو میں رقعہ منبراہ ہے (م۔ ل۔)

نگہداشت آگاہی کے حاصل ہو جاتا ہے اور حجب نسبت آگاہی کی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے تو سالک غیبت کے خلل سے محفوظ ہو جاتا ہے اس لئے اس کو حضور بے غیبت کہتے ہیں نگہداشت نسبت یادداشت کی حفاظت کرنا بقدر امکان ظہور صفات نفسانیہ اور توجہات مختلفہ سے جو حجاب و غفلت کی مورث ہیں۔

بازگشت: یعنی سعی اور کوشش کی طرف رجوع کرنا جب کہ یادداشت کا نور کم ہو جائے اور بیٹھ جاتے جیسا کہ ارشاد باری ہے: **وَإِذْ كُنَّا رَبُّكَ إِذْ النَّبِیُّ دِیَّاعٌ ۝۶** اور یاد کر تو اپنے پروردگار کو جب تو اس کو بھول جاتے

مَكْتُوبٌ

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ یاد کرد حضور و شہود ہے اور بازگشت اپنے عدم اصلی کی طرف رجوع کرنا غلبہ نور حضور سے یاد حق سبحانہ و تعالیٰ کی صفت حضور ہی کو دیکھنے سے۔ اور نگہداشت یعنی اس مقام کی حفاظت کرنا اور اس کو اپنے دل میں تازہ کرتے رہنا اور یادداشت اس میں سالک کا متمکن ہو جانا **اللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا رِیَالِہٖم** ہمیں بھی یہ دولت نصیب فرما

مَكْتُوبٌ

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ توبہ گناہ سے باز آنے کو کہتے ہیں۔ چونکہ ہر ایک حجاب گناہ ہے اس لئے خلق سے قلبی جدائی میں توبہ کا کمال ہے جس کی وجہ سے خدا سے ملنا لازمی ہے۔
زہد یہ ہے کہ آدمی نفس کی رغبت کے کاموں سے باز آجائے چونکہ رغبت صرف متعلق دنیا کے ساتھ ہی وابستہ نہیں ہے اس لئے کمال زہد نامرادی میں ہے کیونکہ یہ حالت مراد حقیقی سے ملی ہوئی ہے **ع** جو پیوند با بگلی واصلی اگر دنیا سے تعلق توڑ لو گے خدا سے حاصل ہو جاؤ گے۔

توکل خدا پر مہروسہ کر کے اسباب سے نکل جاتے کو کہتے ہیں اور کمال توکل اس میں ہے کہ اسباب کے وجود پر بھی نظر نہ رہے جو شہود حق مطلق ہے۔

قناعت فضول چیزوں سے کنارہ کش ہو جانے، صرف ضروریات زندگی پر اکتفا کرنے اور کھانے پینے اور رہنے کی چیزوں میں اسراف سے بچنے کو قناعت کہتے ہیں اس کا کمال یہ

ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی ہستی پر اکتفا کریں اور اس کی خالص محبت سے آرام پائیں۔

عزالت (گوشہ نشینی) مخلوق کے میل جول سے کنارہ کشی کو کہتے ہیں اس کا کمال یہ ہے کہ خلق کو دیکھنے سے چھٹکارہ ہو جائے۔

ذکر خدا تے ذوالجلال کے سوا ہر چیز کی یاد سے دل کے خالی ہو جانے اور ماسوا کو بھول جانے کو ذکر کہتے ہیں اور ذکر کا کمال یہ ہے کہ اپنی یاد بھی باقی نہ رہے اور **هُوَ الذَّاكِرُ وَالْمَذْكُورُ**

(وہی ذکر ہے اور وہی مذکور) کا راز اس پر ظاہر ہو جائے۔

توجہ تمام خواہشات سے نکل جانے اور پوزے طور پر حق سبحانہ کی طرف متوجہ ہونے کو کہتے ہیں۔

صبر نفس کی لذتوں کو ترک کرنے اور اپنی پیاری اور محبوب اشیا سے باز رہنے کو صبر کہتے ہیں۔

اپنے فعل و قدرت اور اپنے اوصاف و احوال سے جدا ہو کر فیضانِ الہی کے منتظر رہنے اور حق جل ذکرہ کے دریائے محبت میں ڈوب جانے کو مراقبہ کہتے ہیں۔

رضا اپنے نفس کی رضا سے باز آ جانے، رضائے الہی میں داخل ہو کر احکام ازلیہ کو تسلیم کرنے اور سر ذاتِ ابدیہ کے تفویض کرنے کو کہتے ہیں۔

ساکب ناقص پس جو شخص معصیت میں پھنس گیا ہے یا دنیا کی رغبت میں گرفتار ہے یا سبب کی طرف دیکھ رہا ہے یا بقدر ضروری معاش پر اکتفا نہیں کرتا یا خلق سے میل جول رکھتا ہے

یا اس کے اوقات ذکر الہی سے معمور نہیں ہیں یا خدا سے غیر خدا کو چاہتا ہے یا نفس کے ساتھ مقامِ مجاہدہ میں نہیں ہے یا اپنی ذات اور افعال پر نظر رکھتا ہے یا اپنی قوت اور طاقت پر تکیہ کرتا ہے اپنے آپ کو احکام ازلیہ الہیہ کے حوالے نہیں کرتا تو وہ شخص یقیناً سلوک میں ناقص ہے۔

پوشیدہ نہ رہے کہ بعض منہی درویش جو اپنی خواہشات اور اپنے آپ سے اور مقوڑے پر اکتفا نہیں کرتے اور مخلوق کے احتلاط سے پرہیز نہیں کرتے اور مجاہدہ میں مشغول نہیں ہیں اس کی

کوئی خاص اندرونی وجہ اور نیت ہوتی ہے جس کو دہی جانتے ہیں **(وَلِكُلِّ وَجْهَةٌ لَّهُوَ**

مُؤَلِّفُهَا دِپ ۲) (ہر شخص کے لئے ایک طرف قبلہ ہے جس کی طرف وہ منہ کرتا ہے)

خاندان نقشبندیہ کے اکابر قدس اللہ اسرارہم فرماتے ہیں کہ جس کو اس راستہ کا درد منگیر ہو جائے چاہیے کہ وہ

معد یہاں سے لیکر سالہ کے عنوان سے قبل تک زبدۃ المقامات برکت ۲۳ میں موجود ہے۔

توبۃ النصوح کے بعد بقدر طاقت زہد و توکل قناعت و عزلت اور صبر سے مقامات مذکورہ پورے کر کے ذکر الہی میں اپنے اوقات کو مصروف رکھے۔ اس کو سفر و وطن کہتے ہیں۔ سب سے زیادہ ذکر اور توجہ کا اہتمام کرے جس کو بازگشت کہتے ہیں۔

اکابر طریقہ قدس اللہ اسرارہم نے فرمایا ہے کہ ہمارے طریقہ کا ذکر جذبہ کی طرف کھینچتا ہے اور جذبہ کی مدد سے تمام مقامات سہولت اور استقامت سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور حقیقت توجہ اور مراقبہ مذکور سے جو یادداشت کی وجہوں میں سے ایک وجہ ہے۔ سالک میں رضا کی صفت نسبت جذبہ کی تقویت اور اس کے کمال سے بآسانی ظاہر ہو جاتی ہے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ نے ایک رسالہ آیت کریمہ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ دُپ ۱۱۳ اور آیت کریمہ أَيْنَمَا تَوَلَّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ دپ ۱۱۴ کی تاویل میں لکھا ہے جو نہایت مختصر اور ضروریات سلوک پر حاوی ہے اس کو بعینہ نقل کیا جاتا ہے:-

رسالہ

پاک ہے وہ خدا جو اپنے فیض سے اشیا کو ظہور کے میدان میں لایا اور صفات و شیون کو اس ظہور کے پردہ میں تنگنائے خفا و لبطون سے نکال کر اپنے آپ کو ان اعتبارات کے مراتب میں اپنی نظر میں جلوہ گر کیا اس کے تنگنائے وحدت میں دوئی کا نشان نہیں ہے۔ وہ مطلق ہے مگر دائرہ اطلاق سے باہر ہے۔ پھر میں اور تو کا اطلاق اس پر کیسے کر سکتے ہیں کہ جب ۵

بس بے رنگست یار دل خواہ اے دل	بانگل بے رنگ ہے یار دل خواہ اے دل! کسی
قانع نشوی برنگ ناگاہ اے دل	رنگ پر قناعت مت کرتہ ام رنگوں کی اہل وہی
اصل ہمہ رنگھا ازاں بے رنگ است	بے رنگی ہے۔ خدا کے رنگ سے زیادہ
مَنْ أَحْسَنُ صِبْغَةٍ مِنَ اللَّهِ اے دل	اچھا کون۔ از رنگ ہے۔

ایہ اقاؤد کہ جس نے ایک کاف کن سے خواب عدم کے سوتے ہوؤں کو بیدار کر دیا وہ شوق

۱۔ خواجہ قدس سرہ نے توبۃ النصوح کی وضاحت اس طرح کی ہے "بڑے مبالغہ سے نصیحت کرنے والی توبہ جو توبہ کرنیوالے کو سرگٹری اور ہلچل نصیحت کرتی ہے

جسکے باعث اسکو نصیحت کی باتیں سننے کی ضرورت نہیں رہتی اور وہ شیطان کے مکر اور وسوسہ سے بچ جاتا ہے۔" (م-۱)

۲۔ اس رسالہ کا اکثر حصہ زبدۃ المقامات کی فصل سوم برکت ۵ تا ۸ میں مندرج ہے ۱۲

سے بے تاب ہو کر نکلے۔ خدا نے اپنی ذات کا آئینہ ان کے برابر رکھا۔ انہوں نے سادہ لوحی سے اپنے عکس کو اس میں دیکھا اور بے قرار ہو کر وجود میں آگئے پس یکایک (وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ) (اور وہ تمہارے سامنے ہے جہاں کہیں تم ہو) کی صدا گوشِ سر میں پہنچی۔ اس وقت سمجھے کہ معیت بغیر دونی کے نہیں ہو سکتی اور حیرت سامنے آتی۔ جمالِ عکس ذاتِ حق کی بشارت دے رہا ہے اور نعمۂ صحبت کا اشارہ کر رہا ہے پس وجود اور عدم آپس میں مل گئے اور خود کو فراموش کر دیا اور مقصود کی تلاش کا دروازہ اپنے اوپر بند کر لیا۔ کریم مطلق (فَإَيْنَمَا تَوَلَّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ) (تو جہر تم رخ کرو اور خدا کی ذات ہے) کی بشارت درمیان میں لایا اور (وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ) (پا ۱۸) (اور خود تمہارے اندر۔ سو کیا تم کو سوچتا نہیں) کا مطلب سمجھے کہ ہم خود ہی اپنے لئے حجاب ہیں ماس لئے خودی کو خود سے اٹھا دینا چاہیے۔ اس دست برد کے وقت ارادت کی انگلی دامنِ مقصود پر پہنچی۔ اور عروق کے راستوں نسیم بہار پھیلی اور دوست کی خوشبودل کے پردوں میں پہنچی۔ بیچارہ عارف عاجز ہو گیا۔ پس کرشمۂ معشوقی آیا اور پردہ نقاب درمیان سے اٹھا دیا اور (لَمَنْ رَكِبَ كَارِجَ بَيْتِ اس دُنْ) کا آواز بلند ہوا۔ چونکہ کوئی نیاز درمیان میں نہ تھا۔ اس لئے مقصود روپوش ہو گیا۔ اور صدائے (فَاسْتَقِمُّ كَمَا أُسْرَتْ) (سو توسیدھا چلا جا جیسا تجھ کو حکم ہوا) اس کے گوشِ جان میں پہنچی مخمورِ مصبوحی نے سر اٹھایا اور (مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ) (جن شخص نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا) کا غلغلہ درمیان میں لایا لیکن (وَاللَّهُ مَنَّ وَرَأَيْتُمْ مَحْشُطًا) (اور اللہ نے ان کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے) کے معنی اس کی جان میں بے قراری پیدا کرتے رہے۔ ایک طرف سے (وَأَزْدَعُ نَفْسَكَ وَتَعَالَ) (اپنے نفس کو پھوڑ دے اور آجا) اور دوسری طرف سے (فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) (پا ۲۴) (اپنا رخ مسجدِ حرام کی طرف کر لیجئے) کام میں اضطراب پیدا کرتی رہی۔ (مَنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَا) (پا ۱) (بھلا کون پہنچتا ہے بے کس کی پکار کو جب اس کو پکارتا ہے) کی عنایت نے پردہ حجاب کو جو وجود کا لازم ہے عینک بنایا اور اس کو آنکھوں کے سامنے رکھا اور صورتِ قَابِ (فَوَسَّيْنِ ظُہُورِیْنِ) (پا ۱) (اس کلام کی کوئی حد نہیں ہو سکتی۔ اس لئے میں اپنے مقصود کی طرف ٹوٹا ہوں۔ صَلَّی اللہُ عَلَیْ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَاصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنِ) (اللہ تعالیٰ اپنے بہترین خلق حضرت محمد مصطفیٰ اور ان کی آل اور اصحاب سب پر اپنی رحمت نازل فرمائے)

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ یہ چند کلمات آیتہ کریمہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ اور آیت کریمہ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ کی تاویل میں بعض ارواح طیّہ کے اشارہ کے مطابق لکھے گئے ہیں۔ لیکن ان ارواح کے نام کی صراحت کرنے سے مؤلف رسالہ بوجہ شرمندگی کے عاجز ہے اور زبان اس کے برخلاف معذور ہے۔

خوشید ندیدہ چشم خفاش
پیش از من و تست این سخن فاش
چمگادڑ کی آنکھ نے آفتاب کو نہیں دیکھا۔ میرے اور
آپ سب کے روبرو ظاہر ہے۔

مگر کسی نے کیا خوب کہا ہے طر بر کریمیاں کار بادشوار نیست

اگر پادشاہ بر در پیرہ زن
بیاید تو اے خواجہ بسلت مکن
اگر بادشاہ کسی بڑھیا کے گھر آجائے تو کسی
سردار کو غصہ کرنے کا کیا حق ہے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا اَدَاتِمَا كَثِيْرًا قَالَتْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا

كُنْتُمْ دُخْدَاهِيْ كے واسطے ہمیشہ بہت بہت تعریفیں ہیں فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔ جہاں کہیں تم ہو حق تبارک و تعالیٰ کی ذات غیب کی معیت کا راز اشیا کے ساتھ نہایت خفی اور بطون میں ہے اور اس کے دریافت کی حقیقت موقوف ہے۔ اوپر پانے تنزیہ مطلق اور اس کے اطلاق صرفہ کے اور صورت علمیہ میں اس کے تنزلات اور ان صورتوں کے درمیان عدم اور وجود کے برزخ ہونے کے۔ کیونکہ یہ مقام منزل علم کے مخصوصات میں سے ہے۔

بیعت

از تو اے بے رنگ این چندیں صُور
اے ذات بے رنگ تجھ سے ہی یہ سب صورتیں

ہم مشبہ ہم منزہ خیر و شر !!
ہیں سب سے ملتی جلتی نیک اور بد سب سے پاک۔

اور اسی طرح اس امر کے پہچاننے پر بھی موقوف ہے کہ صورت علمیہ کو حضرت ظاہر کے ساتھ ایک

نسبت مجہول الکفایت پیدا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مقدس ذات ان صورتوں کے لباس میں آتی

اور یہ صورتیں اس کے اسماء اور صفات کا آئینہ ہوئیں اور اس کے اسماء و صفات اس کے عین ہیں

پس وہ تمہارے ساتھ ہے علم میں اور عین میں۔ روح ہو یا مثال یا حس علم خانہ علم کی معیت ایسی ہے

جیسے کہ اعمال کی معیت صور جنانیہ اور قصور و اشجار کے ساتھ مذہب محققین پر کہ ان کے نزدیک

فصور اور اشجار کا موطن بالذات عمل کے ساتھ ایک کہا جاتا ہے جس طرح کہ عمل ایک مقام پر عرض ہے اور دوسرے موطن میں جو ہر اس کی ذات کا مرتبہ منزہ ہے۔ تعین اور تمیز اور اشارہ اور عبارت سے اور دوسرے مرتبہ میں ان امور کے قابل ہے اور معیت خانہ عین کی ایسی ہے جیسے کہ معیت نکتہ حوالہ کی دائرہ موہومہ خارجی کے ساتھ۔ پس جس طرح کہ نقطہ کی دائرہ کے ساتھ ایک نسبت واقع ہے جو دائرہ کے خارج میں ظاہر ہونے کا ذریعہ اور نقطہ کے لباسی دائرہ میں نمود کا سبب ہوتی۔ اسی طرح ذات حق سبحانہ اور اس کے عین مطلق کو اس کی قدرت کاملہ سے تنزلات علمیہ کے ساتھ ایک نسبت واقع ہوتی ہے جو ان تنزلات کے خارج میں ظہور اور باعتبار اسماء اور صفات کے ان تنزلات میں ذات حق کے ظاہر ہونے کا سبب ہوتی۔

اس موقعہ کے مطابق ایک مثال بیان کرتا ہوں وہ یہ کہ مثلاً عالم مثال میں صور علمیہ دودھ کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔ پس اگر اہل کشف کی نظر کشفی یعنی اس کی نظر بصیرت کشف کے وقت دودھ کی صورت مثالی کے ساتھ ایک ارتباط خاص پیدا کرے کہ دوتی مٹ جانے کے بعد جب کہ وہ دودھ کی صفات علمیہ پر اور اس کی غذائیت اور روحانیت، شیرینی اور دہنیت پر پڑتی ہے تو وہ دودھ کو بعینہ ان صفات کے ہم صورت پاتی ہے تو بالضرور دودھ کی یہ صورت مثالی عالم ارواح میں بھی ظاہر ہوگی اور ارواح اور علم اپنی اپنی صفات کے اعتبار سے دودھ میں سرایت کریں گے اور دودھ کی وہ صفات جو عالم ارواح میں ظاہر ہوئیں دودھ کی صفات علمیہ کا آئینہ بن جائیں گی بسبب متحد ہونے کے بصیر خیالی اور بصیرت قلبی کے۔

از صفات مے دلطافت آں
در ہم آمیخت رنگ جام مدام
ہمہ جام است نیست گونی مے
یا مدام است نیست گونی جام

شراب کی صفت اور اس کی لطافت کی وسیع جام اور
شراب کا ایک ہی رنگ معلوم ہو رہا ہے سب
جام ہی جام دکھائی دے رہا ہے شراب نہیں معلوم ہوتی
ہے یا سب شراب ہی شراب ہے۔ جام نہیں معلوم ہوتا ہے

سبحان اللہ جس جس قدر ظہور زیادہ اسی اسی قدر خفا زیادہ ہے۔ یہ مثال بہ نسبت پہلی مثال کے زیادہ روشن اور صاف ہے فہم من فہم ومن لم یذق لم یدر اس کو سمجھا جس نے کہ سمجھا اور جس نے ذائقہ نہیں چکھا وہ اسے معلوم نہیں کر سکتا ہے^۷

الحاصل حضرت واجب حل شانہ بلا توہم حلول اور دوئی کے اور بلا شائبہ چوئی و چگونگی کے ہر جگہ سب کے ساتھ ہے ساقی کوثر امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ حضرت حق سبحانہ ہر چیز کے ساتھ ہے بلا مقارنت کے اور ہر شے کا عین ہے بلا جدائی کے اگر دوئی نہ ہوتی تو مقارنت کا ہونا ضروری تھا اور اگر اتحاد محض ہوتا تو غیرت حاصل نہ ہوتی اور اگر خیال محض ہوتا جیسا کہ حکما جابنہ کا مقولہ ہے تو معیت درست نہ ہوتی اور علیحدگی ممکن ہوتی *الْعَيْنُ عَنْ ذَلِكَ الْوَدَّادُ الْوَدَّادُ* ادراک کے حصول سے عاجز آجانا ادراک ہے اسی منزل کی بات ہے۔

مریدان و مجہد مطلق اور مشتاقان صفت ہویت کہتے ہیں کہ جو کچھ دیکھا گیا اور جانا گیا وہ سب غیر ہے اس لئے کلمہ لا سے اس کی نفی کرنا چاہیے کسی شخص نے عارف باللہ مولانا رومی قدس سرہ سے پوچھا کہ حق حل و علا کیا ہے اور عقل کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ جو کسی طرح سے ادراک میں نہ آسکے وہ حق ہے اور عقل یہ ہے کہ کسی طرح بغیر اس کے آرام نہ مل سکے وہ ایک قلع بے نہایت ہے اور درویش علاج ہے

دور بینان بارگاہ الست درگاہ حق تعالیٰ کے دور بینوں نے اس سے زیادہ

پیش ازیں پے نبردہ اند کہ ہست بیان نہیں کیا ہے کہ خدا کی ذات موجود ہے۔

حقیقت میں اس بارگاہ کی یافت نہیں ہوتی ہے بلکہ ایک ذوق حاصل ہوتا ہے بیشک

وہ سب کے ساتھ ہے اور سب اشیاء اس کے وجود سے موجود ہیں اور بے اس کے سب ہیچ

فَإِيْمًا تَوَلَّوْا فِشْمًا وَجْهَ اللَّهِ، پس تم جدھر متوجہ ہو ادھر خدا کی ذات ہے، اگر تم چاہتے ہو کہ اس معنی

کی حقیقت تم پر جلوہ گر ہو جائے تو یہ مثال فرض کرو کہ آئینہ کا ایک جوہر ہے۔ جو کچھ آئینہ کی صفیں مترتب

ہو سکتی ہیں یعنی صفائی اور اس کی گولائی وغیرہ وہی سب صفات اس جوہر کی ذات پر ہی مترتب ہوں

گے اور اس کی ذات مثلاً اس کی نمائندگی کی صورت کا باعث بغیر زیادتی صقالت کے ہوگی۔ پس

اس کی ذات خارج میں ان صفات کا عین ہوتی۔ اسی طرح یہ فرض کرو کہ خیال میں ہر ایک کی ان صفات

مذکورہ میں سے ایک ایک صورت مثالی ہے جیسے کہ دودھ کی صورت علمی۔ اس کے بعد یہ فرض کرو کہ

تمہاری یہ خیالی صورتیں اس جوہر میں منعکس ہوتی ہیں یعنی ان صورتوں کو اس جوہر کے ساتھ جو ایک نسبت

بہول الکیفیت پیدا ہوتی۔ اس صورت کی نمائندگی کسب ہوتی ہے۔ اب تم ان صورتوں میں سے جس صورت

طرف متوجہ ہو گے وہاں وہ جوہر موجود ہے اور گویا حقیقت میں اس جوہر کی طرف ہی تم متوجہ ہونے

ہو۔ وہ جو ہر ان صورتوں کے ساتھ ہے اور جہاں یہ صورت ہے وہیں وہ بھی ہے۔ لیکن وہ جو ہر صورت سے منزہ ہے اور خارج ہیں وجود خارجی کی بوجہ ان صورتوں کے مشام میں نہیں پہنچی ہے اس کا فائدہ اس سے زیادہ نہیں ہے کہ بقدر ان صورت کے اس جوہر کی صفات کا مشاہدہ ہو جاتا ہے اور جدھر تم متوجہ ہوتے ہو وہ ان صفات کی طرف بلکہ صفات کی طرف متوجہ ہوتا ہے پس اگر تم ہزار سال پرواز کرتے رہو اور ہزاروں مرتبہ چلے میں بیٹھو مگر جب تک کہ جذبات الوہیت کا جذبہ تم پر ظاہر نہ ہو جاتے اور عالم اجسام اور ارواح کی صورتیں تمہاری نظر سے نہ مٹ جائیں اور محبت ذاتی جو ایک مخفی راز ہے جلوہ گر نہ ہو اور نسبت مجہول کیفیت جو ادراک کی مقوم اور محبت ذاتی کو قوت دینے والی چیز ہے جس کو ادراک بسیط کے سوا اور کسی لفظ میں ادا نہیں کر سکتے ہیں، پیدا نہ ہو جاتے۔ اس وقت تک تم ذات حق کے جوتیدہ نہیں ہو سکتے پھر اس کا شہود کہاں ہو سکتا ہے

خدمت و زیارت اس لئے تم پر لازم ہے کہ ایسے درویش کی صحبت اختیار کرو جو اپنے سے گزر کر محبت ذات حق میں باقی ہو گیا ہو اور اس کے عرصہ وجود میں سوائے محبوب اور محبت اور مشاہدہ محبوب کے کچھ نہ رہا ہو اور حقیقت فنا فی اللہ تک پہنچ گیا ہو تو اس کا دیدار بموجب حدیث اِذَا رَأَوْا ذِكْرَ اللَّهِ ذَكَرَ كَافًا فَادَّخَسَتْهُ جَسَدًا ہے۔ اور اس کی صحبت بموجب حدیث هُمْ جُلَسَاءُ اللَّهِ تَعَالَى صحبت حق کا نتیجہ دیتی ہے ایسا درویش الْحَكِيمُ کا منظر ہے جو کچھ وہ زمانے حکمت سے خالی نہ ہو گا اگرچہ اس کی وجہ تم پر ظاہر نہ ہو مگر اس کے ارشاد کی متابعت میں جان سے کوشش کرو ممکن ہے کہ قبول الہی اس کے دریکچہ باطن سے ظاہر ہو اور تم سعادت ابدیہ حاصل کرو۔

اگر اِسْمُ السَّحِیْبِ بِاُنْ کَرِیْمٍ اِسْمُ الْقَدِیْمِ کا مقدمہ ہو گا۔ اور بادشاہ تمہارے کام میں تصرف کرے گا۔ اور تیری ہستی کے خانہ میں خلل اور غیبت دل شوری ٹالے گا تو اس غیبت میں تم نور ہدایت سے روشن ہو جاؤ گے۔ اور ممکن ہے کہ استعداد کے مطابق اَدَلُّ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا) اسی غیبت میں تمہاری چشم بصیرت کو کھول دے اگر اتفاق سے تمہاری استعداد کم ہو تو طریقہ وقوف عددی اس برزخ دانا

استعداد کی کمی کا علاج یعنی مرشد کامل سے حاصل کرو اور اسی نور ہدایت کی تقویت کرو۔ اور متابعت شریعت اور آداب طریقت اور اکل حلال اور صدق مقال۔ اور نا اہلوں کی صحبت سے پرہیز

کر کے اپنی بنیاد کو مضبوط کر دے اور اس غیبت کو مضبوط رکھو اور اسی کو آگاہی اور تمجائی ذاتی کی صفت کے ساتھ اس طرح متصف سمجھو کہ تم لیکھا ایک قرص آفتاب سے متصل ہو گئے ہو اور اس کی شعاعوں میں تمہارا نور بصیرت گم ہو گیا اور مٹ گیا۔ انما حاصل تمہارے باطن کو اس حالت کے تکرارِ ظہور سے ایک قوت پیدا ہوگی اس سے اگرچہ نور بصیرت پیدا ہو جائے گا مگر نور بصیرت بجاں رہے گا۔ اس وقت پہچان لو گے کہ یہ حالت غلبہ نور خورشید کی ہے۔ مگر یہ نہ جانو گے کہ یہ نور کس طرف سے نکلا اور تم کو اس سے نسبت قریبہ ہے یا کیا مگر جب رطوبات غصہ پر خشک ہو جائیں اور طبیعت کی حرارت ٹوٹ جائے۔ اس وقت اس کی قوت پیدا کر لو گے کہ جسم سے چشم بصیرت کو اچھی طرح کھول سکو گے اور قرص نور خورشید سے اپنا قرب پاسکو گے۔ لیکن اس نور کی سطوت میں اپنے آپ کو مدہوش کر دو گے۔ اگر اس مقام میں رہ گئے تو تم محبت ہو اور اگر تم کو عارف یا موحد بنانا چاہیں گے تو جس وقت کہ تم اس نور کے غلبہ میں مدہوش ہو گے۔ ایک خورشید کا نور تمہارے دریچہ بصیرت سے ظاہر ہو کر تم پر غلبہ کرے گا۔ تو ایسی بنیادی یاد گے کہ اس خورشید کو پہچان سکو گے جو بلا آسمان کے ہے اور تم قطعاً درمیان میں نہ ہو گے ذَلِكْ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے) اور اگر تم لطیف الاستعداد ہو مگر حکیم وقت یا حجاب لطیف کے سبب سے غیبت اول میں تم پر راستہ روشن نہ ہو تو لازم ہے کہ ایسی توجہ حاصل کریں کہ بے تکلف غیبت ذات پر نظر رہے اور جب تک ہو سکے اس توجہ کو محفوظ رکھیں اور فراغ خاطر اور جمعیت دل اور طہارت کامل کے ساتھ شب و روز اس توجہ کی تقویت اور تربیت کرتے رہیں جس طریقہ سے کہ اکابر سلسلہ غالبہ قدس اللہ اسرارہم نے اپنی تصنیفات میں بیان فرمایا ہے اور اگر تمہیں اس درویش سے ایسی محبت پیدا ہو گئی ہو کہ اس کی عدم موجودگی میں بھی اس کی صورت کا تصور قائم رہے تو طریقہ رابطہ حاصل ہو گیا نور علی نور ہے۔ پس طریقہ رابطہ کی مشق اختیار کرو لیکن باہوش رہو کہ تم سے کوئی امر ایسا سرزد نہ ہو کہ تمہاری طرف سے اس کی خاطر مبارک میں نفرت پیدا ہو جائے۔

نیز تم کو چاہیے کہ سوائے اس کی ذات کے اور کوئی مراد تمہارے دل میں نہ رہے
صدیقی طریقہ تاکہ مقصد کی انتہا کو پہنچ سکو۔ الحاصل اس طریقہ کے سلوک کا مدار جانہن کے ارتباط پر ہے۔ دل صورت کوئی کو لیتا ہے جس طرح سے کہ روئی آئینہ آفتاب نما سے تقابل کے وقت حرارت

کسب کرتا ہے اور نقوش کے حجاب اور صورتیں جل جاتی ہیں اور برزخیت کے راستہ سے تمہاری آنکھ اس کو جہت علویں پالیتی ہے۔ محبت کی آگ شعلہ مارتی ہے اور خرمن ہستی جلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اب تمہاری اور اس درویش کی مثال روتی اور آفتاب آئینہ نما کی سی ہے۔ یہ طریقہ درحقیقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ ہے۔ کیونکہ آپ کا کمال نسبت جی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے اور آپ اسی راستہ سے فیض حاصل کرتے تھے چنانچہ اہل تحقیق کے نزدیک مسلم ہے اور صاحب رشحیات نے ہمارے خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہ سے اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے اور آپ فرماتے تھے کہ طریقہ خواجگان قدس اللہ اسرار ہم جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے وہ اسی نسبت جی کے لحاظ سے ہے۔ کیونکہ ان کا طریقہ اس نسبت جی کی نگہداشت ہے۔

تجلی ذاتی قدسیہ تجلی ذاتی عبارت ہے ظہور ذات سے بصورت اس اسم کے جو کہ مبدء تعین صاحب تجلی ذاتی ہے اور مشاہدہ جمال مطلق کہ مقام فنا فی اللہ میں ہوتا ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کے دوسرے معنی بھی ہیں اور وہ یہ کہ وہ عبارت ہے روح کے انجذاب سے طرف جمال ہستی حقیقی کے (جو کہ ذات کی حیثیتوں میں سے ایک حیثیت ہے) ایسی کیفیت کے ساتھ کہ اس انجذاب کا شعور بھی باقی نہ رہے جیسا کہ ایک خاص چہرہ کی طرف توجہ کرنے والوں کو ہوتا ہے اور مشاہدہ جمال ذات سے اسم مذکور کے پردہ میں جب کہ نسا اکان طریق تربیت کی نظر اس اسم پہ منتہی ہو اور اس جمال کا مطلق کمنا تعینات سے پاک ہونے کے لحاظ سے ہے اور تعین سے مراد معقولات ثنائیہ ہیں۔ نہ امر مشکل اور اس کے مماثل امور

فیض ناگاہ برسد اما بر دل آگاہ برسد

فیض ناگاہ آتا ہے مگر دل آگاہ پر (ترجمہ)

دوام مراقبہ قدسیہ: دوام مراقبہ بہت بڑی دولت ہے جو کہ دلوں میں مقبولیت کا سبب ہوتی ہے اور دلوں کی مقبولیت خدا کی مقبولیت ہے پس جب یہ بات ہے تو چند روز اپنے آپ کو قبلہ مقصود کی طرف متوجہ رکھنا فرض ہے۔ اس طریق میں اوراد اور اذکار مختلف نہیں ہیں کہ ان سے فراغت پانے کے بعد دوسرے کاموں کی طرف مشغول ہوں ان کا درد ہوش دردم ہے حضرت مولوی نجفہ فرجامی مولانا عبدالرحمان جامی قدس سرہ کا قول ہے کہ پہلے چراغ روشن کرنا چاہیے اس کے

بعد مطالعہ میں مشغولی بیتے

دل آراے کہ داری دل درو بند و گر چشم از ہمہ عالم فرو بند !

ترجمہ: اپنے دوست میں دل بگاڑ۔ اور سب لوگوں سے آنکھ بند کر لو۔

کشف قبور قدسیہ: کشف قبور کا کچھ اعتبار نہ کریں کیونکہ صورتوں کے انکشاف میں غلطی اور لغزش ہو جاتی ہے۔ حضور مع اللہ کے ظہور اور اس کے دوام کی کوشش کریں اگرچہ آئینہ

عالم صاف ہو گیا ہو اور نورانیت کے معنی بھی نظر سے ساقط ہو گئے ہوں مگر طلب اور سعی میں رہو کیونکہ

جذبہ خواجگان اور ان کا حضور ایک دوسری چیز ہے اس مقام میں ماسوا کا نام و نشان بھی باقی نہیں

رہتا۔ کبھی بالکلیہ اور اکثر بالاصالہ ایک توجہ ہوتی ہے شش جہت سے اور آگاہی کا قرار گاہ اس وجہ

سے فوق کی طرف ہوتا ہے کہ عرش مجید کی جہت عالم و ہم میں فوق کی طرف قائم ہوتی ہے اور کبھی یہ توجہ

تمام جہات کو لے لیتی ہے اور وَاللّٰهُ مُنۡ وَرَاسُہُمْ مُحِیۡطُہٗ کے معنی ظاہر ہو جاتے ہیں اگر معنوی صورتیں

اور ان کی شکلیں محو ہو گئی ہوں اور صرف سراب خیال کی طرح ساقط اعتبار ہو گئی ہوں تو اس وقت

دریافت صور خیالیہ میں **هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ** آتا ہے اور اگر اس توجہ کے غلبہ کے وقت تمام جہات یا

اکثر میں صورتیں اور شکلیں بالکل محو ہو جاتیں اور صفائی کامل ظاہر ہو لیس **فِي الدَّارِ غَیۡرُکَ دِیَارُ**

کا مطلب ظاہر ہو جاتے تو باہوش رہنا چاہیے کیونکہ معنویہ لباس کا تعلق درمیان میں ہے کم سے کم

صفت حیات و ہستی ضرور رہتی ہے۔

اب ایک اور نکتہ معلوم کرو کہ بوقت ظہور معنی وَاللّٰهُ مُنۡ وَرَاسُہُمْ مُحِیۡطُہٗ کے ممکن

ہے کہ کوئی لباس حامل ہو یا پورے طور پر اس کی نظر محبت مجرّد ہو گئی ہو مگر حقیقت مقصود دریافت اور

ادراک میں نہیں آ سکتی۔ یہاں عشق اور محبت ہے اور تصنیف سرکار ماسوا سے جب تک کہ حضور ذاتی

اور وحدت صرفہ میں استغراق اور استہلاک ظاہر نہ ہو۔ اس سلسلہ کے اکابر اس کو فنا نہیں کہتے۔ ہم

نے جو کہا تھا کہ ایک درجہ درمیان میں اور باقی ہے تو وہ یہی درجہ ہے۔

قدسیہ: ولایت (واؤ پر زبر کے ساتھ) اس قرب کو کہتے ہیں جو بندہ کو حق سبحانہ تعالیٰ

وَلَایۡت سے ہوتا ہے۔ ولایت (ولایت زیر کے ساتھ) اس کمال کو کہتے ہیں جو خلق میں مقبولیت

پیدا ہونے کا سبب ہوتا ہے اہل عالم اسی سے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ اس کمال کا تعلق مکونات

سے ہے۔ کرامتیں اور تصرف اسی قسم میں داخل ہیں۔

ایک شخص نے حاضرین سے سوال کیا کہ برکات الہیہ مستعدوں کو پہنچتی ہیں ان کا شمار کس قسم میں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ ولایت بالضرہ ہے۔ اثنائے بیان میں طالبوں کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے حضرت نے فرمایا کہ جب مرید کا آئینہ پیر کے آئینہ کے مقابل ہوتا ہے۔ مرید کے آئینہ پر بقدر مناسبت پر تو پڑتا ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ بعض کو ولایت ان دو قسموں سے ایک ہی حال ہوتی ہے اور بعض کو دونوں میں کامل حصہ ملتا ہے یا کسی شخص کو ایک میں زیادہ اور دوسرے میں کم حصہ ملتا ہے۔

مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم میں ہمیشہ ولایت (بفتح) ولایت (بالکسر) پر غالب رہتی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر اس عالم کا کوئی مقتدار انتقال کر جائے تو ولایت (بالکسر) کو اپنے کسی مخلص کے حوالے کر دیا جاتا ہے اور ولایت (بفتح) کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ کسی لغزش کی وجہ سے ولایت (بالکسر) ولی سے چھین لی جاتی ہے۔ چنانچہ نعمات میں قصہ ابن الفارس میں پیر لقال کی نماز جنازہ کے امام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

اولیاء اللہ گناہ کبیرہ سے محفوظ نہیں ہیں قدسیہ: اولیاء اللہ گناہ کبیرہ سے محفوظ نہیں ہیں اگر ان سے اتفاقاً کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو

اس سبب سے یہ کہہ دینا کہ وہ ولایت سے خارج ہو گئے جہالت کی بات ہے بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ ہمیشہ یا اکثر کون سی منزل میں رہتے ہیں اس حال میں اگر کبھی ان سے کوئی لغزش بشریت کی وجہ سے ہو جائے تو اس میں ان کو معذور رکھنا چاہیے۔

قدسیہ: ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص حضرت حق سبحانہ میں اقرب ہو، یعنی اضمحلال (نیست و نابود ہونا) اور استہلاک رکھتا ہو۔ مگر اگر مرنے ہو جیسے کہ کسی شخص نے مقامات طے کئے ہوں اور بزرگی حاصل کی ہو مگر استہلاک اور اضمحلال کا نتیجہ اس عالم میں نہ پایا ہو تو وہ خدا کے پاس اکرم ہے۔ آیت اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰیكُمْ (بے شک اللہ کے ہاں تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے) پ ۲۶ ع ۱۴ اس پر ناطق ہے۔

لے یہ عنوان حضرت مولانا محمد حسین پیر ذری رحمۃ اللہ علیہ کے نسخہ پر ان کے قلم سے حاشیہ پر لکھا ہوا تھا۔ ۱۲

قدسیہ: جذب اور محبت کا طریق بے شک موصل ہے اس کا رخ سوائے حق
جذب و محبت سبحانہ کے اور کسی طرف کو نہیں ہوتا ہے بخلاف دوسرے طریقوں کے اکثر ان
 میں اپنا رخ انوار کی طرف رکھتے ہیں۔ بالآخر بعض تو انہی انوار میں رہ جاتے ہیں اور یہ انجذاب اور محبت تمام
 افراد انسانی میں موجود ہے مگر چھپا ہوا رہتا ہے۔ چنانچہ اکابر مشائخ نقشبندیہ قدس سرار ہم اسی انجذاب
 سے تربیت کرتے ہیں۔

قدسیہ: رویت بالبصر بعد موت کے ہوگی کیونکہ رویت انکشاف تام کا نام ہے
رویت بالبصر اور جب تک روح اس بدن سے متعلق ہے انکشاف تام نہیں ہو سکتا چاہے
 کتنی ہی بے تعلقی کیوں نہ ہو جاتے کم سے کم علاقہ معیات تو ضرور باقی رہے گا۔ جب تک صرافت اصلی
 نہ پیدا ہو۔ تعلق خودی کا باقی ہے۔

قدسیہ: مگر کوئی شخص نیت صحیح اور اعتقاد درست سے راہ حق سبحانہ میں
حصول ذوق و وجدان داخل ہو اور آداب شریعت کما حقہ (جیسا کہ اس کا حق ہے) بجالائے۔
 اس کو درویشوں کے اذواق اور مواجید اس عالم دنیا میں ساری زندگی نصیب نہیں ہوتے۔ البتہ موت کے
 بعد دیئے جاتے ہیں۔ بلکہ اس کو اس عالم سے رخصت ہوتے وقت اس دولت سے مشرف کر دیتے
 ہیں۔ احکام شریعت کی رعایت اور اخلاص اور توجہ بحق سبحانہ کی ہمیشگی بہت بڑی دولت ہے۔ کوئی ذوق
 اور وجدان اس نعمت سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ مصرعہ

ایں داشتہ باش گو در گریہ پیش مباشرت
 چاہے آدمی کچھ حاصل نہ کرے مگر اسکو ضرور حاصل کرے

قدسیہ: بندہ کا ذات حق سبحانہ تعلق کے ساتھ قرب اور اتصال اور
حق تعالیٰ کا قرب و اتصال تعلق کا اثر اس سے زیادہ نہیں ہے کہ اس کو خدا سے دائمی آگاہی
 اور آرام حاصل ہو جاتا ہے جو اس کو فنا کی طرف کھینچتا ہے۔ جب یہ نسبت حاصل ہو گئی تو سالک اس
 کے حصول سے مرتبہ ولایت سے مشرف ہو گیا اور وہ کمالات جو حصول مقایات اور تجلیات اسماء
 و صفات میں دوسرے طریقوں سے سالکوں کو بالتفصیل حاصل ہوتے ہیں اور شتے ہیں حق سبحانہ تعلق
 کے ساتھ قرب و اتصال کی نسبت کا حصول مرتبہ ولایت خاصہ تک پہنچاتا ہے اس سلسلہ کے سالکوں

کی سرحد فنا میں پہلے ہی داخل ہو جاتی ہے اور مقام اندراج نہایت در بدایت جس کی طرف ہمارے اکابر سلسلہ نے اشارہ فرمایا ہے، حاصل ہو جاتا ہے۔

ارشاد خلق کے اسباب قدسیہ بزرگوں کی آمادگی تربیت و ارشاد خلق کے لئے تین سببوں میں سے کوئی ایک ہوتا ہے یا حق سبحانہ کی طرف سے انہیں الہام ہوتا ہے یا ان کے پیر کا حکم یا مخلوق پر ان کی شفقت یعنی جب وہ مخلوق کو گمراہ دیکھتے ہیں اور گمراہی کو مخلوق کے لئے باعث عذاب و ضرر جانتے ہیں تو نہایت شفقت کی وجہ سے ان سے عذاب کا دفعہ چلاتے ہیں پس شفقت کا مقتضا یہی ہے کہ شریعت کے رواج دینے کے حکم کو اپنے آپ پر لازم کر لیں اور خلق کو وعظ و نصیحت سے آداب کی حفاظت اور شریعت کے قائم رکھنے کی ہدایت کریں جیسے کہ علم فقہ و حدیث کا پڑھنا پڑھانا اور اس پر ان سے عمل کرانا مگر ان کو واسطہ ہی کر دینا شفقت کی شرط نہیں ہے۔ یہ بالائی شفقت ہے۔ اس طریقہ کی تربیت کا مقصد ایمانی کشش ہے جس کی دعوت تمام انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام دیتے آتے ہیں۔

مکاشفات اور خطا قدسیہ تحقیق یہ ہے کہ بعض جگہ ان مکاشفات میں جن میں کہ خیال کو دخل ہوتا ہے خطا ہو جاتی ہے مگر ان علوم یقینی میں جو اس ادراک پر وارد ہوتے ہیں خطا کو دخل نہیں ہوتا ہے اور اس میں خطا ہو جاتی ہے اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ کسی مسئلہ کے علم میں ان سے اپنی بعض مبادیات کو جو اس کے نزدیک یقینی طور پر مسلم اور مقرر ہیں اس میں ملا لیتا ہے۔ ان کے ملنے سے اس میں یہ بات پیدا ہو جاتی ہے ورنہ خطا کو علم الہامی سے کیا علاقہ۔ چنانچہ علوم عقلیہ کے علماء جو قوانین منطقی کی رعایت ملحوظ رکھتے ہیں کبھی ان کی فکر میں بھی بعض مقدمات مقررہ بیرونی کی مداخلت کی وجہ سے جس کو منطقی خیال کرتے ہیں۔ نتیجہ میں غلطی ہو جاتی ہے ورنہ منطق وہ علم ہے کہ اس کی رعایت ذہن کو خطا سے محفوظ رکھتی ہے اگر وہ قواعد منطق ہی کو بلا مداخلت مقدمات بیرونی استعمال کرتے تو ہرگز خطا نہ ہوتی۔

کشف کی ضرورت اور قسمیں اس موقع پر حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ متوجہان الی اللہ کشف کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ کشف کی دو قسمیں ہیں اول دینوی کشف یہ کشف کسی کام نہیں آتا دوسرا اخروی کشف یہ کشف کتاب

اور سنت میں بالصراحت مذکور ہے جو عمل کرنے کے لئے کافی ہے کوئی کشف اس کی برابری نہیں کر سکتا۔
توحید قدسیہ: توحید حاصل کرنا چاہیے اور توحید محققین متکلمین کی یہ ہے کہ لا مُؤَثَّر

یعنی اپنی تمام قدرت کو حق کے حوالہ کرنا اور خود کو اس قدرت سے خالی پانا اگرچہ بعض متاخرین علماء قدرت مؤثرہ کو بندہ کے لئے بھی فی الجملہ ثابت کرتے ہیں اور ان کی توحید کا معبود الا اللہ ہے۔ مگر مذہب اصح وہی ہے کہ لا مُؤَثَّر فی الوجود الا اللہ اور صوفیہ جس طرح کہ فعل و قدرت کو منسوب بحق رکھتے ہیں بقیہ ساتوں صفات الہیہ یعنی علم و سمیع و بصر و حیات و ارادہ کلام کو بھی حق کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

ایمان قدسیہ: اکثر محققین کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص خدائے بزرگ و برتر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان تحقیقی لانے تو پھر ان کا ایمان کبھی رد نہیں ہوتا ہے اور جو شخص ایمان لانے کے بعد مردود ہو گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ایمان تحقیقی نہ تھا بلکہ تقلیدی کی حد تک تھا شافعیہ کے مقولہ اَنَا مُؤْمِنٌ اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ کا یہی مطلب بعض علماء نے بیان کیا ہے۔

مراقبہ قدسیہ: مراقبہ کی حقیقت انتظار طلب ہے اور انتظار طلب میں صفائی مقصود ہوتی ہے اس حالت میں کہ طالب اسی قوت اور طاقت سے نکل گیا ہو اور خدائے جل شانہ کے تقا کا شوق اور اس کی خواہش میں مستغرق ہو اور جَلَّ ذِکْرُہٗ اور قوت کی دید کو کشش کا غبار ہے اور آستانہ کا انتظار کرنا حق کی کشش ہے۔ ایسا مراقبہ سوائے منتہی یا قریب الانتہا شخص کے دوسرے کو حاصل نہیں ہوتا۔ اسی لئے ابوالخباب نجم الدین کبریٰ قدس سرہ نے ان دس اصولوں میں سے جن میں موت بالارادہ کو بیان کیا ہے۔ اس مراقبہ کو نویں اصل قرار دیا ہے لیکن مبتدی عاشق کو منتہی کی تقلید کرنی چاہیے اور اپنے آپ کو اپنی طاقت اور قوت کی دید سے نکال کر انتظار میں رہنا چاہیے وہ تمام مراقبات جو مطلوب کو مثالوں اور خیال کی شکل میں مقید کر کے پیش کرتے ہیں اس مراقبہ سے کم درجہ کے ہیں۔

ہرچہ پیش تو پیش ازاں رہ نیست
 جو کچھ کہ تم دیکھ رہے ہو اور اس سے آگے کوئی راستہ
 عافیت تم تست اللہ نیست !
 نہیں وہ تمہاری سمجھ کے بموجب ہے وہ خدا نہیں ہے

قدسیہ: عین الیقین ذات حق سبحانہ سے یہ مراد ہے کہ ذات حق کا علم حضوری اسماء و صفات

کے پردہ میں ہو اور حق الیقین سے مراد یہ ہے کہ یہ جان لیں کہ علم عین الیقین علم حضوری ہے اور عالم عین معلوم ہے بتجلی صوری مقام کمال توحید میں پہنچنے سے پہلے داخل عین الیقین نہیں ہے کیونکہ ادراک میں جو کچھ آسکتا ہے وہ صورت سے زیادہ نہیں ہے۔ اس علم کے ساتھ کہ وہ صورت مدد کہ علم حق سبحانہ کی ہے اسی طرح تجلی معنوی بھی داخل توحید نہیں ہے کیونکہ اس میں بھی حاضر مدد کہ صورت علمیہ معلومات حق سبحانہ تعالیٰ سے ہے لیکن مقام کمال توحید پر پہنچنے کے بعد تجلیات مذکورہ داخل عین الیقین اور داخل حق الیقین ہیں۔ بلکہ اس مقام میں سوائے تجلی ذاتی کے اور کوئی تجلی نہیں ہوتی ہے کیونکہ حقیقت میں سوائے احدیت مجردہ کے اور کچھ نہیں رہا۔ یعنی اسے موجد کمال، صاحب ذوق یہ کچھ اسرار یعنی ذوق تجلی ذاتی اور تجلی معنوی کے مابین ہم نے بیان کیا۔ اس سے آگاہ رہو اگرچہ تجلی معنوی بھی پردہ اسماء و صفات میں ہے الحاصل جو چیز کہ ادراک میں آسکتی ہے۔ وہ تجلی اس کی جانب منسوب ہے پس ان اسرار کو خوب سمجھو۔

توکل قدسیہ: توکل یہ نہیں ہے کہ اسباب کو چھوڑ کر بیٹھ جائیں۔ کیونکہ یہ بے ادبی ہے بلکہ توکل کا مطلب یہ ہے کہ اسباب مشروع یعنی کتابت وغیرہ فنون کو اختیار کریں۔ اور سبب کی طرف نظر نہ کریں۔ کیونکہ سبب مثل دروازہ کے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مسبب کی طرف پہنچنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ پس اس حالت میں اگر کوئی شخص دروازہ کو اس امید پر بند کر لے کہ اوپر سے اس کا رزق آجائے گا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے ادبی کی کیونکہ یہ دروازہ اسی کا بنایا ہوا ہے اور اس پر دلیل ہے کہ وہ اسی کا کھولا ہوا ہے اسے بند نہ کرنا چاہیے، چاہے وہ دروازے سے بھیجے یا غیب سے عطا کرے۔ یہ یہ اس کا اختیار ہے۔

قدسیہ: تمام مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے طریقوں میں **فضیلت سلسلہ نقش بندہ** طریقہ علیہ احرار یہ نقش بندہ زیادہ تر قریب اور اعلیٰ ہے ان

کی پہلی داخلی بسط ادراک میں ہوتی ہے جو جہت خلق پر جہت حق کے غلبہ اور تجلی انوار ذات اور وجہ خالص کے ظہور کا مقام ہے اس کی ابتدائی حالت کو جو ادراکات مرکب کی مغلوبیت اور صبح سعادت کے آغاز کا ظہور ہے۔ حضور اور آگاہی کہتے ہیں اور جب غلبات کشش اور انجذابات ادراکات کے درمیان سے نکالک رنجست ہستی اٹھالیتا ہے بلکہ اس کو صفت آگاہی کا بھی شعور

باقی نہیں رہتا ہے تو اس حالت کو فنا اور فنا فی الفنا کہتے ہیں۔ اس نسبت کے تواتر کو وجود عدم کہتے ہیں۔ بلکہ اس نسبت متواترہ کے ظہور کو ایک بڑے مرتبہ کی چیز خیال کیا جاتا ہے۔
وصل اعدام گر توانی کرد کار مردان مردمانی کرد!

ترجمہ: وصل اعدام اگر تم کو حاصل ہو جائے تو بڑی جواں مردی ہے۔
اسی وجہ سے اس حالت کے ظہور کے وقت کہا جاتا ہے کہ وجود عدم وجود فنا تک وصل ہو گیا۔ غالباً اس فنا میں صفات بشریت کی فنا مراد لی گئی ہے۔ پس جب حق سبحانہ محض اپنی عنایت سے ایسا نور عطا فرمائے جس کے پر تو میں اس نور کو دیکھا جاسکے کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ کی حضوری کا ایک پر تو اوصاف ذات الہی کا ہے تو اس وقت سالک فنا حقیقی سے مشرف ہو جائے گا۔ نہ اس کا نام باقی رہے گا اور نہ نشان۔ اس وقت جو کچھ اس کی طرف منسوب ہو وہ سب اصل کی طرف پہنچے گا۔ یہ مقام مقام بقا باللہ ہے اور اس وجود کو وجود فنا کہتے ہیں۔

اکابر طریقت قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ وجود فنا وجود بشریت کی طرف لوٹایا نہیں جا سکتا۔ یعنی اس امر پر عادت اللہ جاری ہے کہ سالک فنا اپنے اوصاف کی طرف رد نہیں کیا جاتا اسی منزل میں ناقصوں کی تکمیل مکمل ہوتی ہے۔ اس کشف کو کشف غلبہ کہتے ہیں اور تجلی ذاتی اور شہود ذاتی اور یادداشت کے نام سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَافً شَرَّکًا حَقِیْقِیْ مطلب اسی مقام پر ظاہر ہوتا ہے اور دیدار اخروی کو بھی اسی منزل میں ثابت کیا جاتا ہے اور فرق احسان اور دید میں ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ صاحب جمال کا بوقت صبح اور بوقت اشراق مشاہدہ کرنے میں ہوتا ہے۔

اکابر طریق قدس اللہ اسرارہم نے کہا ہے کہ اگرچہ انکشافات ذاتی بصیرت کی صفت ہے۔ بصر کی نہیں ہے لیکن جب حق سبحانہ نے خبر دی ہے کہ پارہ چشم کو بھی اس دید میں دخل ہو گا اس لئے ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اگر حق تعالیٰ یہ فرماتا کہ ہم اپنے دیدار میں تمہاری پیشانی کو دخل دیں گے تو ہم اس پر بھی ایمان لے آتے مَا نَنْظُرُ فِیْ شَیْءٍ اِکَادَرَّ اَیُّتِ اللّٰهِ فِیْہِ

لے اپنے خدا کی ایسی عبادت کر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے (مشکوٰۃ کتاب الایمان) لے جب کسی چیز کو میں دیکھتا ہوں اللہ تعالیٰ کو اس میں یا اس سے پہلے یا اس کے ساتھ دیکھتا ہوں۔

اَوْ قَبْلَهُ اَوْ مَعَهُ کے شہود کا اس طائفہ کے اصول کی بازیابی سے پہلے اور اس کی تصدیق سے قبل کچھ اعتبار نہیں کرتے ہیں اور اس شہود کو معائنہ نہیں کہتے ہیں جیسا کہ بعضوں نے کہا ہے۔ ان لوگوں کی زیادہ تر کوشش کشفِ غلبہ میں ہوتی ہے۔ اس نسبت کے غلبات میں نسبت کثرت صفا تہ بھی اس کی نظر سے محو ہو جاتی ہے وہ فعل اور صفت سے سوائے ذات کے اور کچھ نہیں دیکھتے اور عرصہ وجود میں سوائے ایک ذات بحت کے ان کی نظر میں اور کچھ باقی نہیں رہتا۔ یہ مقام انبیاء اور اولیاء کی انتہا کا ہے اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی وَلَیْسَ دَآءُ الْعِبَادِ اِنْ قَرَّبَتْ بَشَرَ اَکْبَرُ اِلٰی رَبِّکَ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ مِنْ اَعْدَائِکَ اَوْ مِنْ اَنْفُسِکَ اَوْ مِنْ اَعْدَائِکَ اَوْ مِنْ اَنْفُسِکَ کی طرف انتہا ہے اور عبادان سے آگے کوئی گاؤں نہیں ہے۔

قدسیہ اقطع علاقہ سے مراد یہ ہے کہ دل دنیا اور آخرت کی تمام نعمتوں سے رہا ہو جائے اور تمام احوال و مشاہدات سے یکسوئی اور بے نیازی ہو جائے اور کوشش و قلق دائمی احدیت کی طرف پیدا ہو۔ قدسیہ، حرکت قلبی جب موافق حرکت دوری کے ہو جائے تو سمع دل یا سمع خیال سے کلمہ اللہ مسموع ہوتا ہے اس سے مراد گوشت پاره صنوبری کا ذکر ہے اس کو ذکر قلبی بھی کہتے ہیں مگر یہ ذکر اعتبار سے باہر ہے۔ ذکر قلبی سے مراد جناب حق سبحانہ کی حضوری اور اس کا شہود ہے اور جب یہ بت حاصل ہو جائے اور دل اغیار کے خطروں سے رہائی پائے تو ذکر چھوڑ کر اس حالت کی محافظت کرنی چاہیے جب اس میں کمی پیدا ہو تو ذکر کرنا چاہیے یہاں تک کہ شہود کی یہ دولت قائم ہو جائے تو اس وقت اس دولت کے ساتھ ذکر کو جمع کر کے الطاف بے نہایت الہی کا منتظر رہے۔ اس کے بعد کہنے اور پوچھنے کی بات نہیں۔

قدسیہ :- جب تک حضور ذاتی اور وحدت صرف میں استغراق و استہلاک کا ظہور نہ ہو اس سلسلہ کے اکابر اس کو فتا نہیں کہتے۔

کرامت : کہتے ہیں کہ ایک جوان خراسانی مدقوں سے مزار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوسٹی قدس سرہ کا مجاور بنا ہوا تھا اور حضرت کی روحانیت سے ہمیشہ لہتماس کیا کرتا تھا کہ مرشد کامل و مکمل کا پتہ بتاتے تاکہ وہ اس کی خدمت میں پہنچ کر کسب کمال کرے ایک رات حضرت قطب الدین بختیار اوسٹی قدس سرہ نے اس کو واقعہ میں فرمایا کہ ان دنوں ایک بزرگ سلسلہ نقشبندیہ کے شہر دہلی میں آئے ہوئے ہیں۔ تم ان کی خدمت میں جاؤ، جب وہ بیدار ہوا تو حضرت کی خدمت میں آیا اور شب کے واقعہ

کو آپ سے عرض کیا۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے نہایت تواضع اور انکساری سے فرمایا جیسا کہ آپ کی عادت تھی کہ فقیر اپنے آپ کو اس ارشاد کا اہل نہیں سمجھتا ہے وہ بزرگ کوئی اور ہوں گے وہ شخص اپنے مکان کو واپس چلا گیا۔ دوسری شب میں پھر حضرت خواجہ قطب الدین بختیاراوشی قدس سرہ اس پر ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ جس بزرگ کا ہم نے پتا بتا دیا ہے وہ وہی ہیں جن کی خدمت میں تم گئے تھے۔ اور ان کے انکسار کو تم نے دیکھا۔ پھر وہ شخص دوسرے روز حضرت قدس سرہ کی خدمت میں آیا اور واقعہ شب گذشتہ کو عرض کیا اور التجا و نیاز مندی بجالایا۔ اور کہا کہ میں اب آپ کے آستانہ سے نہیں اٹھوں گا چاہے آپ قبول کریں یا نہ کریں۔

تو خواہی آستیں افتاں و خواہی دامن اندکش آپ چاہے آستیں لٹکائیں یا سمیٹ میں بکھی
مگس ہرگز خواہد رفت از دکان حلوانی کسی طرح حلوانی کی دکان سے نہیں جاتے گی
حضرت خواجہ قدس سرہ کو اس کی حالت پر رحم آیا اور اس کو قبول کی بشارت دی۔ اور محوڑی
ہی مدت میں حضرت کی خدمت میں مرتبہ کمال کو پہنچ گیا۔

تصرف حضرت باقی باللہ کرامت: حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ کی اور کرامتوں میں سے ایک
بہت بڑی کرامت یہ بھی ہے کہ حضرت تین چار سال سے
زیادہ ہدایت اور ارشاد میں مشغول نہیں ہوتے مگر اس محوڑی سی مدت میں بندگان خدا میں آپ نے
ایسا تصرف کیا کہ اکثر مشائخ وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ سے تعلقین پاتے اور
آپ کے انوار و برکات تمام روئے زمین میں سرایت کر گئے کہ جہاں کوئی طالب خدا تھا وہ آپ کی خدمت میں
دوڑا چلا آیا۔ اس محوڑی مدت میں ہندوستان سمرقند ہو گیا اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ احراریہ جو ہندوستان
میں عنقا کا وجود رکھتا تھا، پورے طور سے مشہور ہو گیا۔ اور پھیل گیا۔

چہ بادہ ایست کہ از نشہ اش جہاں مست زمانہ مست و زمین مست و آسمان مست

ترجمہ: مثل شراب کی کہ اسکے نشہ سے جہاں مست ہے زمانہ مست، زمین مست اور آسمان مست ہے

۱۔ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہاں لکھا ہے کہ آپ تین چار سال سے زیادہ رشد و ہدایت میں مشغول نہ
ہوتے۔ لیکن زبدۃ اللغات (صفحہ ۲۸) میں ہے کہ آپ دو تین سال سے زیادہ اس کام میں مشغول نہیں ہوتے
اور یہ کہ آپ نے یہ کام پھر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا در قدردم سنہ ۲۲ میں بھی یہی واقعہ ہے۔ ۲

دکٹر غلام مصطفیٰ

حضرت خواجہ کی ابتداء تشریف آوری دہلی کے وقت وہاں کے بعض مشائخ بزرگ نے حضرت کے ظہور سے غیرت کھائی یا اور بہت تو جہات و دعوے کئے آخر اس سے انہوں نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور نفع کے عوض نقصان پایا۔ مجبوراً حضرت کی خدمت میں آئے اور مخلصان حقیقی میں شامل ہو گئے کرامت : خواجہ برہان الدین ہندی قدس سرہ نے اپنے اکابر سے نسبتیں اور اجازتیں حاصل کیں۔ حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حصول فیض کی درخواست کی حضرت نے ان کو رابطہ کے لئے حکم دیا وہ متعجب ہوتے کہ یہ حکم مبتدیوں کے لئے مناسب حال ہے اگر حضرت کچھ مراقبہ عالی کے لئے حکم فرماتے تو بہتر ہوتا۔ مگر چونکہ حضرت خواجہ سے اعتقاد درست رکھتے تھے اس لئے رابطہ میں مشغول ہو گئے۔ دو دن نہیں گزرے تھے کہ حضرت خواجہ کی صورت نے جس کو وہ محفوظ رکھتے تھے اور حضرت نے اس کا حکم دیا تھا۔ ان پر غالب ہوئی، اور نسبت عظیم نے ان پر غلبہ کیا یہاں تک کہ ان پر سکرا اور بے عودگی کا غلبہ اس درجہ ہو گیا کہ عظیم شب بخیزی اور بھوک کے باوجود اس حال میں اختیار سے نکل گئے اور زمین سے دو گز اوپر اچھلتے اور اپنے آپ کو دیواروں اور درختوں سے دے دے مارتے تھے حالانکہ جو انسان قوی ہیکل آپ کو اس حالت میں سنبھالتے تھے مگر آپ ان کے اختیار میں نہیں آتے تھے

کرامت : نقل ہے کہ ایک دفعہ خطیب صاحب منبر پر تھے اور حضرت خواجہ قدس سرہ منبر کے سامنے تشریف فرما تھے اچانک خطیب صاحب کی نگاہ آپ کے جمال مبارک پر پڑی۔ اسی وقت ان کے اعضا میں لرزہ پڑ گیا اور اس حالت کا ان پر ایسا غلبہ ہوا کہ بولنے کی طاقت نہ رہی اور بے اختیار ہو کر منبر سے زمین پر گر پڑا۔

کرامت : ماہ رمضان المبارک میں ایک دفعہ سحر کے وقت ہمارے حضرت تصرف حضرت خواجہ مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے خادم کے ہاتھ حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں فالودہ بھیجا۔ خادم نے سادہ لوحی سے دروازہ کھٹکایا اپنے اس وقت کسی کو بیدار نہ کیا اس لئے خود دروازہ پر تشریف لائے فالودہ کا گٹر خادم کے ہاتھ سے لے لیا۔ اور فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میرا نام بامآ ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ چونکہ تو ہمارے شیخ احمد کا خادم ہے اس لئے تو ہمارے سامنے ہے۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ محل میں تشریف لے گئے اور خادم واپس ہوا۔ حضرت خواجہ کے دولت حضور سے

علیحدہ ہونے کے ساتھ اس تصرف کی وجہ سے جو حضرت نے اثنائے کلام میں اس پر کیا تھا۔ ایک نسبت اس پر غالب ہوئی اور بکا و فریاد و آہ و نعرہ و فغاں کرتے ہوئے گرتے پڑتے ہمارے حضرت مجدد علیہ رحمۃ کی خدمت میں پہنچا۔ حضرت نے اس سے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ وہ اسی مستی اور اشتغالی کی حالت میں کہتا تھا کہ میں ہر جگہ، ہر چیز میں ایک نور بے رنگ، بے نہایت دیکھتا ہوں جس کا بیان نہیں کر سکتا۔ ہمارے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یقیناً حضرت خواجہ سے یہ بے چارہ مقابل ہوا ہے کیونکہ اس آفتاب عالم تاب کے تقابل سے اس ذرہ پر ایک پر تو پڑا ہے۔ دوسرے روز آپ نے شب کا قصہ حضرت خواجہ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت نے مسکرا کر ٹال دیا۔

کرامت: سنا گیا ہے کہ ایک فوجی افسر ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ کی ملاقات کے لئے آیا اس کا نوکر اس کا گھوڑا لے کر دوڑے پر کھڑا تھا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ استنجے کے لئے باہر تشریف لائے اچانک اس ولایت پناہ کی نگاہ بے چارے ساتیس پر پڑ گئی۔ بے خودی اور جذبہ اس پر غالب ہوا اور گریہ و زاری شروع کی اور بے اختیار خاک پر لوٹنے اور مرغ بسمل کی طرح زمین پر ترپنے لگا۔ آخر عصر سے شب کا ایک حصہ گزرنے تک اس کی وہی حالت بے قراری رہی پھر اس کا جنون بڑھا اور بازار کی طرف روانہ ہوا اور اسی حالت میں جنگل کی طرف دوڑتا ہوا نہ معلوم کہاں چلا گیا۔ اس کے بعد نہ اس کا کہیں کچھ پتہ چلا اور نہ کسی نے اس کی کچھ خبر دی۔

کرامت: سیدی و سندی میر محمد نعمان سلمہ اللہ الرحمن اس موقع حقیقت سے تذکرہ فرماتے تھے کہ ان کی لڑکی کی ایک دایہ ممتی انہوں نے اس کو ہر چند ہدایت کی کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی مرید ہو جائے مگر وہ ہمیشہ انکار ہی کرتی رہی۔ ایک روز وہ کسی تقریب سے لڑکی کو حضرت خواجہ کی خدمت میں لے گئی۔ انہوں نے اس عاجز کی لڑکی کو گود مبارک میں لے کر اس کے حال پر بہت کچھ مہربانی فرمائی۔ اس نے حضرت کی ڈاڑھی مبارک پر ہاتھ مارا اور اس کا ایک بال اس کے ہاتھ میں آگیا۔ حضرت نے فرمایا کہ میر محمد نعمان کی لڑکی ہم سے یادگار لے رہی ہے۔ عجیب نظر دور بین ممتی کہ اسی زمانہ میں حضرت خواجہ

لے خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے میر محمد نعمان کی بچی کو گود میں لیا تو اس نے حضرت کی ڈاڑھی کا ایک بال نوح لیا۔ اس کے بعد ہی آپ کا وصال ہوا۔ دیکھی وہ بچی ممتی جو ہاتھ کشی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ ہوئی۔ زبدۃ المفاتیح صفحہ ۱۸ (قبلہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب مدظلہ)

نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور حضرت کا وہ موتے مبارک آج تک ہمارے گھر میں بطور یادگار کے باقی ہے ۵

مرا از زلف تو موتے بسند است
فضولی مے کنم بوئے بسند است

مجھ کو آپ کی زلف کا ایک بال کافی ہے یہ بھی زیادہ سی بات ہے صرف اس کی بو ہی کافی ہے۔ جب وہ دایہ واپس آئی تو تھوڑی دیر کے بعد اس پر بے خودی اور جذبات کے آثار نمودار ہونے شروع ہوتے۔ بے تاب و بے قرار ہونے لگی۔ ہاتھ پاؤں مارتی تھی آخر کار بے خودی نے غلبہ کیا اور ایک پیچ مار کر بے ہوش ہو گئی۔ اس کے بائیں پہلو میں دل کی حرکت اس زور سے جاری ہو گئی کہ سب حاضر ہونے والیاں اس کا معائنہ کرتی تھیں۔ ایک مدت کے بعد جب اس کو ہوش آیا تو ہم نے اس سے پوچھا کہ تجھ پر کیا حالت گزری اور تو نے اس حال میں کیا دیکھا۔ اس نے کہا کہ حضرت خواجہ وقتاً فوقتاً عجیب و غریب ہیبت ناک شکلوں میں نمودار ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ میں بے ہوش ہو گئی۔ اس کے سوا اور میں کچھ نہیں جانتی۔ ہاں یہ جانتی ہوں کہ میرا دل اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہے۔

حضرت میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ ہم نے اس کا حال حضرت خواجہ سے عرض کیا آپ نے تبسم فرمایا اور اس کو طلب کے ذکر کی تعلیم دی۔ آج کل یہ عورت فیروز آباد دہلی میں صاحب حال عورتوں میں سے ہے۔

کرامت: حضرت میر صاحب موصوف نے فقیر سے یہ بھی بیان کیا کہ چند روز تک بعض واردات اور سوانح سکر یہ برخلاف شریعت حقہ مجھ پر غالب ہوتے میں نے ہر چند اپنی توجہ سے ان کو دفع کرنا چاہا۔ مگر کامیابی نہ ہو سکی۔ مجبوراً حضرت خواجہ قدس سرہ سے عرض کرنے کا ارادہ کیا جب میں مسجد میں پہنچا تو جماعت تیار تھی مگر ابھی تکبیر تحریمہ نہیں باندھی گئی تھی کہ میں بھی صف کے ایک طرف کھڑا ہو گیا اور حضرت خواجہ صف کی دوسری طرف تھے کہ میں نے ارادہ کیا کہ اس قبلہ حقیقی کے جمال مبارک پر نظر کر کے تحریمہ باندھوں۔ اتفاقاً میری نظر آپ پر اور آپ کی نظر مجھ پر ایک ساتھ پڑی پس حضرت کی نظر مبارک سے وہ حالت جس کے زائل ہونے کا میں ارادہ کر رہا تھا فوراً زائل ہو گئی۔

کرامت، حضرت میر صاحب نے مجھ سے بیان فرمایا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے مرض وفات میں حضرت کی تیمارداری اور خدمت گاری ایک رات باری باری مجھ کو بھی پہنچی۔ اسی رات کو حضرت نے ایک نظر مجھ پر ڈالی اور ایک توجہ کی کہ اس کے اثر سے مجھ پر یہ حال غالب ہوا کہ جو کام مجھ سے صادر ہوتا تھا اس کی بابت یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ آیا یہ کام حق تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے یا نہیں۔ چنانچہ ہر حرکت اور سکون اور قدم اٹھانے پر میرا یہی خیال قائم ہو گیا۔ اس کاراز جو مرض وفات میں حضرت نے مجھ کو بتایا تھا، یہ تھا کہ حضرت نے اپنے زمانہ انتقال میں اپنے تسلیم اور رضا کے دریا بے پایاں سے ایک موج اور اس محیط بے کراں سے ایک قطرہ اس تشنہ جان کو پہنچا دیا تھا کرامت، ایک روز ایک درویش صاحب حال و کشف نے حضرت خواجہ قدس سرہ سے عرض کیا کہ میں آج کل اپنے کام میں بندش اور اپنے باطن میں ظلمت دیکھتا ہوں معلوم نہیں کہ کس گناہ کے سبب سے مجھ سے مواخذہ فرمایا گیا ہے۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے اس بارہ میں توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ نعمتہ طعام میں احتیاط ترک ہو گئی ہے اس نے عرض کیا کہ نعمتہ وہی ہے جو ہمیشہ سے تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ سجونی تلماش اور جستجو کرو۔ اس کے سوا اور کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی ہے۔ یقیناً اس کے کسی جزو میں فتور واقع ہوا ہے۔ جب اچھی طرح جستجو کی گئی تو معلوم ہوا کہ کھانا پکانے میں جو لکڑی دیگ کے نیچے جلائی جاتی ہے۔ اس میں ہی بے احتیاطی ہو گئی تھی۔

کرامت، ایک روز ایک درویش حضرت خواجہ قدس سرہ کی نماز باجماعت میں حاضر ہوئے موسم جاڑے کا تھا اور ان کے پاس لحاف نہ تھا اس لئے ان کے دل میں خیال گزرا کہ اگر حضرت خواجہ مجھ کو لحاف عطا فرمائیں تو بہتر ہے۔ حضرت خواجہ نے سلام پھیرنے کے بعد فی الفور فرمایا کہ اس درویش کو لحاف دو۔ وہ درویش کہتا تھا کہ اس روز سے میں ہمیشہ خوف زدہ رہا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی خطرہ جس سے حضرت کو لال پہنچے میرے دل میں گزرے۔ فی الحقیقت آنحضرت قدس سرہ کا طریقہ بھی یہی تھا کہ مجلس شریف میں اگر کوئی خطرہ گزرتا تو فوراً آپ کے باطن پر ظاہر ہو جاتا آپ کا باطن لطیف مانند آئینہ کے تھا۔ سانس لینے کی گنجائش نہ تھی۔ اسی لئے حضرت خواجہ دونوں طرف اپنے مخلص احباب کو کھڑا کرتے تھے۔ کیونکہ اگر کوئی بے گانہ آجاتا تو فوراً اس کی غفلت اور

نقصان یا اس کے خطرات حضرت کے آئینہ باطن میں ظاہر ہو جاتے تھے۔

کرامت: حضرت خواجہ قدس سرہ کے ایک صاحب راز نے بیان کیا کہ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ ہندوستان سے ماوراء النہر جانے سے پہلے لاہور میں نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے ایک مسجد میں تشریف لے گئے اور میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اثناء نماز فرض میں حضرت کے سینہ بے کینہ سے ایک آواز نہایت مہیب ظاہر ہوئی سچنانچہ اس صفت کے سبب نمازی حیران ہو گئے۔ حضرت خواجہ قدس سرہ فرضوں سے فارغ ہونے کے بعد نہایت عجلت سے مسجد سے باہر تشریف لے آئے تاکہ یہ راز مخفی رہ جائے اس کے بعد آپ مسجد میں تشریف نہ لائے بلکہ اپنی قیام گاہ پر دو تین محرمان راز کے ساتھ نماز ادا فرماتے تھے۔

ان ہی صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ مکان مذکورہ میں جو دو تین شخصوں کے ساتھ حضرت خواجہ نماز ادا فرماتے تھے میں بھی ان میں تھا۔ ایک روز اثناء نماز میں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ کا منہ مبارک جس طرح قبلہ کی طرف تھا اسی طرح ہماری طرف بھی ہے اور آپ ہماری طرف بھی دیکھ رہے تھے۔ اس حال کے دیکھنے سے میرے باطن میں رعشہ پیدا ہو گیا۔ اور اسی طرح کانپتے ہوئے میں نے نماز مکمل کی۔ اور جو کچھ میں نے دیکھا تھا حضرت سے عرض کیا۔ ارشاد فرمایا کہ ان اسرار کو ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا۔

قدسیہ: ارباب بصیرت کے قلوب پر پوشیدہ و مخفی نہ رہے کہ حضرت خواجہ قدس سرہ سے ان دو عجیب کرامتوں کا ظاہر ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل کی دلیل ہے بسبب اتباع سنت مرضیہ نبویہ کے علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کیونکہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اثناء نماز میں سینہ بے کینہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ سے جوش و خروش ایک میل تک مسموع ہوتا تھا۔

نیز روایت کرتے ہیں کہ خیر البریہ علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ پشت سے بھی ایسا ہی ملاحظہ فرماتے تھے جس طرح کہ سامنے سے۔ لیکن سرور کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر وقت یہی حال تھا اور حضرت خواجہ کو جو کہ اپنے وقت کے قطب تھے اور قطب کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ قدم بقدم حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہوتا ہے۔ پس آپ کو اداۓ فرض کے وقت جو مومن کی معراج ہے یہ حال حاصل ہوا۔ یہ امر مسلم ہے کہ تابع کامل کو متبوع کے تمام کمالات سے حصہ ملتا ہے۔

کرامت ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ اپنے دست مبارک میں آمینہ لئے ہوئے تھے۔ ازواجِ مسطہرات میں سے ایک کو فرمایا کہ آؤ ہم تم اکر آمینہ میں دیکھیں۔ وہ عقیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے آمینہ میں آپ کو پیر سفید ریش دیکھا میں ڈر گئی اور کانپنے لگی اور میں نے کہا کہ مجھے ایسی چیزیں نہ دکھائیے مجھ میں ان باتوں کے دیکھنے کی تاب و طاقت نہیں ہے۔ آپ مسکرائے اور خود کو اپنی شکل میں کہ آپ کی ریش مبارک سیاہ بھتی دکھلایا۔

تصرف ایک عزیز اکابر و فضلاء کبیر السن میں سے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز میں نماز جماعت میں حاضر ہوا۔ اس جماعت میں حضرت خواجہ قدس سرہ بھی تھے۔ پہلی صف میں جگہ نہ تھی مگر حضرت خواجہ کے پہلو میں درویشوں نے ادب کی وجہ سے کچھ جگہ خالی چھوڑ دی تھی۔ چونکہ نجم کو حضرت خواجہ قدس سرہ سے اعتقاد نہ تھا اور آپ کو میں آپ کی کم سنی کے زمانہ میں دیکھ چکا تھا۔ اس لئے ادب کا خیال نہ ہوا اور میں اس باقی ماندہ جگہ میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ اس کو عظمت کا دبدبہ مجھ پر غالب ہونا شروع ہوا۔ چنانچہ میں اپنے آپ کو اس حالت سے بے اختیار ہو کر روک رہا تھا۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تو میں اس حد تک پہنچا کہ نماز کی حالت میں ہی تھوڑا تھوڑا پیچھے ہٹتا ہوا ایک کونے میں پہنچ گیا۔ یہاں تک کہ اگر میں ایک قدم پیچھے اور ہٹتا تو چوبترہ سے نیچے زمین پر گر پڑتا۔ آخر کار میں خبردار ہوا اور اس حال کے مشاہدہ سے آپ کے مخلصان حقیقی میں شامل ہوا۔

تصرف کہتے ہیں کہ ایک عورت حضرت خواجہ قدس سرہ کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ میں بانجھ ہوں۔ اس لئے میرا شوہر دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور بہت رنج اور بے قراری کا اظہار کیا۔ حضرت عصمت پناہ اس کو حضرت خواجہ کی خدمت میں لائیں اور اس کی خواہش بیان کی۔ اتفاقاً اس وقت خواجہ معجون فلاسفہ نوش فرما رہے تھے اور پھری سے کچھ حصہ معجون کا آپ نے تناول فرمایا تھا اور کچھ اس پر باقی تھا۔ فرمایا کہ بالفعلی مادۃ الحیات حاضر ہے اس کو کھالے اور آج کی رات اپنے شوہر کے ساتھ بسر کرے۔ امید ہے کہ حاملہ ہو جائے گی۔ ولی نعمت نے مادۃ الحیات کو آنحضرت کے ہاتھ سے لے کر اس زن عقیقہ کو دیا۔ اس نے درستی اعتقاد اور عقیدہ کامل کے ساتھ اس کو کھایا اور وہ رات اپنے شوہر کے ساتھ بسر کی۔ حضرت خواجہ کے نفس نفیس کی برکت سے وہ عقیقہ عورت اسی رات حاملہ ہو گئی۔ اور اس کا شوہر دوسرے نکاح کے ارادہ سے باز آ گیا۔

کرامت : ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ کے گھوڑے کے سائیس کا لڑکا حضرت کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میرے باپ کے پیٹ میں ایسا درد ہے کہ وہ قریب المرگ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے بے زبان دگھوڑے کا حق لے لیا ہے۔ اگر وہ اسے واپس دے دے تو اس کی صحت ہو جائے گی۔ لڑکے نے اپنے باپ کے پاس جا کر حضرت خواجہ کا کلام نقل کیا۔ اس نے کہا کہ حقیقت یہی ہے۔ جو حضرت نے فرمائی، میں نے کچھ رد و غن اور دانہ آج لے لیا تھا۔ اس نے اسے واپس کر دیا۔ اسی وقت اسے صحت ہو گئی۔

کرامت : سلسلہ چشتیہ کے ایک شیخ زادہ صاحب نے حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر طریقہ نقش بند یہ اخذ کیا تھا اور وہ حضرت ہی کی خدمت میں عمر بسر کیا کرتے تھے۔ اتفاقاً ان کو سخت بیماری عارض ہوئی جس سے قریب بہ ہلاکت ہو گئے اور لوگوں نے ان کی زندگی سے ہاتھ دھولے اور مایوس ہو گئے۔ بعض اصحاب حقیقت نے ان کی شدت مرض کی کیفیت حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں عرض کی۔ ارشاد فرمایا کہ ان کے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ اس طریقہ کو ترک کر کے اپنے بزرگوں کی نسبت پیدا کرنی چاہیے اور اپنے آبائی سلسلہ کو اختیار کرنا چاہیے۔ ان کا یہ خیال ہم پر ظاہر ہوا اور ہمارے دل کو رنج گزرا اور غیرت پیدا ہوئی۔ اسی وجہ سے یہ مرض پیدا ہوا ہے ان سے کہو کہ اس خیال سے توبہ کریں تاکہ اس ہلاکت سے رہائی پائیں۔ لوگوں نے یہ قصہ ان سے بیان کیا اور اس سرگزشت سے خبر دی انہوں نے کہا کہ واقعہ یہی ہے جو حضرت نے فرمایا۔ بے مجھ کو خیال ہوا تھا کہ طریقہ حضرت کو ترک کر کے نسبت آبائی اختیار کروں پھر وہ بڑے تادم ہوئے اور توبہ کی، ان کا مرض صحت میں تبدیل ہو گیا۔

کرامت : ایک روز آپ کا ایک سر پہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ ان کی بیوی سخت بیمار ہے اور جس و حرکت سے عاجز ہو گئی ہے ہم اس کی زندگی کی امید نہیں رکھتے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تم اپنے مکان پر جاؤ اور ایک چادر اپنی بی بی کو اڑھا دو۔ چنانچہ وہ صاحب مکان میں گئے اور ایک چادر اس بیمار عورت کو اڑھا دی۔ حضرت خواجہ ان کے مکان میں تشریف فرما ہوئے اور اس بیمار کے سائبان کے پاس کچھ دیر کھڑے رہے اور دفع مرض کے لئے اس پر توجہ کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ اس کو صحت ہو گئی۔ پھر آپ باہر تشریف لے آئے اور وہ

صاحب حضرت کو رخصت کرنے کے لئے اپنے دروازے تک باہر آئے۔ حضرت خواجہ نے اسے رخصت فرمایا اور جب وہ گھر واپس لوٹے تو دیکھا کہ ان کی بیوی صحیح اور تندرست بیٹھی ہوئی ہے۔ اور مرض کا کوئی اثر اس پر باقی نہیں رہا۔

کرامت: ایک دفعہ حضرت کے ایک ہم سایہ پر نائب حاکم نے دست ظلم دراز کیا۔ اور اس کو گھر سے نکال دینا چاہا۔ جب یہ واقعہ حضرت خواجہ تک پہنچا۔ حضرت غضبناک ہو کر نکلے اور اس ظالم سے فرمایا کہ اس محلہ میں فقر آ رہتے ہیں۔ جب تک ہو سکے درگزر کرو۔ وہ اس ظلم سے باز نہ آیا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرات خواجگان بہت غیرت مند ہیں۔ صرف تیری جان ہی نہیں بلکہ بہت سی جانیں برباد ہو جائیں گی۔ دو تین روز نہ گزرے تھے کہ وہ ظالم چوری کی علت میں گرفتار ہوا اور خویش اقرار کے ساتھ قتل کیا گیا۔

کرامت: جس زمانہ میں کہ حقائق آگاہ خواجہ حسام الدین احمد دنیا ترک کر کے حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں مشغول بطریقیت تھے۔ ابو الفضل نامی ایک لڑکا آپ سے قرابت رکھتا تھا اور ہمیشہ آپ کے کاموں میں مزاحم ہوتا اور فقر سے غنا کی طرف آپ کو کھینچتا۔ خواجہ نے اس البوجہل وقت دشمن دین احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایذا رسانی کو حضرت خواجہ سے عرض کیا اور اپنی دل تنگی کا اظہار کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اطمینان رکھو اس ملحد دین کا کام چند روز میں الٹ پلٹ ہو جائے گا۔ پس جس طرح کہ حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا تھا ویسا ہی ظاہر ہوا۔ اور وہ انہی دنوں میں مقتول اور مخدول ہوا اس کی تاریخ قتل یہ کہی گئی ہے مصحح

تبع اعجاز رسول اللہ سر باغی برید

ترجمہ: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ کی تلوار نے باغی کا سر کاٹ لیا۔

کرامت: نہلی کے ایک عالم شیخ حامد نے پچاس سال کی عمر میں ایک باکرہ لڑکی سے شادی کی۔ کامل ایک سال تک وہ اس پر قادر نہ ہو سکے اپنے عزت و ناموس کی وجہ سے ان کا ارادہ تھا کہ دہلی سے چلے جائیں اور ایسے گم ہوں کہ کوئی ان کا نام و نشان نہ پائے۔ ان کا یہ ارادہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی سمع شریف تک پہنچا اور آپ کو اس کے حال پر رحم آیا۔ ایک روز حضرت سوار ہو کر تشریف لے جا رہے تھے کہ اتفاقاً وہ بزرگ عالم راستہ میں پیدل چلتے ہوئے ملے۔ چونکہ وہ عالم تھے اس لئے حضرت خواجہ ان کی

تعظیم کے لئے گھوٹے سے اتر گئے۔ انہوں نے بہت نیاز مندی کی اور حضرت کے پیروں پر گر پڑے۔
حضرت نے ان کو اٹھا کر بغل میں لے لیا اور دو تین بار اپنا سینہ ان کے سینہ سے ملا کر اچھی طرح اپنے جسم سے ملا لیا۔ اس اثناء میں ان کے کان میں آہستہ سے فرمایا کہ آج رات اپنی اہلیہ کے ساتھ بسر کرو۔ ضرور اس پر قادر ہو گے۔ ان مولوی صاحب کا بیان ہے کہ میں حضرت خواجہ کی خدمت سے جدا ہوا۔ اسی وقت سے اپنے اندر ایک عجیب قوت محسوس ہوئی جس کا بیان بے حیائی ہے۔ الحاصل وہ رات میں نے اپنی بیوی کے ساتھ بسر کی اور حضرت خواجہ کی توجہ اور آپ کے اثر نفیس سے میں قادر ہوا اور پھر اس سے اولاد ہوئی۔

کرامت : ایک درویش نے جو حضرت خواجہ قدس سرہ کے مریدوں سے تھا ایک صاحب سے کہا کہ حضرت خواجہ سے میرے حال پر خاص توجہ کرنے کے لئے عرض کرو۔ ان صاحب نے اس کی استدعا حضرت خواجہ کی خدمت میں پہنچائی۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کا حصہ ہمارے پاس بہت کم معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے حضرت خواجہ سے جو کچھ سنا تھا اس سے بیان کر دیا۔ درویش دلریش نے اس ارشاد کو سنتے ہی اپنا گریبان چاک کیا اور خاک سر پر ڈالی پھر نالہ و فریاد کرتا اور نعرے لگاتا ہوا گرتا پڑتا آستانہ عرش نشاں پر پہنچا۔ بے طاقتی کی وجہ سے راستہ میں متعدد جگہ کچر میں گرا، دستار کہیں گری اور جوتے کہیں اسی طرح دیوانہ وار حضرت خواجہ قدس سرہ کی مسجد میں پہنچا۔ جب اس کی نظر حضرت خواجہ پر پڑی تو نہایت اضطراب اور کمال پیچ و تاب کے ساتھ دوڑ کر دیوانوں کی طرح حضرت خواجہ کو بغل میں کھینچا۔ حضرت خواجہ نے اسے اسی دقت الگ کیا اور فرمایا کہ ہماری پیشانی پر نظر کر۔ وہ حضرت کی طرف صرف نظر کرنے ہی سے بے ہوش و مدہوش ہو گیا اور خاک پر گر پڑا۔ حضرت خواجہ اندر تشریف لے گئے دیر کے بعد جب اس کو ہوش آیا تو لوگوں نے اس سے بے ہوشی کا راز دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی پیشانی نور میں، میں نے جو کچھ دیکھا وہ بیان سے باہر ہے اس دیدار پر انوار کی تاب نہ ہو سکی اور میں بے ہوش ہو گیا۔

کرامت : حضرت خواجہ قدس سرہ کے گھر کی خادماؤں میں ایک بڑی مشہور بڑھیا تھی۔ اس کا تین چار سالہ لڑکا قلعہ فیروز آباد کی دیوار پر سے گر پڑا۔ اس دیوار کے نیچے پتھروں کا فرش تھا اور اس کی بلندی تقریباً چالیس گز تھی۔ لڑکے کی ناک اور کان کے سوراخوں سے خون بہنا شروع ہو گیا اور سانس

منقطع ہو گیا۔ اس کی ماں کو گریہ وزاری، بے تابی اور بے قراری کی حالت میں سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نظر نہ آئی کہ حضرت خواجہ کے قدم محترم پر سر رکھ کر اس کی زندگی کے لئے عرض کرے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اتنی مضطرب کیوں ہو۔ شاید کہ نہ مرا ہو۔ اس کے بعد فرمایا کہ اس لڑکے کو حجرے میں لے آؤ۔ چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق عمل کیا گیا۔ حضرت بھی حجرہ میں تشریف لے آئے اور حقوڑی دیر توجہ فرمائی۔ آپ کی توجہ دیم عیسے سے لڑکے میں آثار حیات نمودار اور جس و حرکت پیدا ہوئی۔ حضرت حجرہ سے باہر تشریف لائے اور کرامت کو پوشیدہ رکھنے کی غرض سے فرمایا کہ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ غالباً وہ مرا نہیں ہوگا۔ چنانچہ وہ زندہ ہے صرف اس کے دل میں غمغ آگیا تھا۔

بعضو نے اس کرامت کو اس طرح بیان کیا ہے کہ حضرت نے طب کی ایک کتاب طلب کی اور اس کو کھول کر دیکھا۔ اس کے بعد فرمایا معلوم ہوتا ہے یہ لڑکا نہ مرے گا۔ سب حاضرین متعجب ہوئے کہ یہ بات کس کتاب سے ظاہر ہوئی۔ ستر کرامت کے لئے آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی۔ اس کے بعد آپ حقوڑی دیر خاموش رہے اور توجہ پاک سے لڑکا زندہ ہو گیا۔ کرامت ۱۰ وفات فرمانے سے قبل حضرت نے اپنی بی بی صاحبہ سے فرمایا کہ اس سال چالیس سال کی عمر میں مجھے ایک واقعہ عظیم پیش آنے والا ہے چنانچہ اسی سال آپ نے وفات پائی۔ کرامت ۱۱ اسی زمانہ میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے کسی شخص کا انتقال ہونے والا ہے۔ پھر فرمایا کہ شہر دہلی کے کنارے کوئی جگہ اختیار کرنی چاہیے اور تعلقات کو ترک کر کے وہیں دفن ہونا چاہیے۔ اس بارہ میں آپ نے بعض احباب کو استخارہ کرنے کے لئے حکم دیا۔ استخارہ راست نہیں آیا تو یہ ارادہ ترک فرما دیا گیا۔

کرامت ۱۲ اسی زمانہ میں آپ نے فرمایا کہ یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ جس غرض کے لئے تم کو لایا گیا تھا وہ پوری ہو گئی، اب کوٹھ کرنا چاہیے۔ اسی زمانہ میں دوسری مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ قطب زمانہ کی وفات ہو گئی اور میں اس وقت اپنے مرثیہ میں ایک قصیدہ بلیغ پڑھ رہا ہوں جس میں بڑی بڑی تعریفیں مندرج ہیں۔

جب جمادی الثانی کی پندرھویں، اٹھارویں یا بارھویں تاریخ علی الروایات

ہو گئی تو حضرت پر مرض کا غلبہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے خواجہ اصرار قدس سرہ کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ پیراہن پہنو۔ اس خواب کو بیان کر کے آپ مسکرائے۔ اور فرمایا کہ اگر زندہ رہے تو ایسا ہی کریں گے ورنہ کفن پیراہن ہی ہے۔

کرامت: اسی زمانہ میں حضرت خواجہ قدس سرہ کے ایک مخلص نے سفر کا ارادہ کیا۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ چند روز تک کہیں نہ جاؤ۔ ہمارا وقت آخر ہو گیا ہے۔ اس ضعف کی حالت میں آپ سے بہت کچھ دقائق علوم ظاہر ہوتے تھے۔ اسی اثناء میں ایک رات استغراق و استہلاک کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ حاضرین نے اس کو نزع کی حالت خیال کیا۔ بہت دیر کے بعد جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو فرمایا کہ اگر مرنے کے معنی یہی ہیں تو کیا اچھی چیز ہے۔ جس سے افاقہ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے۔

بروز شنبہ ۱۵ ماہ مذکورہ کی پچیس تاریخ کو آثار موت ظاہر ہونے شروع ہوئے اس حالت میں ایک درویش کی زبان سے کلمہ **يَا اَللّٰهُ الْعَالَمِيْنَ** نکلا۔ آپ نے فوراً منہ پھیر کر اس کی طرف دیکھا۔ حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت خواجہ نام محبوب کے سنانے کے شوق میں بے اختیار منوجہ ہو گئے اس کلام سے ختم مبارک میں آنسو بھرتے۔ جب تھوڑا دن باقی رہ گیا تو آپ باواز بلند اللہ التذکرے میں مشغول ہو گئے اور اسی طرح اللہ التذکرے ہوئے وفات پا گئے۔ روز یک شنبہ بست و ششم ماہ مذکور کو جس جگہ کہ آپ کے مریدوں کی رائے قرار پائی۔ آپ کی قبر کھودی گئی۔ جب جنازہ اٹھایا گیا تو آپ کے درویشوں نے جو مصیبت اور پریشانی کے باعث دلریش ہو رہے تھے بجائے اس جگہ کے کہ آپ کی قبر کھودی گئی تھی، دوسری جگہ جنازہ اتارا، وجہ اس کی یہ ہوئی کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کسی وجہ سے مریدوں کے سامنے اس جگہ تشریف لاتے تھے اور وہاں وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی تھی۔ اس جگہ کی خاک اڑ کر حضرت کے دامن مبارک پر پڑی۔ اس وقت زبان الہام ترجمان سے یہ نکلا کہ اس جگہ کی خاک ہماری دامن گیر ہو گئی ہے۔ پس مجبوراً اسی جگہ جو کہ جوارِ قدم گاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں واقع ہے۔ شاہراہ کے قریب اس پادشاہ ہفت اقلیم ارشاد

۱۵ حیات باقیہ صفحہ ۱۶۶ اور زبدۃ المقامات صفحہ ۳۳ میں بھی تاریخ وفات شنبہ ۲۵ جمادی الاخر ۱۰۱۲ ہجری لکھی ہے ۱۲

دکٹر غلام مصطفیٰ صاحب

کو خزانہ کی طرح سوئپ دیا گیا۔ اور ایک چوہ ترہ اونچا بنا کر اس کو گھیر دیا گیا۔

اسے بقعہ شریفہ کے گل و گلزار اور اشجار قطعہ بہشت ہونے کی خبر دیتے ہیں۔ گویا مقولہ
الْقَبْرِ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اسی مکان عالی شان کے بارہ میں وارد ہوا ہے۔ آپ کے
مزار شریف کی تبرکازیارت کی جاتی ہے اکثر فضلاء اور علمائے اس صاحب کمال و اکمال کی تاریخیں
مرثیہ کہے جن کا ذکر کرنا اس مختصر کتاب میں ناممکن ہے۔ ایک فاضل نے آپ کی یہ تاریخ کہی ہے:

رنت ہادی شریعت مرشد اہل زمان آنکہ بودش قبلہ ارباب معنی صورتش

کے تو انم نطق زو اندر صفات و ذات او ہست ستر پاپا ہمہ عالم گواہ عظمتش

سرگردہ نقشبندیہ بد آمد ز اں سبب

سرگردہ نقشبندیہ حساب رحلتش

دوسرے فاضل نے یہ تاریخ کہی ہے:

ذاتے کہ بد دست بود باقی وز خود ہمہ فانی الصفت بود

بر خالق خویش جملگی عشق ! بر خلق تمام عاطفت بود

دی تشہد لم بسال او خویش

خوش گفت کہ بحر معرفت بود

اسے حقیر قلیل البضاعت نے آنحضرت قدس سرہ کی تاریخ رحلت اس طرح کہی ہے:

اں خواجہ کہ کامل شریعت بود وریائے معارف حقیقت بود

دی ہاتھ غیب گفت مالش باں سلطان ممالک طریقت بود

حضرت خواجہ قدس سرہ کے حالات کے تذکرہ کے بعد ہمارے حضرت امام ربانی مجدد

الْفَتْحِ رَحْمَتِیْ قَدَسَ سِرُّهُ الْعَزِیزِ کا ذکر اولیٰ اور لائق تھا۔ کیونکہ اس کتاب حضرات القدس کی ہر صرف

حضرت کے مناقب و آثار و مقامات و کرامات کے ذکر پر ہے اور تصنیف کتاب کا مقصود اصلی

اور علت غائی آنحضرت کے مقامات کا بیان کرنا ہے مگر چونکہ آنحضرت اور آپ کے خلفاء کا ذکر

طویل الذیل ہے۔ اس لئے اس کے لئے ایک دفتر علیحدہ لکھا گیا ہے۔ اب ہم حضرت خواجہ قدس سرہ

کے فرزندوں کے اور آپ کے بعض اصحاب کے ذکر پر اس دفتر اول کو ختم کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ عبید اللہ قدس سرہ

آپ ہمارے حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ کے بڑے صاحبزادے ہیں اس قرۃ العین ولایت کی ولادت باسعادت غرہ ربیع الاول ۱۰۱۰ ہجری میں ہوئی۔ چونکہ ایک بزرگ نے اس نو بہار گلشن معرفت کی ولادت سے قبل ایک واقعہ میں دیکھا تھا کہ حضرت خواجہ کا ایک فرزند حضرت خواجہ عبید اللہ احوار کا ہم نام ہو گا۔ ولادت کے بعد اسی اشارہ کی بنا پر ان کا نام عبید اللہ رکھا اور اس صاحبزادہ کو خواجہ کلاں بھی کہتے ہیں۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے آپ کی تاریخ ولادت اس طرح فرمائی ہے۔

در خانہ گسترین غلامی شد بندگی بزرگ نامی

ایں نام خجستہ ملک زاد انشاء اللہ شفیع من باد
او کردہ دریں خراب منزل روزے یکم ربیع الاول
بود آخر روز کاں یگانہ افتاد دریں سیاه خانہ
طبعم غنزل نشاط می گفت دیدم ناگہ بہار بشگفت
تاریخ شناس تینہ بی مرد
بشگفت بہار درخت آورد

ہمارے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا کہ ضعف بدن مجھ پر غالب ہو رہا ہے اور امید حیات کم ہو گئی ہے۔ پس تم لڑکوں کے حالات سے خبردار رہنا۔ پھر آپ نے دو مخدوم زادے خواجہ عبید اللہ اور خواجہ عبد اللہ کو اپنے پاس طلب فرمایا۔ اس وقت دونوں صاحبزادے اپنی اناؤں کی گودوں میں تھے۔ آپ نے مجھ کو حکم دیا کہ ان پر توجہ کرو۔ میں نے تواضع کی حضرت نے مبالغہ فرمایا ناچار حضرت کے سامنے دونوں مخدوم زلوں پر توجہ کی گئی یہاں تک کہ توجہ کا اثر ظاہر ہوا۔ خواجہ کلاں نے ہمارے خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں اپنے والد بزرگوار کے سلسلہ اور طریقہ انبیقہ کی تحصیل فرمائی اور علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ آپ علم تاریخ اور انساب میں حصہ کامل رکھتے ہیں۔ تصوف میں آپ کو شغف خاص اور علم انشاء میں قدرت کاملہ حاصل

ہے۔ مخدوم زادہ کے اخلاق حسنہ و طریقہ سکینہ و تمکین طبعی اپنے بزرگوں کے طریقہ پر ہے اور بے نظیر انبیاء سے ہیں۔ غلو و گمنامی میں بسر کرتے ہیں مطالعہ کتب آپ کا انیس درفیق ہے آپ کے اکثر اوقات تصنیف میں صرف ہوتے ہیں۔ تذکرہ مشائخ: بقدر ایک لاکھ اشعار یا کم و بیش میں آپ نے تصنیف فرمایا ہے۔ اور اس کے سوا بھی آپ کی تصانیف ہیں چونکہ حقیر مولف مخدوم زادہ کی ملازمت سے مشرف نہیں ہوا ہے اور آپ کے حقیقت احوال سے کما حقہ اطلاع نہیں رکھتا ہے۔ اس لئے اسی قدر ذکر پر اکتفا کرتا ہے۔

حضرت خواجہ عبداللہ قدس سرہ

پیدائش آپ حضرت خواجہ قدس سرہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ اس گلبن گلزار حقیقت کی ولادت باسعادت ششم ماہ رجب ۱۰۱۰ ہجری میں واقع ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ عبید اللہ قدس سرہ سے جو دوسری والدہ سے ہیں چار ماہ پھوٹے ہیں۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے آپ کی تاریخ ولادت میں چند اشعار فرمائے ہیں۔ خواجہ زادہ زہد و صورت و سیرت میں اپنے والد عالی قدر کے ساتھ پوری مشابہت رکھتے ہیں۔

تعلیم آپ نے قرآن مجید حفظ کیا ہے اور علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل ختم فرمائی۔ کتب درسیہ کا پوری مہارت کے ساتھ درس دیتے ہیں اور علم تصوف سے بہرہ کامل رکھتے ہیں اور اس علم کے دقائق میں آپ فائق ہیں باعتبار علم کے اور ذوق و حال کے اعتبار سے بھی۔ آپ نے اس علم میں رسال عربی و فارسی نہایت پاکیزہ تصنیف فرمائے ہیں۔ آپ کے اشعار بڑے گلوگیر دل پذیر ہوتے ہیں۔

ارادت و خلافت علم طریقت میں آپ کا انتساب ہمارے حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز سے ہے جب طلب خدا آپ کے دل بختہ سیرت کو دامنگیر ہوئی تو دہلی سے نہایت شوق و نیاز مندی کے ساتھ پاسبانہ سرہند تشریف فرما ہوئے۔ اور ہمارے حضرت امام ربانی قدس سرہ کے شرف ملازمت سے مشرف ہوئے اور حضرت کے اشفاق بے حد

حساب اور الطاف سے بے شمار سے ممتاز ہوئے۔ ہمارے حضرت حسب وصیت حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ اور طلب صادق خواجہ زادہ انکی تربیت کی طرف متوجہ ہوئے اور ذکر و مراقبہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی تعلیم دی۔ پس حضرت خواجہ زادہ خدمت آستانہ عرش نشان پر کمال خاکساری کے ساتھ مقیم رہے اور واردات کثیر البرکات سے سعادت مند ہوئے اور توجہات خاصہ اور نظرات مخصوص حضرت کی دیکھیں اور آنحضرت قدس سرہ کے علوم و معارف خاصہ سے بہرہ کامل حاصل کیا۔ نیز علم کلام کی بعض کتابیں مثل شرح مواقف وغیرہ اور بعض رسائل صوفیہ حضرت کی خدمت میں پڑھے۔ اسی طرح چند بار پیادہ دسوار نہایت مسکنت و انکساری اور تجرید و تفرید کے ساتھ دہلی سے سرہند تک آنحضرت قدس سرہ کی عتہ بوسی کے لئے آئے اور مدتوں تک آنحضرت کی خدمت میں بسر کی اور فیض و برکات پائے اور آنحضرت کی خلافت و اجازت ارشاد سے سعادت گیر ہوئے۔

ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہ اس خواجہ زادہ کی شان میں فرمایا کرتے تھے **شیخ کی نظر میں** کہ آپ محمدی المشرّب ہیں۔ یہ بھی فرماتے کہ آپ محبوبین سے ہیں۔ نیز یہ بھی فرماتے تھے کہ مغلوبان نسبت توحید سے ہیں۔ آنحضرت نے اس والا قدر کے عرض احوال کے جواب میں خطوط عالیہ نگارش فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے :

مکتوب: صحیفہ شریفہ پہنچا۔ اس کے مطالعہ سے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ نسبت حضور اور اس کے غلبہ کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا تھا، بہت نیک اور مبارک ہے یہ دولت آپ کو تین چار ماہ میں میسر ہو گئی ہے۔ دوسرے سلسلوں میں اگر دس سال میں حاصل ہو جاتے تو نعمت عظمیٰ شمار کی جاتی ہے۔ پس اس نعمت کا شکر بجا لاؤ۔ چونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کی فطرت بلند ہے اور ایسے احوال کی تعریف آمیزش عجب سے میرا ہے۔ اس لئے اظہار نعمت کیا گیا۔ لَعَنَ الشُّكُوتَ لَا زَيْدَ فَكَمْ نَصُ قَطْعِي ہے۔

آپ نے لکھا تھا کہ پیش گاہ توحید ظاہر ہونے لگی ہے۔ یہ دولت بھی آپ کو مبارک ہو اور نہایت ادب کے ساتھ اس واردات کو قبول کرو۔ مگر اس حال کے غلبہ میں آداب شرعی کی اچھی طرح رعایت کرو۔ اور اس بندگی کے حقوق کما حقہ بجا لاؤ۔

لے اگر تم شکر کر دے تو میں تمہیں ضرور زیادہ خطا کروں گا ۱۲ (پ ۶)

ہمارے حضرت قدس سرہ نے ایک مخلص کو اس خواجہ زادہ عالی درجہ کے احوال کی خبر
مال اس طرح تحریر فرمائی تھی کہ جناب خواجہ عبداللہ رمضان سے قبل دہلی تشریف لے گئے۔ خدائے پاک
کا شکر ہے کہ انہوں نے اس سفر میں بہت سے فوائد حاصل کئے اور ورق کو تمام کیا اور غلبات توحید
سے دریائے تنزیہ میں غوطہ کھا رہے ہیں اور اس کے عمق کی طرف متوجہ ہیں اور ظاہر سے باطن کو
بلکہ باطن بطن میں جا رہے ہیں۔ خواجہ زادہ والا دودمان نے متعدد عرائض مشتمل بر احوال حسنہ واردات
حالیات ہمارے حضرت قدس سرہ کی خدمت میں تحریر فرمائے ہیں۔

قدسیہ: بندہ مجبور پر تقصیر محمد عبداللہ کی عرضداشت یہ ہے کہ آنحضرت کی دعا سے اوقات
گرامی سلامتی میں گزر رہے ہیں۔ خادمان حضور سے دوری پر ندامت پشیمانی اس قدر ہے کہ گفت و
شنید میں نہیں آسکتی ہے۔ اتنی شوریدگی اور سرگردانی ظاہر ہوئی کہ اس کا ایک شمعہ بیان نہیں ہو سکتا۔
سراپا درد و اندوہ ہے باوجود اس کے خداوند کریم کا شکر ہے کہ رابطہ باطن کی نسبت میں جس کا حاصل فنا و
نیستی ہے۔ ذاتا و صفۃ و عینا و اثرا کوئی فتور نہیں ہے۔ فتور کیونکر ہو سکتا ہے جب کہ وطن اصلی کی طرف
رجوع کرنے کے بعد ہوا و غربت سر میں نہیں سمار ہی ہے اور اشیائے عزیزہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اسرار
عجیبہ جلوہ گر ہوتے ہیں۔ باطن کو ان میں سے کسی چیز کی طرف التفات نہیں ہے دریائے عدم میں
پانی سر سے گزر گیا ہے۔ یہ سب آنحضرت قدس سرہ کی خدمت گاری اور غلامی کے طفیل ہے
آپ کی ذات مبارک تا قیام قیامت طالبوں اور مالکوں کے سر پر بانی رہے۔

قدسیہ: کمترین خدام والا درگاہ محمد عبداللہ باریافت گان و راہ بردگان محفل خلد مشاکل حضرت
خداوندی قبلہ گاہی دام ارشادہ کی بارگاہ اقدس میں عرض کرتا ہے کہ احوال اس طرح گزر رہے
ہیں۔ جن کا ذکر فرصت دراز طلب کرتا ہے معلوم نہیں کہ انجام کار کیا ہے اور آخر کہاں تک جاتے گا
ایک شورش بہتر پیدا ہوئی ہے، دریائے حقیقت موج زن ہے۔ ہر دم دوسری موج پیدا ہوتی
ہے اور قطرہ کا موج کے ساتھ رہنا عشق کی شریعت ہے۔ افسوس! افسوس!! میں کیا لکھ رہا ہوں قطب
دائر ظہور کی خدمت میں یہ دیوانگی امید کہ دیوانگی بخش دیں گے۔

گہ گریم و خندم گہ افتم و گہ خیزاں
آموختہ اہم سستی از دلبرستانہ

(ترجمہ) کبھی میں روتا ہوں اور کبھی ہنستا ہوں، کبھی گرتا ہوں اور کبھی اٹھتا ہوں میں نے مستی دلبرستانہ سے سیکھی ہے۔

اسے قبلہ خدایہ پرستان کرم کیجئے تاکہ گرداب جنوں سے ساحل ہوش میں آؤں اس سے زیادہ عرصہ کرناگستاخی ہے۔

العبودیت: ہمارے حضرت قدس سرہ نے ایک واقعہ میں مخدوم زادہ کو ایک بشارت دی تھی۔ انہوں نے اس کو اس طرح نظم کیا ہے۔

امام زماں قطبِ آقطابِ عالم	کہ چوں اوندانم کہ بگذشت یک تن
ز پس ہمت و وسعت فیضِ باطن	بہ تجدیدِ الفِ دوم شد معین
چو بہر شفاعت بہ محشر در آید	جہانے نہاں گردوش زیر دامن
شمالش یمن شد ازاں رملک را	جد اکرد از خدمتش رب ذوالمن
بسال ہزار و چہل نہ زہجرت	شب بمسیتم از رجب گفت با من
کہ اے برگزیدہ خداوند قادر	کہ بے اذن او جاں نہ پیوست با من

ترا مسرکز روزگار تو کہ دم
ہمی چند باشی برکز تو ممکن

ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہ اس خواجہ زادہ کے وسعت مشرب سے ہمیشہ ہر اسباں رہتے تھے کہ اس تعین کے ساتھ اپنے والد ماجد کے مسند ارشاد اور سجادہ پر جانشین ہو سکیں گے یا نہیں اور طالبوں کو فائدہ رسانی میں دماغ سوزی اور سرگرمی دکھا سکیں گے یا نہیں۔ چنانچہ اسی طرح واقع ہوا کہ ایک دو شخصوں کو حکم حضرت کی تعمیل کے لئے طریقہ کی تعلیم دی اور حضرت وارستگی و بے تعینی سے اس امر جلیل القدر کی پابندی نہ کر سکے۔

شیخ تاج الدین سمنجھلی قدس سرہ

ارادت آپ مردانِ خدا کے تاج، خواجہ کے بڑے اصحاب اور بزرگ دوستوں میں سے خلیفہ برحق ہیں آپ کو ابتدائی ارادت اور خلافت شیخ اللہ بخش خلیفہ میر سید علی قوام جو پوری قدس سرہما سے حاصل ہوئی مگر حضرت صمدیت جلالت عظمت کی عنایت بے غایت سے آپ ہمارے حضرت

خواجہ قدس سرہ کی صحبت میں حاضر ہوئے اور حضرت کی مختلف تربیتوں سے مراتب کمال و تکمیل کو حاصل ہوئے۔ آپ ہند کے بزرگ زادوں سے ہیں اور فضائل ظاہری سے آراستہ و پیراستہ تھے اور نہایت شیریں سخن تھے۔ حکایات رنگین و دلنریب اداؤں سے نقل فرماتے تھے۔ جب آپ حضرت خواجہ قدس سرہ کو مغلوب الحال پاتے تو کلمات لطائف سے حضرت کو باتوں میں مصروف کرتے تھے۔ خواجہ بزرگوار قدس سرہ سے اسرار کے دریافت کرنے میں سب سے زیادہ دلیر تھے۔

خلافت جب حضرت خواجہ قدس سرہ کا ارادہ شیخ صاحب کو خلافت عطا فرمانے کا ہوا تو حضرت کو یہ خیال ہوا کہ اگر مشیخ تاج بھی اس کے متعلق واقعہ میں کچھ دیکھیں تو بہتر ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت شیخ نے معاملہ میں دیکھا کہ حضرت علی عزیزیان قدس سرہ نے اپنی کلاہ ترکی آپ کے سر پر رکھی ہے۔ حضرت خواجہ نے اس واقعہ کو سماعت فرمانے کے بعد شیخ کو خلافت دی اور آپ کے وطن مالوف سنبل کی جانب آپ کو رخصت کیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی خلافت عطا فرمانے کے بعد سے آپ کی ذات اور نظر میں ایسا اثر عظیم پیدا ہوا کہ جس شخص کو آپ اس طریق کا ذکر تلقین فرماتے اس کو جذبات اور غلبات گھیر لیتے اور اس سے ارادت و احوال ظاہر ہونے لگتے تھے۔ آپ نے حضرت کے حسب الارشاد سفر وطن اختیار کیا اور ارشاد اصحاب و ہدایت طلاب میں مشغول ہوئے۔ بعض لوگوں نے سنبل کے ایک دیوانہ ابو بکر مرید شیخ اللہ وغیرہ کو شیخ سے بھڑا دیا آپ نے اس کو تادیب ضرب سے لیگا نہ کر کے حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں اظہار ملال کیا۔ خواجہ بندہ نواز نے آپ کو اس نامہ عنبریں خوشبو سے سرفراز فرمایا۔

مکتوب: شیخ ابی بکر سے جو دماغ خشکی آپ نے کی تھی۔ اس کو ہم نے پڑھا۔ ایسی چیزیں تمام شفقت کے مناسب نہیں ہیں جبکہ اولیاء اللہ کبار سے محفوظ نہیں ہیں تو نامراد بے چارہ جس نے چند ہی روز سلوک طریق سے تصفیہ کیا ہو کیونکر محفوظ اور معصوم ہو سکتا ہے تاکہ خلافت امید اس سے ظاہر نہ ہو سکے۔ خصوصاً دیوانہ سے جو مسلوب العقل ہو اس سے استقامت صفات کی امید نہ رکھنی چاہیے۔ خواجہ وہ مرتبہ ولایت تک کیوں نہ پہنچ چکا ہو۔ خدا ہی کہہ معلوم ہے کہ اس وقت کون سا امر نامعقول اس کے ذہن میں پسند آگیا۔ جس کی وجہ سے درستی کی صورت اس کی نظر سے پوشیدہ ہو گئی۔ دیوانگی

کا معاملہ ہی الگ ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تکالیف شرعیہ عقل سے متعلق ہیں۔ الحاصل ہر ایک کو اس کے مرتبہ پر معذور رکھنا چاہیے اور نظرِ فاعل حقیقی پر رہے بلکہ معیت وجود کو دیدہ ادب سے پہچانو کیونکہ نفوس مختلف ہیں۔ بعض امارہ ہیں اور بعض مطمئنہ اور بعض درمیانے۔ جس کو وامئہ کہا جاتا ہے۔ یہ بھی اگر ذوی العقول ہوں تو اس صورت میں ہے۔ مطمئنہ اولیاء اللہ کے نفوس ہیں۔ ارباب نفوس امارہ کو بھی معذور رکھنا چاہیے۔ بلکہ لطف کی نظر سے دیکھنا چاہیے اور ہر کام میں اچھے مطالعے کام میں لانے چاہئیں۔ اہل سنبل کے طعن کا بھی انکار مت کرو بلکہ ان میں نظرِ ترجم سے ان کو دیکھو کیونکہ یہ لوگ استقامت عقل سے نکل گئے ہیں اور شیوہ نفوس کو فراموش کر چکے ہیں۔ اگر کوئی عاجز کنارہ کشی کرے تو اس کے بطلان پر کیوں حکم لگاتے ہو اور اس کے تمامی امور کو تلبیس میں کیوں داخل کرتے ہو خدا کا شکر ہے کہ ملامت اولیاء کے نصیبہ میں رہی ہے۔ ہم خود ایسے امور کے ظہور میں دوسرے طریق رکھتے ہیں۔ جب ہم تک کوئی ملامت پہنچتی ہے تو ہم اپنے میں دیکھتے ہیں اور اپنے میں ایک بری صفت پاتے ہیں اور اس اشارے کو غیبی نصیحت جانتے ہیں۔

پہنچنے اس بارہ میں ہم نے بھی اپنے اندر نفاق بکیسات پائیں اور بارگاہِ کریم میں ان سے پناہ طلب کی۔ انشاء اللہ تعالیٰ جانی تر ہیں گی۔ اتنا بتلاؤ کہ سنبلیوں کی ملامت سے تم کو کیا نقصان پہنچے گا۔ کیا تمہاری عبادت قبول نہ ہوگی۔ یا صغار توجہ جانی رہے گی یا درگاہِ خداوندی میں سے رد کر دئے جاؤ گے معشوقہ تراو برسرِ عالم خاک

ترجمہ: تمہارا معشوق تم کو مل جائے اور اوروں کے سر پر خاک

والسلام

مکاتوب: نیز حضرت خواجہ قدس سرہ نے شیخ کو لکھا ہے کہ اے میرے عزیز! ہدایت مطلق صا زاع البصائر و صا طغی کے پرتو میں ہے کہ باطن سالک محبت ذات اقدس میں گرفتار رہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ باوجود درود و دوری کے تمام مقام و مشاہدات و مراتب و اطوار اس کی ہمت کے سامنے حقیر رہیں۔

رندے چند ند کس ند اند چن ندند برنیہ و نقد ہر د علم خندند

ترجمہ: چند رند ایسے ہیں کہ ان کو کوئی نہیں جانتا وہ دنیا کے نقد اور ادھار پر ہنستے ہیں۔

ایسی حانت والا شخص سالک اس حالت سے علیحدہ ہونے پر مقام بندگی میں پہنچ کر اہم

الْفَقْرُ اِذَا تَمَّ هُوَ اِلَلّٰہُ اِیْسِ اِسْت
الْفَقْرُ اِذَا تَمَّ هُوَ اِلَلّٰہُ اِیْسِ اِسْت

یہ معنی بے استغراق و کشش الہی جل جلالہ کے پانا اور بغیر معلوم کئے اس امر کے کہ یہ کشش دست و پا اور صور کائنات اور اشباح عالم کی سراب سے زیادہ نہیں ہے، میسر نہیں ہو سکتے۔ آپ کا کلام شریف ختم ہو گیا۔

جب حضرت خواجہ قدس سرہ نے دارالخلا کا سفر فرمایا تو شیخ
حرمین شریفین کی حاضری نے آوارہ دلی کی وجہ سے سیر و سیاحت بلا کو اختیار فرمایا اور
اکثر ممالک ہندوستان و کشمیر کی سیر کر کے زیارت حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و کرامتاً کی طرف متوجہ
ہوئے ان ممالک متبرکہ کے ساکنین کو آپ سے نہایت اخلاص پیدا ہوا۔ شیخ محمد علان قدس سرہ کہ عیان
دکا بر حرم سے تھے اور اس دیار منبع الانوار کے اکابر میں علم اور پرہیزگاری اور عمل و ریاضت و قناعت میں
مہتر تھے۔ آپ کی ارادت میں داخل ہوتے اس سے آپ کو اس سرزمین میں بہت شہرت ہوئی۔ شیخ کو
دیار عرب میں شیخ شیخ علان کہا جاتا ہے۔ آپ مختلف دفعہ دیار عرب سے دیار عجم میں آئے۔ اور پھر حج کے
وقت ان ممالک شریفہ میں پہنچ گئے۔

ایک بار آپ ولایت لہسہ اور بصرہ میں تشریف لے گئے۔ یہاں ایک جماعت کثیر اور جم غفیر آپ
کی ارادت میں داخل ہوئی۔ گرمی صحبت اور اجتماع احباب ارباب جمعیت مرتبہ کمال کو پہنچ گیا تھا۔ کہ
زمانہ عرفت نزدیک آیا۔ پس آپ بے قرار ہو گئے اور اس ہنگامہ کو درہم برہم کر دیا اور مشیخت کو ایک
طرف رکھ دیا اور یہیں سے لباس احرام پہن کر ایک اونٹنی اور دو خادماؤں کے ساتھ اللہ پر توکل کر کے
فقر و فاقہ کے ساتھ بیت اللہ اور رومۃ منورہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔
ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ اس سال یعنی ۱۰۳۷ ہجری میں جبل عرفات پر میں نے شیخ کو دیکھا
کہ ان کے احرام کے کپڑے زیادہ دن گزر جانے کی وجہ سے نہایت میلے ہو گئے تھے۔ اور آپ کے سر
اور ڈاڑھی کے بال پریشان اور چہرہ غبار آلود ہو گیا تھا۔ آپ کی ریش مبارک سفید اور چشم سرخ سفر کا بلکہ شتر
دیگر کا پتہ دے رہی تھی۔ شیخ صاحب کی اس حالت کمال کو دیکھ کر میں بہت متاثر الحال ہوا۔ اور میرا اعتقاد
آپ کی جانب اور زیادہ ہو گیا۔ بدیت

دوست آوارگی ہمی خواہد رفتن حج بہانہ افتادہ

ترجمہ: اس حال میں آپ نے فرمایا کہ میں مہینوں اور برسوں جنگلوں اور بیابانوں میں پھرا۔ اور این و آن کو آزماتا رہا۔ مگر اب میں اپنے مولا کے گھر کی جاروب کشی کر رہا ہوں تاکہ یہیں خاک ہو جاؤں۔ مصرعہ
خوش آں سریکہ برآں آستانہ خاک شود

ترجمہ: وہ کہیں اچھا سر ہے جو اس آستانہ کی خاک ہو جاتے۔

اسے زمانہ میں کہ اب ۱۰۴۶ ہجری ہے آپ کی عمر شریف قریب نوے سال کے ہے۔ آپ نے بیت اللہ شریف کے قریب ایک زمین خریدی ہے اور وہیں سکونت پذیر ہو گئے ہیں۔

آپ ہمیشہ حجرہ خلوت میں رہتے تھے۔ اور آنے جانے والوں سے بقدر ضرورت مل لیتے تھے اور ان کا نام و مقام دریافت کر کے رخصت کر دیتے تھے۔ پادشاہان ممالک آپ کے دیدار سے برکت حاصل کرنے کی فکر میں رہتے تھے۔ اگر آپ کی مرضی ہوتی تو ان کو اندر طلب کرتے ورنہ کہہ دیتے کہ دوسرے وقت آؤ۔ الحاصل ممالک عرب و شام و روم کے ملوک و امرا و عوام الناس جناب شیخ سے نہایت اعتقاد رکھتے تھے اور آپ ان ممالک میں آفتاب سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کے مختلف رسائل ارباب ذوق و احوال کے اطوار و اقوال کے بیان میں ہیں۔ آپ نے اہل عرب کی فائدہ رسانی کے لئے حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے بعض رسائل فارسی کا عربی میں ترجمہ کیا۔ اور اثبات پیری و مریدی میں لکھا ہے۔ علمائے ظاہر کہتے ہیں کہ پیری و مریدی بدعت ہے۔ آپ نے اس کا رد فرمایا ہے۔ تعلیم اذکار میں آپ کا ایک رسالہ ہے۔

توضیح قدسیہ: خواجہ عبداللہ انام اصفہانی قدس سرہ کے اس قول میں جو نفحات میں مذکور ہے کہ اولاً اس شخص کی صورت کو جس سے یہ نسبت حاصل کی گئی ہے خیال میں لائیں۔ حضرت شیخ اس قول میں لکھتے ہیں کہ فَيَنْبَغِي أَنْ تَجْعَلَ صُورَةَ الشَّيْخِ عَلَى كَيْفِكَ الْإِيمَنِ فِي خِيَاكَ وَتَعْتَبِرَ عَنْ كَيْفِكَ إِلَى قَلْبِكَ أَمْراً مُمْتَدّاً وَنَاقِياً بِالشَّيْخِ عَلَى ذَلِكَ الْأَمْرِ الْمُمْتَدِّ وَتَجْعَلَ فِي قَلْبِكَ قِيَامَ سِرِّجِي بِذَلِكَ حُصُولَ الْبَيِّنَاتِ وَأَثَرِ الذِّكْرِ فِي زَمَانِ النَّفْثِ مُنْتَفِي عَنْكَ وَجُودَ الْبَشَرِيَّةِ فِي زَمَانِ الْإِنْبَاتِ لِيُظْهِرَ فِيكَ أَثَرُ مَنْ الْأَثَرِ تَصَرُّفَاتِ الْمَجْدُ بَاتِ الْإِلَهِيَّةِ وَالْأَثَرِ مُتَفَادٍ بِحَسَبِ الْإِسْتِعْدَادِ فِي بَعْضِ

اَقْلُ مَا يَحْصِلُ لَهُ السُّكْرُ وَالْغَيْبُ وَلَبَعْدُ ذَالِكَ يَتَحَقَّقُ لَهُ الْعَدَمُ وَبَعْدُ يَتَشَرَّفُ
 بِالْفَنَاءِ كَمَا قَالَ الشَّيْخُ عَبْدُ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَدَسَ سِرُّهُ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الْآيَةِ
 وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ أَيْ نَسِيتَ غَيْرُكَ ثُمَّ نَسِيتَ ذِكْرَكَ ثُمَّ نَسِيتَ فِي ذِكْرِ
 الْحَقِّ آيَاتِكَ - ترجمہ: پس تولے طالب صورت شیخ کو اپنے سیدھے کاندھے پر خیال میں لا اور اپنے
 دائیں بازو سے قلب تک ایک خط دراز فرمیں کر۔ پس اس صورت کے ساتھ اس امر ممتد کی مشافی کرتا
 رہ اور اس خط کو اپنے قلب میں داخل کرتا رہ۔ پس اس سے تجھے غیبت حاصل ہوگی۔ ذکر کا اثر یہ ہو کہ
 نفی کے وقت وجود بشریت کی تجھ سے نفی ہو جائے اور شبہات کے وقت تصرفات جذبات النبیہ
 تجھ میں پیدا ہو جائیں۔ اور اثر لجام استعداد کے متفاوت ہوتا ہے۔ بعضوں کو سکر اور غیبت دونوں ہوتے
 ہیں۔ اس کے بعد عدم متحقق ہوتا ہے اور اس کے بعد طالب فنا سے مشرف ہوتا ہے شیخ عبد اللہ انصاری
 قدس سرہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ یاد کر تو اپنے پروردگار کو جب تو بھول جاتے۔ یہ فرمایا ہے کہ اس
 کے غیر کو بھول جائے۔ پھر تو اپنے ذکر کو بھول جاتے۔ اور پھر ذکر حق میں تو اپنے آپ کو بھی بھول جاتے۔
 آپ کی عمر گرامی ننانوے سال کی تھی کہ مکہ مکرمہ میں شعب شنبہ وقت عشا ۲۲ ربیع الاول ۱۰۵۲
 ہجری میں وفات ہوئی۔ آپ کا مزار پر انوار مکہ معظمہ کے ایک باغ میں جس کو آپ نے اپنی قبر کے لئے
 بنایا تھا، واقع ہے۔ آپ کی وفات کی دو تاریخیں فخر العلماء و قطب دودان رفت ہیں۔

خواجہ حسام الدین احمد قدس سرہ

آپ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہ کے بڑے مریدوں اور غلص احباب میں سے ہیں۔ آپ
 کی پیدائش ۹۷۷ ہجری میں بلاد بخشاں کے ایک قصبہ قندوز میں ہوئی۔ آپ کا نسب شریف ایک طرف
 سے حسن بصری قدس سرہ تک پہنچتا ہے اور دوسری طرف سے امام زاہد مصنف تفسیر زاہدی سے ملتا ہے؛
 آپ کے والد ماجد قاضی نظام الدین بخشاں کا بر علماء میں سے تھے اور مولانا سعید ترکستانی
 پیدائش اور مولانا احمد جدی کے تلامذہ سے تھے۔ آپ ۹۸۱ ہجری میں ہندوستان میں آئے
 اور زمرہ امراء کبار سلطان ابی المنظر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ میں منسلک ہوئے و حضرت خواجہ حسام الدین

احمد بھی اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ ہند تشریف لائے اور والد بزرگوار کی وفات کے بعد بزمانہ کم سنی امارت و جاہ کی قیود میں مبتلا رہے اور اسی زمانہ میں حضرت حاجی رمزی سے سند اجازت مصافحہ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل کی۔ جس کا ذکر مفصلاً ہم نے سنوات الاتقیاء میں کیا ہے۔ اور ان کی برکات صحبت سے درویشی و خدا طلبی کا باغ آپ کے سینہ بے کینہ کی وسعت میں جڑ پکڑ چکا تھا۔ آپ کا دل ہمیشہ صحبت فقر کی طرف مائل رہتا تھا۔ اور خلوت و گوشہ نشینی کا متلاشی۔ آپ اس زمانہ میں حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا کرتے تھے اور حضرت کی توجہات عالیات اور برکات فائضات اور آپ کی صحبت کثیر البرکات سے فقر و نیستی کا شوق آپ کے دل میں روز بروز زیادہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک روز جذبہ الہی پہنچا اور اس طریقہ کے عشق کا جنون پر فنون آپ پر غالب رہا۔ پس آپ نے تمام اسباب دولت کو ٹھکڑا دیا۔ اور اذیم دار ٹاٹ کا لباس پہن لیا۔ چونکہ بادشاہ داراجاہ کو آپ سے عنایت خاص تھی۔ ابوالفضل وزیر سلطان حضرت خواجہ قدس سرہ سے نسبت مصاہرت رکھتا تھا۔ بادشاہ اور وزیر دونوں نے آپ کو بہت تکلیفیں پہنچائیں تاکہ آپ کو فقر کے راستہ سے غنا کے راستہ پر لوٹائیں۔ آپ نے یہ حال حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے اس فذیر کو جو آپ کا دشمن تھا تیغ بے دریغ باطن سے قتل کر دیا جس کا بیان حضرت خواجہ قدس سرہ کی کرامات میں گزر چکا ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ قدس سرہ آپ کو ظاہر میں حلال سے اند باطن میں کمال سے تربیت فرماتے تھے۔ ظاہر میں آپ اپنے پاس سے نکال دیتے تھے اور باطن میں بلاتے تھے۔ رباعی

خوش ناز نیست ناز خوب رویاں ز دیدہ راندان و از دیدہ جویاں

بیچشے ناز بے اندازہ کردن بہ دیگر چشم عذر سے تازہ کردن

تہجیدہ: معشوقوں کا ناز بھی عجیب ہوتا ہے، آنکھ سے ایک مرتبہ کسی کو گرا دیتے ہیں اور پھر اس کی تلاش کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ بے حد ناز ہوتا ہے دوسری مرتبہ معذرت چاہتے ہیں۔

جناب خواجہ حسام الدین احمد قدس سرہ سے منقول ہے کہ میں لاہور میں تھا کہ میں

نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ گھوڑے پر سوار ہیں اور غلائق کا ایک جم

غفیر آپ کی خدمت میں دوڑ رہا ہے اور لوگ ہر جانب سے آپ کو کہہ رہے ہیں کہ یہ بزرگ قطب

قطب وقت

اس عبارت کی تصریح صفحہ ۲ میں ہو چکی ہے ۱۲ (ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب)

وقت ہیں۔ اس خواب کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور قبول کی تمنا کی۔ حضرت نے اظہار
معذرت فرمایا۔ مجھ پر یہ گریہ وزاری اس طرح ہوئی کہ ایک شور پیدا ہوا اور لوگ چاروں طرف سے میری
طرف دوڑے اور تمام درویش اور صوفی میری گریہ وزاری دیکھ کر رونے لگے۔ میں اس گریہ وزاری کی
حالت میں کہتا تھا کہ یہ کیسا ناز انداز ہے کہ خود مجھ کو دکھاتے ہیں اور میرا دل پھین لیتے ہیں اور اب
عذر کرتے ہیں۔ میں کیا کروں اور کہاں جاؤں۔ میرے یہ الفاظ جو حضرت خواجہ قدس سرہ کے گوش
الہام یوش میں پہنچے تو آپ نے بسم فرمایا اور مجھ کو اپنے حضور میں طلب فرما کر تلقین ذکر کی اور جذبہ کے
القاسے نوازش فرمائی۔

بیعت

مانگریہ کو دے حلوہ فروش رحمت حق کے بھی آید بھوش

جب تک کہ حلوائی کا لڑکا مجبور ہو کر نہیں روتا خدا کی رحمت بھوش میں نہیں آتی۔

ایک دوست حضرت حسام الدین احمد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ قدس سرہ
بیعت کی خدمت میں میرے اعتقاد اور ارادت کا سبب یہ پیش آیا کہ آپ کی ذات
مبارک سے عرفہ دراز سے ملاقات تھی اور کمال درجہ کی صداقت اور خلوص حاصل تھا۔ ایک رات
میں حضرت خواجہ قدس سرہ کے مکان پر آیا۔ آپ اس وقت وضو کے لئے اٹھتے تھے۔ میں بے تکلفی
اور اتحاد کی وجہ سے حضرت خواجہ قدس سرہ کے فرش پر تکیہ لگا کر بیٹھ گیا اور مجھ کو نیند آگئی کہ حضرت
خواجہ وضو کر کے تشریف لے آئے اور حضرت مصیٰ پر کھڑے ہوئے اور لفظ الشہاک بوزبان سے
نکلا تو ایسے اچھلے کہ آپ کا سر مبارک چھت تک پہنچ گیا۔ حالانکہ چھت نہایت بلند تھی۔ پھر اتر کر جانماز
پر کھڑے ہو گئے۔ اس حالت کو دیکھ کر میرے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور اس بے تکلفی کو محسوس کیا اور آہستہ
سے وہاں سے نکل آیا دوسرے دن حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بہت کچھ ادب اور تعظیم سے
پیش آیا۔ آپ نے دل لگی سے دریافت فرمایا کہ خلاف عادت آج یہ تو وضع کیسی ہے۔ مجھ کو اپنی شب
کی سرگزشت یاد تھی۔ وہ عرض کی اور اس کی وجہ دریافت کی۔ اور اس بارے میں بہت ہی تواضع اور
نیاز مندی کی۔ تو ارشاد فرمایا کہ روج نے جب اپنے محبوب کا نام سنا تو چاہا کہ جسم سے مفارقت کرے،
لاچار ہو کر اچھلی اور جسم کو بھی قوت کے ساتھ اٹھالیا۔ اس کے بعد ستر حال کی غرض سے ارشاد فرمایا کہ ایسی
باتوں سے کیا ہوتا ہے۔ یہ کوئی کمال نہیں ہے۔ اس کے بعد میں نہایت انکساری کے ساتھ حضرت کی

خدمت میں حاضر ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا۔

کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے حضرت خواجہ حسام الدین احمد کو تعلیم
خدمت اور جانشینی طریقت کی اجازت عطا فرمائی۔ آپ نے عرض کیا کہ اگر اس خدمت سے
معذور رکھا جائے تو انسب ہے۔ مجھ میں اس بار عظیم کے برداشت کرنے کی طاقت کہاں ہے۔ حضرت
خواجہ نے چونکہ آپ کو اس قول میں صادق دیکھا۔ آپ کے عذر کو پسند کیا اور فرمایا کہ خوب کیا۔ جو آپ نے
خود کو اس کام سے رہا کر لیا۔

حضرت خواجہ کے مرض موت میں بیداری اور تیمارداری کی خدمات جو بڑی بڑی برکتوں پر مشتمل
تھیں آپ ہی سے متعلق تھیں۔ آنحضرت کی تجیز و تکفین کی خدمت بھی آپ ہی سے وقوع میں آئی اور
پیر دستگیر کی وفات کے بعد آپ ہی جانشین ہوئے اور وارد و صادر کی خدمت بھی آپ ہی سے متعلق
تھی اور پیر زادوں کی تعلیم اور ان کی لیسر برد کا انتظام بھی آپ ہی کے ذمہ تھا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا جب
کہ آپ کو حضرت خواجہ کے ساتھ عشق و محبت عظیم تھی اور آپ کی شیفتگی و فریفتگی آنحضرت پر کمال درجہ
کی تھی۔ آپ ہار ہا فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے خواجہ اصرار ہی ہمارے حضرت خواجہ کے لباس
میں جلوہ گر ہوتے تھے۔

معمولات آپ کا طریقہ انیقہ یہ تھا کہ نماز صبح سے طلوع آفتاب تک رو بہ قبلہ ہو کر مراقب
رہتے تھے اور ادائے نماز اشراق کے بعد اپنے پیر بزرگوار حضرت خواجہ قدس سرہ
کے مزار فیض آثار پر جو قدم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب شہر سے دو میل کے فاصلے پر واقع ہے
جایا کرتے تھے۔ اور تمام دن وہاں تلاوت قرآن شریف و نماز و مراقبہ میں مشغول رہتے تھے۔ کہتے ہیں
کہ روزانہ پندرہ پارے کلام مجید آپ تلاوت کیا کرتے تھے اور چند حدیثیں روزانہ مشکوٰۃ شریف کی مطالعہ
کیا کرتے تھے اور نماز عصر حضرت کے مزار پر انوار پر ادا کر کے شہر واپس آتے تھے۔

شفقت آپ حسن سلوک سے متصف تھے۔ خلقت نواز ہی عجوائے الشفقت علی الخلق لایا
واللہ کی مخلوق پر رحم کرنا، آپ کے چہرہ زیبا سے ظاہر تھی۔ باوجودیکہ ارباب دنیا اور اصحاب
غنا سے آپ کو نفرت تھی۔ تاہم حاجات فقرا پوری کرنے کے لئے آپ کی سفارشیوں ان کے پاس
جایا کرتی تھیں۔ آپ کے بعض مخلصین نے آپ کی سفارشیوں سے بعض دنیا داروں کو کبیدہ دیکھ کر

آپ سے عرض کیا کہ اس بارہ میں آپ کمی اختیار فرمائیں۔ مگر جب کوئی حاجت مند آجاتا تو چونکہ خلق خدا پر آپ کی بہت شفقت تھی اس لئے آپ بے اختیار ہو جاتے۔ اور جس کام کے لئے حاجت مند التماس کرتے اس کی ہایت آپ فوراً سفارش فرما دیتے۔

ایک دفعہ ایام شباب میں یہ حقیر قلیل البضاعت بطریق سیر لاہور آگیا۔ اس عرصہ میں آپ بھی وہیں مقیم تھے۔ میں بھی آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ آپ اس وقت وضو کے ارادہ سے اٹھے تھے۔ فقیر کی ملاقات سے بہت کچھ اظہار مسرت فرمایا اور مصافحہ و معانقہ سے امتیاز بخشا اور فرمایا کہ آپ مکان میں تشریف رکھیں۔ میں بھی وضو کر کے آتا ہوں۔ پھر آپ تشریف لائے اور ظہر کی نماز میں نے آپ کی خدمت میں ادا کی۔ بات چیت سے فرصت پانے کے بعد آپ کچھ دیر تک رُو بہ قبلہ مراقب رہے اور فقیر بھی آپ کے ساتھ مراقب رہا۔ مراقبہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے دسترخوان طلب فرمایا۔ دو کاک اور ایک کاسہ نشربت حاضر کئے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ دہلی سے خبر آتی تھی کہ حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہ کا عرس کل ختم ہو گیا۔ کل ہمارے پاس کچھ خرچ کو نہ تھا۔ آج کہیں سے کچھ ہمارے ہاتھ میں آگیا تھا۔ اس لئے آپ کے فائزہ کی نیت سے کاک پکائے گئے۔ خدا کا شکر ہے کہ میں آپ کی ہم کاشی سے مشرف ہوا۔ چونکہ آپ حاجت مندوں پر بے حد شفیق تھے۔ اور خلقت کی حاجت روائی پر بہت حرصیں تھے۔ اس لئے آپ نے خیال فرمایا کہ ممکن ہے کہ فقیر بھی کسی امیر کے نام آپ کی سفارش لینے کے لئے حاضر ہوا ہو۔ پس فرمایا کہ آج کل دہلی سے پروانہ آیا ہوا ہے کہ اپنے باکمال مریدوں اور درویشوں کے نام لکھ کر بھیج دوں۔ اسی کے علاوہ یہ بھی حکم ہے کہ ایسے امرا و صاحبان ہمت کے ناموں سے بھی اطلاع دی جائے جو آپ کے معتقدین اور نیاز مندوں میں سے ہوں۔ مناسب ہو تو میں تمہارا نام بھی اس فہرست میں شامل کر کے کچھ سفارش کروں۔ میں نے عرض کیا کہ فقیر صرف لاہور کی سیر کے لئے آیا ہے نہ کہ اس نیت سے اور آپ کی ملازمت خاصاً للہ تعالیٰ حاصل کی ہے نہ کسی اور غرض کے لئے۔ آپ اس بات کو سن کر بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا کہ کیوں نہ ہو آخر آپ حضرت مجدد مہتاب قدس سرہ کے صحبت یافتہ اور ان سے تربیت یافتہ ہیں۔

۱۔ روٹی کی ایک قسم جو ٹکیہ کے مثل ہوتی ہے بعض کہتے ہیں کہ روغنی ٹکیہ (کشوری)

قدسیہ: ایک روز آپ کے حاضرین مجلس مقدس میں سے ایک
امیروں کی بے توہمی صاحب نے اغیار اور امراء وقت کی شکایت مشروع کی کہ فقراء

کی عزت کا خیال نہیں کرتے ہیں اور اس گروہ کی تعظیم بجا نہیں لاتے ہیں۔ جیسا کہ امراء سابق بجا
لایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اے برادر اس زمانہ کے فقراء کے لئے اس کو بھی خدا نے تعالیٰ کی
حکمتوں میں سے جاننا چاہیے کیونکہ فقراء سابقین دنیا اور دنیا داروں سے اس قدر بچتے تھے کہ ہر چند
امراء ان سے ملاقات اور رابطہ رکھنا چاہتے تھے مگر وہ ان کی صحبت سے فرار فرماتے تھے۔ اور اس
زمانہ کے فقراء کا یہ حال ہے کہ اگر امراء ان کی طرف آئیں اور ان سے اعتقاد اور اتحاد قائم کریں تو ان
کے طرز اور اطوار میں یقیناً خلل پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے کرام الہی نے فقراء کیسے امراء کی عقیدت کی
کمی اور تنہ خوئی کو فقراء کی حالت کا نگہبان اور محافظ بنایا ہے۔

حضرت خواجہ زادہ خواجہ عبید اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے مقامات کے بیان میں ایک
کتاب علیحدہ تصنیف کی ہے۔ اس لئے فیر نے یہاں آپ کے حالات مفصل بیان نہیں کئے۔ آپ
کی وفات غزہ صفر ۱۰۴۳ ہجری میں جو ایک غمگین سال تھا ہوئی۔ آپ کو اکبر آباد میں دفن کیا گیا اور کچھ مدت
کے بعد وہاں سے منتقل کر کے دہلی لے آئے۔ اب آپ کی قبر منور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک
کے قریب اور آپ کے پیر بزرگوار کے مزار پر انوار کے نزدیک واقع ہے۔

شیخ الہ داد قدس سرہ

آپ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہ کے قدیم اصحاب سے ہیں۔ حضرت خواجہ کے سفر مار النہر
سے قبل آپ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور حضرت کی عنایت بے غایات حاصل فرمائی اور ذکر و مراقبہ
حاصل کیا۔ لیکن اس سفر میں حضرت خواجہ کی رفاقت آپ کو میسر نہ ہوئی۔ جو لوگ اس سفر میں حضرت کی رفاقت
سے الگ رہے ان کو حضرت نے آپ کی محبت اختیار کرنے کے لئے حکم دیا اور آپ کو اپنی جگہ پر قائم فرمایا
تاکہ لوگوں کا اجتماع قائم رہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ نے سفر سے قبل اپنے ایک مجلس کو تحریر فرمایا تھا کہ آج کل
سیر ولایت کی خواہش قوی ہو گئی ہے۔ امید ہے کہ چند روز کے بعد روانگی ہو جائے۔ شیخ الہ داد نے حرات

کر کے یہیں رہنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ جو لوگ اس کے رفیق رہیں گے۔ ان کے لئے مبارک بادی اور عظیم کامیابی ہے۔

داغ بے یاری و درد بے دلی ایں ہمہ بر خود پسندیدیم در رفت

ترجمہ: تنہائی اور بے دلی کا داغ ہم نے اپنے لئے پسند کر لیا اور چلے گئے۔

جز شمس کو ان کی محبت میسر آجائے بہت غنیمت ہے۔ قسم ہے عزت خدا کی کہ میں نے یہ تکلفاً

نہیں کہا ہے۔

داویم تراز گنج مقصود نشان گر ماہر سیدیم تو شاید بہ رسی

ہم نے تجھے گنج مقصود کا نشان دے دیا ہے۔ گر ہم نہیں پہنچ سکے تو شاید آپ ہی پہنچ جائیں۔

نیز اسی سفر کے اثناء میں آپ نے شیخ الہ داد کا، عرضداشت کے جواب میں جو طریقت کے دقائق و

حقائق پر مشتمل ہفتی یہ خط تحریر فرمایا تھا :-

مکتوب: برادر ارشد! شیخ الہ داد اپنے اس دعا گو متعقد کی توجہ اور فائزہ سے امداد کرتے

رہیں اپنی اس پریشانی و ضلع اور بے استقامتی پر نہایت بے حیائی ہے کہ ہم تصوف کے بارے میں کچھ

کلام کریں اور طریق انجذاب کے دقائق اور منتہائے کشف کے حقائق کو بیان کریں

از خود طلب ہر آنجہ خواہی کہ توئی

بہر حال ایک وصیت کرتا ہوں اس کو کسی حال میں ہاتھ سے نہ جانے دینا۔ وہ یہ ہے کہ ہماری طرح

ہرزہ گرد اور بیابان پیماتم مت رہو۔ اپنی نسبت کی محافظت کرو اور اس کو عزیز رکھو۔ کیونکہ نسبت کبریت

احمر سے زیادہ کم یاب ہے۔ شَمَّ کَلَامُہَا

جب حضرت خواجہ قدس سرہ اس سفر مہمنت اثر سے مراجعت فرما ہوئے تو شیخ موصوف حضرت

راہ خدمت میں ملتزم رہے اور اپنے پیر بزرگوار کے در دولت سے جام فیضان اور ساغر معارف نوش کئے۔

کہتے ہیں کہ الیکر دیشو موصوف مسجد فیروزہ کی چھت پر چند دوستوں کے ساتھ مراقب تھے کہ شیخ پر ایک کیفیت

غالب ہوئی۔ آپ جوش و خروش اور مستی کی حالت میں نعرے مارتے ہوئے روانہ ہوئے اور فریب تھا کہ

مسجد کی چھت سے جو سطح زمین سے تیس یا چالیس گز اونچی تھی، گر پڑیں۔ ایک نوجوان نے آپ کو پکڑ لیا۔

الحاصل حضرت شیخ ارباب ولایت کے اخلاق اور اطوار سے متصف تھے۔ آپ پر فنا و مستی غالب

مہدی اور ہمیشہ خلوت و گوشہ نشینی میں بسر کرتے تھے۔ اس صاحب کمال کی وفات ماہ رمضان المبارک ۱۰۴۹ ہجری میں واقع ہوئی۔ آپ کی قبر انور مزار حضرت خواجہ قدس سرہ سے جانب مغرب میں ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْصَّوَابِ وَالْبَيْتُ الْمَرْجُمُ وَالْمُنَابِثُ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی حسن توفیق سے یہ نسخہ شریفہ دفاتر اول حضرات القدس کا جو ذکر مقامات مشائخ سلسلہ علیہ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم پر مشتمل ہے اتمام پایا اور انجام کو پہنچا۔

حدیث حضرت اولیاء

۱۹۷۹ء

تالیف مالوف بدرالدین سرہندی نور اللہ مرقدہ

۱۹۷۹ء

ہے جس میں ذکرِ ارباب بصیرت
ہیں یہ تذکارِ اہلِ فتنہ و صفوت
سبھی کہتے ہیں بدرِ چرخِ حکمت
یہ تالیفِ مقدس، نہ تو بصورت
ہو ان پہ روز و شب اللہ کی رحمت
ہے مجھ پر ان کا لطف بے نہایت
تھی جس کی اہل دانش کو ضرورت
ہوتی ہے آج تجدیدِ طباعت
”منازع گوہر بحیرہ ولایت“

یہ تصنیف گرامی خوش طباعت
یہ ہے تصویرِ ایامِ گزشتہ
وہ بدرالدین سرہندی کہ جن کو!
صلہ ہے اُن کی ذہنی کاوشوں کا
گرامی قدرِ اشرف اور اکرم
شرفِ النفس ہیں دونوں برادر
مقدس ہستیوں کی ہے یہ تاریخ
ہے ان کی عسرقِ ریزی کا نتیجہ
سن ترتیب اس تصنیف کا ہے

۱۳۹۹ھ
مردانِ حق آگاہ کے یہ سوانحِ حیات

تاریخِ صالحینِ سلف ہے یہ بالیقین

تھی فکرِ سالِ طبع تو ہاتھ نے دی صدا

کہہ دو قمر کہ سالِ اشاعت ہے شخصیات

۱۴۰۱ھ

اسیرِ خلوصِ اربابِ دانش قمرِ یزدانی

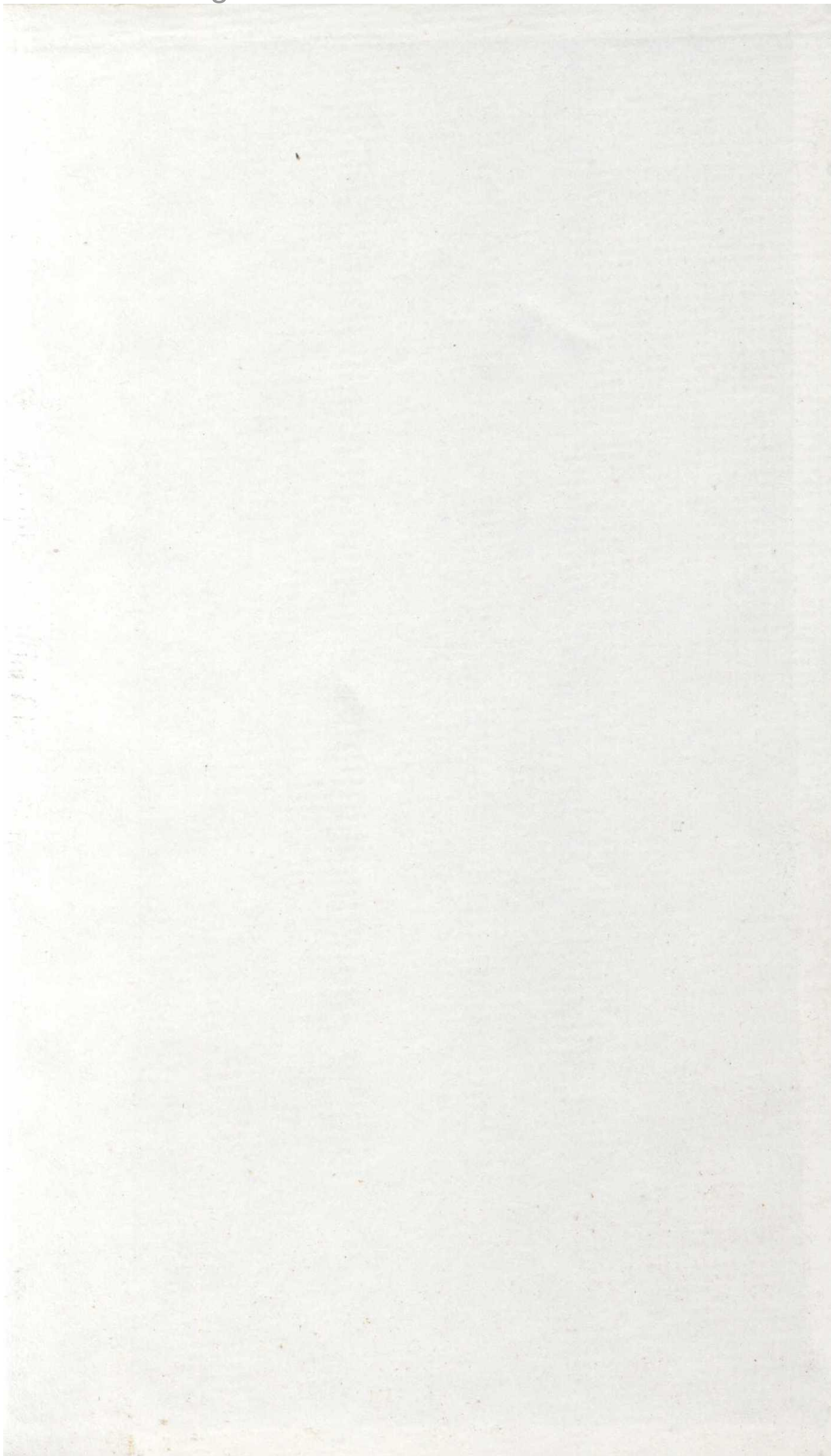
۱۹۸۰ء

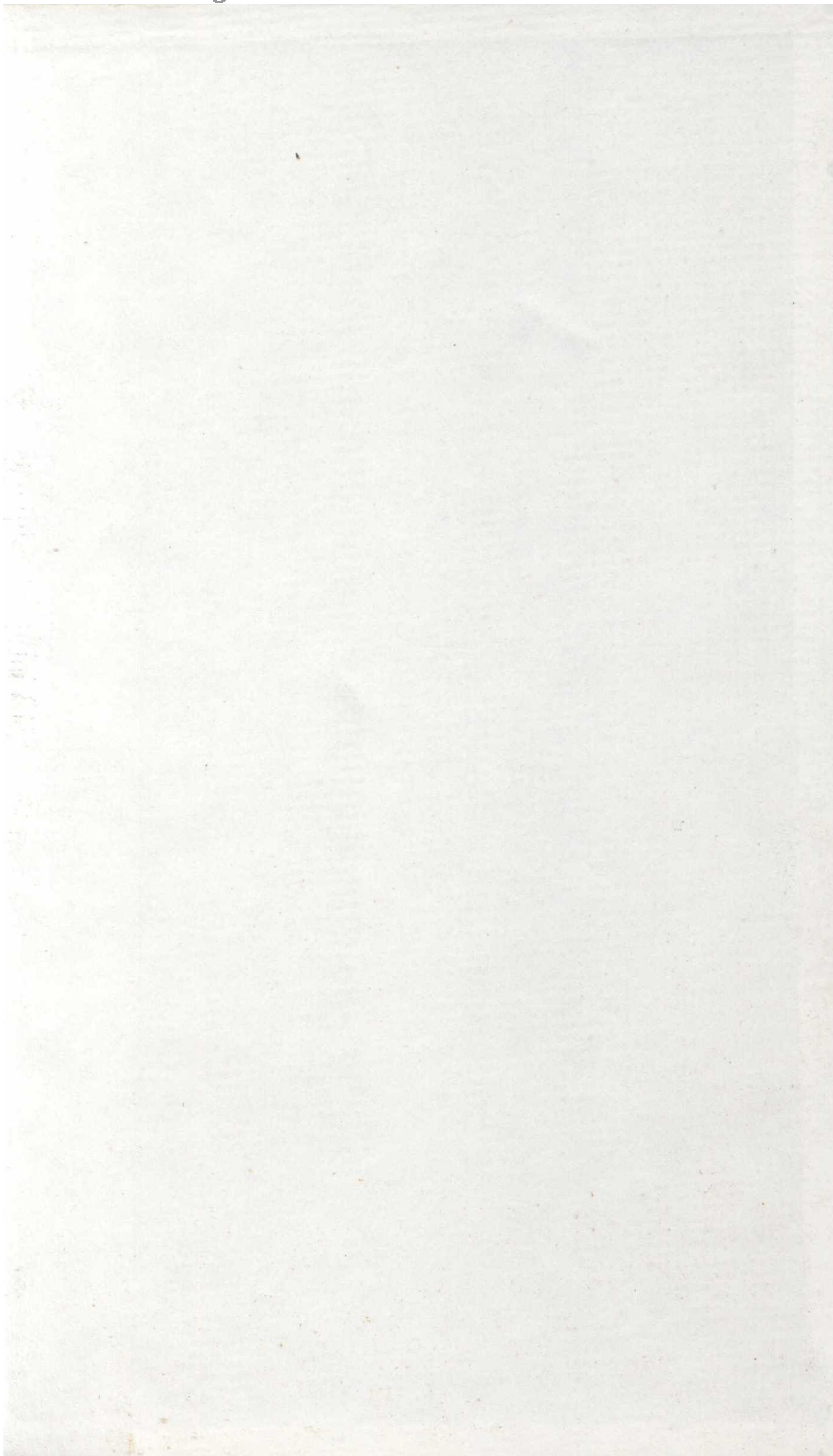
کتابیات

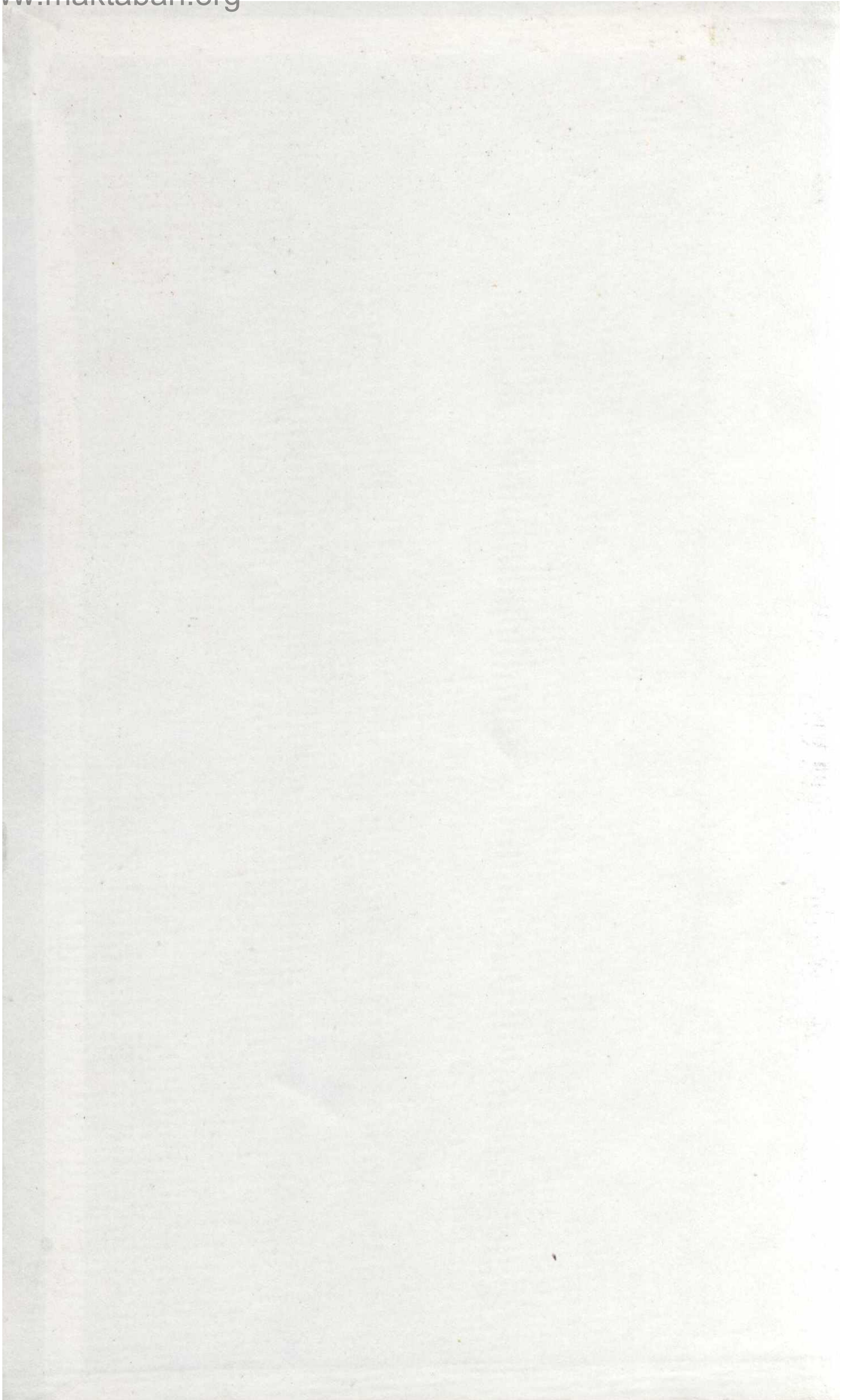
نمبر شمار	صاحب کتاب	نام کتاب	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱	اللہ تعالیٰ	قرآن مجید	مطبوعہ لاہور	
۲	امام احمد بن حنبل	مسند امام احمد	مطبوعہ مصر	
۳	امام ربانی احمد سرسندی	مکاشفات عینیہ	مطبوعہ ادارہ تجدید کراچی	۱۳۸۴ھ
۴	امام احمد بن حجر ہتیمی	الصواعق المحرقة	مکتبۃ القاہرہ مصر	۱۳۸۵ھ
۵	احمد بن محمد الصادق	تفسیر صادی	مطبع مصطفیٰ البابی مصر	۱۳۶۰ھ
۶	احمد یار خاں گجراتی	نور العرفان	مطبوعہ لاہور	
۷	اشرف علی تھانوی	التشرف	مطبوعہ حیدرآباد (دکن)	
۸	جلال الدین عبدالرحمن سیوطی	المجامع الصغیر	مطبوعہ لاہور	۱۳۹۴ھ
۹	جلال الدین عبدالرحمن سیوطی	تاریخ الخلفاء	مطبع مجتبیٰ دہلی	۱۳۲۸ھ
۱۰	جلال الدین عبدالرحمن سیوطی	تعقبات	مطبع محمدی لاہور	۱۳۰۳ھ
۱۱	جلال الدین عبدالرحمن سیوطی	اللاالی المصنوعہ	مطبوعہ مصر	
۱۲	رفیق دلاوری	سیرت ذوالنورین	مطبع حسینیہ لبنان	۱۳۸۹ھ
۱۳	زوار حسین شاہ	حضرت مجدد الف ثانی	مطبوعہ ادارہ تجدید کراچی	۱۳۹۲ھ
۱۴	زید فاروقی مجددی	کلیات باقی	مطبع دین محمدی لاہور	
۱۵	امام سلیمان بن اشعث	سنن ابی داؤد	مطبع مجتبیٰ دہلی	۱۳۱۶ھ
۱۶	صلاح بن مبارک بخاری	انیس الطالبین اردو	مطبوعہ لاہور	
۱۷	عالم دین قاضی	مکتوبات شریف خواجہ باقی باللہ	مطبع مشہور عالم لاہور	
۱۸	عبداللہ انصاری	طبقات الصوفیہ	مطبوعہ کابل (افغانستان)	۱۳۴۱ھ

نمبر شمار	صاحب کتاب	نام کتاب	مقام اساعت	سن اشاعت
۱۹	عبدالرحمن جامی	نعمات الانس	مطبع نرگشود بکھنڈ	۱۳۲۳ھ
۲۰	عبدالرحمن جامی	مشواید النبوت (اردو)	مکتبہ نبویہ لاہور	
۲۱	عبدالرحمن صفوری	نزهتہ المجالس	مطبوعہ مصر	
۲۲	عبدالکریم قشیری	رسالہ قشیری	مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت	
۲۳	عبدالرؤف مناوی	کنوز الحقائق	مطبوعہ لاہور	
۲۴	ابوہاب شعرائی	الطبقات الکبریٰ	مطبع مططفی البابی مصر	۱۳۸۳ھ
۲۵	علامہ الدین علی المتقی	منتخب کنز العمال	مطبوعہ مصر	
۲۶	علی بن عثمان بجوری	کشف المحجوب	مطبع معارف لاہور	۱۳۹۸ھ
۲۷	علی بن حسین الواعظ کاشفی	رشحات	مطبع نرگشود بکھنڈ	۱۳۲۳ھ
۲۸	علی بن یوسف شطنوفی	بہجتہ الاسرار	مطبع مصطفیٰ البابی مصر	
۲۹	فرید الدین عطار	تذکرۃ الاولیاء	مطبع ناظری لاہور	۱۲۸۲ھ
۳۰	امام محمد بن اسماعیل بخاری	بخاری شریف	اصح المطابع کراچی	۱۳۸۱ھ
۳۱	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی	ترمذی شریف	مطبع مجتبائی دہلی	
۳۲	امام محمد بن یزید ابن ماجہ	ابن ماجہ شریف	مطبع صدیقی لاہور	۱۳۱۰ھ
۳۳	محمد بن محمد الجبیری	حصن حصیہ	مطبع روٹری لاہور	۱۳۴۳ھ
۳۴	محمد بن یحییٰ اندلسی	التمہید والبيان	مطبع دارالثقافۃ بیروت	۱۹۶۴ء
۳۵	محمد بن یحییٰ تادفی	قلاۃ الجواہر (اردو)	مطبوعہ اللہ والے لاہور	
۳۶	محمد بن السید درویش	اسنی المطالب	مطبع مصطفیٰ احمد مصر	۱۳۵۵ھ
۳۷	محمد صدیق خواجہ	حیات باقیہ	مطبوعہ دہلی	۱۳۲۲ھ
۳۸	محمد ہاشم کشمی	زیدۃ المقامات	محمود پریس بکھنڈ	۱۳۰۲ھ
۳۹	محمد یعقوب پیرخی	رسالہ انسیہ	مطبع مجتبائی دہلی	
۴۰	محمد فضل اللہ	عمدہ المقامات	مطبوعہ لاہور	۱۳۵۵ھ

نمبر شمار	صاحب کتاب	نام کتاب	مقام اشاعت	سن اشاعت
۴۱	محمد سلیمان منصور پوری	رحمۃ اللعالمین	مطبوعہ لاہور	
۴۲	محمد حسن ڈاکٹر	ترجمہ رسالہ قشیریہ	مطبوعہ راولپنڈی	۱۳۹۰ھ
۴۳	محمد ذکریا سہارنپوری	فضائل حج	مطبع تاج دہلی	۱۳۸۵ھ
۴۴	مسلم بن الحجاج	مسلم شریف	مطبع مجتہائی دہلی	۱۳۱۹ھ
۴۵	ولی الدین محدث	مشکوٰۃ شریف	مطبوعہ کراچی	۱۳۶۱ھ
۴۶	ولی الدین محدث	اکمال فی اسماذالرجال	مطبوعہ کراچی	۱۳۶۱ھ
۴۷	ولی اللہ شاہ	قرۃ العینین	مطبع مجتہائی دہلی	۱۳۱۰ھ







جلوہ قدرت
بارہ میلادی
چار زندہ نبی
سیرت ثقت اعظم
جہان نر سیک
راہنما قابلیت
مکاتفہ القلوب
خطبات مجدیہ
خطبات دوزانی
دوزانی حکایات
شان عیب الباری
قبول حالات
عینیہ الطائین
مسلمان کا عقیدہ
بزرگ خدیر الہ
یانح گوہراں
تذکرۃ الاولیاء
سقاہت
اور
جہاری ذمہ الیاں

تختہ القادریہ
سید صدیق اکبر
خزینہ نعمت
جہان اولیاء
سر الاسرار
قبول اسلام
کے واقعات
کشف المحجوب
شاہان گوہر

پہلے توفیق کا نام
الوامدین
حدائق بخشش
جناب رسول اللہ کی نماز
تفریح الخاطر
مقرب الشیخ عبدالقادر
تختہ حقیقہ
سیرت
حضرت بزرگوار اعظم
عالم بنائے والی کتاب
خطبات شاہانہ
ابن ابی حفصہ
آداب رسول
آرواح الانبیاء
زلف و نچر
نماز کے احکام
نور المجاہدین
مہجرات رسول کریم

مولانا حافظ
خان محمد قادری
کی تقریریں
جنتی زیور
امام رضا اور شیخ مصطفیٰ
انوار الحدیث
میرت مصطفیٰ

کیا پ جانتے ہیں
فروع الغیب
قادی رضوی کتب خانہ
گنج بخش دوز لاهور
042-7213575